وفاة محدث الحجاز فی الصحافة السعودية

محدث اعظم حجاز کی وفات
اور
سعودی صحافت

تالیف

عبدالحق انصاری

فقیہ اعظم پبلی کیشنز بصیر پور (اوکاڑا)

وفاۃ محدث الحجاز فی الصحافة السعودیة

محدث اعظم حجاز کی وفات

اور

سعودی صحافت

تالیف

عبدالحق انصاری

فقیہ اعظم پبلی کیشنز

دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور (اوکاڑا)

نام کتاب: محدثِ اعظم حجاز کی وفات اور سعودی صحافت

تالیف: عبدالحق انصاری

کمپیوٹر کوڈ: AWAL/MUHADDIS.INP

صفحات: ۵۱۲

طبع اوّل: ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء

ناشر: فقیہ اعظم پبلی کیشنز بصیر پور شریف
ضلع اوکاڑا، پوسٹ کوڈ ۵۶۰۱۱، اسلامی جمہوریہ پاکستان

مطبع: اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز، لاہور

سرورق: حرم مکہ مکرمہ کا فضائی منظر
چھوٹی تصویر حرم مکہ کے قدیم باب السلام کی ہے، جس کے سامنے
ایک گھر میں محدث اعظم حجاز کی پیدائش ہوئی۔

ISBN 696-9079-24-5

9786969 079240 >

ھــــدیــــہ

حجاز
مقدس
کے
باشندگان
کی
نذر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ حَبِيْبِنَا وَ شَفِيْعِنَا وَ قَائِدِنَا وَ نُوْرِنَا وَ هَادِيْنَا مُحَمَّدٍ، صَلَاةً طَيِّبَةً مُبَارَكَةً مِّنْ عِنْدِكَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ، وَ سَلِّمْ عَلَيْهِ عَدَدَ مَخْلُوْقَاتِكَ فِي الْاَرْضِ وَ السَّمٰوٰتِ وَ مَا بَيْنَهُمَا مُنْذُ بِدَايَةِ الْخَلْقِ اِلٰى نِهَايَتِهٖ يَا اَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْنَ، وَ صَلِّ اللّٰهُمَّ وَ بَارِكْ عَلَيْهِ عَدَدَ حَبَّاتِ الرِّمَالِ وَ قَطَرَاتِ الْمِيَاهِ مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ وَ مَا دَامَتِ الْحَيَاةُ وَ اِلٰى اَنْ يَنْتَهِيَ الْكَوْنُ اِلٰى مُنْتَهَاهُ---

[سعودی محکمہ ڈاک کے ترجمان

عربی ماہ نامہ "واصل"، شمارہ اپریل ۲۰۱۱ء، صفحہ ۲۱ سے ماخوذ]

فہرست عنوانات

باب دوم

باب سوم

باب چھارم

باب پنجم

❁❁❁❁

حرف محبت

موت ایک اٹل حقیقت ہے، جس سے مفر ممکن نہیں --- اس دنیائے ہست و بود میں جو آیا، اسے دار فنا سے دار بقا کی طرف بہر حال سفر کرنا ہے:

ہر آں کہ زاد بہ ناچار بایدش نوشید
زجامِ دہر مئے "کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَان"

جانے روزانہ کتنے ہی مسافر عالم آخرت کی طرف روانہ ہوتے ہیں، تاہم ان میں کچھ ایسے افراد بھی ہوتے ہیں، جن کی رحلت کسی ایک فرد یا خاندان کے لیے نہیں بلکہ پوری ملت کے لیے کسی عظیم سانحے سے کم نہیں ہوتی --- موتُ العالِم موتُ العالَم

ایسے ہی چیدہ و چنیدہ رجال دین میں نہایت ہی ممتاز و منفرد اور محبوب و مقبول شخصیت محدث حجاز کی ہے، جن کے سانحہ ارتحال کا صدمہ پورے عالم اسلام بالخصوص عالم عرب نے شدت سے محسوس کیا---

سروقد، سفید رنگت، خوب صورت، سیاہ آنکھیں، کشادہ جبین، سلیقے اور قرینے کی داڑھی، زبان صاف اور شستہ، جیسے کوثر و تسنیم سے دھلی ہو، اجلا، بے داغ اور سفید و براق لباس، سر پر سفید عمامہ، جلال و جمال کا حسین امتزاج، متانت و سنجیدگی کا پیکر دل نواز، فکر و دانش میں ممتاز، عالمانہ وقار، بزرگانہ اطوار، مجسمۂ زہد و ایثار، مجاہدانہ کردار، خوش گفتار، حسین صورت، لطیف سیرت، جامع شرافت، سراپا خیر و برکت، علوم مذہبی میں دست گاہ، علوم عصری سے آگاہ، تقریر و تحریر میں یکہ وطاق، زَادَهُ اللّٰهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ کے مصداق--- یہ تھے عالم عرب کے نام ور عالم دین محدث حجاز فضیلۃ الشیخ سید محمد علوی مالکی قدس سرہ العزیز:

بہار عالم حسنش دل و جاں تازہ می دارد
بہ رنگ اصحاب صورت را بہ بو ارباب معنی را

موصوف کا شمار عالم اسلام کے ان چند چیدہ و برگزیدہ افراد میں ہوتا ہے جو اپنے علم و فضل، تحقیق و کاوش اور وسعت فکر و نظر کی بنا پر امت مسلمہ کے دلوں کی دھڑکن اور مرجع عقیدت و محبت ہیں--- علامہ محمد علوی مالکی، حسنی سید تھے، آپ کا خاندان علم و فضل کا امین چلا آ رہا ہے، اور سال ہا سال سے مسجد حرام میں درس و تدریس، خطابت اور علم حدیث و علوم دینیہ کی ترویج و اشاعت کی خدمات سرانجام دیتا رہا--- حضرت محدث حجاز اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے، انہوں نے فن حدیث میں جامعہ ازہر سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی، طویل عرصہ تک مسجد حرام میں اپنے والد گرامی کی مسند تدریس پر جلوہ افروز ہو کر درس حدیث دیتے رہے--- نداء الاسلام ریڈیو سے بھی آپ کے لیکچرز نشر ہوتے رہے--- اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی وجاہت اور محبوبیت سے نوازا تھا، علمی حلقوں خصوصاً نوجوانوں میں بڑے مقبول تھے، عرب دنیا کے بعض علماء نے آپ کو اس صدی کا مجدد قرار دیا ہے---

احقر کو آپ سے عرصہ دراز سے نیاز حاصل تھا، سنہ تو ٹھیک سے یاد نہیں لیکن اتنی بات یقینی ہے کہ پہلے پہل مدینہ منورہ میں شیخ عادل عزام کے ہاں ایک محفل ذکر میں آپ کی زیارت اور خطاب سننے کا موقع ملا، تب کھلا کہ وہاں آپ کا خطاب کتنا مقبول اور کس والہانہ انداز میں سنا جاتا ہے--- اس کے بعد کئی مرتبہ آپ کی زیارت سے مستفیض ہوتا رہا--- رمضان المبارک

۱۴۱۱ھ میں بعد مغرب حرم نبوی میں صفہ کے مقام پر ان سے ملاقات ہوئی تو اپنے ہاں لے گئے اور معقول ومنقول اور فروع واصول میں اپنی تمام مرویات اور مسلسلات کی تحریری اجازت سے نوازا اور اس وقت تک کی اپنی تمام دستیاب تصانیف کا ایک سیٹ عنایت فرمایا---
آپ کو اپنے والد گرامی سید علوی بن عباس رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ متعدد جلیل القدر ائمہ ومحدثین سے اجازت حاصل تھی---

آپ نے قرآن، حدیث، فقہ، اصول، عقائد، تصوف، سیرت، تاریخ وغیرہ موضوعات پر کم وبیش ایک سو کتب تصنیف کیں، جن میں o...... محمد ﷺ الانسان الکامل o...... مفاهيم يجب ان تصحح o...... شرف الامة المحمدية o...... شريعة الله الخالدة o...... فی رحاب البيت الحرام o...... حول الاحتفال بالمولد النبوی o...... تاریخ الحوادث و الاحوال النبوية بطور خاص قابل ذکر ہیں--- مفاهيم میں اہل سنت وجماعت کے عقائد ومعمولات کو قرآن وسنت کے دلائل سے ثابت کیا ہے، اس کتاب کا رواں دواں ترجمہ مارکیٹ میں دستیاب ہے---

بلاشبہ آپ جلیل القدر عالم دین، ژرف نگاہ محقق، صاحب طرز مصنف، تجربہ کار مدرس، بلند پایہ مقرر، عظیم مفکر، متبحر استاذ، نکتہ رس فقیہ، صاحب بصیرت مرشد ومربی، عالمی مبلغ، مرجع خلائق اور قائد ورہنما تھے--- موصوف وسعت نظر، وسعت علم، وسعت ظرف، وسعت مطالعہ، ذکاوت طبع، رسوخ فی العلم والعمل میں اپنی نظیر آپ تھے--- وہ نجابت وسعادت اور شرافت ووجاہت کے مجسمہ تھے، ابن الفراری کا یہ شعر ان پر کتنا صادق آتا ہے:

كان الثريا علقت فی جبينه
و فی خده الشعرىٰ و فی وجهه القمر

وہ علمی کاموں پر بہت خوش ہوتے--- حضرت سیدی فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز کے فقہی شاہکار فتاوی نوریہ کے بارے میں تفصیلات جان کر بے حد مسرور ہوئے اور اسے وقت کی اہم ترین ضرورت قرار دیا---

۱۵ ررمضان المبارک ۱۴۲۵ھ/ ۲۹ راکتوبر ۲۰۰۴ء کو آبائی شہر مکہ مکرمہ میں اپنے خالق حقیقی

سے جا ملے--- یہ خبر علمی حلقوں میں شدید رنج وغم سے سنی گئی--- اہل علم نے آپ کی رحلت کوملت اسلامیہ کے لیے ایک عظیم سانحہ قرار دیا ہے--- احقر ان دنوں مدینہ منورہ میں حاضر تھا، وصال کی خبر سنی تو ایک سکتے کی کیفیت طاری ہوگئی، دل ودماغ ماؤف ہوکر رہ گئے--- ان کا وجود باجود اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ تھا--- ان کی موت علم وعرفان اور تحقیق وکاوش کی موت اور آبروئے فضل ودانش کا سانحہ ہے--- وہ کیا گئے کہ علم وفضل، حلم ووقار، نظافت وطہارت اور حمیت وغیرت سب کو اپنے ساتھ لے گئے:

رفتم و از رفتن من عالمے تاریک شد
من مگر شمعم چوں رفتم بزم برہم ساختم

محدث حجاز کا وصال پوری ملت اسلامیہ، خصوصاً اہل سنت وجماعت کے لیے عظیم سانحہ ہے، ان کی رحلت سے اہل سنت یتیم وبے سہارا ہوکر رہ گئے ہیں:

ما کان قیس هلکه هلك واحد
لکنه بنیان قوم تهدما

بعض عینی شاہدوں نے ان کے جنازے کے عظیم اجتماع اور جذباتی مناظر کی روداد سنائی کہ اس موقع پر نوجوان ڈھاریں مار مار کر رو رہے تھے اور جانے کتنے ہی محبین ہوش وحواس کھو بیٹھے--- جنازہ وتدفین کے موقع پر حد نگاہ تک انسانی سمندر موجزن تھا--- جنت المعلیٰ کا وسیع وعریض قبرستان، اردگرد کی سڑکیں، بلند عمارات اور گردونواح میں موجود پل، غرض سارا علاقہ انسانوں سے اٹا پڑا تھا--- شدت ازدحام کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ اس موقع پر امن عامہ قائم رکھنے کے لیے حکومت کی جانب سے کم وبیش پانچ ہزار پولیس اہل کار متعین تھے---

حضرت محدث حجاز کی رحلت اور آپ کے جنازہ کے تاریخی اجتماع کو عرب صحافت نے غیر معمولی اہمیت دی--- خبروں، تعزیتی مضامین وبیانات کا سلسلہ ہفتوں جاری رہا اور تقریر وتحریر کے ذریعے آپ کی خدمات جلیلہ کو زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا--- زیر نظر کتاب اسی موضوع پر محیط ہے---

پیش نظر کتاب ''محدث اعظم حجاز کی وفات اور سعودی صحافت'' چھ ابواب پر مشتمل ہے:

پہلا باب حضرت محدث حجاز کا تعارف، اسلامیان پاک و ہند سے ان کے روابط، نماز جنازہ تدفین کی تفصیلات پر مشتمل ہے---

دوسرا باب آ: دی صحافت اور عرب ممالک، سعودی عرب کی تاریخ، سعودی صحافت کے خدوخال اور سعودی صحافتی اداروں اور اخبارات و جرائد کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔

صحافتی ضابطہ اخلاق میں دیگر امور کے علاوہ وہابی فکر پوری قوت سے غالب دکھائی دیتی ہے، چنانچہ چند برس قبل سرکاری مفتیٔ اعظم بن باز نے، جنہیں وزیر کا درجہ حاصل تھا، فتویٰ جاری کرتے ہوئے اخبار مالکان کو متنبہ کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے روضہ انور کے مواجہ شریفہ کی تصویر شائع کرنے سے اجتناب برتیں، کیوں کہ اس سے معاشرے میں قبور کی تعظیم و توقیر کا غیر اسلامی تصور ابھرنے کا احتمال ہے---[زیر نظر کتاب، صفحہ۴۴]

تیسرا باب براہ راست موضوع سے متعلق ہے، اس میں حضرت محدث حجاز کی وفات پر سعودی اخبارات و جرائد میں شائع شدہ مواد کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں---

چوتھے باب میں ان شخصیات کا تعارف پیش کیا گیا ہے، جنھوں نے خود آ کر تعزیت کی، بیانات بھجوائے یا کسی حوالے سے محدث حجاز سے ان کا تعلق رہا---تعزیت کنندگان میں صف اوّل کے صحافی، اشاعتی ادارے، عزیز و اقارب، اہلِ محلہ، علماء، دانش ور، مفکرین، مسجد حرم مکی کے ائمہ و خطباء، مجلس شوریٰ کے صدر، رابطہ عالم اسلامی کے سابق جنرل سیکرٹری، شیخ الازہر، سابق رئیس الازہر، مفتی اعظم مصر، یونی ورسٹی اساتذہ، وزارت اوقاف دبئی کے مدیر اعلیٰ، غیر ملکی وزراء و جج، ملک کے بادشاہ، ولی عہد و نائب اوّل وزیر اعظم، نائب دوم وزیر اعظم و وزیر دفاع، وزیر داخلہ، گورنر مکہ مکرمہ، شہزادگان، ایران و لبنان و سعودی عرب کے اکابر علماء، لاکھوں عوام غرضیکہ سبھی طبقات و مکاتب فکر کے افراد شامل ہیں---

شخصیات کے تعارف سے اندازہ ہوتا ہے کہ عالم عرب کی کتنی ہی شخصیات ہیں، جو اہل سنت کے عقائد و معمولات کے فروغ کے لیے کام کر رہے ہیں اور میلاد پاک کی محافل کے انعقاد اور ادب و تعظیم نبوی اور محبت مصطفوی کو عام کرنے میں کوشاں ہیں--- جزاھم

اللہ احسن الجزاء

باب پنجم میں محدث حجاز حضرت شیخ محمد مالکی کے مسلک کے حوالے سے تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے--- موصوف اہل سنت و جماعت کے عقائد و معمولات پر عامل اور اس کے ترجمان و مبلغ تھے--- آپ کے والد گرامی کے اساتذہ و مشائخ میں شیخ احمد زینی دحلان، امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی اور شیخ محمد زاہد کوثری رحمہم اللہ ایسے اساطین علم و فضل اور اکابرین اہل سنت شامل تھے، جنھوں نے اپنی تعلیمات و تصانیف کے ذریعے اسلامی تعلیمات کی توضیح و تشریح اور عقائد اسلامیہ کے دفاع میں عمر بھر جدوجہد کی--- محدث حجاز نے بھی بڑی استقامت و جرأت کے ساتھ عقائد اسلامیہ کی تشریح میں اپنی صلاحیتیں وقف کر دیں--- وہ خود بھی بڑے اہتمام کے ساتھ محافل میلاد کا انعقاد کرتے اور اندرون و بیرون ملک دیگر احباب کی دعوت پر بھی ایسی بابرکت محافل میں شرکت اور خطاب فرماتے--- آپ نے میلاد کے موضوع پر کئی اہم کتب شائع کیں، جن میں ایک اہم کتاب "باقہ عطرۃ من صیغ المولد و المدائح النبویۃ الکریمۃ" ہے، جس میں ملت اسلامیہ کے جید علماء کرام کی سات تصانیف اور مشہور شعراء کا نعتیہ کلام شامل ہے--- اسی طرح حاضریٔ درِ رسول، توسل، شفاعت، علم غیب، حاضر و ناظر، میلاد، کرامات اور سواد اعظم کے دیگر عقائد و معمولات پر مبنی کئی کتب تصنیف کیں---

ہم عقیدہ لوگوں اور سازگار ماحول میں کام نسبتاً آسان ہوتا ہے مگر ایک ایسے ملک، جس کی سرکاری و مذہبی قیادت آپ کے افکار و معتقدات کی سخت مخالف تھی، میں رہ کر عقائد حقہ کی تبلیغ کرنا، آپ کی بلند ہمتی اور جرأت و بہادری کا منہ بولتا ثبوت ہے--- آپ صلح کل نہ تھے، بلکہ ٹھوس عقائد کے حامل متصلب عالم دین تھے---

ان عقائد و نظریات کی ترجمانی کی پاداش میں آپ کو جن جانکاہ مزاحمتوں سے نبرد آزما ہونا پڑا، اس کو سمجھنے کے لیے زیرِ نظر کتاب کے باب پنجم کا مطالعہ ضروری ہے---

سعودی عرب کے اعلیٰ اختیاراتی ادارہ سپریم جوڈیشل کونسل نے محدث حجاز کے عقائد و تصانیف اور سرگرمیوں کا سختی سے نوٹس لیا اور آپ کے خلاف عدالتی کارروائی کی اور قرار دیا کہ شیخ محمد علوی

کی تبلیغ درست نہیں، وہ گمراہی و بدعات کو فروغ دینے میں مصروف، ان کی کتب خرافات سے پر اور وہ شرک و بت پرستی کے مبلغ ہیں، لہٰذا ان کی اصلاح اور توبہ کی ضرورت ہے--- بصورت دیگر جملہ سرگرمیوں، مسجد حرم میں حلقہ درس کا انعقاد، ریڈیو و ٹیلی ویژن پر تقاریر، اخبارات وغیرہ میں تحریروں کی اشاعت نیز بیرون ملک سفر پر پابندیاں عائد کی جاسکتی ہیں، تاکہ آپ اسلامی دنیا میں اپنے باطل نظریات نہ پھیلا سکیں--- ان تمام تر دھمکیوں کے باوجود محدث حجاز نے عقائد حقہ کی تبلیغ جاری رکھی تو حکام بالا کو شکایت ارسال کی، مگر آپ کی علمی وجاہت، عوام میں اثر و رسوخ اور ہر دل عزیزی کی وجہ سے شاہی خاندان نے ان شکایات کا نوٹس نہ لیا بلکہ مجلس کو ہدایت کی وہ علمی انداز میں ان کا جواب دیں--- چناں چہ سعودی عرب کے چوٹی کے علماء نے آپ کے خلاف کئی کتابیں لکھیں اور لاکھوں کی تعداد میں مفت تقسیم کیں، بعض نے تو نہایت جارحانہ انداز اختیار کیا اور انہیں ملحد، زندیق، فاسق و فاجر بلکہ کافر اور واجب القتل قرار دیا--- اس مرحلہ پر اسلامی دنیا کے متعدد اکابر علماء نے سواد اعظم اہل سنت کے معتقدات اور محدث حجاز کا بھرپور دفاع کیا اور آپ کی حمایت و تائید میں کتابیں اور مضامین تحریر کیے--- یہ تمام تفصیلات قابل مطالعہ ہیں---

کتاب کا آخری اور چھٹا باب انتہائی مختصر ہے، جس میں محدث حجاز کے پہلے عرس کے موقع پر ذرائع ابلاغ میں پیش کیے گئے مواد کی تفصیل بیان کی گئی ہے، نیز آپ کے وصال کے موقع پر پاک و ہند کے اردو رسائل و جرائد کے تعزیتی اداریوں اور شذروں کا مختصر تذکرہ ہے--- عرس کے حوالے سے ایک دلچسپ معلوماتی اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

> ''عرس'' کا لفظ عربوں کے ہاں شادی و ولیمہ کے معنی میں رائج ہے، جب کہ اردو دنیا میں یہی لفظ اہل اللہ کی یاد میں منعقدہ سالانہ تقریب و اجتماع کے لیے بطور اصطلاح مستعمل ہے۔ ایسی تقریب کے لیے عرب دنیا کے مختلف ممالک و علاقوں میں متعدد الفاظ و اصطلاحات رائج ہیں، جیسا کہ مراکش میں اسے ''موسم'' الجزائر میں ''زردہ'' اور مصر وغیرہ میں ''مولد'' بعض جگہ ''حضرۃ'' کہتے ہیں--- نیز جنوبی یمن وغیرہ میں ''حَول'' کہا جاتا ہے، جب کہ عرب صحافت میں اس کے لیے

بالعموم ''ذکری سنویة'' کی اصطلاح مروّج ہے، جو ہر فرد مسلم وغیر مسلم کے لیے مستعمل ہے، اس کے متبادل اردو میں ''برسی'' کی اصطلاح نے رواج پایا''---

[محدث اعظم حجاز کی وفات اور سعودی صحافت، صفحہ ۳۷۴]

محترم عبدالحق انصاری صاحب متعدد تحقیقی کتابیں تصنیف کر چکے ہیں، زیر نظر کتاب سب سے ضخیم، تحقیقی اور مفید ہے، جو اگرچہ محدث حجاز کی وفات اور سعودی صحافت کے حوالے سے تحریر کی گئی ہے، مگر دراصل یہ عالم عرب میں عقائد اہل سنت کی ایک عمدہ تاریخ ہے، جس کے ضمن میں بیسوں اکابر کا تذکرہ آ گیا ہے--- ایسی عمدہ، خوب صورت اور مفید کتاب کی تصنیف پر فاضل مصنف لائق ہزار تبریک ہیں--- اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں مزید برکتیں فرمائے---

کتاب کی اہمیت وثقاہت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا کہ اس کے مآخذ ومراجع کی تعداد ۳۳۱ ہے، جب کہ حواشی ۷۵۹ ہیں، جو لائق مطالعہ اور معلومات کا خزینہ ہیں--- ان میں بہت سے رجال دین اور اہم تصانیف کے بارے میں بہت مفید تفصیلات آ گئی ہیں، مثلاً امام مالک، امام احمد بن حنبل، قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی تصنیف الشفاء، امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اور قصیدہ بردہ پر کام کی تفصیلات، نیز مختلف عرب چینلو پر قصیدہ کے اشعار نشر کیے جانے کی تفصیلات، حافظ ابن کثیر، امام جلال الدین سیوطی، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور عہد حاضر کے کئی علماء ومفکرین کے کام کے بارے میں قابل قدر معلومات سے حواشی کی اہمیت میں بیش بہا اضافہ ہو گیا ہے---

فقیہ اعظم پبلی کیشنز کا اعزاز ہے کہ وہ ایسی بلند پایہ علمی وتحقیقی کتاب شائع کر رہا ہے۔

(صاحب زادہ) محمد محبّ اللہ نوری

مدیر اعلیٰ ماہ نامہ نور الحبیب بصیر پور شریف

مہتمم دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع اوکاڑا

بابِ اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرب دنیا کے اکثر ممالک میں رواج ہے کہ دارالحکومت یا ملک کے دیگر شہروں میں سے کسی اہم مسجد سے خطبہ ونمازِ جمعہ کی ادائیگی ریڈیو ٹیلی ویژن پر سال بھر براہِ راست نشر کی جاتی ہے۔ متحدہ عرب امارات کی اہم وترقی یافتہ ریاست دبئ بھی اس نیک عمل میں پیش پیش ہے۔

سما دبئی ٹیلی ویژن چینل پر وفات کی خبر

۱۵؍رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ، مطابق ۲۹؍اکتوبر ۲۰۰۴ء کی بات ہے کہ راقم السطور نے خطبہ جمعہ سننے کے لیے ٹیلی ویژن آن کیا اور اس کے لیے ''سما دبئ'' نامی دبئ کے عربی چینل کا انتخاب کیا، جس پر مصر کے ایک عالمِ جلیل، جن کا نام غالباً شیخ محمد ابولیلہ تھا، دبئ کی کسی مرکزی مسجد میں خطبہ جمعہ دے رہے تھے اور خطاب آخری مراحل پر تھا، تب انھوں نے فرمایا،

امتِ مسلمہ کو یہ افسوس ناک خبر سناتے ہوئے مجھے رنج وملال ہو رہا ہے کہ آج عالم اسلام کے عظیم رہنما، عالم جلیل ومحدث، ہمارے حبیب، فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سید محمد بن علوی مالکی حسنی نے ایک بھرپور زندگی گزار کر مکہ مکرمہ میں وفات پائی اور یہ کہ نمازِ جمعہ کے فوری بعد ہم ان کی غائبانہ نمازِ جنازہ ادا کریں گے۔ رحمۃ اللّٰہ علیہ

یہ دردناک اطلاع پا کر یقین نہیں آیا اور ذہن سن ہو کر رہ گیا۔ پھر خیال آیا، عین ممکن ہے، مجھے سننے وسمجھنے میں کوئی مغالطہ ہوا ہو اور اللہ کرے کہ میں غلط ثابت ہو جاؤں۔ لہٰذا مزید تاکید کی غرض سے اسی وقت فون پر بعض احباب سے رابطہ کیا، لیکن وہ اس ناگہانی حقیقت سے بے خبر تھے۔ اب جس نے بھی سنا دھک سے رہ گیا۔ بالآخر کئی ذرائع سے اس سانحہ کی تصدیق ہو گئی، جب کہ کان سننے اور دل ماننے کو تیار نہ تھا۔ رہے نام اللہ کا

المستقلۃ ٹیلی ویژن چینل

لندن میں قائم عربی کا نجی ٹیلی ویژن چینل ''المستقلۃ'' ان دنوں تصوف کے مؤیدین ومخالفین کے درمیان ایک طویل مناظرہ بعنوان ''التصوف و المتصوفۃ فی میزان الشریعۃ'' روزانہ نشر کر رہا تھا[۱] اور ۲۹؍ اکتوبر کی رات اس کی چھٹی قسط براہِ راست آ رہی تھی، اسے دیکھنے کے لیے ٹیلی ویژن آن کیا، تو مناظرہ کے میزبان ڈاکٹر محمد حامدی ہاشمی نے آغاز میں ہی بتایا کہ سعودی عرب سے میرے عزیز دوست ادیب ومصنف، ملک شام کے باشندہ شیخ عبداللہ زنجیر نے فون پر مجھے اطلاع دی کہ قطباً من اقطاب التصوف شیخ مالکی آج صبح وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ ان پر بے بہا رحمتیں نازل فرمائے اور مغفرت، نیز متعلقین کو صبر عطا فرمائے۔

العربیۃ ٹیلی ویژن چینل

شاہ فہد کے قریبی رشتہ دار کی ملکیت، عرب دنیا کے عالمی خبروں کے لیے مختص اہم عربی ٹیلی ویژن چینل ''العربیۃ'' پر وفات کی طویل خبر ''رحل محدث مکۃ الذی ازعج المؤسسۃ الدینیۃ السعودیۃ'' کے عنوان سے ۳۰؍ اکتوبر کو نشر کی گئی۔ تقریباً

پانچ مطبوعہ صفحات پر مشتمل یہ خبر اس چینل کی، نیز دیگر ویب سائٹ پر تا حال موجود ہے [۲] جس میں زندگی کے آخری لمحات، وفات و جنازہ، علماءِ نجد سے اختلافات کے اہم نکات، نیز مختصر سوانحی خاکہ الگ الگ عنوانات کے تحت دیے گئے ہیں۔

اس میں ہے کہ سعودی عرب کی روایتی دینی قیادت سے اختلاف رکھنے والے اہم علماء میں سے ایک، محدثِ مکہ، ڈاکٹر محمد علوی مالکی کو مکہ مکرمہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ اس موقع پر مکہ مکرمہ اور باہر سے ان کی آخری رسومات میں شرکت کے لیے موجود لوگوں سے حرم شریف اور قبرستان ''المعلیٰ'' کے ارد گرد کی سڑکیں بھر گئیں۔ مسجد حرم میں نماز جنازہ میں ہزاروں متبعین و مریدین شریک ہوئے۔ پھر تقریباً ایک میل کی مسافت پر قبرستان ''المعلیٰ'' تک آپ کو کاندھوں پر لے جایا گیا۔

وفات سے چند گھنٹے قبل آپ نے گھر پر درس دیا، جس میں چھ سو سے زائد طلباء حاضر تھے۔ شام کے قریب ان کی بہنیں آخری دیدار کے لیے آپ کے گھر آ رہی تھیں، تو گاڑی ہجوم کے باعث منزل تک پہنچنے میں کامیاب نہیں ہو سکی، حتیٰ کہ انھیں روزہ بھی گاڑی میں ہی افطار کرنا پڑا، پھر پولیس کی بھرپور کوشش کے بعد راستہ کھل پایا اور گاڑی گھر تک پہنچی۔ اس موقع پر موجود لوگوں کے روزہ افطار کے لیے محلّہ رصیفہ، بلکہ ارد گرد محلوں کے باشندوں نے طعام کا وسیع اہتمام کیا۔ جنازہ کے مختلف مراحل پر دسیوں کیمرے دیکھنے میں آئے، جو الوداعی لمحات کے ان مناظر کو محفوظ کر رہے تھے۔ ادھر قبرستان کے گرد و نواح کی سڑکیں اور وہاں سے مسجد حرم جانے والے تمام راستے پولیس نے پہلے ہی گاڑیوں کی آمد و رفت کے لیے بند کر رکھے تھے۔

العربیۃ پر نشر کی گئی اس خبر میں آپ کا سوانحی خاکہ ''سیرة شیخ الصوفیة بمکة'' کے ذیلی عنوان سے درج ہے۔

خاندانی پس منظر

شیخ سید محمد مالکی ادریسی حسنی رحمۃ اللہ علیہ، جن کی وفات کی خبر عرب ذرائع ابلاغ کے توسط سے گزشتہ سطور میں درج کی گئی، ان کے اجداد ملکِ مراکش سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ آئے۔

اس خاندان کے جدِ اعلیٰ حضرت سید ادریس بن عبد اللہ کامل حسنی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۷۷ھ/ ۷۹۳ء) سلطنت ادریسیہ مراکش کے بانی واوّلین حکمران [۳] نیز مشہور ولی اللہ تھے۔ ان کا عظیم الشان مزار مراکش کے شہر ''زرہون'' میں واقع ہے اور انھیں اس خطہ پر وہی اہمیت و مقام حاصل ہے، جو پاک و ہند میں امام الصوفیہ خواجہ سید معین الدین حسن سجزی چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۶۲۷ھ/ ۱۲۳۰ء) کو ہے۔ [۴]

آپ کے بیٹے و سلطنت ادریسیہ کے دوسرے حکمران حضرت سید ابوالقاسم ادریس بن ادریس بن عبد اللہ کامل حسنی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۲۱۳ھ/ ۸۲۸ء) مراکش کے اہم شہر فاس کے بانی تھے، جہاں ان کا مزار واقع ہے اور آپ ''قطبِ فاس'' نیز ''مولائی ادریس ثانی'' کے القاب سے مشہور ہیں۔ [۵]

مکہ مکرمہ آمد کے بعد بھی اس خاندان نے علم و فضل میں نام پایا اور اس میں متعدد جید علماء و مشائخ ہو گزرے، جن کے نام یہ ہیں:

- **شیخ سید عباس بن عبد العزیز بن عباس بن محمد مالکی رحمۃ اللہ علیہ**

(وفات ۱۳۵۳ھ/ ۱۹۳۵ء)

مسجد حرم کے مدرس و امام و خطیب، ہاشمی عہد کے سفیر، قاضی، صاحبِ تصانیف۔ [۶]

- **شیخ سید محمد بن عبد العزیز بن عباس بن محمد مالکی رحمۃ اللہ علیہ**

(وفات ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۴ء)

مسجد حرم کے امام و خطیب، حافظ و قاری، عینِ عالمِ شباب میں وفات پائی۔ [۷]

- **شیخ سید علوی بن عباس بن عبد العزیز مالکی رحمۃ اللہ علیہ**

(وفات ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء)

مسجد حرم کے مدرس و امام، حافظ، شاعر، صاحبِ تصانیف۔ [۸]

محدثِ اعظم حجاز کا تعارف

شیخ سید محمد حسن بن علوی بن عباس بن عبد العزیز مالکی کی ولادت ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء کو

مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ آپ کا پیدائشی نام ''محمد حسن'' ہے[۹] جب کہ بعدازاں فقط ''محمد'' کے نام سے جانے گئے[۱۰] آپ کا خاندان مالکی المذہب ہے اور اس کے تمام افراد یہ صفت اپنے نام کے ساتھ لکھتے ہیں، نیز رہائش گاہ محلہ رُصَیفَہ مکہ مکرمہ بھی ''بیت المالکی'' کے نام سے مشہورِ زمانہ ہے۔ آپ نے مکہ مکرمہ میں تعلیم پانے کے بعد مراکش، مصر اور پاکستان و ہند کے سفر کر کے وہاں کے اہم تعلیمی اداروں، نیز اکابر علماء سے اخذ کیا اور ازہر یونی ورسٹی قاہرہ سے ''الامام مالك و جهوده في الحديث النبوي الشريف'' کے عنوان سے تحقیق انجام دے کر پی ایچ ڈی کی۔

۲۸ رجب ۱۳۸۶ھ/ ۱۱ نومبر ۱۹۶۶ء کو آپ کے والد شیخ سید علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے جمیع اسلامی علوم میں اجازت و خلافت عطا کی[۱۱] نیز دیگر مواقع پر مکہ مکرمہ کے پانچ مشائخ نے شیخ سید محمد مالکی کو صوفیہ کے سلسلہ قادریہ میں خلافت عطا کی۔[۱۲]

۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء سے ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء تک گورنمنٹ شریعت کالج مکہ مکرمہ میں پروفیسر تعینات رہے اور اپنے والد گرامی کی وفات کے بعد ان کے معمولات، مسجد حرم میں درس، ریڈیو پر تقاریر، رابطہ عالم اسلامی کے سالانہ اجتماع میں تقریر کے سلسلہ کو آگے بڑھایا۔ ۱۳۹۹ھ سے ۱۴۰۱ء تک تلاوتِ قرآنِ مجید کے سالانہ عالمی مقابلہ کی ممتحن کمیٹی کے صدر رہے اور آپ اس کے اوّلین صدر تھے۔ مراکش میں ہر سال منعقد ہونے والی ''امام مالک عالمی کانفرنس'' کے متعدد اجلاس کی صدارت کی۔

۱۹۷۹ء میں پروفیسر کی سرکاری ملازمت سے خود مستعفی ہوئے اور پھر عمر بھر آزادانہ طور پر تبلیغ اسلام اور عقائد و معمولاتِ اہل سنت کی توضیح و تشریح میں مصروف رہے۔ اپنے گھر کی وسیع و عریض چار دیواری میں عالمی دینی مدرسہ قائم کیا، نیز مختلف اسلامی ممالک میں تقریباً ایک سو مدارس آپ کی سرپرستی میں روبعمل ہوئے۔ مختلف ممالک کے لاتعداد تبلیغی دورے کیے نیز متعدد عالمی کانفرنسوں میں شرکت کی۔

مختلف موضوعات پر سو کے قریب کتب تصنیف و تالیف کیں، جن میں سے بعض کے

اردو، انگریزی، انڈونیشی وغیرہ زبانوں میں تراجم ہوئے۔ ایک اہم تصنیف ''مفاهيم يجب ان تصحح'' پر اسلامی دنیا کے متعدد مشاہیر علماء نے تقاریظ لکھیں اور اس کے گیارہ سے زائد ایڈیشن ان کی زندگی میں شائع ہوئے۔

آپ کی تصنیفات کی مقبولیت کا کسی قدر اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ لوگوں نے کتب تصنیف کر کے ان کے نام سے شائع کرنا شروع کر دیں، حتیٰ کہ آپ کو اس فعل کی باقاعدہ تردید کرنا پڑی۔ چناں چہ ایک انٹرویو میں فرمایا کہ ''ادعية و صلوات'' نامی مطبوعہ کتاب مجھ سے منسوب کر دی گئی ہے، جب کہ یہ میری تالیف نہیں۔ نیز حضرت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا پر میں نے کوئی کتاب تالیف نہیں کی، جب کہ اس موضوع پر ایک کتاب میرے نام سے منسوب کی گئی۔ [۱۳]

شیخ سید محمد مالکی کی خدمات و علمی مقام کا اعتراف کرنے والوں میں مراکش کے بادشاہ سید حسن دوم (وفات ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء)، متحدہ عرب امارات کے حاکم شیخ زاید بن سلطان النہیان (وفات ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء) اور برونائی کے سلطان حسن بلقیہ وغیرہ اسلامی ممالک کے سربراہان شامل ہیں۔ علاوہ ازیں عالم اسلام کے مؤقر تعلیمی ادارہ ازہر یونی ورسٹی قاہرہ نے ۲؍صفر ۱۴۲۱ھ/ ۶؍مئی ۲۰۰۰ء کو آپ کے اعزاز میں خصوصی تقریب منعقد کر کے دائمی لقب ''پروفیسر''، نیز پی ایچ ڈی کی اعزازی سند پیش کی۔ [۱۴]

شیخ سید محمد بن علوی مالکی اپنے دور میں اسلامی علوم کے اہم مدرس، مبلغ، مسند، محدثِ اعظم حجاز، شیخ العلماء، مربی و مرشد، مفتیٔ مذاہبِ اربعہ اور اہم سیرت نگار تھے۔ ڈاکٹر زُہیر جمیل کتبی مکی نے ان کی خدمات کا احاطہ کرتے ہوئے لکھا:

''آپ پندرھویں صدی ہجری کے ''مجددِ اسلام'' ہیں''۔--- [۱۵]

اور جیسا کہ اوپر گزرا، وفات کے موقع پر المستقلة ٹیلی ویژن چینل پر کہا گیا کہ ''قطب'' تھے۔

آپ کے اکلوتے بھائی شیخ سید عباس بن علوی مالکی رحمہ اللہ بھی علم و فضل میں ممتاز اور

آپ کے معاون رہے اور شیخ سید محمد مالکی کے چھ فرزندان ہیں، جن کے نام یہ ہیں:

احمد، عبداللہ، علوی، علی، حسن، حسین۔ حفظھم اللہ تعالیٰ

آپ کے حالات وخدمات اہلِ مکہ مکرمہ نے ان کی زندگی میں ہی قلم بند و شائع کیے۔ چناں چہ حسن بن عبدالحی قزاز نے اپنی کتاب ''اھل الحجاز بعبقھم التاریخی'' میں [۱۶] اور کرنل عاتق بن غیث بلادی نے ''نشر الریاحین فی تاریخ البلد الامین'' میں [۱۷] نیز ڈاکٹر محمد زُہیر جمیل کتبی نے ''رجال من مکۃ المکرمۃ'' میں درج کیے [۱۸] آخر الذکر نے بعد ازاں آپ کے احوال پر مستقل کتاب ''المالکی عالم الحجاز'' لکھی، جو ۷۴۰ صفحات پر شائع ہوئی [۱۹] اور اہم صحافی ہاشم جحد لی نے طویل انٹرویو لیا، جو وفات سے محض چھ ماہ قبل روزنامہ ''عکاظ'' میں متعدد اقساط میں شائع ہوا۔ [۲۰]

اسلامیانِ پاک و ہند سے روابط

شیخ سید محمد مالکی نے ہندوستان کا پہلا سفر کیا تو عمر بیس برس کے قریب تھی [۲۱] پھر عمر بھر اس خطہ پر آمد کا سلسلہ نیز دیگر مقامات پر یہاں کے اہل علم سے ملاقات وتعلقات استوار رہے۔ پہلے خود یہاں کے علماء ومشائخ سے استفادہ اٹھایا اور آئندہ ایام میں یہاں کے علمی ذوق رکھنے والے متعدد طلباء وعلماء نے آپ سے اخذ کیا نیز تصنیفات کے اردو تراجم کیے اور آپ کے حالات قلم بند کیے۔

جامعہ منظر الاسلام بریلی ہندوستان کے مدرس مولانا ڈاکٹر محمد اعجاز انجم لطیفی کے بقول آپ خانقاہِ عالیہ بریلی شریف میں حاضر ہوئے تھے اور اس حاضری کو اپنے لیے سعادتِ دارین تصور کرتے تھے [۲۲] اور مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) کے فرزند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۱ء) آخری بار حج وزیارت کے لیے گئے تو وہاں شیخ سید محمد مالکی نے ان سے اجازت وخلافت پائی۔ [۲۳]

مولانا ضیاء الدین احمد سیال کوٹی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء) سے سلسلہ قادریہ میں [۲۴] اور مولانا عبدالغفور عباسی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ [۲۵] سے نقشبندی مجددی

سلسلہ میں اجازت وخلافت پائی[۲۶] نیز یہاں کے دیگر علماء سے اخذ کیا۔

آئندہ ایام میں پاک وہند کے لاتعداد اہلِ علم نے خود شیخ سید محمد مالکی سے زبانی یا تحریری سندِ روایت و اجازت پائی۔ ایسے چند مشاہیر کے اسماءِ گرامی یہ ہیں:

ادارہ مسعودیہ کراچی کے سرپرست و ماہرِ رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مجددی[۲۷]، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے سابق شیخ الحدیث مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری[۲۸] نیز ان کے فرزند ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی ازہری[۲۹]، دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور کے ناظمِ اعلیٰ صاحبزادہ مفتی محمد محب اللہ نوری[۳۰]، منہاج القرآن یونی ورسٹی لاہور کے بانی وسرپرست پروفیسر ڈاکٹر مولانا محمد طاہر القادری[۳۱]، لاہور کے ہی مولانا علی احمد سندیلوی[۳۲]، بہاء الدین زکریا لائبریری ضلع چکوال کے بانی و ناظمِ اعلیٰ پیر انور حسین شاہ نقشبندی، ماہ نامہ "حجازِ جدید" دہلی کے سابق ایڈیٹر مولانا یٰسین اختر مصباحی، المجمع الاسلامی مبارک پور اعظم گڑھ کے رکن مولانا افتخار احمد قادری۔

یہاں کے جن مشاہیر کے ساتھ آپ کی ملاقات تھی، ان میں صاحبِ تفسیر ضیاء القرآن جسٹس مولانا پیر محمد کرم شاہ ازہری رحمۃ اللہ علیہ نیز ان کے فرزند و دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ کے موجودہ سرپرست صاحبزادہ محمد امین الحسنات شاہ، جامعہ اسلامیہ لاہور کے ناظم مفتی محمد خان قادری، سنی ثقافت مرکز کالی کٹ ہندوستان کے بانی و ناظم قائد اہل سنت مولانا ابوبکر احمد قادری شافعی، فاضل بریلوی کے نبیرہ مولانا مفتی اختر رضا خان بریلوی ازہری وغیرہم لاتعداد اکابرین شامل ہیں۔

جن کتب کے اردو تراجم شائع ہوئے، ان کے نام یہ ہیں:

حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف، الذخائر المحمدیة، زبدة الاتقان فی علوم القرآن، شفاء الفواد فی زیارة خیر العباد محمد ﷺ الانسان الکامل، المستشرقون بین الانصاف و العصبیة، مفاهیم یجب ان تصحح، منهج السلف فی فهم النصوص بین النظریة و التطبیق، ادب الاسلام فی نظام الاسرة۔ علاوہ ازیں بعض اردو رسائل ماہ نامہ "اعلیٰ حضرت"[۳۳] اور "ضیائے حرم"[۳۴] نیز "نور الحبیب"

وغیرہ میں تحریروں کے تراجم شائع ہوئے۔

آپ کی تصنیفات کے اردو مترجمین کے اسماءِ گرامی یہ ہیں:

مولانا یٰسین اختر مصباحی، مولانا دوست محمد شاکر سیالوی، ماہ نامہ ''آستانہ زکریا'' ملتان کے سابق ایڈیٹر میر حسان الحیدری سہروردی، بریلی شہر کے مولانا محمد احسان شاہدی، مفتی محمد خان قادری، علامہ سید اسرار بخاری، مولانا افتخار احمد قادری، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے مدرس مولانا محمد صدیق ہزاروی، مولانا محمد اکرام اللہ زاہد، دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ کے فاضل مولانا ظفر اقبال کلیار، مولانا غلام نصیر الدین چشتی۔

مزید برآں ''حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف'' اور ''مفاھیم یجب ان تصحح'' کے عربی ایڈیشن بھی پاکستان سے شائع ہوئے اور میلاد النبی ﷺ پر مکہ مکرمہ کے مشہور حنفی عالم ملا علی قاری علیہ الرحمۃ (وفات ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۶ء) نے کتاب ''المورد الروی فی المولد النبوی'' لکھی تھی، شیخ سید محمد مالکی نے اس پر تحقیق و تعلیقات لکھ کر پہلی بار شائع کرایا[۳۵] اس کا بھی ایک عربی ایڈیشن یہاں سے منظر عام پر آیا۔

آپ کی تصنیفات یا ان کے تراجم، پاک و ہند سے حسبِ ذیل اداروں نے شائع کیے:

المجمع الاسلامی مبارک پور اعظم گڑھ، رضوی کتاب گھر دہلی، شرکت حنفیہ لاہور، حافظ الملت اکیڈمی بھرچونڈی سندھ، مرکز تحقیقات اسلامیہ لاہور، ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی، المختار پبلی کیشنز کراچی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، فرید بک سٹال لاہور، دار السلام لاہور، صفہ پبلی کیشنز لاہور، فیضانِ رسول فاؤنڈیشن لاہور، رابطہ انٹرنیشنل کراچی، مکتبہ غوثیہ کراچی۔

شیخ سید محمد بن علوی مالکی نے ۱۹۹۵ء میں منہاج القرآن یونی ورسٹی لاہور کے دوسرے سالانہ کانووکیشن اور علماء و مشائخ کانفرنس میں شرکت کی[۳۶] آپ کی تصنیف ''مفاھیم یجب ان تصحح'' مذکورہ یونی ورسٹی کے شعبہ اسلامک سٹڈیز کے نصاب میں شامل ہے[۳۷] بعد ازاں برکاتی فاؤنڈیشن کی دعوت پر کراچی تشریف لائے، جس دوران

علاج کے علاوہ کراچی کے اہم دینی مدارس دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ وغیرہ میں درسِ حدیث دیا اور یہ پاکستان کے لیے غالباً آخری سفر تھا۔ ۲۰۰۴ء کے اوائل یعنی وفات کے برس، دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ کے دوسرے سالانہ کانوکیشن میں شرکت کے لیے مدعو تھے، لیکن تشریف نہ لا سکے۔

ادھر ہندوستان کے صوبہ کیرالا (مالابار) میں اہل سنت کی اہم تنظیم SYS یعنی سنی یوجنا سنگم نے ۱۶ تا ۱۸ اپریل ۲۰۰۴ء کو وہاں کے شہر کالی کٹ میں اپنے قیام کی گولڈن جوبلی منائی تو عرب وعجم کے اکابر علماء ومشائخ کو مدعو کیا۔ شیخ سید محمد مالکی اس میں تشریف لے گئے [۳۸]، جو غالباً ہندوستان کے لیے آخری سفر تھا، جس کے محض چھ ماہ بعد وفات پائی۔

آپ کے حالات عربی زبان کی طرح اردو میں بھی ان کی زندگی میں ہی شائع ہوئے، جو مذکورہ بالا تصنیفات کے بعض تراجم کے آغاز میں درج کیے گئے نیز ماہ نامہ ''سنی دنیا'' بریلی کے ایڈیٹر مولانا محمد شہاب الدین رضوی کی تصنیف ''مفتیٔ اعظم اور ان کے خلفاء''، مطبوعہ بمبئی میں نیز عثمانیہ یونی ورسٹی حیدر آباد دکن میں شعبہ عربی کے سابق صدر ڈاکٹر مولانا محمد عبدالستار خان نقشبندی قادری نے ''تذکرہ حضرت محدث دکن'' میں [۳۹] اور پیرزادہ عابد حسین شاہ کے قلم سے ماہ نامہ ''فیض عالم'' [۴۰] جب کہ مفتی محمد خان قادری کے تحریر کردہ ماہ نامہ ''جہانِ رضا'' میں طبع ہوئے [۴۱]، علاوہ ازیں مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری و مفتی محمد خان قادری نے آپ کی تائید ودفاع میں عربی واردو میں مستقل کتب لکھیں، جن کا مزید ذکر آگے آرہا ہے۔

نمازِ جنازہ و تدفین

سعودی اخبارات کے مطابق ۱۵ رمضان ۱۴۲۵ھ/ ۲۹ اکتوبر ۲۰۰۴ء کو مسجد حرم مکہ مکرمہ میں تقریباً دس لاکھ افراد نے نمازِ جمعہ ادا کی [۴۲] ادھر مصر کے کثیر الاشاعت اخبار ''الاھرام'' سے بھی اس تعداد کی توثیق وتصدیق ہوتی ہے۔ [۴۳]

حسنِ اتفاق ہے کہ راقم السطور کی ملاقات چند ایسے افراد سے ہوئی جو اس روز

مکہ مکرمہ میں موجود اور شیخ سید محمد مالکی کی نمازِ جنازہ میں شامل تھے۔ ان ثقہ افراد کی زبانی نمازِ جنازہ و تدفین کے بارے جو معلومات ملیں ان کا خلاصہ یہ ہے:

یہ رمضان المبارک کا تیسرا جمعہ تھا، دنیا بھر سے معتمرین کی مکہ مکرمہ آمد کا غیر معمولی سلسلہ جاری تھا، اس پر مزید یہ کہ دیگر شہروں و ممالک سے آخری رسومات میں شرکت کے لیے آنے والے آپ کے محبین بھی جوق در جوق شہر میں داخل ہونے لگے، تا آں کہ شام تک شہر میں حجِ اکبر کا سا سماں بندھ گیا۔

آپ کو اکابر علماء و مشائخ اور اہم شاگردوں نے گھر پر ہی غسل دیا اور کفن پہنایا۔ پھر جسد آخری زیارت کے لیے گھر کے وسیع و عریض احاطہ میں لایا گیا، وہیں پر نمازِ جنازہ ادا کی گئی، جس کی امامت آپ کے بھائی سید عباس بن علوی مالکی نے فرمائی۔ اس دوران یہ جگہ مقامی لوگوں اور باہر سے آنے والوں سے جل تھل تھی۔

نمازِ مغرب کے بعد میت جلوس کی صورت میں ایمبولینس کے ذریعے گھر سے مسجد حرم لائی گئی، جہاں انسانی سمندر موج زن تھا۔ پھر نمازِ عشاء کے فوری بعد مسجد حرم کے مشہور امام و خطیب شیخ محمد بن عبداللہ سُبَیِّل کی امامت میں دوبارہ نمازِ جنازہ پڑھی گئی۔

جنازہ کے بعد مسجد حرم سے الوداعی سفر تاریخی قبرستان "المعلیٰ" کی جانب شروع ہوا، جو تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ یہ تمام علاقہ عقیدت مندوں سے اس طرح پر تھا کہ قدم آگے بڑھانا دشوار تھا۔ اس شدید ازدحام سے گزار کر میت قبرستان پہنچائی گئی۔

آپ کے محبین نمازِ مغرب کے بعد ہی قبرستان پہنچنا شروع ہو گئے اور جسد انور کے وہاں پہنچنے سے قبل ہی وسیع و عریض قبرستان، اردگرد کی سڑکیں، بلند عمارات اور نواح میں موجود پل، غرضے کہ سارا علاقہ انسانوں سے اٹا پڑا تھا۔

مذکورہ قبرستان میں آپ کی جدہ اعلیٰ ام المؤمنین خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے مزار سے چند میٹر کے فاصلہ پر آپ کی قبر بنی۔

آپ کے اکابر شاگردوں نے قبر میں اتارنے کا شرف حاصل کیا۔ ان میں مبلغ اسلام

سید علی زین العابدین جفری اہم نام ہے، جو تدفین کے بعد قبرستان میں ہی شدتِ غم سے بے ہوش گئے۔ اس دوران لاکھوں افراد بیک زبان و بآوازِ بلند سورۂ یٰسین و سورۂ اخلاص پڑھتے رہے، اس کیفیت میں یہ سورتیں بار ہا پڑھی گئیں نیز درود شریف وکلمہ طیبہ اور تکبیرات کا اجتماعی ذکر جاری رہا۔ قبرستان کے علاوہ اردگرد کے علاقہ میں موجود لوگ اس عمل میں شامل رہے۔ یہ صورت رات ایک بجے تک برقرار رہی، جب تدفین سے فراغت حاصل ہوئی۔

سعودی حکومت نے شدتِ ازدحام میں لوگوں کو کسی ممکنہ حادثہ سے بچانے، امن عامہ قائم رکھنے اور بہتر انتظامات کے لیے تین سے پانچ ہزار پولیس اہل کار تعینات کر رکھے تھے، جو آپ کے گھر کے چاروں اطراف، وہاں سے مسجد حرم اور پھر قبرستان تک کی اہم سڑکوں اور قبرستان کے اندر و اطراف میں موجود تھے اور پولیس کی لاتعداد گاڑیاں بھی انھی مقامات پر موجود پائی گئیں، جب کہ گھر کے آس پاس یہ حفاظتی اقدامات، وفات کی خبر سے تعزیت کے تیسرے و آخری روز تک جاری رہے۔

آخری رسومات میں شرکت کرنے والوں میں مکہ مکرمہ کے علماء و مشائخ کے علاوہ ملک کے دیگر شہروں مدینہ منورہ، جدہ، طائف اور الاحساء وغیرہ سے علماء و مشائخ بطورِ خاص حاضر ہوئے۔ رمضان مبارک کی مخصوص مصروفیات کے باوجود متعدد اہلِ علم نے دیگر ممالک سے آکر نمازِ جنازہ میں شمولیت اختیار کی۔ شرکاء میں سے ڈاکٹر سید عبداللہ بن مکی کتانی، شیخ محمد بن عبداللہ الرشید، شیخ سید علی بن عبدالرحمٰن الخلیفہ حسنی شافعی، شیخ راشد بن ابراہیم مریخی کے نام معلوم ہو سکے، جب کہ بعد ازاں دیگر ممالک سے بطورِ خاص تعزیت کے لیے مکہ مکرمہ پہنچنے والے اکابرین میں لاہور سے پروفیسر ڈاکٹر مولانا محمد طاہر القادری اور کویت سے سابق وزیرِ اوقاف ڈاکٹر شیخ سید یوسف بن ہاشم رفائی کے نام ملے۔

مولانا محمد محب اللہ نوری جو اس موقع پر مدینہ منورہ میں موجود تھے، آپ لکھتے ہیں:

"بعض عینی شاہدوں نے ان کے جنازے کے عظیم اجتماع اور جذباتی مناظر کی روداد سنائی کہ اس موقع پر نوجوان دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے اور

جانے کتنے ہی محبین ہوش وحواس کھو بیٹھے"---[۴۴]

اقراء ٹیلی ویژن چینل پر تعزیتی پروگرام

جدہ شہر کے مشہور تاجر اور دلة البرکة نامی تجارتی کمپنی کے چیئرمین شیخ صالح بن عبداللہ کامل نے سیٹلائیٹ پر ART نام سے عربی کے متعدد ٹیلی ویژن چینل قائم کر رکھے ہیں، ان میں اسلامی تعلیمات کے فروغ کے لیے ایک چینل "اقراء" نام سے ہے۔

شیخ سید محمد بن علوی مالکی کی وفات کی مناسبت سے اقراء پر ایک خصوصی پروگرام ۲ر نومبر ۲۰۰۴ء کی شام براہِ راست نشر کیا گیا۔ ڈاکٹر شیخ قاری محمد بشیر بن محمد عبدالمحسن حداد حلبی اس کے میزبان تھے، جب کہ سعودی عرب کے سابق وزیر اطلاعات ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی اور مکہ مکرمہ کے عالم شیخ سید عبداللہ بن محمد فدعق اس پروگرام میں مدعو تھے اور انھوں نے مرحوم کی عظیم علمی خدمات کا اعتراف نیز خراجِ تحسین پیش کیا۔

بعض اہل علم نے پروگرام کے دوران بذریعہ فون اپنے تاثرات بیان کیے، جن میں سعودی عرب کے مشرقی صوبہ کے تاریخی شہر الاحساء/ھفوف کے شیخ سید ابراہیم بن سید عبداللہ الخلیفہ حسنی ادریسی حفظہ اللہ شامل ہیں۔

بابِ دوم

آزادیٔ صحافت اور عرب ممالک

آزادیٔ صحافت اور عرب ممالک

گزشتہ سطور میں شیخ سید محمد بن علوی مالکی کی شخصیت اور وفات کے بارے میں مختصر معلومات پیش کی گئیں، اب ہم اس مضمون کے اصل موضوع کی طرف آتے ہیں کہ ان کی وفات پر سعودی صحافت میں کیا لکھا گیا، لیکن اس سے قبل عرب دنیا میں شعبۂ صحافت کی صورت حال، سعودی عرب میں صحافت کے خدوخال، وہاں کے اخبارات ورسائل کا تعارف پیش ہے تاکہ قارئین کرام ان میں چھپنے والی تحریروں کی اہمیت وافادیت اور سعودی معاشرہ نیز حکام کے ہاں اخبارات ورسائل کے مقام ومرتبہ پر کسی قدر مطلع ہوسکیں۔

آج کی پوری دنیا ایک سو بانوے سے زائد ممالک پر مشتمل ہے، جن میں عرب ممالک کی تعداد تیئس، جب کہ عرب دنیا کی کل آبادی تیس سے پینتیس کروڑ کے درمیان ہے۔

دوحہ قطر میں قائم عربوں کے مشہور ٹیلی ویژن چینل ''الجزیرۃ'' نے عرب دنیا میں آزادیٔ صحافت کے بارے میں ۵/نومبر ۲۰۰۲ء کو ایک پروگرام ''قضایا الساعۃ'' کے زیرِعنوان

نشر کیا، جس میں بتایا گیا کہ حال ہی میں دنیا بھر کے ممالک سے آزادیٔ صحافت کا جائزہ لے کر تمام ممالک کے درمیان درجہ بندی کی گئی۔ اس عالمی سروے رپورٹ کے مطابق آج کی پوری ''عرب دنیا'' میں ملک لبنان آزادیٔ صحافت میں پہلے نمبر پر ہے، جب کہ دنیا بھر کے ممالک میں لبنان چھپن نمبر پر ہے۔

لیکن لبنان میں آزادیٔ صحافت کو مسلم ممالک کی صحافت کا پیمانہ قرار نہیں دیا جاسکتا، جہاں آزادیٔ صحافت کا درجہ اس سے کہیں نیچے ہے۔

اب سے تقریباً نصف صدی قبل لبنان کی مردم شماری مذہب کی بنیاد پر ہوئی، جس کی رو سے ملک کی نصف آبادی عیسائی اور چوتھائی سے قدرے زائد اہل سنت، نیز چوتھائی حصہ شیعہ ہے، چناں چہ ملک میں جو آئین نافذ ہے، اس کے مطابق ملک کا صدر عیسائی، وزیر اعظم اہل سنت اور قومی اسمبلی کے اسپیکر شیعہ میں سے ہوتے ہیں۔ گو کہ اب نصف صدی بعد وہاں کے مسلم حلقوں کا دباؤ ہے کہ مذہب کی بنیاد پر ملک میں تازہ اعداد و شمار لیے جائیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ اب مسلم آبادی کا تناسب کہیں زیادہ ہے۔ معلوم رہے لبنان کے ایک عیسائی محقق کے مطابق سرکاری بیانات کی رو سے ستمبر ۲۰۰۶ء کو ملک کی آبادی انچاس لاکھ کے قریب تھی۔

سعودی عرب

شیخ سید محمد بن علوی مالکی کا وطن مکہ مکرمہ ان دنوں سعودی عرب میں شامل ہے، یہ ملک ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء کو دنیا کے نقشہ پر ابھرا۔ اس کا دارالحکومت صوبہ نجد کا مرکزی شہر ریاض ہے، جب کہ ملک میں شاہی وموروثی نظام حکومت روزِ اوّل سے رائج ہے اور ملک کے بادشاہ نیز ولی عہد، وزیر اعظم، نائب وزیر اعظم، وزیر دفاع، وزیر خارجہ، وزیر داخلہ، مسلح افواج کے سربراہان، خفیہ محکمہ کے سربراہ، صوبائی گورنر اور دیگر اعلیٰ مناصب، ریاض کے قریب گاؤں درعیہ کے سعود بن محمد بن مقرن (وفات ۱۱۳۷ھ/۱۷۲۴ء) کی نسل کے لیے مختص ہیں، جن کے نام کی مناسبت سے یہ خاندان ''آلِ سعود'' اور ملک ''سعودی عرب''

ما ہے۔[۴۵]

ملک میں رائج نظام تعلیم، عدالتی نظام، مذہبی امور سے متعلق وزارت، یہ تمام شعبے شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی (وفات ۱۲۰۶ھ/۱۷۹۲ء) کی نسل جو "آلِ شیخ" کہلاتی ہے، ان کے لیے یا ان کے شاگردوں کے لیے مختص ہیں۔

وزیر اعظم کا عہدہ مستقل طور پر بادشاہ کے پاس رہتا ہے، جب کہ نائب وزیر اعظم کا منصب "ولی عہد" کے لیے مختص ہے اور کابینہ کے جملہ اراکین بادشاہ مقرر کرتا ہے۔ ملک میں منتخب اداروں، سینٹ، قومی وصوبائی اسمبلیوں کا وجود نہیں۔ مجلسِ شوریٰ موجود، جس کے اراکین کی تعداد ایک سو بیس تھی اور ۱۴ار فروری ۲۰۰۹ء کو ایک سو پچاس مقرر کی گئی [۴۶]، جنھیں بادشاہ چار برس کے لیے نامزد کرتا ہے اور بادشاہ کی صواب دید پر ہے کہ وہ کسی بھی رکن مجلسِ شوریٰ کو بار بار نامزد کرے۔ جب کہ مجلسِ شوریٰ کے صدر کا منصب، اس کے قیام ۱۹۲۷ء سے ۱۹۹۲ء تک تقریباً پینسٹھ برس شاہی خاندان یا خود بادشاہ کے لیے مختص رہا [۴۷] ملک میں بلدیاتی ادارے موجود ہیں، لیکن ان کے اراکین بھی نام زد کیے جاتے ہیں، جس کی توثیق شاہی فرمان سے ہوتی ہے۔

جب کہ تعلیم، انصاف، اوقاف و مذہبی امور کی تین الگ الگ وزارتوں کے علاوہ علماء کے مزید تین اعلیٰ سرکاری ادارے "رئاسة ادارات البحوث العلمية و الافتاء"، "هيئة كبار العلماء" اور "امر بالمعروف و النهى عن المنكر" نام سے فعال ہیں۔ علاوہ ازیں اشاعتی سرگرمیوں پر نظر رکھنے کے لیے وزاتِ اطلاعات میں بھی علماء پر مشتمل نگران شعبہ قائم ہے۔

محدثِ حجاز کی وفات کے دنوں میں فہد بن عبدالعزیز آل سعود، ملک کے بادشاہ و وزیر اعظم تھے، جب کہ عبداللہ بن عبدالعزیز آلِ سعود، نائب دوم و وزیر اعظم و وزیر دفاع، نائف بن عبدالعزیز آل سعود وزیر داخلہ، عبدالمجید بن عبدالعزیز آل سعود مکہ مکرمہ و ملحقہ علاقوں کے گورنر، سلمان بن عبدالعزیز آل سعود گورنر ریاض تھے۔ ادھر وزارتِ انصاف

کا قلم دان ڈاکٹر شیخ عبداللہ بن محمد بن ابراہیم کے سپرد تھا اور شیخ صالح بن عبدالعزیز بن محمد وزیر اوقاف و مذہبی امور و تبلیغ، جب کہ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ دارالافتاء کے مفتی اعظم و هيئة كبار العلماء کے صدر بدرجہ وزیر تھے اور یہ تینوں ہی شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی نسل میں سے ہیں۔ نیز خطہ نجد کے ہی عالم و مسجد حرم مکی کے امام و خطیب شیخ صالح بن عبداللہ حُمَید مجلسِ شوریٰ کے صدر تھے۔

آئین کی رو سے ملک میں اسلامی نظام نافذ ہے اور صحافت کا شعبہ ہو یا زندگی کے دیگر معاملات، آئین و دیگر قوانین کی رو سے اسلام کی وہی تعبیر قابل قبول ہے، جو وہابی فکر کے عین مطابق ہو۔ سعودی عرب کا عارضی آئین ۱۶ر صفر ۱۳۴۵ھ/ ۲۵ر اگست ۱۹۲۶ء کو جاری کیا گیا۔ پھر مستقل آئین ۲۷ر رجب ۱۴۱۲ھ/ یکم فروری ۱۹۹۲ء کو جاری ہوا، جو نو ابواب اور ۸۳ دفعات پر مشتمل ہے۔ اس کے دوسرے باب کی دفعہ تین میں ہے:

''سعودی حکمران ملک کا نظم و نسق قرآن و سنت کے احکامات کے مطابق چلائیں گے، ملک میں حکومت کی اساس قرآن و سنت پر قائم ہوگی، مملکت کے سارے قوانین قرآن و سنت سے ماخوذ ہوں گے''---

اس کے چھٹے باب کی دفعہ تین میں ہے:

''ججوں پر اسلامی قوانین کے سوا کسی کو بالادستی حاصل نہ ہوگی''---[۴۸]

سعودی عرب کی آبادی ایک کروڑ بیس لاکھ سے زائد بتائی جاتی ہے، جو اہلِ سنت، وہابیہ اور شیعہ کے مختلف فرقوں اثنا عشریہ، اسماعیلیہ، شیخیہ، قرامطہ پر مشتمل ہے۔ اس پر مزید ساٹھ لاکھ غیر ملکی وہاں مقیم ہیں، جن میں اکثریت مسلمانوں کی، جب کہ ان میں عیسائی، یہودی، بدھ، ہندو اور قادیانی وغیرہ ادیان کے لوگ موجود ہیں۔

سعودی صحافت کے خدوخال

مملکت سعودی عرب کے قیام سے قبل ہی اس خطہ پر صحافت کا آغاز ہو چکا تھا اور صوبہ حجاز کے شہروں مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ و جدہ سے متعدد اخبارات و رسائل منظر عام پر

آ چکے تھے۔[۴۹]

۱۵رشوال ۱۳۳۴ھ/ ۱۵راگست ۱۹۱۶ء کو مکہ مکرمہ سے ایک سہ روزہ اخبار ''القبلة'' جاری ہوا، ان دنوں یہ شہر مقدس مملکتِ ہاشمیہ کا دارالحکومت تھا۔ یہ اخبار ۸۲۳ شمارے شائع کر کے ۲۵رصفر ۱۳۴۳ھ/ ۲۵رستمبر ۱۹۲۴ء کو اس روز بند ہوا جب آل سعود نے مکہ مکرمہ پر قبضہ کرلیا۔[۵۰]

اب سعودی حکومت نے اس کا نام وانتظامیہ بدل کر ''ام القریٰ'' کے نام سے جاری کیا اور یہ اسی شہر و مطبع میں طبع ہونے لگا۔ ام القریٰ کا پہلا شمارہ ۱۵رجمادی الاول ۱۳۴۳ھ/ ۱۲ردسمبر ۱۹۲۴ء کو منظر عام پر آیا۔ یہ مملکت سعودی عرب کے قیام کے بعد صوبہ حجاز سے ہی نہیں پورے ملک سے شائع ہونے والا اوّلین اخبار ہے، نیز روزِ اوّل سے ہی مکمل طور پر سرکاری اخبار ہے۔[۵۱]

ان ایام کے ام القریٰ کا مزاج کیا تھا، یہ جاننے کے لیے ہمیں ایک معاصر شہادت میسر ہے، چناں چہ اس کے اجراء کے محض پانچ برس بعد یعنی ۱۹۳۰ء کو امرتسر سے شائع ہونے والے اردو ہفت روزہ ''الفقیہ'' میں یوں لکھا ہے:

> ''حرم محترم اور حجاز کے حالات معلوم کرنے کا اخبار ام القریٰ کے علاوہ آج کوئی ذریعہ دنیا کے مسلمانوں کے پاس نہیں ہے............ ام القریٰ صرف حکومت نجد کی قصیدہ خوانی اور مدح سرائی کے لیے وقف ہے، وہاں کیا گزر رہی ہے اور اہلِ حرم کی حالت کیا ہے؟ اس کو ام القریٰ کے صفحات میں تلاش نہ کیجیے'' ---[۵۲]

ام القریٰ کے بعد ملک سے معاشرہ کے مختلف افراد نے متعدد نجی غیر سرکاری اخبارات ورسائل جاری کیے[۵۳] لیکن دوسری جنگ عظیم برپا ہوئی تو کاغذ کی کمی کے باعث تمام بند ہو گئے اور ام القریٰ ایک بار پھر میدان میں تنہا رہ گیا۔ چناں چہ ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۵ء تک کے پانچ برس میں ام القریٰ ملک بھر سے شائع ہونے والا واحد اخبار تھا۔[۵۴]

یہ اخبار آج بھی شائع ہو رہا ہے اور ۳۰ر ذیقعد ۱۴۲۹ھ/ ۲۸ر نومبر ۲۰۰۸ء کو اس کا شمارہ نمبر ۴۲۲۹ شائع ہوا، جو راقم کے پیشِ نظر ہے۔ یہ آج بھی سرکاری ہفت روزہ اور اس کی قیمت تین ریال مقرر ہے، لیکن عملاً سعودی بازار میں دست یاب نہیں اور طباعت کے بعد سرکاری محکموں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اجراء کے چھیاسی برس بعد بھی اس کا مزاج وہی ہے، جس کی نشان دہی پون صدی قبل الفقیہ میں کی گئی تھی۔

ام القریٰ کو سعودی صحافت کی بنیاد و پہلی اینٹ تصور کیا جاتا ہے، اس بنا پر اس کے مختصر تعارف کے بعد اب وہاں شعبہ صحافت سے متعلق چند سرکاری قوانین ملاحظہ ہوں:

''۲۴ر جمادی الثانی ۱۳۸۳ھ/ ۱۲ر نومبر ۱۹۶۳ء کو جب کہ ملک بھر سے انیس کے قریب اخبارات و رسائل شائع ہو رہے تھے، وزیر اطلاعات نے حکم جاری کیا کہ آئندہ کسی فرد کو اخبار یا رسالہ جاری کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور شعبہ صحافت میں جولانیاں دکھانے کا واحد راستہ یہ ہوگا کہ پہلے ایک اشاعتی ادارہ قائم کر کے اس کی رجسٹریشن کرائی جائے، پھر اس ادارہ کی طرف سے ایک یا متعدد اخبار و رسائل جاری کیے جائیں، جو ادارہ کی ملکیت ہوں گے، کسی فرد واحد کے نہیں اور یہ کہ اس وقت ملک سے جو اخبارات و رسائل نکل رہے ہیں، انھیں تین ماہ کی مہلت دی جاتی ہے، جس دوران وہ نیا نظام اپنا لیں''---[۵۵]

۲۳ر شعبان ۱۳۸۳ھ/ ۸ر جنوری ۱۹۶۴ء کو شعبہ صحافت کے لیے نیا قانون ''نظام المؤسسات الصحفیۃ'' جاری کیا گیا، جو تین ابواب اور چونتیس دفعات پر مشتمل ہے۔

اس قانون کی دفعہ ۳ میں ہے:

''ملک بھر میں اخبار و رسائل کے اجراء کے لیے قائم کیے گئے اشاعتی ادارہ کے بانی و اراکین کی تعداد کم از کم پندرہ ہونی چاہیے، جن کے نام و کوائف وزارتِ اطلاعات کو فراہم کیے جائیں گے اور وزارت ان میں سے

کسی کا نام مسترد کرنے کی مجاز ہوگی اور صحافتی ادارہ کے قیام کی حتمی منظوری وزیراعظم دیں گے"---

دفعہ ۴ میں ہے:

"ایسے اشاعتی ادارہ کو چلانے کے لیے آغاز میں کم از کم ایک لاکھ ریال مختص کرنا ضروری ہوں گے"---

دفعہ ۸ کی شق ج میں ہے:

"اگر وزارتِ اطلاعات نے محسوس کیا کہ ادارہ درست طور پر روبعمل نہیں تو وزارت اس بات کی مجاز ہوگی کہ وزیراعظم کی اجازت کے بعد اس اشاعتی ادارے کا لائسنس منسوخ کردے"---

دفعہ ۱۴ میں ہے:

"ادارہ کے کسی رکن کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ اپنی رکنیت کسی اور کے نام منتقل کریں یا اپنا نمائندہ مقرر کریں یا رکن کی وفات کے بعد اس کے ورثا از خود رکن قرار پائیں۔ ان سب اقدامات کے لیے وزارت کی پیشگی اجازت و منظوری ضروری ہے"---

دفعہ ۱۶ میں ہے:

"ادارہ کے جنرل منیجر کے تعیین و انتخاب کا طریقہ کار یہ ہوگا کہ اس کے جملہ اراکین اپنے میں سے تین نام منصب کے لیے تجویز کر کے وزارت کو پیش کریں گے اور وہاں سے ان ناموں پر عدم اعتراض و توثیق کے بعد ادارہ کے جملہ اراکین ان تینوں میں سے کسی کو جنرل منیجر منتخب کرسکیں گے"---

دفعہ ۱۸ کی شق د میں ہے:

"اگر وزارتِ اطلاعات نے کسی بھی مرحلہ پر محسوس کیا کہ ملک کے کسی اشاعتی ادارہ کے جنرل منیجر کا اس منصب پر بدستور تعینات رہنا مفادِ عامہ کے

خلاف ہے تو مذکورہ وزارت از خود اسے منصب سے الگ کرنے کی مجاز ہوگی"---

دفعہ ۲۵ میں ہے:

"اخبار و رسالہ میں جو کچھ چھپے گا، اس کے لیے چیف ایڈیٹر وزارت کے سامنے جواب دہ ہوگا"---

دفعہ ۲۸ کی شق ج میں ہے:

"اگر وزارت کے خیال میں کسی اخبار و رسالہ کا چیف ایڈیٹر مفادِ عامہ کے خلاف چل رہا ہے تو وزارت اسے ادارہ سے الگ کرنے کا حکم دے سکتی ہے"---

دفعہ ۳۱ میں ہے:

"اشاعتی ادارہ قائم کرتے وقت اس میں حسبِ ذیل کل وقتی عملہ کا تعین ضروری ہے:

ایک چیف ایڈیٹر، چار ایڈیٹر، دو مترجم، ایک فوٹو گرافر، تین مراسلہ نگار"---[۵۶]

○ ۱۳؍ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ/ ۸؍ فروری ۱۹۸۲ء کو بادشاہ کے دستخط کے ساتھ نیا پریس اینڈ پبلی کیشنز لاء بنام "نظام المطبوعات و النشر" جاری کیا گیا، جس کا ایک باب صحافت سے متعلق ہے، اس کی دفعہ ۲۳ میں ہے:

"اخبارات و رسائل دینِ حنیف اور مکارمِ اخلاق، رشد و ہدایت اور اصلاحِ احوال کے داعی ہوں گے۔ ملک میں رائج نظام کے خلاف کوئی بات شائع نہ کریں گے"---

دفعہ ۲۸ کی شق د میں ہے:

"جس پریس میں اخبار طبع ہو رہا ہے، اس کا نام و پتہ نیز مالک کے کوائف پر وزارتِ اطلاعات کو پیشگی مطلع کرنا ضروری ہوگا"---

دفعہ ۲۹ میں ہے:

''ہر شمارے پر پرنٹنگ پریس کا نام درج کرنا ضروری ہوگا''---

دفعہ ۳۱ میں ہے:

''وزارتِ اطلاعات کسی بھی اخبار و رسالہ کے یومیہ شمارہ کی قیمت مقرر کرنے نیز اس میں شائع ہونے والے اشتہارات کی اجرت کی حد طے کرنے کی مجاز ہوگی''---

دفعہ ۳۳ میں ہے:

''وزارت کو یہ حق بھی حاصل ہوگا کہ وہ دین، اخلاق اور ملکی قوانین کے خلاف کسی بات کی اشاعت پر اخبار کے کسی خاص شمارے کے تمام نسخے تلف کرنے کا حکم دے اور ذمہ دار افراد کو قوانین کے مطابق سزا دے''---

دفعہ ۳۶ میں ہے:

''اخبار میں چھپنے والی ایسی ہر تحریر جس کے ساتھ لکھنے والے کا نام درج نہ ہو، وہ چیف ایڈیٹر کے ذمہ ہوگی''---

دفعہ ۳۸ میں ہے:

''صحافتی قوانین کی کسی ایک شق کی خلاف ورزی کرنے والے کو زیادہ سے زیادہ ایک برس قید یا تیس ہزار ریال جرمانہ نیز بیک وقت یہ دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں''---

دفعہ ۴۲ میں ہے:

''ان قوانین کی غیر معمولی خلاف ورزی کے مرتکب کا معاملہ وزارت کے توسط سے وزیر اعظم کے سامنے پیش کیا جائے گا اور وہی اس کا فیصلہ کرے گا''---[۵۷]

○ ۳ر رمضان ۱۴۲۱ھ/ ۲۹ر نومبر ۲۰۰۰ء کو بادشاہ نے نشر و اشاعت سے متعلق نئے قوانین بنام ''اللائحة التنفيذية لنظام المطبوعات و النشر'' کی منظوری دی، جو ۲۳ر مارچ ۲۰۰۱ء سے نافذ العمل ہوا[۵۸] یہ سات ابواب اور ننانوے دفعات پر مشتمل ہے۔

اس کی دفعہ ۸۴ میں ہے:

''اخبار و رسالہ کا نیا چیف ایڈیٹر مقرر کرنے سے قبل متعلقہ اشاعتی ادارہ کا وزارتِ اطلاعات سے اس شخص کی تعیناتی پر عدمِ اعتراض و موافقت لینا ضروری ہوگا اور مذکورہ وزارت اخبار کا بجٹ و دیگر مالی معاملات ملاحظہ کرنے کی مجاز ہوگی نیز ہر شمارے کے دس نسخے اسی روز وزارت کے قریبی دفتر میں مفت پیش کرنا ضروری ہوں گے''---

دفعہ ۸۶ میں ہے:

''کوئی بھی اشاعتی ادارہ اپنا لائسنس کسی اور کے نام منتقل یا فروخت کرنا چاہے تو اس کے لیے وزیر اطلاعات کی پیشگی اجازت ضروری ہوگی''---

دفعہ ۸۷ میں ہے:

''کسی دوسرے ملک میں رجسٹرڈ و زیرِ اشاعت اخبار و رسالہ اگر سعودی عرب سے اس کا مقامی ایڈیشن شائع کرنا چاہے تو اس کے لیے وزیر اعظم کا جاری کردہ اجازت نامہ لازم ہوگا''---[۵۹]

سعودی صحافت کو اس نوع کے قوانین کے علاوہ دیگر معاشرتی عوامل و دباؤ کا بھی مسلسل سامنا ہے۔

اوّل یہ کہ وہاں کا معاشرہ اسلام سے وابستہ تمام اہم مکاتب فکر پر مشتمل ہونے کے باوجود ملکی قوانین پر وہابی فکر پوری قوت سے غالب ہے اور اس مذہبی امتیاز و تعصب کی سرپرستی خود حکومت کھلم کھلا کر رہی ہے۔

دوم یہ کہ شاہی خاندان سے وفاداری کا اظہار ہر فرد و ادارہ کی سلامتی کے لیے اہم و ضرورت کا درجہ رکھتا ہے، لہٰذا گاہے گاہے اس کا اظہار بھی ضروری ٹھہرا اور اس عمل کے لیے شعبہ صحافت نے سب سے اہم ذریعہ کی صورت اختیار کر رکھی ہے۔

سوم اس شعبہ کو مذہبی معاملات میں سرکاری مراعات یافتہ علماء کی مداخلت و دباؤ کا بھی شدت سے سامنا ہے۔

تقریباً دو عشرے قبل مکہ مکرمہ کے ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی کا ایک مضمون ''بابی انت و امی یا رسول اللہ ﷺ'' عنوان سے سعودی ایئر لائن کے جاری کردہ ماہ نامہ ''اھلاً و سھلاً'' میں شائع ہوا، تو ایک سرکاری عالم ڈاکٹر صالح فوزان نجدی نے اس کے خلاف مستقل مضمون لکھ کر اسی رسالہ میں شائع کرایا اور ساتھ میں رسالہ کے ذمہ داران کو اس نوع کے مضامین شائع کرنے پر باز پرس کی، جس پر انھوں نے معذرت شائع کر کے اپنا پلو چھڑایا۔

اور چند برس قبل سرکاری مفتیٔ اعظم شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز نجدی (وفات ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء)، جو دورِ حاضر میں انتہا پسندی کے باوا آدم تھے اور انھیں حکومت کے ہاں وزیر کا درجہ حاصل تھا، انھوں نے فتویٰ جاری کرتے ہوئے اخبار مالکان کو متنبہ کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے روضہ انور کے مواجہہ شریف کی تصاویر شائع کرنے سے اجتناب برتیں، کیوں کہ اس سے معاشرے میں قبور کی تعظیم و توقیر کا غیر اسلامی تصور ابھرنے کا احتمال ہے۔[۶۰]

موجودہ دور میں پرنٹ میڈیا کے ساتھ ساتھ الیکٹرونک میڈیا نے بھی اپنے وجود کا بڑے پیمانہ پر اعتراف کرایا ہے۔ پھر الیکٹرونک میڈیا میں کمپیوٹر انٹرنیٹ کی آمد و فروغ نے تو اسے ذرائع ابلاغ کے کمال پر پہنچا دیا۔ ۲۰۰۵ء کے آخر میں سعودی عرب میں انٹرنیٹ سے استفادہ کرنے والوں کی مجموعی تعداد بیس لاکھ سے تجاوز کر چکی تھی۔ وہاں پر الیکٹرونک صحافت کی نگرانی و کسی ویب سائٹ کو ملکی حدود میں ممنوع قرار دینے کا اختیار ''کنگ عبدالعزیز سٹی برائے سائنس و ٹیکنالوجی'' نامی سرکاری ادارہ کو حاصل ہے، جو ۱۹۹۸ء سے اس شعبہ میں کلیدی کردار ادا کر رہا ہے۔ وہاں پر انٹرنیٹ کے استعمال میں آزادی کی حدود و قیود کیا ہیں؟ اس بارے میں احمد شعلان کی ایک تحریر ''الحیاۃ'' میں شائع ہوئی، جس میں انھوں نے بتایا:

''کنگ عبدالعزیز سٹی کی جانب سے ہمیشہ یہی باور کرایا جاتا ہے کہ ہر وہ ویب سائٹ جو اسلامی شریعت سے ہم آہنگ نہ ہو، اسے بند کر دیا جانا ضروری ہے۔ کنگ عبدالعزیز سٹی کی پابندی سے متاثرین میں سے خود میں بھی ہوں کیوں کہ اس کی جانب سے مختلف ویب سائٹس پر پابندی عائد کرنے کا دائرہ

پھیلتا جا رہا ہے۔ یہ ایک طرح سے ویب سائٹس کے شائقین پر اپنی رائے اور اپنی سوچ مسلط کر رہا ہے۔ یہ ادارہ دس وزارتوں کے نمائندوں پر مشتمل سیکورٹی کمیٹی کی رائے پر کسی بھی ویب سائٹ کو بند کر دیتا ہے"---[۱۱]

حجازِ مقدس کے ایک قلم کار شیخ عبداللہ فراج شریف کا ایک مضمون اخبار "المدینۃ المنورۃ" میں طبع ہوا، جو احمد شعلان کی بات کو مزید آگے بڑھانے اور سعودی عرب میں الیکٹرونک صحافت کے میدان میں حاصل آزادی کو جاننے کے لیے شاید کافی ہوگا۔ یہاں پر اس کے متن کا ترجمہ من وعن پیش ہے:

"جب ہم نے انٹرنیٹ سے تعلق رکھنے والوں کے فورم میں قدم رکھا تو ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ ہمیں ایسا لگ رہا تھا کہ ہم جدید عصر میں داخل ہو گئے ہیں۔ پھر ہوا یوں کہ جوں ہی ہم نے انٹرنیٹ کی دنیا کی طرف توجہ کی، ویسے ہی انٹرنیٹ کی نگرانی کنگ عبدالعزیز سٹی برائے سائنس وٹیکنالوجی کے سپرد کردی گئی۔ یہ وہ علمی مرکز ہے جس کے قیام کی خبر نے ہمیں یہ احساس بخشا تھا کہ ٹیکنالوجی کا سورج اب جلد ہی سعودی عرب میں طلوع ہونے جا رہا ہے۔ یہ احساس اس لیے بھی پیدا ہوا تھا کہ ہم مغربی دنیا کی ایجادات کی مارکیٹ سے بھیک مانگتے مانگتے تھک گئے تھے۔ ہم نے یہ فرض کر لیا تھا کہ کنگ عبدالعزیز سٹی سرگرم کردار ادا کر کے موجدین کی ایک کھیپ تیار کر ڈالے گا، اس طرح ہم تاریک غار سے باہر نکل آئیں گے اور عصر حاضر کے تمدن کی تعمیر وتشکیل میں اپنا کردار شایانِ شان طریقے سے ادا کر سکیں گے۔

یہ آرزو، آرزو ہی رہی، پوری نہ ہو سکی۔ وقت گزرتا گیا اور ہمیں کہیں سے بھی کنگ عبدالعزیز سٹی برائے سائنس وٹیکنالوجی کے اثرات اپنی زندگی میں دیکھنے کو نہیں ملے۔ حد تو یہ ہے کہ ہمارے ایک ساتھی نے بڑا تیکھا تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ:

"مٹی کی دیواروں کے عقب میں ایسے اہل کار موجود ہیں' جو

بدترین روٹین کے خوگر ہیں"۔۔۔

عجیب بات یہ ہے کہ اس سٹی کے اثرات اس وقت خوب اچھی طرح سے دیکھنے کو ملے، جب اسے انٹرنیٹ کی نگرانی تفویض کی گئی۔ سٹی کے اہل کاروں نے کوئی چھوٹا بڑا روشن دان ایسا نہیں چھوڑا، جسے بند نہ کر دیا ہو۔ اکثر علمی ویب سائٹس خواہ وہ نظریات سے تعلق رکھتے ہوں یا ٹیکنالوجی سے، وہ سب کے سب انٹرنیٹ کے شائقین کے لیے بند ہیں۔ علاوہ ازیں ای نیوز پیپر اور پولیٹکل ویب سائٹس، خاص طور پر وہ جو انسانی حقوق سے دل چسپی رکھتی ہیں، سب کی سب بند کر دی گئی ہیں، ان تک رسائی قطعی طور پر ممنوع ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اگر آپ کنگ عبدالعزیز سٹی کو چیلنج کر کے براہِ راست سیٹلائٹ چینل کے ذریعے مذکورہ ویب سائٹس تک رسائی حاصل کرنا چاہیں تو بات دیگر ہے۔ یہ اس صورت میں ممکن ہے جب آپ کنگ عبدالعزیز سٹی سے بالا ہی بالا کام کریں۔ بعض لوگ ایک اور کوشش کرتے ہیں اور وہ یہ کہ سٹی کے انتباہ کے باوجود کسی ویب سائٹ تک رسائی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور سٹی کو اس ویب سائٹ کے مفید ہونے کا قائل کرنے کے لیے سٹی کے نام تحریری درخواست ای میل کے ذریعے ارسال کرتے ہیں۔ عام طور پر اس قسم کے لوگوں کو تمام تر کوششوں کے باوجود کوئی کامیابی نہیں ملتی۔

اگر آپ انٹرنیٹ کے دل دادہ ہیں تو آپ نے ایک تجربہ اور کیا ہوگا اور وہ یہ کہ آپ کو کئی ایسی ویب سائٹس دیکھنے کا اتفاق ہوا ہوگا، جن میں اول فول معلومات بھری ہوتی ہیں اور آپ انھیں دیکھ کر تعجب میں پڑ جاتے ہوں کہ آخر کنگ عبدالعزیز سٹی نے انھیں کیسے آزاد چھوڑ رکھا ہے؟ جب کہ آپ کو کئی ایسی ویب سائٹس کا پتہ چلا ہوگا جو بے حد مفید ہیں اور قطعی طور پر بے ضرر ہیں لیکن اس کے باوجود وہ بند ہیں۔ اس سلسلے میں یہاں ان ویب سائٹس کا تذکرہ ضرور کرنا چاہوں گا، جو جہاد کے نام پر تشدد کی دعوت سے بھری ہوئی ہیں، نفرت

اور عداوت پھیلا رہی ہیں، اس کے باوجود کنگ عبدالعزیز سٹی کے کارکن انھیں

یوں ہی کھلا چھوڑے ہوئے ہیں۔ آخر کیوں؟''---[۶۲]

سعودی عرب اور آزادیٔ صحافت

سعودی صحافت سے متعلق قوانین کی بعض دفعات نیز دو واقعات اوپر پیش کیے گئے۔ یہاں فقط یہ بتانا مقصود ہے کہ الجزیرہ چینل پر مذکورہ بالا پروگرام میں بتایا گیا کہ آزادیٔ صحافت کی درجہ بندی میں دنیا بھر کے ممالک میں سعودی عرب ۱۲۵ویں نمبر پر ہے۔

سعودی صحافتی ادارے

۲۰۰۴ء میں شیخ سید محمد بن علوی مالکی نے وفات پائی تو ان ایام میں سعودی صحافت تین اقسام میں منقسم تھی:

پہلی قسم

اس میں سرکاری صحافت ہے، جس میں تحقیقی و علمی ادارے، یونی ورسٹی، کالج، مسلح افواج، سعودی ایئر لائنز، تبلیغی اداروں کی طرف سے شائع ہونے والے ہفت روزہ و ماہ نامہ وغیرہ رسائل اور ام القریٰ شامل ہیں۔

دوسری قسم

غیر سرکاری و قومی و مقامی صحافت کی ہے، جس میں اشاعتی اداروں کی طرف سے شائع ہونے والے لاتعداد اخبارات و رسائل شامل ہیں۔

تیسری قسم

عالمی صحافت کی ہے۔ وہ اشاعتی ادارے جو کسی دوسرے ملک میں رجسٹرڈ ہیں، جب کہ ان کے مالکان سعودی اور یہ ادارے دیگر ممالک کے علاوہ سعودی عرب سے بھی اپنے اخبارات کے مقامی ایڈیشن شائع کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا دوسری قسم کی صحافت میں جو ادارے یومیہ و مکمل اخبار نکالتے ہیں، ان کے نام یہ ہیں:

- مؤسسة البلاد للصحافة و النشر، جدہ
- مؤسسة المدينة للصحافة و النشر، جدہ
- مؤسسة مكة للطباعة و الاعلام، مکہ مکرمہ
- مؤسسة عكاظ للصحافة و النشر، جدہ
- مؤسسة الجزيرة للصحافة و الطباعة و النشر، ریاض
- مؤسسة اليمامة الصحفية، ریاض
- مؤسسة عَسِير للصحافة و النشر، ابہاء

ان میں سے آخر الذکر ادارہ ۱۹۹۷ء میں قائم ہوا جب کہ دیگر تمام ادارے ۱۹۶۴ء میں تشکیل پائے۔ ان میں ایک قدرِ مشترک یہ ہے کہ سب عربی کے مکمل روزنامے شائع کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں بعض ادارے ہفت روزہ و ماہ نامہ رسائل، کھیلوں اور تجارتی خبروں کے لیے مختص عربی روزنامے نیز چند انگریزی اخبارات بھی یومیہ شائع کرتے ہیں۔ ان اداروں کے علاوہ جو فقط ماہ نامہ رسائل شائع کرتے ہیں اور وہ بازار میں دست یاب ہیں، ایسے غیر سرکاری اداروں کے نام یہ ہیں:

- دارة المنهل للصحافة و النشر المحدودة، جدہ
- دار اليمامة للبحث و الترجمة و النشر، ریاض

مذکورہ بالا تیسری قسم کے صحافتی اداروں میں سے جو یومیہ اخبارات نکالتے ہیں، ان کے نام یہ ہیں:

- شركة السعودية للابحاث و النشر، لندن
- شركة الحياة الدولية للنشر، لندن

اخبارات و رسائل کا تعارف

شیخ سید محمد مالکی کی وفات پر سعودی صحافت میں تعزیتی بیانات، اس سانحہ سے متعلق خبروں اور آپ کے حالات و خدمات پر مقالات کی اشاعت کا تانتا بندھ گیا، حتیٰ کہ بعض اخبارات نے

آپ کی شخصیت پر لوگوں کو لکھنے کی دعوت دی۔ آئندہ سطور میں فقط ان سعودی اخبارات و رسائل کا تعارف پیش ہے، جنھوں نے اس موقع پر آپ کے بارے میں تحریریں شائع کیں اور جن میں سے اکثر کے متعلقہ شمارے راقم السطور کے پیشِ نظر ہیں۔

روزنامہ "البلاد" جدہ

شیخ محمد صالح نصیف نے مکہ مکرمہ سے ہفت روزہ اخبار "صوت الحجاز" جاری کیا تھا، جس کا پہلا شمارہ ۲۷ رذیقعد ۱۳۵۰ھ/ ۴ راپریل ۱۹۳۲ء کو شائع ہوا۔ چند برس بعد انھوں نے اخبار فروخت کر دیا تو یہ مکہ مکرمہ سے ہی نئے نام "البلاد السعودیة" سے سامنے آیا، جس کا اوّلیں شمارہ یکم ربیع الثانی ۱۳۶۵ھ/ ۴ رمارچ ۱۹۴۶ء کو منظرِ عام پر آیا۔

ادھر جدہ سے شیخ حسن عبدالحی قزاز نے ہفت روزہ "عرفات" جاری کر رکھا تھا، جس کا پہلا شمارہ ۲ رجمادی الثانی ۱۳۷۷ھ/ ۲۳ ردسمبر ۱۹۵۷ء کو شائع ہوا۔

اور جب ملک میں انفرادی صحافت پر پابندی عائد کر دی گئی تو مذکورہ دونوں اخبار ایک دوسرے میں ضم کیے گئے، تب اسے "البــلاد" کا نام دیا گیا، جس کا اوّلیں شمارہ ۱۶ ررجب ۱۳۷۸ھ/ ۲۶ رجنوری ۱۹۵۹ء کو طبع ہوا۔ اب یہ اخبار "مؤسسة البلاد للصحافة والنشر" نامی اشاعتی ادارے کی ملکیت ہوا اور مقامِ اشاعت جدہ قرار پایا۔ محققین نے البلاد کو سعودی عرب کا اوّلیں روزنامہ اور اس کا سنِ اجراء ۱۹۳۲ء تسلیم کیا۔[۶۳]

۱۹۹۹ء میں ڈاکٹر عبداللہ صادق دحلان اس ادارہ کے جنرل منیجر تھے[۶۴] اور شیخ سید محمد مالکی کی وفات کے دنوں میں یہ جدہ کے تین قومی اخبارات میں سے ایک تھا، نیز ہر شمارہ بالعموم سولہ صفحات پر شائع ہو رہا تھا۔

شیخ سید محمد مالکی اس اخبار میں کچھ عرصہ "درب الھدیٰ" کے مستقل عنوان سے کالم لکھتے رہے، جیسا کہ ایک کالم "التجمیل و التزیین" کے ذیلی عنوان سے اشاعت پذیر ہوا۔[۶۵]

البـلاد کے بانیان شیخ محمد صالح نصیف اور شیخ حسن عبدالحی قزاز میں سے اوّل الذکر

۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء کو جدہ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۹۳ھ/ ۱۹۷۳ء کو وہیں پر وفات پائی۔ شیخ نصیف نے باقاعدہ تعلیم نہیں پائی لیکن علم وادب اور سیاست میں دل چسپی کی بنا پر کمال حاصل کیا۔ ہاشمی عہد میں جدہ سے ہفت روزہ "برید الحجاز" جاری کیا اور جدہ شہر کے میئر رہے، نیز مرکزی بنک کی تشکیل و قیام میں حصہ لیا۔ سعودی عہد کے حجازِ مقدس میں ال سعود خاندان کے اہم معاون اور وہابی فکر کے اوّلیں ناشر ہوئے۔ اس دوران "صوت الحجاز" کے اجراء کے علاوہ کچھ عرصہ اس کے چیف ایڈیٹر بھی رہے اور مرکزی حکومت کی مجلس شوریٰ کے دوبار رکن بنائے گئے نیز وزارتِ خزانہ کی طرف سے الاحساء علاقہ کے مدیر بعدازاں اسی وزارت کی جانب سے محکمہ کسٹم جیزان شہر کے مدیر رہے۔ علاوہ ازیں مصر سے پرنٹنگ پریس منگوا کر مکہ مکرمہ میں نصب کیا اور اسے مکتبہ و مطبع سلفیہ کا نام دے کر مذکورہ فکر کی متعدد کتب شائع کیں۔ [۶۶]

البلاد کے دوسرے بانی شیخ حسن عبدالحیٔ قزاز کا تعارف بابِ چہارم میں آرہا ہے۔

البلاد کے ناشر ادارہ کی مجلس منتظمہ کے صدر ڈاکٹر سید عبداللہ بن صادق بن عبداللہ بن صادق بن زینی دحلان کا تعلق مکہ مکرمہ کے اہم علمی گھرانہ سے ہے۔ آپ نے تجارت کے شعبہ میں امریکہ سے ایم فل اور قاہرہ یونی ورسٹی سے پی ایچ ڈی کی۔ پھر جدہ یونی ورسٹی کے اکنامک کالج میں لیکچرار ہوئے اور ۱۹۸۰ء کو ایوانِ صنعت و تجارت جدہ سے وابستہ ہوئے تا آں کہ اس کے جنرل سیکرٹری بنائے گئے۔ اقتصادیات کے موضوع پر چند تصنیفات ہیں، جن کے نام یہ ہیں:

ادارة المدن الصناعية، اقتصاديات المشاريع، السياسات الصناعية، العلاقات العامة فی الادارة الحديثية[۶۷] علاوہ ازیں "البلاد" میں "حوار اقتصادی" کے عنوان سے کالم لکھتے ہیں، جیسا کہ اس کے تحت مطبوعہ دو تحریریں "اوّل قرار فی الخصخصة" [۶۸] اور "مدارس الجاليات" [۶۹] پیشِ نظر ہیں۔ نیز "الوطن" اخبار کے بھی قلمی معاونین میں سے ہیں، جس میں ماحول کی آلودگی کے نقصانات وروک تھام

کے موضوع پر ایک مضمون ''متی نحمی بیئتنا من التلوث'' اپریل ۲۰۰۶ء کے کسی شمارے میں شائع ہوا۔[۷۰]

دحلان خاندان کا مزید ذکر باب چہارم میں آئے گا۔

روزنامہ ''المدینۃ المنورۃ'' جدہ

شیخ علی حافظ و شیخ عثمان حافظ دو بھائیوں نے مل کر مدینہ منورہ سے ہفت روزہ ''المدینة المنورة'' جاری کیا، جس کا پہلا شمارہ ۲۶ محرم ۱۳۵۶ھ/ ۸ اپریل ۱۹۳۷ء کو منظر عام پر آیا۔ بعد ازاں جدہ منتقل کیا گیا، جہاں سے روزانہ اشاعت شروع کی گئی۔ اب یہ ''مؤسسة المدينة للصحافة و النشر'' کی ملکیت اور ہر شمارہ بالعموم اٹھائیس صفحات کا ہوتا ہے۔ یہ ''المدینة'' کے مختصر نام سے مشہور ہے اور گنبد خضراء کی مشہور زمانہ رنگین تصویر، جس کے پس منظر میں مسجد نبوی کا ایک منار واقع ہے، یہ آغاز سے آج تک اس کے ہر شمارہ کے صفحہ اوّل کی زینت ہوتی ہے۔ اس اخبار کی مکمل کہانی عثمان حافظ کی کتاب ''تطور الصحافة فی المملكة العربية السعودية'' کی دوسری جلد میں درج ہے۔[۷۱]

اس کے بانی رکن شیخ سید علی بن عبد القادر حافظ ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء کو وفات پائی۔ مسجد نبوی میں قائم علماء کے حلقاتِ دروس میں تعلیم مکمل کی، پھر سرکاری ملازمت اختیار کی اور مدینہ منورہ میں ہی محکمہ مال، عدل، زراعت کے مختلف شعبوں کے مدیر رہے۔ بعد ازاں ۱۹۶۰ء تا ۱۹۶۵ء کو مدینہ منورہ کے میئر رہے۔ اخبار المدینۃ کا نہ صرف اجراء کیا، بلکہ تیس برس تک اس سے وابستہ رہے۔ ۱۹۶۵ء میں اپنے بھائی عثمان حافظ کے ساتھ مل کر مدینہ منورہ سے ۸۳ کلو میٹر کے فاصلہ پر صحرائی گاؤں المسیجید میں پرائمری سکول قائم کیا، جو اس خطہ پر اوّلیں جدید سکول تھا۔ مختلف عالمی تنظیموں کے رکن رہے۔ ریڈیو پر بکثرت تقاریر کیں اور مذکورہ اخبار میں لاتعداد مضامین لکھے۔ حکومت نے ۱۳۹۴ھ کو اعلیٰ کارکردگی کے اعتراف میں ایوارڈ اور ''رائد'' کا خطاب دیا۔ چند تصنیفات ہیں، جن میں دو شعری مجموعے ہیں، ایک کا نام ''نفحات من طیبة'' ہے،

نے مدینہ منورہ میں کھجور کی اقسام پر مستقل کتاب لکھی اور مدینہ منورہ کی مختصر و عام فہم تاریخ پر کتاب ''فصول من تاریخ المدینة المنورة'' لکھی، جو ایک جلد پر مشتمل مطبوع ہے اور اس کا مختصر اردو ترجمہ ''ابواب تاریخ المدینة المنورة'' نام سے کتابی صورت میں جدہ سے شائع ہوا۔ [۷۲]

''المدینة'' کے دوسرے بانی رکن شیخ سید عثمان بن عبد القادر حافظ ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳ء کو وفات پائی۔ مسجد نبوی میں علماء سے تعلیم پائی پھر محکمہ تعلیم میں کلرک، محکمہ امر بالمعروف و النهی عن المنکر کے رکن و سیکرٹری، سرکاری مدرسہ میں استاذ، محکمہ مال میں نگران رہے۔ ۱۹۴۶ء میں محکمہ حج کے ڈائریکٹر ہوئے، پھر اگلے بیس برس تک اس منصب سے وابستہ رہے۔ ۱۹۶۴ء میں ''مؤسسة المدینة للصحافة'' کے نائب مدیر اور ۱۹۶۶ء سے اگلے گیارہ برس تک ''المدینة'' کے چیف ایڈیٹر رہے۔ ۱۹۸۳ء میں مذکورہ اشاعتی ادارے نے دونوں بھائیوں کے اعزاز میں خصوصی تقریب منعقد کی، جس میں انھیں چاندی کی ایک شیٹ پیش کی جس پر ''المدینة'' کے پہلے شمارہ کا صفحہ اوّل چاندی کے حروف سے کندہ تھا۔ وزارتِ اطلاعات نے بھی صحافتی خدمات کے اعتراف میں ایوارڈ دیا۔ آپ عمر بھر جملہ امور میں بڑے بھائی شیخ علی حافظ کے معاون رہے۔ چند تصنیفات ہیں، جن میں سعودی عرب میں صحافت کی مکمل تاریخ ''تطور الصحافة فی المملکة العربیة السعودیة'' اپنے موضوع پر انتہائی اہم کتاب تسلیم کی گئی، جو دو جلدوں میں شائع ہوئی۔ [۷۳]

اوّل الذکر کے فرزندان ہشام علی حافظ و محمد علی حافظ نے اپنے قائم کردہ اشاعتی ادارے ''شرکة السعودیة للابحاث و التسویق الدولیة'' کی طرف سے ''علی و عثمان حافظ صحافتی ایوارڈ'' کا اجراء کیا، جو سال بھر پوری عرب دنیا میں شعبہ صحافت کی سات اہم اقسام میں اعلیٰ کارکردگی دکھانے والے افراد کو پیش کیا جاتا ہے۔ پہلا انعام گولڈ میڈل اور دس ہزار امریکی ڈالر کا ہوتا ہے۔ [۷۴]

حافظ خاندان کی ایک وجہِ شہرت وخاصیت یہ ہے کہ اس کے بیش تر افراد قرآن مجید کے حافظ ہوتے ہیں۔

ہشام ومحمد علی حافظ نے والد و چچا کی یاد میں قرآنِ مجید حفظ وتجوید کے لیے انعامی مقابلہ شروع کیا، جس میں اوّل آنے والے طلباء کو ہر سال ''علی وعثمان حافظ ایوارڈ'' پیش کیے جاتے ہیں۔[۷۵]

روزنامہ ''الندوۃ'' مکہ مکرمہ

شیخ احمد سباعی نے مکہ مکرمہ سے ہفت روزہ ''الندوۃ'' جاری کیا، جس کا پہلا شمارہ ۸رشعبان ۱۳۷۷ھ/ ۲۶رفروری ۱۹۵۸ء کو منظرِ عام پر آیا۔

قبل ازیں مکہ مکرمہ سے ہی شیخ صالح محمد جمال نے ہفت روزہ ''حِراء'' جاری کر رکھا تھا، جس کا اوّلیں شمارہ ۶رجمادی الاوّل ۱۳۷۶ھ/ ۸ردسمبر ۱۹۵۶ء کو طبع ہوا۔ جب انفرادی صحافت خلافِ قانون ٹھہری تو حراء، الندوۃ میں ضم کیا گیا، اب یہ اخبار ''مؤسسة مكة للطباعة و الاعلام'' کی ملکیت ہوا۔ شیخ سید محمد بن علوی مالکی کی وفات کے دنوں میں یہ مکہ مکرمہ سے شائع ہونے والا واحد روزنامہ تھا۔ اس کا ہر شمارہ بالعموم بیس صفحات کا ہوتا اور ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی اس اشاعتی ادارہ کے جنرل مینجر تھے۔[۷۶]

شیخ احمد بن محمد سباعی ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء کو وہیں پر وفات پائی۔ مکہ مکرمہ اور مصر کے شہر اسکندریہ میں تعلیم پائی، پھر مکہ مکرمہ کے ایک سکول میں استاذ ہوئے، بعدازاں ''صوت الحجاز'' کے ایڈیٹر رہے، پھر محکمہ مال میں ایک شعبہ کے نگران رہے۔ مکہ مکرمہ میں مطابع الحرم نامی پریس نصب کیا۔ الندوۃ جاری کرنے کے بعد نومبر ۱۹۵۹ء میں ہفت روزہ ''قریش'' کا اجراء کیا، جو ۱۹۶۴ء میں بند ہوا۔ علاوہ ازیں متعدد ادبی، رفاہی وغیرہ تنظیموں کے رکن رہے۔ ''مؤسسة مكة للطباعة و الاعلام'' کے رکن، مکہ مکرمہ ثقافتی کلب جو ۱۹۷۵ء میں قائم ہوا، اس کے اوّلیں صدر، سعودی عرب میں تھیٹر قیام کے داعی ومحرک، وزارتِ تعلیم نے ایوارڈ پیش کیا۔ پندرہ سے زائد

تصنیفات ہیں، جن میں سے ''سلم القرأة العربية'' ملک کے سرکاری مدارس کے نصاب میں شامل کی گئی۔ ایک اور اہم تصنیف ''تاریخ مکة'' تقریباً سات سو صفحات کی ہے، جس کے چھ سے زائد ایڈیشن شائع ہوئے۔[۷۷]

۲۶ محرم ۱۴۰۴ھ/۲ نومبر 1983ء کو حکومت سعودی عرب نے پہلی بار تین ادباء کے اعزاز میں تقریب منعقد کی اور ان کی خدمات کے اعتراف میں اعلیٰ ادبی ایوارڈ پیش کیے، جو تین سو پچاس گرام سونا کے تمغہ اور فی کس ایک لاکھ ریال سالانہ تاحیات وظیفہ پر مشتمل تھے۔ شیخ احمد سباعی ان تین ادباء میں سے ایک تھے۔[۷۸]

''الندوة'' کے دوسرے بانی رکن شیخ صالح محمد جمال ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء کو سڑک حادثہ میں وفات پائی۔ مکہ مکرمہ کے سرکاری سکول میں تعلیم پائی اور محکمہ عدل میں ملازمت سے عملی زندگی کا آغاز کیا اور ۱۹۵۵ء میں ''البلاد السعودية'' کے ایڈیٹر ہوئے۔ بعدازاں ''حِراء'' جاری کیا اور ۱۹۵۷ء کو مکہ مکرمہ میں پریس بنام مطابع دار الثقافة نصب کیا، جب کہ ۱۹۶۴ء کو ''مكتبة الثقافة'' تجارتی سطح پر قائم کیا، جو آج بھی فعال ہے۔ جدہ یونی ورسٹی جو ۱۹۷۰ء میں قائم ہوئی اس کے بانی رکن، ام القریٰ یونی ورسٹی مکہ مکرمہ کی تدریسی کمیٹی کے رکن اور ۱۹۶۰ء میں چیمبر آف کامرس مکہ مکرمہ کے جنرل سیکرٹری ہوئے، علاوہ ازیں متعدد تنظیموں کے رکن یا صدر رہے، حجاج معلمین کے ایک ادارہ کے صدر رہے۔

تین سے زائد تصنیفات ہیں نیز ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۶۴۳ھ/ ۱۲۴۵ء) کی ''اخبار مدينة الرسول صلی اللہ علیہ وسلم المعروف بالدرة الثمينة'' پر تحقیق انجام دے کر شائع کیا۔[۷۹]

الندوة کے جنرل مینجر ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی کا تعارف آگے آ رہا ہے۔

روزنامہ ''عکاظ'' جدہ

شیخ احمد عبدالغفور عطار نے اسے ہفتہ وار اشاعت کے طور پر جاری کیا، جس کا اوّلیں شمارہ

۳رذوالحجہ ۱۳۷۹ھ/ ۲۸رمئی ۱۹۶۰ء کو طائف سے شائع ہوا۔ بعد ازاں جدہ منتقل کیا گیا، جہاں "مؤسسة عكاظ للصحافة و النشر" کی ملکیت اور روزنامہ ہوا۔ اس کا ہر شمارہ بالعموم اڑتالیس صفحات کا، نیز ایک ایڈیشن ریاض سے بھی طبع ہوتا ہے۔[۸۰]

عکاظ کے بانی شیخ احمد بن عبدالغفور ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۹ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء کو وفات پائی۔ جب کہ قبل ازیں ان کا گھرانہ بنگال سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ جا بسا۔ آپ نے مکہ مکرمہ و قاہرہ میں تعلیم پائی اور ۱۹۳۸ء کو مکہ مکرمہ میں سرکاری ملازمت اختیار کی، لیکن تین برس بعد الگ ہوئے پھر عمر بھر علم سے وابستہ رہے۔ عکاظ کے بعد ۱۹۶۷ء میں مکہ مکرمہ سے مذہبی ماہ نامہ "کلمة الحق" جاری کیا، جس کے فقط چار شمارے شائع ہوئے۔ مختلف ادبی ولغوی عالمی اداروں کے رکن رہے۔ جدہ یونی ورسٹی نے ادبی ایوارڈ پیش کیا۔ آپ کی تصنیفات کی تعداد ۸۵ سے زائد ہے، جو شعر و ادب، لغت، اسلامیات، تاریخ وغیرہ موضوعات پر ہیں اور اکثر شائع ہوئیں۔

بعض اعلیٰ حکام کی خواہش پر شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی شخصیت و خدمات پر مستقل کتاب لکھی، جس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے، نیز فیصل آباد کے علامہ محمد صادق خلیل نے اس کا اردو ترجمہ کیا، جس کے متعدد ایڈیشن تقسیم کیے گئے۔ علاوہ ازیں ال سعود خاندان کے کارناموں پر چار سے زائد کتب لکھیں اور دمشق کے معاصر مفکر و ترک تقلید کے داعی شیخ ناصر البانی (وفات ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء) کی بعض آراء کے تعاقب میں "وَيْلَكَ آمن" لکھی، جو بیروت سے شائع ہوئی۔ نیز برصغیر کے مشہور معاصر شاعر و ادیب و ڈرامہ نگار رابندر ناتھ ٹیگور (وفات ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۴۱ء) کے ایک ڈرامہ کا بنگالی سے عربی ترجمہ کر کے "الزنابق الحمر" کے نام سے کتابی صورت میں قاہرہ سے شائع کرایا۔ حکومت سعودی عرب نے ۱۹۸۵ء میں انھیں بھی ادبی خدمات کے اعتراف میں اعلیٰ ترین ایوارڈ پیش کیا۔[۸۱]

روزنامہ "الجزیرۃ" ریاض

شیخ عبداللہ بن محمد خمیس نے دارالحکومت ریاض سے ماہ نامہ "الجزیرۃ" جاری کیا،

جس کا پہلا شمارہ ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ/ اپریل ۱۹۶۰ء کو شائع ہوا۔ بعد ازاں یہ ہفت روزہ اور پھر یومیہ اخبار بنا۔ ان دنوں یہ "مـؤسسة الجزيرة للصحافة و الطباعة و النشر" کی ملکیت اور ہر شمارہ ۴۴؍ کے قریب صفحات کا ہوتا ہے۔ یہ ملک کے دارالحکومت سے شائع ہونے والا اوّلیں روزنامہ اوراب وہاں کے دو مکمل وقومی اخبارات میں سے ایک ہے۔ [۸۲]

الـــجزیرۃ کے بانی شیخ عبداللہ بن محمد خمیس ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء کو درعیہ کے قریب ایک گاؤں میں پیدا ہوئے اور غالباً زندہ ہیں۔ درعیہ وطائف ومکہ مکرمہ میں تعلیم پائی، پھر محکمہ تعلیم سے وابستہ ہوئے، تا آں کہ ۱۹۵۵ء کو شریعت کالج ریاض کے پرنسپل ہوئے اور ۱۹۵۶ء کو ملک کے چیف جسٹس ہوئے، بعد ازاں دیگر اعلیٰ مناصب پر تعینات رہے۔ ۱۹۷۲ء میں ملازمت سے سبک دوش ہوئے اور جملہ اوقات علم کے لیے وقف کر دیے۔ الـجزیرۃ اخبار جاری کرنے کے علاوہ ریاض میں مطابع الفرزدق نامی پریس نصب کیا۔ خطہ نجد کے مشہور شاعر، ادیب، محقق، مؤرخ وصحافی ہیں، نیز متعدد ادبی ولغوی اداروں کے رکن ہوئے۔ "مؤسسة الجزيرة" کے رکن چلے آرہے ہیں۔ پندرہ سے زائد تصنیفات میں "الدرعية العاصمة الاولىٰ" وغیرہ کتب ہیں۔

۲؍نومبر ۱۹۸۳ء کو حکومت نے جن تین ادباء کو اعلیٰ ترین ایوارڈ پیش کیے، نیز ان کے تاحیات وظائف مقرر کیے، ان میں سے ایک ہیں۔ دسمبر ۱۹۸۹ء کو خلیج تعاون کونسل کا دسواں سربراہ اجلاس سلطنت عمان کے شہر مسقط میں منعقد ہوا تو اس میں جن اہلِ قلم کو بطورِ اعزاز مدعو کیا گیا، ان میں سے ایک تھے۔ [۸۳]

روزنامہ "الریاض" ریاض

یہ انفرادی صحافت پر پابندی کے فوری بعد منظرِ عام پر آیا اور "مؤسسة اليمامة الصحفية" نے ریاض سے جاری کیا۔ یکم محرم ۱۳۸۵ھ/ یکم مئی ۱۹۶۵ء کو پہلا شمارہ منظر عام پر آیا۔ شیخ حمد الجاسر اس کے پہلے چیف ایڈیٹر تھے۔ اب ہر شمارہ ۴۴؍ کے قریب صفحات کا ہوتا ہے۔ [۸۴]

شیخ حمد بن محمد الجاسر عمر بھر اس اخبار سے وابستہ رہے اور آپ ہی اصل بانی قرار پائے۔

۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء کو خطہ نجد کے گاؤں البرود میں پیدا ہوئے اور ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء کو امریکہ میں وفات پائی، جب کہ ریاض میں دفن کیے گئے۔ ریاض و مکہ مکرمہ و قاہرہ میں تعلیم پائی، پھر محکمہ تعلیم میں استاذ اور محکمہ عدل میں قاضی وغیرہ تعینات رہے، تا آں کہ ۱۹۵۴ء سے اگلے تین برس تک شریعت کالج ریاض کے پرنسپل رہے۔ ریاض سے ماہ نامہ ''الیمامة'' جاری کیا، جس کا پہلا شمارہ اگست ۱۹۵۳ء کو شائع ہوا اور یہ دارالحکومت سے ہی نہیں، پورے خطہ نجد سے منظرِ عام پر آنے والا پہلا رسالہ واخبار ہے، جو ان دنوں ''مؤسسة اليمامة الصحفية'' کی ملکیت اور ہفت روزہ ہے۔ ۱۹۵۵ء کو ریاض میں ''مطابع الرياض'' نصب کیا، جو ریاض و پورے خطہ نجد پر لگایا گیا پہلا پرنٹنگ پریس تھا۔ پھر ''دار اليمامة للبحث و الترجمة و النشر'' نامی تحقیقی ادارہ قائم کر کے اس کی جانب سے ماہ نامہ ''العرب'' جاری کیا، جس کا پہلا شمارہ اکتوبر ۱۹۶۶ء کو شائع ہوا اور اب عرب دنیا کے مشہور رسائل میں سے ہے۔ آپ اس خطہ کے اہم مؤرخ، جغرافیہ دان، محقق، عالم، ماہرِ انساب و صحافی مانے گئے، مستشرقین سے علمی روابط تھے، نیز ۱۹۶۲ء کو کراچی آئے۔ متعدد علمی وادبی عالمی اداروں کے رکن نیز ریاض یونی ورسٹی کے اعزازی پروفیسر رہے۔ متعدد تصنیفات ہیں، جن میں ملک کے جغرافیہ پر ''المعجم الجغرافي للبلاد العربية السعودية'' اور قبائل کے انساب پر ''معجم قبائل المملكة العربية السعودية'' وغیرہ کتب ہیں۔ ۲ر نومبر ۱۹۸۳ء کو حکومت سعودی عرب نے جن تین ادباء کو ایوارڈ عطا کیے، ان میں سے ایک ہیں۔ نیز دسمبر ۱۹۸۹ء کو منعقدہ خلیج تعاون کونسل میں اعزاز سے نوازے گئے اور عربی ادب کی خدمت پر ۱۹۹۵ء کو ''شاہ فیصل عالمی ایوارڈ'' عطا کیا گیا۔ [۸۵]

روزنامہ ''الوطن'' ابھاء

روزنامہ الریاض کے اجراء سے محض تین ماہ قبل ملک کے مشرقی صوبہ کے مرکزی شہر دمام سے ''مؤسسة دار اليوم للصحافة و الطباعة و النشر'' نے ہفت روزہ ''اليوم'' جاری کیا تھا، جس کا پہلا شمارہ ۲۰ر شوال ۱۳۸۴ھ/ ۲۱ر فروری ۱۹۶۵ء کو شائع ہوا، بعد ازاں

روزنامہ کی شکل اختیار کی۔[۸۶]

۱۹۶۵ء سے ۲۰۰۰ء تک کے ۳۵ر برس کے دوران پورے ملک سے کوئی ایک بھی روزنامہ جاری ہونے کی نوبت نہیں آئی، تا آں کہ صوبہ العَسِیر کے گورنر شہزادہ خالد بن شاہ فیصل کی تحریک پر اس کے مرکزی شہر ابہاء سے روزنامہ ''الــوطــن'' سامنے آیا، جو ''مؤسسة عسير للصحافة و النشر'' نے جاری کیا اور پہلا شمارہ ۳ر رجب ۱۴۲۱ھ/ ۳۰ر ستمبر ۲۰۰۰ء کو منظرِ عام پر آیا۔ شیخ سید محمد مالکی کی وفات کے دنوں میں لؤی بن عبد اللّٰہ مطبقانی اس ادارہ کے جنرل منیجر اور طارق ابراہیم اس اخبار کے چیف ایڈیٹر تھے اور ہر شمارہ ۲۸ سے زائد صفحات پر شائع ہو رہا تھا۔ یہ اخبار اس شہر سے ہی نہیں، پورے صوبہ سے شائع ہونے والا اوّلیں روزنامہ ہے۔[۸۷]

معلوم رہے کہ انھی ایام میں قطر، کویت اور سلطنت عمان سے بھی ''الوطن'' نام کے روزنامے شائع ہو رہے ہیں اور یہ چاروں الگ الگ اخبارات ہیں، ان کا باہم کوئی تعلق نہیں۔[۸۸]

سعودی عرب سے شائع ہونے والے مذکورہ بالا تمام روزنامے ان دنوں سفید کاغذ پر طبع ہوتے ہیں اور سب کی قیمت دو ریال فی شمارہ مقرر ہے۔

ہفت روزہ ''الاربعاء'' جدہ

یہ ہفت روزہ میگزین ہے، جو ۳۲ر یا اس سے زائد صفحات پر طبع ہو کر روزنامہ المدینة کے ساتھ ہر بدھ کو معمول کی قیمت میں قارئین تک پہنچتا ہے۔[۸۹]

ہفت روزہ ''اقراء'' جدہ

روزنامہ ''البلاد'' کی طرف سے شائع ہونے والا رسالہ، جو اعلیٰ سفید کاغذ پر طبع ہوتا ہے اور اس کا پہلا شمارہ ۲۴ر ذیقعدہ ۱۳۹۴ھ/ ۹ر دسمبر ۱۹۷۴ء کو سامنے آیا۔ یہ عام طور پر ۶۴ر صفحات کا ہوتا ہے اور الگ قیمت پانچ ریال مقرر ہے۔[۹۰]

ماہ نامہ ''المنهل'' جدہ

شیخ عبد القدوس انصاری کے جاری کردہ اس رسالہ کا پہلا شمارہ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ/

فروری ۱۹۳۷ء کو مدینہ منورہ سے شائع ہوا۔ دوسری جنگِ عظیم کے بعد یہ مکہ مکرمہ سے چھپنے لگا، بعد ازاں جدہ منتقل کیا گیا، جہاں سے اب تک شائع ہو رہا ہے۔ یہ سعودی عرب کے جاری رسائل میں سب سے قدیم و اسی باعث ''سعودی رسائل کی ماں'' کہلاتا ہے۔ یہ اسلامی علوم وادب وثقافت کے لیے مختص ہے۔ اب ''دارۃ المنھل للصحافۃ و النشر المحدودۃ'' کی طرف سے شائع ہوتا اور ادارہ کی تنہا اشاعت ہے۔ یہ بادشاہ کے خصوصی حکم سے انصاری خاندان کی ملکیت چلا آ رہا ہے، لہٰذا شیخ انصاری کی وفات کے بعد ان کے بیٹے شیخ نبیہ انصاری[۹۱] پھر پوتا شیخ زھیر بن نبیہ بن عبد القدوس انصاری اس کے جنرل مینجر و چیف ایڈیٹر ہوئے۔ اس نے علم وادب پر یادگار خصوصی شمارے شائع کیے، ان دنوں ہر شمارہ ایک سو چالیس کے قریب صفحات کا ہوتا ہے۔[۹۲]

شیخ سید محمد بن علوی مالکی اس کے قلمی معاونین میں سے تھے۔ جیسا کہ علم حدیث پر آپ کا مضمون ''عنایۃ الامۃ بالسنۃ و جھود العلماء فی حفظھا'' اس میں شائع ہوا[۹۳] نیز یہ رسالہ آپ کی تازہ تصنیفات کا تعارف بھی شائع کرتا تھا۔ المنھل کے محض ایک شمارہ میں شیخ مالکی کی پانچ تصنیفات تاریخ الحوادث و الاحوال النبویۃ، مالک بن انس امام دار الھجرۃ، من رحاب البیت الحرام، القواعد الاساسیۃ فی علم مصطلح الحدیث، مولد الحافظ ابن الدیبع کا تعارف درج ہے۔[۹۴]

ان میں سے آخر الذکر کتاب میلاد النبی ﷺ کے بیان پر مشہور محدث علامہ عبد الرحمٰن بن علی شیبانی زبیدی شافعی المعروف بہ ابن دیبع رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۹۴۴ھ/ ۱۵۳۷ء) کی تصنیف ہے، جس پر آپ نے تحقیق انجام دی۔

المنھل کے بانی شیخ عبد القدوس بن قاسم انصاری ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء کو وفات پائی۔ مسجد نبوی کے علاوہ مدرسہ علوم شرعیہ مدینہ منورہ میں تعلیم پائی، پھر اسی مدرسہ میں استاذ ہوئے، نیز سرکاری ملازمت اختیار کی، جس دوران ۱۹۴۰ء میں روزنامہ ''ام القریٰ'' مکہ مکرمہ کے چیف ایڈیٹر ہوئے، بعد ازاں

دیگر مناصب پر تعینات رہے، تا آں کہ ایوانِ شاہی میں مشیر اور ۱۹۶۷ء کو ملازمت سے سبک دوش ہوئے۔ آپ حجازِ مقدس کے اہم ادیب و شاعر، کہانی نویس، مؤرخ، لغوی، محقق و ماہرِ آثارِ قدیمہ کے طور پر مشہور ہوئے۔ تیس سے زائد تصنیفات ہیں، جن میں آثار المدینة المنورة، طریق الهجرة النبویة، تاریخ جدة، الملك عبد العزیز فی مرأة الشعر وغیرہ کتب ہیں۔ علاوہ ازیں شیخ حمد الجاسر اور شیخ عبداللہ خمیس کے ساتھ ادبی معرکے برپا رہے۔[۹۵]

ماہ نامہ ''المجلة العربیة'' ریاض

وزارت برائے اعلیٰ تعلیم کی طرف سے شائع ہونے والا اہم رسالہ، جس کا پہلا شمارہ شعبان ۱۳۹۵ھ/ اگست ۱۹۷۵ء کو منظرِ عام پر آیا اور اس وقت کے وزیر شیخ حسن بن عبداللہ اس کے بانی تھے۔ یہ شعر و ادب، ثقافتی، معاشرتی اور اقتصادی موضوعات پر تحریریں شائع کرتا ہے۔ روز نامہ ''الجزیرة'' کے بانی شیخ عبداللہ بن محمد خمیس کچھ عرصہ اس رسالہ کی مجلس ادارت میں شامل رہے۔[۹۶]

۲۰۰۲ء تک یہ مذکورہ وزارت کی طرف سے ہی شائع ہوتا رہا اور وزیر اعلیٰ تعلیم نگرانِ اعلیٰ رہے۔ اب اس کی باگ ڈور وزارتِ ثقافت و اطلاعات کو سونپ دی گئی ہے، جب کہ عمومی مشاہدہ و مطالعہ سے عیاں نہیں ہوتا کہ سرکاری رسالہ ہے۔ یہ ''المنهل'' کے بعد ملک کا دوسرا مقبول عام ماہ نامہ ہے اور ہر شمارہ اعلیٰ کاغذ کے بالعموم ۱۲۸/ صفحات پر طبع ہو کر ملک کے اہم تجارتی مکتبات پر پانچ ریال میں دست یاب ہے، نیز پوری عرب دنیا میں پہنچتا ہے۔ محدثِ حجاز شیخ سید محمد مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے دنوں میں حمد بن عبداللہ قاضی، چیف ایڈیٹر تھے، جو سعودی مجلس شوریٰ کے رکن ہیں۔

اس کے بانی شیخ حسن بن عبداللہ (وفات ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء) مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور ریاض میں وفات پائی۔ ان کا سلسلہ نسب پانچ واسطہ بعد شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی سے جا ملتا ہے۔ اپنے والد اور پھر شریعت کالج مکہ مکرمہ میں تعلیم پائی۔ عالم، ادیب، ماہر تعلیم،

سپریم کورٹ کے جج، پھر چیف جسٹس رہے اور ۱۹۶۲ء کو وزیر تعلیم و آئندہ دنوں میں اعلیٰ تعلیم کے وزیر ہوئے تا آں کہ وفات پائی اور پچیس برس وزیر رہے۔ ''ندوة العالمية للشباب الاسلامی'' (WAMY) کے صدر، چھ سے زائد تصنیفات میں ''کرامة الفرد فی الاسلام'' وغیرہ کتب ہیں، نیز ''المجلة العربية'' میں متعدد مضامین چھپے۔[۹۷]

روزنامہ ''الشرق الاوسط'' لندن

سعودی عرب کی عالمی صحافت میں ''شركة السعودية للابحاث و النشر'' نامی ادارہ سب سے اہم ہے، جس نے عربی صحافت میں انقلاب برپا کیا۔ یہ ادارہ مدینہ منورہ کے دو بھائیوں ہشام و محمد علی حافظ نے ۱۹۷۷ء میں قائم کیا، اس کا صدر دفتر لندن میں اور پھر علاقائی دفتر جدہ قرار پایا اور ۱۹۸۷ء میں نشر و اشاعت کے مختلف شعبوں میں فعال پانچ سعودی اداروں کا ایک گروپ ''المجموعة السعودية للابحاث و التسويق'' نام سے تشکیل پایا، جن میں یہ ادارہ بھی شامل اور سب سے اہم ہے۔ اپریل ۲۰۰۰ء میں اس گروپ کو شراکتی کمپنی میں تبدیل کر دیا گیا۔ جب اس کا سرمایہ چھ سو ملین ریال تھا، تب مالکان کی تعداد گیارہ تھی، جن میں ہشام علی حافظ، محمد علی حافظ، عبداللہ بن صالح کامل، لبنان کے سابق وزیر اعظم رفیق حریری کے بیٹا سعد حریری وغیرہ تمام سعودی باشندے شامل ہیں اور گورنر ریاض کے بیٹا شہزادہ احمد بن سلمان بن عبدالعزیز ال سعود اس گروپ کے چیئر مین ہوئے۔ ان کی وفات پر دوسرے بھائی شہزادہ ڈاکٹر فیصل بن سلمان نے یہ منصب سنبھالا۔

''شركة السعودية للابحاث و النشر'' نے سب سے پہلے جدہ شہر سے انگریزی روزنامہ ''عرب نیوز'' جاری کیا، جو سعودی عرب سے جاری ہونے والا پہلا انگریزی روزنامہ ہے۔ پھر لندن سے عربی روزنامہ ''الشرق الاوسط'' جاری کیا اور شیخ سید محمد بن علوی مالکی کی وفات کے دنوں میں یہ ادارہ چار زبانوں عربی، انگریزی، ملیالم، اردو میں جو روزنامہ، ہفت روزہ، ماہ نامہ، اخبارات و رسائل شائع کر رہا تھا، ان کی کل تعداد سترہ، جن میں سات روزنامے تھے۔

اس عالمی اشاعتی ادارے کی اصل پہچان ''الشرق الاوسط'' ہے، جس کا پہلا شمارہ ۴؍جولائی ۱۹۷۸ء کو شائع ہوا اور اب مصنوعی سیارے کی مدد سے بیک وقت دنیا کے چار براعظم کے چودہ شہروں سے شائع ہوتا ہے، جن میں سعودی عرب کے تین شہر ظہران، ریاض، جدہ کے علاوہ کویت، کاسابلانکا، قاہرہ، بیروت، دبئی، بغداد، فرینکفرٹ، مارسلز، میڈرڈ، لندن اور نیویارک ہیں۔ ''الشرق الاوسط'' کے بیرونی چار صفحات ہلکے ہرا رنگ کے ہوتے ہیں، اس بنا پر ''ہرا اخبار'' کے عوامی نام سے مشہور ہے۔ نیز ۶؍جنوری ۲۰۰۷ء سے اخبار کا سائز چھ سنٹی میٹر کم کر دیا گیا۔ یوں رنگ و سائز دونوں اعتبار سے عربی کا منفرد اخبار ہے۔ ۶؍جنوری کا شمارہ چوالیس صفحات کا اور سعودی عرب میں قیمت تین ریال تھی۔ ادارہ کے قیام سے شراکتی کمپنی بنائے جانے تک کے بائیس برس کے دوران اس کی طرف سے جتنے بھی اخبارات و رسائل جاری کیے گئے، ہشام علی حافظ و محمد علی حافظ ان سب کے بانی اور چیف ایڈیٹر تھے [۹۸] خیال ہے کہ موجودہ دور میں تعدادِ اشاعت کے اعتبار سے روزنامہ ''الاھــــرام'' قاہرہ پوری دنیا میں عربی زبان کا سب سے بڑا اخبار [۹۹] اور ''الشرق الاوسط'' دوسرا بڑا اخبار ہے۔

۱۱؍نومبر ۱۹۸۸ء کو ''الشرق الاوسط'' کو عربی زبان کا سب سے اچھا اخبار ہونے کی بنا پر [۱۰۰] ''مصطفیٰ و علی امین'' ایوارڈ دیا گیا [۱۰۱] اسے شائع کرنے والے ادارہ میں ان دنوں پانچ ہزار کے قریب افراد کام کر رہے ہیں اور یہ پوری عرب دنیا کا سب سے بڑا اشاعتی ادارہ بن چکا ہے۔

ہشام بن علی حافظ ۱۳۵۰ھ/ ۱۹۳۱ء کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء کو بیروت میں وفات پائی، جب کہ جنت البقیع مدینہ منورہ میں دفن کیے گئے۔ آپ نے ملٹری کالج قاہرہ، نیز قاہرہ یونی ورسٹی اور جارج ٹاؤن یونی ورسٹی میں تعلیم پائی اور سیاسی و اقتصادی علوم میں بی اے کیا، پھر ۱۹۵۵ء کو سعودی فوج میں لیفٹیننٹ ہوئے، جب کہ ۱۹۵۷ء میں وزارتِ خارجہ سے وابستہ ہوئے، جس دوران ایران، سوئٹزرلینڈ اور امریکہ میں

مختلف سفارتی مناصب پر خدمات انجام دیں۔ بعدازاں صحافت کا رخ کیا اور اپنے والد و چچا کے جاری کردہ روزنامہ ''المدينة المنورة'' کے ۱۹۶۳ء میں ایڈیٹر انچیف ہوئے، لیکن جلد ہی ۱۹۶۴ء میں اس سے الگ ہوئے اور آئندہ دنوں میں زیرتذکرہ اشاعتی ادارہ ''شركة السعودية للابحاث و النشر'' کی بنیاد دس ہزار ریال کے قلیل سرمائے سے رکھی، آپ کی وفات کے دنوں میں جس کی مجموعی پونجی دو ارب ریال تک پہنچ چکی تھی۔ آپ کی تحریروں کے تراجم انگریزی، فرانسیسی و اردو زبانوں میں ہوئے۔ آپ عرب دنیا کے اہم نعت گو شعراء میں سے ہوئے اور تازہ نعتیہ کلام ''الشرق الاوسط'' کے بارہ ربیع الاوّل کے شمارہ میں شائع ہوتا رہا۔ ایک مجموعہ ''احبك احبك احبك يا حبيبي يا رسول الله صلى الله عليك و سلم'' مصر سے ۱۹۹۴ء میں طبع ہوا، جس کا اردو ترجمہ ''اے رسولِ خدا! میں آپ سے پیار کرتا ہوں'' اسی برس پاکستان سے شائع ہوا۔ ان کی شاعری پر پروفیسر سید محمد ابوالخیر کشفی کا اردو مضمون ''ہشام علی حافظ کی نعتیہ شاعری'' کراچی کے مجلّہ ''نعت رنگ'' کے دو شماروں میں طبع ہوا۔[۱۰۲]

محمد بن علی حافظ ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور قاہرہ یونی ورسٹی کے آرٹ کالج سے ۱۹۶۰ء میں صحافت پر بی۔ اے کیا اور ۱۹۶۳ء کو اخبار ''المدينة'' کے مینیجنگ ایڈیٹر ہوئے۔ جب یہ اخبار اشاعتی ادارہ کی ملکیت ہوا تو آپ اس کے جنرل مینیجر بنائے گئے، لیکن جلد ہی یہ عہدہ چھوڑ دیا۔ بعدازاں زیرتذکرہ عالمی اشاعتی ادارے کے قیام و ترقی میں بھائی کا ساتھ دیا۔[۱۰۳]

روزنامہ ''الحياة'' لندن

کامل مُروَّہ نے ۱۹۴۶ء کو لبنان کے دارالحکومت بیروت سے عربی روزنامہ ''الحياة'' جاری کیا، جو عرب دنیا کے اہم اخبارات میں شمار ہوا۔ لبنان میں طویل عرصہ بدامنی و خانہ جنگی کی کیفیت طاری ہوئی تو ملک کے دیگر اخبارات و رسائل کی طرح ''الحياة'' بھی تعطل کا شکار ہوا۔ تقریباً چودہ برس بند رہنے کے بعد دسمبر ۱۹۸۸ء میں پھر سے

اشاعت پذیر ہوا۔ اب یہ "شركة الحياة الدولية للنشر" کی ملکیت ہوا، جس کا صدر دفتر لندن میں ہے اور پہلے دور سے بھی زیادہ مقبول ہوا۔ ۱۹۸۸ء سے ۱۹۹۴ء تک اس کے ہر ماہ کے تمام شمارے مائیکروفلم کی صورت میں دست یاب ہیں۔ ایک برس کے جملہ شماروں کی قیمت ۵۰۷ رامریکی ڈالر رکھی گئی اور یکم جنوری ۱۹۹۵ء سے ایک سال کے جملہ شمارے سی ڈی میں آنے لگے۔ ایک برس کی ڈسک ۹۹۰ رامریکی ڈالر میں دست یاب ہے۔ [۱۰۴]

اب یہ اخبار ریاض کے علاوہ لندن، امریکہ، جرمنی، مصر وغیرہ سے شائع ہوتا ہے۔ اس کا ہر شمارہ ۲۴ رصفحات کا اور سعودی عرب میں قیمت دو ریال ہے۔ اس کی مجلس تحریر میں لبنانی افراد ہیں اور چند برس قبل وہاں کے عیسائی صحافی جارج سمعان چیف ایڈیٹر تھے۔ یہ کرسمس، نئے عیسوی سال کے آغاز اور عید الفطر کے روز چھٹی کرتا ہے، نتیجۃً اگلے روز کا شمارہ شائع نہیں ہوتا۔ شہزادہ خالد بن سلطان بن عبد العزیز ال سعود اس عالمی اشاعتی ادارہ کے چیئرمین ہیں۔

"الحياة" کے بانی کامل بن محمد جمیل مروہ ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۵ء کو لبنان کے علاقہ صیدا کے گاؤں زراریہ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء کو بیروت میں "الحياة" کے دفتر میں کام کر رہے تھے کہ ایک مسلح شخص وہاں داخل ہوا اور فائر کے ذریعے قتل کر دیا۔ صیدا میں تعلیم پائی، پھر ۱۹۳۷ء کو مغربی افریقہ کا سفر کیا، جب کہ ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۵ء تک یورپ میں مقیم رہے۔ بیروت سے ہی ایک انگریزی روزنامہ "ڈیلی سٹار" جاری کیا۔ آپ کا افریقی سفرنامہ "نحن في افريقيا" اور الحياة میں شائع شدہ مقالات "قل كلمتك و امش" کے نام سے کتابی صورت میں طبع ہوئے۔ [۱۰۵]

روزنامہ "اردو نیوز" جدہ

"شركة السعودية للابحاث و النشر" لندن نے جو سترہ اخبارات ورسائل جاری کر رکھے ہیں، ان میں دو اردو زبان میں ہیں۔ ایک روز نامہ "اردو نیوز" اور دوسرا ہفت روزہ رسالہ "اردو میگزین"۔ اور یہ دونوں اس کے جدہ دفتر سے شائع ہوتے ہیں۔

اردو نیوز کا پہلا شمارہ ۷رمئی ۱۹۹۴ء کو شائع ہوا، جب کہ ہر شمارہ بالعموم آٹھ صفحات کا ہوتا ہے، جس کی قیمت دو ریال اور یہ سعودی عرب کے چند مہنگے اخبارات میں سرفہرست ہے۔ عرب دنیا سے شائع ہونے والا پہلا مکمل اردو اخبار ہے۔ اس کے ہر شمارہ پر ہشام علی حافظ و محمد علی حافظ کا نام بطور بانی درج ہوتا ہے اور چیف ایڈیٹر کا منصب سعودی شہریت رکھنے والے صحافی کے لیے مختص ہے، جب کہ دیگر کارکن صحافی اکثر پاکستانی ہیں۔ اس کے پہلے چیف ایڈیٹر محمد المختار الفال نے اخبار کے اجراء سے قبل پاکستان کے شہروں کراچی، لاہور و اسلام آباد کا دورہ کر کے، نیز جدہ سے صحافتی عملہ کا انتخاب کیا۔ کراچی کے نصیر الدین ہاشمی سینئر ایڈیٹر رہے نیز اطہر ہاشمی، محمد نعیم اختر اور سعود ساحر وغیرہ پاکستانی صحافی وابستہ رہے۔ شیخ سید محمد مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے ایام میں وہیب محمد غراب اردو نیوز کے چیف ایڈیٹر تھے۔ [۱۰۶]

وہیب بن محمد غراب نے جدہ یونی ورسٹی سے صحافت کی ڈگری حاصل کی۔ پہلے روزنامہ البلاد سے منسلک رہے پھر ۱۹۸۱ء کو اس عالمی اشاعتی ادارہ سے بطور رپورٹر وابستہ ہوئے بعد ازاں مختلف اوقات میں ریاض، بحرین، جدہ، کویت، قاہرہ دفتر میں ایڈیٹر رہے۔ سولہ برس تک شاہی بین الاقوامی دوروں کی کوریج کے ذمہ دار رہے۔ نیز ۱۹۸۴ء کو روزنامہ ''الشـــرق الاوســـط'' کے گشتی سیاسی نامہ نگار ہوئے۔ اپنی طویل ملازمت کے دوران کارکردگی کے اعتراف میں ادارہ کی طرف سے بے شمار تحائف اور بہترین انعامات پائے۔ ستمبر ۲۰۰۰ء کے آغاز میں شہزادہ احمد بن سلمان نے محمد المختار الفال کی جگہ انھیں اردو نیوز و اردو میگزین کے چیف ایڈیٹر مقرر کیا اور اپریل ۲۰۰۵ء تک آپ اس منصب سے وابستہ رہے۔ [۱۰۷]

واس

آئندہ صفحات پر محدثِ حجاز کی وفات سے متعلق سعودی اخبارات و رسائل میں شائع شدہ بعض خبریں ''واس'' کے حوالہ سے قارئین ملاحظہ فرمائیں گے، لہٰذا یہاں ''واس'' کا تعارف واہمیت پیش ہے۔

حکومت سعودی عرب نے ۲۵ر ذیقعدہ ۱۳۹۰ھ/ ۲۳ر جنوری ۱۹۷۱ء کو سرکاری خبر رساں

ایجنسی قائم کی، جسے ''وکالة الانباء السعودیة'' کا نام دیا گیا۔اسے مختصراً ''واس'' کہا جاتا ہے۔ یہ وزارت اطلاعات کے تابع اور دارالحکومت ریاض میں صدر دفتر جب کہ دیگر شہروں اور اہم ممالک میں علاقائی دفاتر موجود ہیں۔یہ دنیا بھر کی اہم خبر رساں ایجنسی سے مربوط ہے۔[۱۰۸]

اندرون ملک اسے مرکزی حیثیت حاصل ہے اور سرکاری اداروں کی یا دیگر اہم خبریں اسی کے توسط سے ملکی و عالمی پریس تک پہنچتی ہیں۔محدثِ حجاز کی وفات کے دنوں میں ڈاکٹر عائض بن نبیہ ردادی اس کے سربراہ تھے۔

ڈاکٹر عائض ردادی مدینہ منورہ کے نواح میں پیدا ہوئے۔مدینہ منورہ، نیز عربی لغت کالج ریاض میں تعلیم پائی، پھر ۱۹۷۴ء کو ازہر یونی ورسٹی قاہرہ کے شعبہ ادب سے ایم اے اور ۱۹۸۳ء کو ابن سعود یونی ورسٹی ریاض سے پی ایچ ڈی کی، پھر اسی یونی ورسٹی میں استاذ تعینات ہوئے۔نیز سعودی اخبارات میں لکھنا شروع کیا اور ریڈیو سے وابستہ ہوئے، تا آں کہ اس کے جنرل منیجر بنے۔بعدازاں آپ کی خدمات ''واس'' کے لیے حاصل کر لی گئیں، جہاں بتدریج سربراہ ہوئے۔سعودی ریڈیو و ٹیلی ویژن کے متعدد پروگرام میں میزبان اور صحافی، ادیب، مؤرخ، محقق کے طور پر جانے گئے۔چند تصنیفات ہیں۔آپ کا مقالہ ڈاکٹریٹ ''الشعر الحجازی فی القرن الحادی عشر الهجری'' نام سے دو جلدوں و ۱۰۳۷ر صفحات پر شائع ہوا۔مکہ مکرمہ کے مشہور علمی خاندان ''طبری'' سے تعلق رکھنے والے علماء کے حالات پر ایک کتابچہ ''الاسرة الطبرية المكية'' ریاض سے ۱۳۶ر صفحات پر شائع ہوا۔[۱۰۹]

❀❀❀❀

بابِ سوم

محدثِ حجاز کی وفات اور سعودی صحافت

محدثِ حجاز کی وفات
اور
سعودی صحافت

محدثِ حجاز شیخ سید محمد بن علوی مالکی کی وفات کے موقع پر مذکورہ بالا سعودی اخبارات ورسائل نے جو مواد شائع کیا، اسے حسبِ ذیل سات اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

① اس واقعہ کو اہم خبر کے طور پر اخبارات میں درج کیا۔
② آپ کی شخصیت اور حالات وخدمات پر مستقل مضامین وشذرات لکھے یا شائع کیے۔
③ اخباری نمائندگان نے آپ کے اہم احباب سے تعزیتی بیانات حاصل کیے اور انھیں مضمون کی صورت میں مرتب کر کے قارئین تک پہنچایا۔
④ بعض افراد واداروں نے تعزیتی اعلانات واشتہارات شائع کرائے۔
⑤ اس سانحہ کی مناسبت سے چند شعراء کے موزوں کردہ مرثیے طبع کیے۔
⑥ مرحوم کے ورثاء نے تعزیت کرنے والے جملہ افراد کے شکریہ کے اشتہار دیے۔

⑥ تقریباً ان تمام اخبارات ورسائل نے مرحوم کی زندگی کے مختلف ادوار کی لاتعداد تصاویر، جنازہ کے مناظر، تعزیت کے لیے آنے والی اہم شخصیات، تعزیتی بیان دینے والے احباب نیز مضمون نگاروں کی سادہ ورنگین متعدد تصاویر شاملِ اشاعت کیں۔

اب ان اخبارات ورسائل میں درج ایسے تمام مواد کا تعارف یا ان تحریروں کے اقتباسات، ہر شمارہ کا الگ الگ پیش ہے۔ یہاں مکمل اردو ترجمہ مقصود نہیں۔ مزید وضاحت یہ کہ بعض اسماء والفاظ کے تحت دیے گئے حواشی، اسلامی علوم کے طلباء کی خاطر راقم کے تحریر کردہ ہیں۔

البلاد

شمارہ ۱۶/ رمضان ۱۴۲۵ھ/ ۳۰/ اکتوبر ۲۰۰۴ء

روزنامہ البلاد جدہ کے اس شمارے کے صفحہ اوّل کے آخری حصہ میں ''وفاۃ السید محمد علوی مالکی'' عنوان سے خبر ایک کالم میں درج ہے۔ اس میں لکھا ہے:

''آپ مکہ مکرمہ کے جلیل القدر علماء میں سے تھے، آج یہ کریم النفس شخصیت ہم سے جدا ہوگئی۔ آپ کا دعوتی کام، گھر اور مسجد حرم کے علاوہ مملکت کے اندر اور دیگر ممالک بالخصوص انڈونیشیا تک پھیلا ہوا تھا، جہاں مریدین کی بہت بڑی تعداد تھی، نیز ریڈیو وٹیلی ویژن پر بھی طویل عرصہ درس دیتے رہے''---

اسی شمارے کا صفحہ ۱۴ر آپ کے لیے مختص ہے۔ اس تحریر کا عنوان ''مکۃ المکرمۃ تودع الشیخ السید محمد علوی مالکی''ہے، جو جدہ ومکہ مکرمہ کے چند مشاہیر کے تاثرات پر مبنی ہے، جنھیں اخبار کے تین نمائندگان شاکر عبدالعزیز، علی حکمی، محمد ارکانی نے حاصل کر کے مرتب وپیش کیا، جو یہ ہیں:

- جدہ میں حفظ قرآنِ مجید کے لیے قائم اور فعال تنظیم ''جمعیۃ تحفیظ القرآن الکریم'' کے صدر انجینیر عبدالعزیز حنفی نے اپنے تاثرات وتعزیتی بیان میں کہا:

''سید محمد مالکی کا دعوت الی اللہ میں اسلوب ممتاز تھا، ہم نے دیکھا کہ آپ کے گھر ہونے والے ہفتہ وار حلقۂ درس کی جانب نوجوان نسل کی بہت بڑی تعداد

راغب تھی، ان کے طریقۂ تدریس کا سب سے اہم پہلو یہ تھا کہ عصری تقاضوں کے عین مطابق اور نئی روح کی مانند ہوتا اور یہی وجہ تھی کہ آپ کا کلام سامعین کے دل ودماغ میں جذب ہو جاتا۔ان کی وفات سے مکہ مکرمہ ایک مشہور علمی شخصیت اور صفِ اوّل کے مبلغ اسلام سے محروم ہو گیا"---

- جدہ کے ہی اہم مصنف صحافی ومؤرخ شیخ احمد بادیب نے کہا:

"سید محمد مالکی اعلیٰ خاندان کے اچھے افراد میں سے تھے اور خاندانِ رسالت مآب ﷺ سے تعلق رکھنے والے یہی لوگ ہیں، جن کے بارے قرآن مجید میں یوں فرمایا گیا:

﴿قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی﴾---[۱۱۰]

"آپ فرمائیے میں نہیں مانگتا اس (دعوتِ حق) پر کوئی معاوضہ بجز قرابت کی محبت کے"---[۱۱۱]

اور رسول اللہ ﷺ کی عطرت کے یہی اولیاء اللہ ہیں، جو بطورِ مثال پیش کیے جاسکتے ہیں، جن کے ساتھ محبت کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا۔اسی پر بس نہیں بلکہ آپ ایک ایسے مکی عالم کے فرزند ہیں، جن کی وفات پر عرصہ گزرا لیکن ان کی محبت وعلمی فیضان اور آواز کی گونج آج تک اہلِ مکہ کے دلوں میں باقی ہے۔ پھر ان کے فرزند سید محمد مالکی بادِ نسیم کے جھونکے کی طرح ہمارے درمیان آئے اور اسی طرح چلے گئے۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جناتِ نعیم عطا کرے اور اس ماہِ فضیلت میں وفات سے یقین ہے کے ان شاء اللہ اعلیٰ علیین میں جگہ پائیں گے۔ میں اس موقع پر تمام اہلِ مکہ کو تعزیت پیش کرتا ہوں، جو ایک جلیل القدر عالم واچھے انسان سے محروم ہو گئے"---

- جدہ یونی ورسٹی میں عربی لغت کے استاذ ڈاکٹر محمد خضر عریف نے کہا:

"آپ مکہ مکرمہ یا سعودی عرب کی ہی نہیں، عالمی سطح کی اسلامی شخصیت تھے۔

آپ شرعی وعربی علوم کے انسائی کلو پیڈیا طرز کے عالم تھے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے انھیں جو خاص قدرت عطا فرمائی، وہ ہے کلام میں چاشنی اور حکمت کا مادہ۔ اور حکمت کے بارے میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنْ یُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا كَثِیْرًا﴾---[۱۱۲]

''اور جسے عطا کی گئی دانائی تو یقیناً اسے دی گئی بہت بھلائی''---[۱۱۳]

بے شک آج آپ کی وفات سے اہل مکہ اور مملکت سعودی عرب، بلکہ پوری امتِ اسلامیہ کو ایک بڑے نقصان وصدمہ کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، لیکن میں کہتا ہوں کہ ان کی لاتعداد مؤلفات نیز شاگرد ہمارے درمیان موجود ہیں، جن کے ذریعے اعتدال پر مبنی آپ کی آراء سے طالبانِ علم روزِ قیامت تک استفادہ کرتے رہیں گے۔ میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ سید رحمۃ اللہ علیہ کی فکر کا سایہ رہتی دنیا تک باقی رہے گا۔ میں آپ کے ادنیٰ شاگردوں میں سے ہوں اور ان کے علوم سے بکثرت استفادہ اٹھایا۔ اس موقع پر پوری امتِ اسلامیہ نیز آپ کے کریم گھرانہ اور عزیزوں، بالخصوص بھائی واپنے گہرے دوست سید عباس بن علوی مالکی کو اس عالم کبیر کی وفات پر تعزیت پیش کرتا ہوں''---

- جدہ یونی ورسٹی میں ادب کے استاذ و مشہور قلم کار ڈاکٹر عاصم حمدان غامدی نے کہا:

''عرب اور اسلامی دنیا نیز ہمارا ملک شرعی علوم کے ایک مشہور وباکمال ماہر، نافع، معتدل فکر اور روشن خیال علمی شخصیت سے محروم ہو گئے۔ سید محمد علوی مالکی کا طریقہ تھا کہ کتاب اللہ وسنت نبی علیہ السلام پر اعتماد کیا کرتے۔ آپ اسلامی دنیا میں موجود تمام مکاتبِ فکر سے ملائم رویہ رکھتے تھے، اسی باعث مختلف حلقوں سے مراسم وتعلقات استوار تھے اور یہی آپ کے والد و دادا کا طریقہ تھا۔ ان کا قدیم گھر مسجد حرم کے باب السلام کے نزدیک تھا، پھر محلہ نقا یعنی عُتَیْبِیَہ میں اور اب رُصَیْفَہ محلہ میں واقع ہے، جس کے دروازے ہر فکر کے افراد کے لیے وا رہے۔

مزید بر آں انڈونیشیا میں جہاں کے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی وسیع کارروائیاں جاری تھیں، ان کے سدباب کے لیے آپ کی مساعی قابل ذکر ہے۔ وہاں کے بکثرت طلباء نے مسجد حرم یا گھر پر آپ سے تعلیم پائی پھر اپنے وطن جا کر شرعی علوم پھیلانے میں مصروف ہوئے۔ آج ہم نہ صرف ایک اعتدال پسند اہم شخصیت سے محروم ہو گئے بلکہ ایک روحانی باپ، سچے دوست اور بھائی سے جدا ہو گئے۔ ان کے ساتھ میرے دوستانہ تعلقات تیس برس سے زائد عرصہ پر محیط تھے، جس دوران انھیں کبھی مکدر نہیں پایا، بلکہ مل کر ہمیشہ طبیعت کو راحت ملی‘‘---

● مکہ مکرمہ میں مسجد نصر کے امام وخطیب نیز مدرسہ شیخ عبدالعزیز بن باز برائے تحفیظ القرآن الکریم کے نگران شیخ سجاد بن مصطفیٰ کمال حسن نے کہا:

’’میں بیس برس قبل مسجد حرم میں آپ کے حلقاتِ دروس میں شامل ہوتا رہا، ان کی وفات وطن کا بہت بڑا نقصان ہے، آپ کسی تعارف کے محتاج نہیں، وہ ایک تجربہ کار و منجھے ہوئے استاذ تھے، جن سے طلباء کی بہت بڑی تعداد نے استفادہ کیا‘‘---

● مدرسہ فلاح مکہ مکرمہ کے سرپرست ڈاکٹر عبدالعزیز سرحان نے کہا:

’’آپ کی وفات بڑا خسارہ ہے، ہم نے آپ کے حلقاتِ دروس اور علمی موضوعات پر لیکچر سے بکثرت استفادہ اٹھایا۔ انھوں نے دین وملت کی خدمت انجام دی، وفات کی خبر میں نے ایک ساتھی سے سنی، جو مجھ پر بجلی بن کر گری لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم وارادہ کے آگے کسی کا چارہ نہیں‘‘---

● اُم القریٰ یونی ورسٹی مکہ مکرمہ کے استاذ ڈاکٹر محمد احمد منشی نے کہا:

’’آپ کی وفات وطن کا نقصان ہے۔ وہ ایک تاریخ ساز شخصیت تھے، جنھیں دینی علوم میں حد درجہ کمال حاصل تھا اور مسلمانانِ عالم کے اس مقدس شہر میں مسجد حرم نیز گھر پر بکثرت طلباء نے آپ سے دینی علوم اخذ کیے‘‘---

● ایوانِ صنعت وتجارت مکہ مکرمہ کے صدر شیخ عادل بن عبداللہ کعکی نے کہا:

''آپ ایک عظیم دینی اور تاریخی شخصیت تھے، نیز میرے والد کے دوست تھے اور بیس برس قبل جب کہ وہ ''جمعیۃ الخیریۃ لتحفیظ القرآن الکریم'' کے رکن تھے، میں نے اس کے اجتماعات میں انھیں اپنے والد کے ساتھ دیکھا''---

● محلہ رصیفہ کے کونسلر سامی بن یحییٰ معبر جو آپ کے پڑوسی بھی تھے، انھوں نے کہا:

''میں نے انھیں ہمیشہ اور سب کے سامنے مسکراہٹ بھرے چہرہ اور خوش گوار ماحول میں بات کرتے دیکھا۔ آپ علمی دنیا کے ستون تھے اور پورے ملک بالخصوص اہلِ مکہ نے ان کے دروس سے خوب استفادہ کیا۔ آپ کی وفات وطن کے لیے بہت بڑا نقصان ہے''---

● مکہ مکرمہ کے انجینئر حارث بن محمد باحارث نے کہا:

''میرے والد رحمۃ اللہ علیہ ''جمعیۃ الخیریۃ لتحفیظ القرآن الکریم'' کے صدر، جب کہ مرحوم اس کے رکن تھے۔ میں نے پہلی بار انھیں اسی جمعیت کے اجتماع میں اپنے والد سے باتیں کرتے دیکھا۔ آپ دینی علوم پر گہری دسترس رکھتے تھے''---

● ام القریٰ یونی ورسٹی میں لغت کے سابق استاذ نیز ادبی کلب مکہ مکرمہ کے نائب صدر ڈاکٹر محمود زینی نے کہا:

''مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ نیز اسلامی دنیا کو ایک مشہور عالمِ ربانی کی وفات کے صدمہ کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کی وفات مسلمانوں کا نقصان ہے، جنھوں نے اکابر علماء میں سے ایک عالم، فقہاء میں سے ایک فقیہ اور محدثین میں سے ایک محدث کو کھو دیا۔ نیز ایک مؤرخ اور سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے محب سے محروم ہو گئے۔

مزید برآں علوم عربی، صرف، بلاغت، ادب اور ملک میں علمِ فرائض کے ایک عظیم ماہر ہم سے جدا ہو گئے۔ آپ حرمین شریفین کے مدارس میں سے ایک مدرسہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ نیز ہمارے درمیان امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی مثل تھے[۱۱۴] آپ تعصب اور تشدد سے دور، اعتدال پسند عالم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کو قرآن مجید اور اسلام کی روشنی، علم ربانی نیز محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور سنتِ مطہرہ سے محبت کے لیے کشادہ کر دیا تھا۔ آپ اسلامی دنیا کی ایسی یونی ورسٹی تھے، جس کی شعائیں مکہ مکرمہ سے اٹھیں اور پوری اسلامی دنیا کو منور کیا۔ اس مالکی یونی ورسٹی سے حفاظ، مفسرین، محدثین، فقہاء، مؤرخین اور عربی لغت کے ماہرین تیار ہوئے"۔۔۔

"البلاد" کے اسی شمارہ، ۳۰ر اکتوبر کے ایک اور ایڈیشن کے صفحہ ۴ پر ہی دوسری تحریر خالد الحسینی کا مضمون "محمد علوی، الوجہ الآخر" دو کالم پر مشتمل ہے، جس میں رقم طراز ہیں:

"میں اپنے والد شیخ محمد عبدالالٰہ حسینی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ مسجد حرم پہنچا تو وہاں سید علوی بن عباس مالکی رحمۃ اللہ علیہ کو پہلی بار دیکھا۔ وہ خوب صورت لباس اور مسکراہٹ بھرا چہرہ تھا اور میرے والد ان کے حلقہ درس میں شامل ہونے کے حریص تھے۔ نیز وہ مکہ مکرمہ کے شرعی نکاح خواں میں سے تھے اور اہلِ مکہ کی یہ کوشش و خواہش ہوتی کہ ان کی اولادوں کا نکاح آپ منعقد کریں۔

وقت اپنی رفتار سے آگے بڑھتا گیا اور پھر میں سید علوی مرحوم کے فرزندان ڈاکٹر سید محمد مالکی و سید عباس سے متعارف ہوا اور یہ پچیس برس قبل کی بات ہے۔ پھر میں صحافت کے پیشہ سے منسلک ہوا، جس دوران مختلف اجتماعات میں سید محمد مالکی سے بارہا ملاقات ہوئی، اب میں ان کے گھر حلقۂ درس میں حاضر ہونے لگا۔ اس دوران آپ نے بعض تصنیفات تحفہ میں دیں اور دینی امور نیز صحافت کے موضوعات پر آپ سے تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ میں نے جانا کہ آپ اخبارات کا مطالعہ پابندی سے کیا کرتے۔

آپ کے بھائی سید عباس مالکی جو بڑے پر لطف انسان، خوب صورت آواز کے مالک اور مکہ مکرمہ کی تہذیب وثقافت محفوظ کرنے کے شوقین ہیں، ان سے بھی جمعہ کے روز ان کے گھر پر یا دیگر اجتماعات میں ملاقات ہوتی رہی۔

ان روابط کے دوران میں نے مالکی خاندان کے علمی مقام سے قطع نظر جو دوسرا رخ دیکھا، وہ ہے لوگوں سے وسیع تعلقات، جن میں مختلف افکار و نظریات کے افراد شامل تھے۔ میں ان کے اس وصف پر لکھنے کا اہل نہیں لیکن اتنا کہوں گا کہ آپ حسنِ اخلاق کے مالک، انسانوں کے قریب رہنے کے خواہش مند، ان کے دُکھ سکھ میں شریک ہونے کے لیے حد درجہ کوشاں رہنے والے تھے۔ عمر کے آخری سالوں میں ان کے پاؤں میں درد رہنے لگا، اس کے باوجود معمولات کو ترک نہیں کیا۔

اس مختصر وقت میں مزید لکھنا ممکن نہیں، کیوں کہ کل کا اخبار طباعت کے لیے تیار ہے، میں آپ کی وفات پر جمعہ کے روز نمازِ عصر کے بعد اس وقت باخبر ہوا جب شیخ محمد نور قاری نے یہ خبر میرے موبائل پر ارسال کی، جو مرحوم اور ان کے بھائی کے قدیم دوست وشاگرد نیز ان کے والد سید علوی مالکی کے شاگرد ہیں۔ میں اپنی ذات کے علاوہ اہل مکہ نیز مرحوم سے محبت کرنے والے ہر شخص کو تعزیت پیش کرتا ہوں اور آپ کے بلندیٔ درجات کے لیے دعا گو ہوں"---

"البلاد" ۳۰/اکتوبر کے صفحہ ۴ پر اس موضوع کی آخری تحریر شاعر علی بن یوسف الشریف کا موزوں کردہ قصیدہ "فقید الحرم، رثاء السید محمد علوی المالکی الحسنی" کے عنوان سے بارہ اشعار پر مشتمل ہے، جو اگلے روز یعنی ۳۱/اکتوبر کو "المدینة" میں بھی شائع ہوا، دو اشعار یہ ہیں:

یا عالم البیت الحرام و منبر　　　للحق و التنزیل و الآیات

یا صاحب الوجه المنور و السنا　　　و الروحة العلیاء في الذروات

شمارہ ۱۷؍ رمضان ۱۴۲۵ھ / ۳۱؍ اکتوبر ۲۰۰۴ء

''البلاد'' کے اس شمارہ کے صفحہ اوّل پر اس کے نمائندہ خالد الحسینی کے حوالہ سے خبر ''الامراء سلطان و سلمان و احمد یعزون اسرة المالکی '' عنوان سے دو کالم میں ہے۔ اس میں بتایا گیا کہ شہزادہ سلطان بن عبد العزیز ال سعود، شہزادہ سلمان بن عبد العزیز گورنر ریاض، نائب وزیر داخلہ شہزادہ احمد بن عبد العزیز، ڈاکٹر محمود سفر، ڈاکٹر خالد عنقری اور مجلس شوریٰ کے صدر صالح بن حمید، شیخ صالح خصیفان، احمد جُجوم اور محمد عمر نے الگ الگ فون کے ذریعے مرحوم کے لواحقین سے تعزیت کی۔

علاوہ ازیں کل شام مسجد حرم کے امام و خطیب شیخ محمد سبیل، گورنر مکہ مکرمہ کے نمائندہ عبد اللہ فائز، ڈاکٹر سہیل قاضی، ڈاکٹر احمد صالح بن حمید تعزیت کے لیے مرحوم کے گھر گئے۔

تعزیت کے لیے آنے والی مزید اہم شخصیات میں لبنان مجلسِ شیعہ کے ڈاکٹر مخلص جرہ، متحدہ عرب امارات میں محکمہ اوقاف کے مدیر عام شیخ احمد عبد العزیز حداد، شیخ عیسیٰ مانع، ڈاکٹر احمد محمد نور سیف، گیمبیا کے صدر کی طرف سے وہاں کی شرعی عدالت کے چیف جسٹس کی سربراہی میں وفد، ایرانی علماء کا وہاں کے شیعہ عالم جواد طبطبائی کی سربراہی میں وفد، علماء احساء کا وفد جو شیخ سید ابراہیم آل خلیفہ ہاشمی کی معیت میں آئے۔ مزید برآں شیخ حسن صفار اور علماءِ ازہر میں سے شیخ عبد الغنی صالح جعفری حاضر ہوئے اور مرحوم کے فرزندان اور بھائی نیز ان کے فرزندان سے تعزیت کی۔ اس موقع پر لواحقین نے آنے والوں کا شکریہ ادا کیا، نیز کہا کہ آپ کی آمد ہمارے لیے غم میں کمی کا باعث ہوئی۔

شمارہ ۱۸؍ رمضان ۱۴۲۵ھ / یکم نومبر ۲۰۰۴ء

''البلاد'' کے اس شمارہ کے صفحہ ۸ پر نزار عبد اللطیف پنجابی کا مضمون ''فی یوم فضیل و فی شهر فضیل یفتقد البدر'' ایک کالم میں درج ہے۔ اس میں لکھا ہے:

''صاحبانِ فضل، علماء، ادباء، مفکرین، اساتذہ، طلباء اور اس شہر مقدس کے جملہ باشندوں نیز محبت کرنے والوں نے شیخ محمد علوی مالکی کو اس حالت میں

الوداع کیا کہ ان کے آنسو رواں دواں اور ہاتھ دعاؤں کے لیے بلند تھے اور ایسا کیوں نہ ہوتا، آپ عالمِ جلیل و فاضلِ کامل تھے، جن سے بکثرت طلباء نے تعلیم پائی اور پھر معاشرہ میں علمی مراکز کی حیثیت سے جانے گئے۔ ان کی وفات بہت بڑا خسارہ ٹھہری۔ میں نے آپ کی شاگردی اختیار کی اور ان کے دستِ کرم سے علم اخذ کیا۔ اب فضیلت کے دن جمعہ، فضیلت کے ماہ رمضان مبارک میں ہم سے یہ چودھویں کا چاند جدا ہو گیا۔

میں اس وقت شدید حزن والم کی کیفیت سے دوچار ہوں اور قلم ہاتھ میں تھامنے ولکھنے سے اپنے آپ کو عاجز محسوس کر رہا ہوں"---

نزار پنجابی کا یہ مضمون بعد ازاں ۹ر نومبر کے "الجزیرۃ" میں "رحیل الشیخ المالکی خسارۃ کبیرۃ و فادحۃ" عنوان سے شائع کیا گیا۔

مدینہ منورہ کے باشندہ شیخ محمد کامل نجا کا موزوں کردہ مرثیہ "کلام، الدمع" عنوان سے "البلاد" یکم نومبر کے ہی صفحہ ۱۱ر پر درج ہے، جو اسی روز "الندوۃ" میں بھی شائع ہوا۔ پہلا شعر یہ ہے:

ضاء حب "اللّٰہ" فی عینیہ دمعًا و ابتساما

فالتقی فی حبہ "بالمصطفٰی" فی الحب ھاما

اسی صفحہ پر ایک اور شاعر مختار عبداللہ احمد الشریف کا موزوں کردہ قصیدہ "رثاء فی الفقید الغالی السید محمد علوی المالکی الحسنی" عنوان سے درج اور چوبیس اشعار پر مشتمل ہے۔ دو اشعار یہ ہیں:

فی ذمۃ اللّٰہ قطب کان ذا خلق   عذب لذیذ لطیف لین سلس

عم الاسی بمصاب المسلمین بہ   لم یبق من مسلم الابکی و آس

شمارہ ۱۹ر رمضان ۱۴۲۵ھ/۲ر نومبر ۲۰۰۴ء

روزنامہ "البلاد" جدہ کے اس شمارہ کے صفحہ اوّل کی پیشانی پر درج سب سے اہم اور

نمایاں خبر آپ سے متعلق ہے۔اس کے عنوان کی عبارت آگے آئے گی، جب کہ اخبار کے اسی مقام پر ایک رنگین تصویر ۵×۱۰ انچ دی گئی ہے، جس میں سعودی عرب کے اس وقت کے ولی عہد و نائب وزیر اعظم اوّل و نیشنل گارڈ کے سربراہ عبداللہ بن عبدالعزیز ال سعود، جو ۲۰۰۵ء میں ملک کے بادشاہ بنے، وہ اور ان کے ساتھی امراء نشستوں پر براجمان جب کہ متعدد محافظ پیچھے کھڑے ہیں اور اعلیٰ حکام کے اس مختصر مجمع کے سامنے مرحوم سید محمد مالکی کے بھائی سید عباس بن علوی مالکی، حجازی عمامہ وجبہ میں ملبوس کھڑے اور مائیک پر گفتگو کرتے دکھائی دے رہے ہیں۔

اس تصویر کے نیچے خبر کا متن شروع ہوتا ہے، جو خالد الحسینی کی مرتب کردہ ہے۔ انھوں نے لکھا:

”پرسوں مغرب کے بعد ولی عہد شہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز تعزیت کے لیے ڈاکٹر سید محمد علوی مالکی کے گھر محلہ رصیفہ مکہ مکرمہ گئے۔ جب وہاں پہنچے تو مرحوم کے بھائی سید عباس مالکی کے علاوہ عالی جناب ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی اور شیخ امین عقیل عطاس نیز مرحوم کے بیٹوں اور دیگر اقارب نے استقبال کیا۔ اس موقع پر ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی نے خطاب کرتے ہوئے شہزادہ اور ان کے ساتھیوں کی آمد پر سب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ حکمران خاندان کے سرکردہ افراد کی یہاں آمد حیرت یا تعجب کی بات نہیں، نیز مرحوم کے لیے دعائیہ کلمات کہے“---

ولی عہد کی آمد سے متعلق یہ خبر ”البــلاد“ کے صفحہ اوّل پر ایک تصویر کے ساتھ مختصر اُدرج ہے، جب کہ صفحہ ۷ مکمل طور پر اسی خبر کی تفصیلات اور تصاویر کے لیے مختص ہے۔ مذکورہ صفحہ پر ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی نیز سید عباس مالکی کے ادا کردہ استقبالیہ وتشکر کے کلمات درج ہیں، پھر ولی عہد کی گفتگو کا ذکر ہے، جس میں انھوں نے ڈاکٹر سید محمد مالکی کی وفات پر غم کا اظہار کیا نیز کہا کہ ہمارے لیے واجب ہے کہ اہلِ وطن کے جملہ امورِ زندگی میں

شریک ہوں۔ مزید کہا کہ مرحوم کے تمام اعمال خیر و برکت پر مشتمل تھے اور وہ اسلام کے فرزند نیز دین وملک کے وفادار تھے۔ ولی عہد کے الفاظ یہ ہیں:

الفقید کل اعماله خیر و برکة و من ابناء الاسلام الأوفیاء لدینهم و دولتهم ---

اور ''البلاد'' نے انھی الفاظ کو صفحہ اوّل، نیز صفحہ سات پر اس خبر کے جلی عنوان کے طور پر درج کیا۔ ولی عہد کے تعزیتی کلمات ادا کرنے کے بعد ایک قاری نے قرآنِ مجید سے چند آیات تلاوت کیں اور اسی پر ولی عہد شہزادہ عبداللہ، جو چند ماہ بعد سعودی عرب کے بادشاہ قرار پائے، ان کا یہ دورہ اختتام کو پہنچا۔

خالد محمد حسینی اس دورہ کے بارے میں مزید لکھتے ہیں:

''جب شہزادہ وہاں پہنچے اور گاڑی سے اترے تو سب سے پہلے ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی آگے بڑھے اور استقبال کیا۔ پھر شہزادہ نے مرحوم کے فرزند اکبر سید احمد مالکی سے گفتگو کی اور انھیں خیر و بھلائی کے کاموں میں تعاون کا یقین دلایا۔ جب شہزادہ موصوف تعزیت کے بعد واپس اپنی گاڑی کی طرف بڑھے تو مرحوم کے بھائی سید عباس مالکی نے ان سے کہا کہ مرحوم آپ سے ملاقات کے لیے جانے کا ارادہ رکھتے تھے کہ وفات پائی۔ نیز یاد دلایا کہ ان سے آپ کی آخری ملاقات ''دوسرے قومی مکالمہ'' کے موقع پر ہوئی تھی۔

شہزادہ کے دورہ کے موقع پر سید محمد مالکی کے متعدد پرانے دوست بھی موجود تھے، جن کے نام یہ ہیں، محمد نور قاری، محمد فرید ابوزیبہ، محمود اسکندرانی، طارق لھبوب، یوسف نشار، عبدالحلیم قاری، اسامہ منشی، احمد موسیٰ، محمد عمری، محمد امین قاری، حمزہ اشعری، احمد سلیمانی، ابراہیم شعیب، ہاشم فلالی، احمد عرفہ حلوانی نیز مرحوم کے چھ فرزندان کے علاوہ سید عباس مالکی کے چاروں بیٹے بھی موجود تھے۔

شیخ سید محمد مالکی کے ورثاء واحباب سے تعزیت کر کے شہزادہ عبداللہ جیسے ہی

واپس روانہ ہوئے، خالد محمد حسینی نے وہاں پر موجود اکابرین سے اس دورہ کی مناسبت سے تاثرات حاصل کیے، جو ''البلاد'' کے اسی شمارہ وصفحہ پر درج ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں، سید محمد امین عقیل عطاس، ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی، سید محمد مالکی کے داماد شیخ سمیر برقہ، جدہ یونی ورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر عاصم حمدان، شیخ سید عبداللہ بن محمد فدعق، استاذ محمد نور قاری، سید احمد بن محمد مالکی''---

ولی عہد کے دورہ کے بارے میں خالد محمد حسینی کی مرتب کردہ یہ روداد یکم نومبر کے ''الندوۃ'' میں بھی شائع ہوئی۔

''البلاد'' ۲ر نومبر کے ہی ایک اور ایڈیشن کے صفحہ سات پر ہی خالد محمد حسینی کی تحریر کردہ طویل خبر ''الاسرۃ المالكة تلتف حول اسرۃ المالكي و تحفف من مصابها'' عنوان سے شاہی خاندان کے تعزیت کے لیے آمد بارے ہے۔ خالد حسینی لکھتے ہیں:

''پرسوں ولی عہد و نائب وزیر اعظم اوّل شہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز ال سعود تعزیت کے لیے آئے، پھر کل وزیر دفاع و نائب وزیر اعظم دوم شہزادہ سلطان بن عبدالعزیز ال سعود آئے اور کل ہی گورنر مکہ مکرمہ ریجن شہزادہ عبدالمجید بن عبدالعزیز ال سعود کی آمد ہوئی۔

گورنر مکہ مکرمہ آئے تو مرحوم کے ورثاء نیز وہاں پر موجود دیگر اہم شخصیات سے طویل گفتگو کی۔ گورنر نے معذرت پیش کی کہ میں تعزیت کے پہلے یا دوسرے روز نہیں آسکا، جس کی وجہ یہ تھی کہ جدہ جا کر مختلف اوقات میں ولی عہد اور پھر وزیر دفاع کا استقبال کرنا نیز دیگر اہم مصروفیات تھیں۔ آج بھی ہمارے ہاں ایک اہم اجتماع تھا، جسے ملتوی کر کے آپ کے ہاں آسکا۔ اس موقع پر مرحوم کے بھائی سید عباس مالکی اور فرزند اکبر سید احمد مالکی نے گورنر کا شکریہ ادا کیا اور مرحوم کے ایک شاگرد ودوست شیخ یوسف فشار نے ہچکیوں کے درمیان گورنر کو دعائیہ کلمات سے نوازا''---

۲ر نومبر کے ہی البلاد کے آخری صفحہ کا معتدبہ حصہ بھی وفات سے متعلق ہے۔

یہاں خالد محمد حسینی کی مرتب کردہ ایک ہی تحریر ''تحریاسۃ ولی العھد لتعزیۃ اسرۃ مواطن و اکثر من معنی '' ودیگر عنوانات سے چار طویل کالم میں ہے۔ جس میں انھوں نے ولی عہد کے دورہ بارے اپنے تاثرات پیش کیے۔ خالد حسینی لکھتے ہیں:

''میں ان لوگوں میں شامل تھا، جو مرحوم کے گھر ولی عہد کی آمد کے منتظر تھے۔ جب شہزادہ عبداللہ وہاں پہنچے تو مرحوم کے عزیز دوست ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی نے آگے بڑھ کر گاڑی کا دروازہ کھولا اور انھیں خوش آمدید کہا، پھر شہزادہ نے وہاں پر موجود تمام افراد سے مصافحہ کیا۔ بعد ازاں لواحقین سے تعزیت کی اور مائیکروفون پر مرحوم کے بارے میں بلا تکلف گفتگو کرتے ہوئے ان کی تعریف وتوصیف کی''---

خالد حسینی مزید لکھتے ہیں:

''شاہی خاندان کے اہم افراد کا یہ دورہ معمول کی بات تھی، کوئی غیر متوقع عمل نہ تھا اور واپس روانگی کے وقت انھوں نے مرحوم کے فرزند اکبر سید احمد مالکی سے کہا کہ اب آپ کی ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں اور والد کے اعمالِ خیر کو احسن طریقہ سے آگے بڑھانا ہے''---

خالد حسینی رقم طراز ہیں:

''ولی عہد کے چلے جانے کے بعد میں اس خبر کو مرتب کرنے میں جُت گیا، تا کہ جلد سے جلد اخبار کے متعلقہ شعبہ کے سپرد کر سکوں۔ تب میں نے اس بارے مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے انٹرنیٹ کی طرف رجوع کیا، جہاں دیکھا کہ ایک ویب سائٹ پر بعض لوگوں نے اس بات پر اودھم مچا رکھا ہے کہ مسجد حرم میں آپ کی نمازِ جنازہ کیوں ادا کی گئی۔ مجھے حیرت ہوئی کہ ایک مسلمان، جس کا خاتمہ دین اسلام پر اور مکہ مکرمہ جیسے شہر میں، رمضان کے مبارک مہینہ اور جمعہ کے روز ہوا، ان کی نمازِ جنازہ کے بارے اس قسم کے سوالات اٹھائے جا رہے ہیں۔ پھر اسی ویب سائٹ پر کسی ناظر نے یہ خبر روانہ کر دی کہ ولی عہد تعزیت کے لیے آپ کے

گھر پہنچ گئے ہیں۔ اب یہاں نئی بحث شروع ہوگئی کہ ولی عہد نے مرحوم کے لیے دعا کیوں کی اور ان کے کام کو کیوں کر سراہا۔ بے شک یہ وہ لوگ تھے جو سید محمد مالکی کو ان کی زندگی حتیٰ کہ وفات کے بعد بھی ناپسند کرتے تھے اور اب اپنے دلوں کا غبار اس ویب سائٹ پر نکال رہے تھے، لیکن ولی عہد کا یہ دورہ اس قسم کی جملہ ویب سائٹس کا بھرپور رد تھا"---

خالد حسینی نے اپنی اس تحریر کا خاتمہ قرآن مجید کی اس آیت پر کیا:

﴿فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً وَ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ﴾---[۱۱۵]

"پس (بے کار) جھاگ تو رائیگاں چلا جاتا ہے اور جو چیز نفع بخش ہے، لوگوں کے لیے تو وہ باقی رہے گی زمین میں، یوں ہی اللہ تعالیٰ مثالیں بیان فرماتا ہے"---[۱۱۶]

اسی شمارہ کا صفحہ ۶ رمکمل طور پر ایک تعزیتی اشتہار پر مشتمل ہے، جس کے وسط میں آپ کا نام "محمد علوی مالکی" جلی قلم سے لکھا ہے اور مختصر عبارت پر مبنی یہ اشتہار "البلاد" شائع کرنے والے ادارہ "مؤسسة البلاد للصحافة و النشر" کی طرف سے دیا گیا، جس کے ذریعے اخبار کی مکمل انتظامیہ، مجلس عاملہ، مجلس ادارت اور محررین نے مالکی خاندان اور ان کے دیگر رشتہ داروں سے تعزیت کا اظہار کیا ہے۔

معلوم رہے سعودی عرب اور دیگر عرب ممالک میں رواج ہے کسی اہم گھرانہ میں انتقال، شادی، ولادت یا غیر معمولی امتحان پاس کرنے کا موقع ہو تو اس سے متعلق افراد، اخبار میں چند سطور پر مشتمل چوتھائی، آدھا یا مکمل صفحہ کا تعزیتی و تہنیتی اشتہار شائع کراتے ہیں اور اگر کسی شعبہ کی عوامی شخصیت ہوں تو خود اخبار مالکان بھی اس نوع کے اشتہار اپنے ادارہ کی طرف سے شائع کرتے ہیں۔ شیخ سید محمد مالکی کی وفات پر البلاد میں پورے صفحہ کا یہ اشتہار بھی اسی طرح کا تھا۔

شمارہ ۲۴ر رمضان ۱۴۲۵ھ / ۷ر نومبر ۲۰۰۴ء

''البلاد'' کے مذکورہ شمارہ کے صفحہ ۱۶ر پر عبداللہ فراج شریف کا مضمون ''في وداع عالمنا الجليل'' ہے، جس میں ہے:

''بے شک موت ایک مصیبت ہے اور بطورِ خاص اس صورت میں کہ مرنے والا آپ کا عزیز، والد، بیٹا، قرابت دار یا دوست ہو۔ لیکن یہ احساس اس وقت اور بھی بڑھ جاتا ہے، جب فوت ہونے والا عالم جلیل نیز فضائل ومناقب کا حامل ہو اور خاص اس صورت میں جب کہ محبت نیز عفو ودرگزر کا داعی ہو، جیسا کہ ڈاکٹر سید محمد علوی عباس مالکی حسنی تھے، جنھوں نے تمام عمر طالب علم ومعلم کے طور پر بسر کی۔

بے شک جو کوئی ایسا علم ترکہ میں چھوڑے جس سے مخلوقِ خدا نفع پائے اور اس کا عمل باقی رہے، ایسے شخص کی موت محض جسم اٹھائے جانے کا نام ہے، اسے حقیقی موت کبھی نہیں آتی۔ مرحوم نے چالیس کے قریب تصنیفات یادگار چھوڑیں جو شرعی علوم، بالخصوص سیرتِ نبویہ پر مشتمل ہیں اور آپ سے محبت کرنے والوں کے ہاں زیرِ مطالعہ رہیں گی نیز حلقاتِ دروس میں ان کے اقوال کے ذریعے یاد تازہ ہوتی رہے گی''---

شمارہ ۲۵ر رمضان ۱۴۲۵ھ / ۸ر نومبر ۲۰۰۴ء

محمد بن عبداللہ عراقی کا مضمون ''فقيد العلم و العلماء'' عنوان سے صفحہ ۸ پر ہے۔ آپ نے لکھا:

''چند روز قبل ہمیں علامہ سید محمد علوی مالکی کی اچانک وفات کی صورت میں صدمہ اور شدید والم ناک غم کا سامنا کرنا پڑا۔ اسلامی دنیا نے علماءِ مکہ مکرمہ میں سے ایک ایسے عالم کو کھو دیا، جنھوں نے تبلیغ اسلام کے شعبہ میں پوری دنیا پر گہرے نقوش یادگار چھوڑے۔ مکہ مکرمہ کے باشندے اس معزز خاندان نیز ان کی تبلیغی خدمات اور مسجد حرم سے تعلق پر بخوبی آگاہ ہیں۔ میں مرحوم کے لیے رحمت ومغفرت

جب کہ اہل خاندان کے لیے صبر کی دعا کے ساتھ یہ کہوں گا کہ ان کی وفات سے آپ کے افرادِ خانہ ہی محروم نہیں ہوئے بلکہ پوری اسلامی دنیا کو فراق کا سامنا کرنا پڑا"---

شمارہ ۲۶/ رمضان ۱۴۲۵ھ/ ۹/ نومبر ۲۰۰۴ء

"البـــلاد" کے اس شمارہ کے صفحہ ۱۱/ پر مدینہ منورہ کے عبدالعزیز احمد حلا کا مضمون "فقيد العلم، محمد علوی مالکی" میں ہے:

"اللہ تعالیٰ نے ہمارے شیخ ڈاکٹر محمد علوی مالکی کو قرآن فہمی کی خوبی بطورِ خاص وَدِیعت فرمائی تھی۔ آپ کے توسط سے علم کا سمندر کئی عشروں تک مکہ مکرمہ سے بہتا رہا، جس سے پورا کرۂ ارض فیض یاب ہوا۔ اس کارِ خیر میں ہمارے محبوب وطن کی ایک کاروباری شخصیت ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی آپ کے ساتھی رہے۔

آپ مدینہ منورہ کے عاشق تھے اور یہاں ان کی آمد کا سلسلہ کبھی مؤخر و معطل نہیں ہوا۔ میں آپ کی شخصیت سے ناواقف و لاعلم تھا، تا آں کہ ایک بار مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو میرے ایک دوست نے مجھے آپ کے ہاں آنے کی دعوت دی۔ تب میں نے دیکھا کہ ان کی مجلس اہل اللہ، فقہاء، قدیم وجدید دینی ودنیاوی علوم کے ماہرین سے بھری ہوتی۔ میں نے آپ کی محفل میں لطف وسرور پایا، وہ علمِ حدیث پر گہری نگاہ رکھتے تھے"---

شمارہ ۲۵/ نومبر ۲۰۰۴ء

اس کے صفحہ ۱۶/ پر درج خبر کا عنوان "السادة آل المالكي في ضيافة مجلس الروحة" ہے، جو نمائندہ البلاد نے جدہ سے جاری کی۔ اس میں ہے کہ شیخ سید عبداللہ فدعق کی قائم کردہ "مجلس الروحة للتعلم و التعليم" کے تحت جاری کیے گئے حلقۂ درس کی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی، اس موقع پر علماء وطلبہ کی بہت بڑی تعداد حاضر تھی۔ مالکی گھرانہ کی طرف سے سید عباس مالکی اور ان کے فرزندان سید عاصم وسید علوی موجود تھے۔ قرآنِ مجید کی تلاوت سے

آغاز ہوا، پھر سید عبداللہ فدعق نے سید عباس مالکی اور ان کے رفقاء کی آمد پر شکریہ ادا کیا اور کہا:

''ہمارے شیخ سید محمد علوی مالکی نے اس افتتاحی تقریب میں آنے کا وعدہ کیا تھا اور میں شکرگزار ہوں کہ اب آپ نے اسے ایفاء کیا۔ (مزید کہا) میں امید کرتا ہوں کہ سید عباس مالکی اپنے بھتیجا سید احمد مالکی کو ان کے والد کا مشن جاری رکھنے میں رہنمائی کریں گے۔ نیز دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے فرزندان، عزیز و اقارب اور شاگردوں کو ان کی نہج پر چلنے کی توفیق عطا کرے''۔۔۔

اس موقع پر سید ہاشم باروم نے مرحوم کی مدح میں قصیدہ پڑھا، پھر شیخ حسن موسیٰ صفار نے خطاب کیا، جس کے بعد صبری الصبری نے سید مالکی مرحوم پر قصیدہ ادا کیا۔

شمارہ ۲۸/ نومبر ۲۰۰۴ء

مدینہ منورہ کے ڈاکٹر جعفر مصطفیٰ سبیہ کا مضمون ''فجیعة کبریٰ و موقف جلل'' البلاد کے اس شمارہ کے صفحہ ۶ پر ہے۔ وہ رقم طراز ہیں:

''ان کی وفات ہمارے، نیز عرب و اسلامی دنیا بلکہ تمام انسانیت کے لیے ایک مصیبت تھی۔ آپ جیسے عالم جلیل، فقیہ، محدث، مفکر، واعظ، مرشد و بلند مرتبت شخصیت کی رحلت ہم سب کے لیے، بلکہ انھیں جاننے والے ہر فرد کے لیے شدید صدمہ ہے۔

آپ نیک سیرت اور اوصافِ حمیدہ و اخلاقِ نبیلہ کے مالک تھے۔ ہر جاننے والے یا ناواقف کے لیے محبت بھرے جذبات رکھتے تھے۔ غریبوں اور بیواؤں و یتیموں، نیز محتاجوں کے غم خوار و مددگار تھے۔ ان کے علم و فضل کا منکر نہیں ہوگا مگر اپنے آپ پر ظلم کرنے والا۔

میں نے جانا کہ آپ دوستانہ مزاج، ناصح، دین و امت و وطن کے لیے غیور، چھوٹے بڑے اور امیر و غریب کے لیے متواضع، نیز کسی کو تکلیف نہ پہنچانے والے تھے۔ اذیت و پریشانی کے مراحل اور دُکھ کے موقع پر صبر کرنے والوں

میں سے تھے۔ اگر کسی نے ان کے ساتھ نامناسب معاملہ ورویہ اختیار کیا تو جواباً احسان وکرم سے پیش آتے۔ آپ کا دل ایمان کی دولت سے مالا مال تھا اور گفتگو وعلم سے لوگوں کے دلوں کو جلاوتقویت ملتی۔

آپ ایک جرأت مند عالم تھے اور اللہ کی راہ میں کسی لومۃ لائم کو پاس نہیں پھٹکنے دیا۔ وہ صدق پر یقین رکھنے والے اور ارادوں میں پُر عزم و صاف نیت تھے۔ ان کے ارشادات کتاب وسنت کے تابع ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے وداع کے لیے سحری کا وقت اختیار فرمایا، جب اس کی رحمت دنیا کی جانب جھکی ہوتی ہے، مزید یہ کہ روح جمعہ کی سحر اور رحمت کے مہینہ میں اُٹھائی گئی اور ایک ملین سے زائد افراد نے نمازِ جنازہ ادا کی نیز جنازہ کے جلوس میں لگ بھگ تمام فرزندانِ مکہ نے شرکت کی:

رحمك الله يا سيد محمد علوى المالكى يا نسل الاشراف و اسكنك فسيح جناته---

ہم اس کیفیت میں وِداع کر رہے ہیں کہ دل غم سے بوجھل، قلم مناقب لکھنے سے عاجز، آنکھیں آنسو بہا کر خشک اور نفوس فراق وجدائی کے احساس سے پارہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے آگے ہم یہی کچھ کہہ سکتے ہیں:

﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾---[۱۱۷]

''ہم صرف اللہ ہی کے ہیں اور (یقیناً) ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں''---[۱۱۸]

المدينة المنورة

شمارہ ۳۰/ اکتوبر ۲۰۰۴ء

روزنامہ ''المدينة'' جدہ کے اس شمارہ کے صفحہ اوّل کے نصف اوّل کے بائیں کونہ میں شیخ سید محمد مالکی کی تصویر دی گئی ہے اور ساتھ ہی جلی قلم سے ''مكة تشيع محمد علوى المالكى''

کا عنوان درج ہے، جس کے نیچے لکھا ہے کہ ''تفصیلات صفحہ ۲۲ تا ۲۳ پر ملاحظہ کریں''۔

مذکورہ دو صفحات مکمل طور پر اس خبر کے لیے مختص ہیں، جہاں متعدد عنوانات قائم کر کے مختلف خبروں و تصاویر کو اجاگر کیا گیا ہے۔ صفحہ ۲۲ پر پہلا عنوان ''العالم الوضي يرحل بين دموع تلامذته و دعوات محبيه'' ہے، جس کے تحت اخبار کے دو نمائندگان محمد خضر و محمد عنقری نے مشاہیر کے تاثرات پیش کیے۔ آغاز میں ہے کہ:

''آپ کی نمازِ جنازہ عشاء کے بعد مسجد حرام میں ادا کی گئی، جس میں علماء، مبلغین، دانش ور اور طالبانِ علم کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی''---

پھر تاثرات درج کیے گئے، جن کا خلاصہ و اقتباسات یہ ہیں:

- سعودی وزیر حج کے مشیر ڈاکٹر ابو بکر احمد با قادر نے کہا:

''آپ علمی گھرانہ کے فرد اور علمِ حدیث بالخصوص ''موطا امام مالک''[119] کے خصوصی ماہر تھے اور اپنے دور کے اہم مالکی علماء میں سے تھے، جس کا اعتراف مراکش کے مالکی علماء نے کیا۔ کئی برس تک مسجدِ حرم میں حلقہ درس منعقد کرتے رہے، پھر گھر پر مدرسہ قائم کیا، جس میں فرزندانِ مسلمین کی بہت بڑی تعداد بالخصوص مشرقی ایشیا کے باشندے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ آپ کی وفات سے امت ایک مشہور و صالح شخصیت سے محروم ہو گئی۔ ہم ان کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لیے دعا گو ہیں اور اس ماہِ مبارک میں بخشش پانے والوں میں سے خیال کرتے ہیں''---

- حجازِ مقدس کے مشہور قلم کار عبداللہ فراج شریف نے کہا:

''اہلِ مکہ مکرمہ نے فرزندِ مکہ سید محمد علوی مالکی کو الوداع کہا، جن سے وہ ایسی محبت کرتے تھے، جو زندگی یا وفات کے بعد بھی ختم نہیں ہو سکتی۔ انھوں نے ایک ایسے علمی گھرانہ میں آنکھ کھولی، جسے شرعی علوم سے وابستگی اپنے باپ دادا سے ورثہ میں ملی اور وہ دنیا کی قدیم ترین یونی ورسٹی مسجدِ حرم میں تدریس سے وابستہ رہے۔

بے شک اہلِ مکہ کو جدائی پر شدید رنج والم کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ نے عمر بھر شرعی علوم کے علاوہ کسی جانب توجہ نہیں دی اور چالیس کے قریب مؤلفات ہی نہیں، پوری اسلامی دنیا میں بلا توقف دعوتی کاموں میں مصروف رہے۔ ان کا گھر ایک دینی مدرسہ کا درجہ رکھتا تھا، وہاں نہ صرف اہلِ مکہ اوراس کے نواح کے لوگوں بلکہ پوری اسلامی دنیا کے طلبہ نے استفادہ اٹھایا۔

میں آپ کے والدِ گرامی سے بھی متعارف تھا اور پھر ان کے اس مرحوم فرزند سے بھی خاص اللہ کے لیے محبت تھی۔ سید محمد مالکی، اِخلاص، اعلیٰ اَخلاق، حسنِ معاملہ کی صفات بدرجہ اتم رکھتے تھے۔ آپ کا دامنِ محبت اپنے عزیز واقارب بلکہ پوری مخلوق حتیٰ کہ مخالفین تک کے لیے پھیلا ہوا تھا۔

جب بھی انھیں دیکھا، عبادت میں مشغول، تلاوتِ قرآنِ مجید، ذکر اللہ اور یا پھر دنیا وآخرت میں نجات کا راستہ دکھانے والی مختلف علوم کی کتب میں گم پایا۔ آپ مصیبت میں صبر کرنے کی اعلیٰ مثال تھے، جب بھی ان پر کڑا وقت آیا، میں نے انھیں ایک صابر مومن پایا۔

● جدہ یونی ورسٹی میں ادب کے استاذ ڈاکٹر عبداللہ بن مبشر طرازی نے کہا:

"آپ نہ صرف اس دیارِ مقدس بلکہ اسلامی دنیا کے اکابر علماء میں سے تھے، جو اپنے علم، فکر، عمل، مؤلفات، خدمتِ اسلام نیز مسلمانوں کی بھلائی کے کاموں میں ممتاز تھے۔ آپ کے ہاں مسلمانوں میں اخوت ویگانگت کی دعوت کا خاص اہتمام تھا۔ ان کے والد سے میری ملاقات پینتالیس برس قبل مدینہ منورہ میں ہوئی، پھر گہری دوستی بلکہ برادرانہ تعلقات قائم رہے۔ سید محمد مالکی کی وفات سے امتِ اسلامیہ کا بہت بڑا نقصان ہوا، بے شک اللہ کے ارادوں کے آگے کسی کی مجال نہیں۔ میں ان کے لیے دعا کے علاوہ یہی کچھ کہوں گا کہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ"۔۔۔

● جدہ کے مشہور مبلغِ اسلام اور سید محمد مالکی کے شاگرد شیخ عبداللہ بن محمد فدعق، جن کی آنکھیں آنسوؤں میں غرق تھیں، انھوں نے کہا:

''مجھے اپنے جذبات واحساسات پر قابو نہیں تا کہ کچھ کہہ سکوں، اہلِ علم آپ کی مدح میں یہ کہتے پائے گئے کہ ''فرع فاق الاصل''، جس میں کوئی مبالغہ نہیں۔ بے شک آپ نے اپنے والدِ گرامی سے علم حاصل کیا لیکن پھر ان سے کہیں آگے بڑھ گئے۔

میں نے رُبع صدی قبل اپنے دادا کی وفات کے بعد آپ کی شاگردی اختیار کی اور اس موقع پر میں یہی عوامی محاورہ کہوں گا، جس کا مفہوم ومطلب یہ ہے کہ ''علم وعمل کا بہت بڑا پہاڑ گر پڑا'' نیز دعا گو ہوں کہ آپ کی وفات نوجوان نسل کے لیے مہمیز ثابت ہو اور وہ شرعی علوم کے حصول کی طرف مزید متوجہ ہوں''---

● سعودی وزارتِ حج کے ماہ نامہ ''الحج'' کے چیف ایڈیٹر حسین محمد بافقیہ گویا ہوئے:

''آپ کی وفات سے مکہ مکرمہ کی مقامی وخالص ثقافت کا ایک بہت بڑا باب ختم ہو گیا۔ بے شک بلد الحرام کی علمی وثقافتی زندگی پر اس خاندان کے گہرے اثرات مرتب ہوئے، بلکہ جو بھی ذی علم یہاں آیا، وہ آپ کے عربی و اسلامی علوم پر اثرات محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آپ مکہ مکرمہ کے ان اکابر علماءِ کرام کی باقیات میں سے تھے، جنھوں نے مکہ مکرمہ کے در و دیوار اور معاشرہ پر گہرے اثرات چھوڑے۔ انھوں نے محبت کا پیغام عام کیا، اندازِ بیاں دل نواز تھا اور ایسی خداداد صلاحیتوں کے مالک تھے، جو خود سے حاصل نہیں کی جاسکتیں۔ آج جب کہ ہمیں آپ کی اور آپ کے علم نیز لطف وکرم کی مزید ضرورت تھی، اس مرحلہ پر وفات کی خبر دردناک اور حزن وملال کا باعث ہوئی''---

● سید علی حسن ادریسی نے کہا:

''سید محمد مالکی کا گھرانہ اپنی علمی خدمات کے باعث مکہ مکرمہ یا ملک میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ کے والد گرامی میرے والد سید حسن ادریسی کے شاگرد تھے اور ان کے ہاں اکثر آیا کرتے تھے۔ میں نے سید محمد مالکی کو اپنے اور ان کے والد کی زندگی میں مسجد حرم میں علم حاصل کرتے دیکھا۔ ہمارے درمیان یہ علمی تعلقات آگے چل کر رشتہ داری میں بدل گئے اور میرے بھائی محمد ادریسی کی شادی ان کی بھتیجی سے ہوئی، یوں آپ ہمارے فرزندان کے نانا ہوئے۔ ہمارے درمیان محبت واخوت کا رشتہ ہی اصل رابطہ وتعلق تھا۔ آپ ہر ایک سے اچھے اَخلاق کے ساتھ پیش آنے میں حریص تھے''---

● قلم کار عبداللہ محمد ابکر نے کہا:

''آپ کو نہ صرف اہلِ مکہ بلکہ پوری اسلامی دنیا نے کھو دیا، کیوں کہ وہ پوری ملتِ اسلامیہ کے اَخلاقی وعلمی نمائندہ تھے۔ آپ کی زندگی علم اور اہلِ علم کے وقار کا نمونہ تھی۔ ہم ان کے جسدِ خاکی سے محروم ہو گئے لیکن علم وعمل کے آثار نہ صرف حرمین شریفین بلکہ پوری اسلامی دنیا میں باقی ہیں۔ آپ کی وفات ایک کامیاب وکامران انسان کی فتح کا اعلان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں ماہِ فضیلت میں فضیلت کا دن عطا کیا''---

''المدینة'' کے اسی شمارہ وصفحہ ۲۲ ر پر ہی دوسرا مضمون ''من اقوال السید محمد علوی مالکی'' جب کہ تیسرا ''سیرة حیاة الفقید'' عنوانات سے ہیں۔ ایک میں ملفوظات اور دوسرے میں سوانحی خاکہ دیا گیا ہے، جو اَخبار کے مرکزِ معلومات نے مرتب کیا۔ آخر الذکر میں ہے:

''آپ کے قائم کردہ مدارس ومساجد کے اعمال کو جاری رکھنے کے لیے مملکت اور دیگر ممالک کے بعض اہلِ خیر ان کے معاون تھے''---

عبدالعزیز قاسم کی مرتب کردہ تحریر ''مشاهد من لحظات السید الاخیرة قبل

وفاتہ'' المدینۃ، ۳۰؍اکتوبر کے ہی صفحہ ۲۳؍ پر پہلی تحریر ہے، جس میں انھوں نے سید محمد مالکی کے شاگردِ خاص و داماد انجینئر سمیر برقہ سے مرحوم کی زندگی کے آخری لمحات بارے معلومات حاصل کر کے قارئین تک پہنچائیں۔ اس میں ہے:

''بدھ کی شام آپ نے طبیعت بوجھل محسوس کی، تو رفیع اسپتال مکہ مکرمہ لے جایا گیا، جہاں ڈاکٹروں نے معائنہ کے بعد بتایا کہ شوگر لیول بڑھ گیا ہے، چناں چہ آپ کو داخل کر لیا گیا تا آں کہ چوبیس گھنٹے بعد طبیعت میں ٹھہراؤ آ گیا اور ڈاکٹروں نے گھر لے جانے کی اجازت دے دی۔ تب آپ خود چل کر اسپتال سے باہر آئے، جو صحت مند ہونے کی دوسری دلیل تھی۔

گھر پہنچے تو بیٹے، بیٹیوں اور دیگر عزیز و اقارب سے ملاقات کی، پھر شاگردوں و مریدین کے مجمع میں تشریف لے گئے اور انھیں اطمینان دلایا، نیز بعض مسائل پر گفتگو کی۔

جمعرات کی شام اپنے فرزندان سے نصیحت آموز گفتگو کرتے رہے، نیز جنت کے مناظر و نعمتوں اور والد گرامی کا ذکر کیا۔ بیٹوں کو تقویٰ اختیار کرنے کی پھر سے ہدایت کی۔ بعد ازاں اپنے بھائی سید عباس سے کہا کہ اہلِ بدر کا واقعہ ہمیں سنائیں۔ آپ انتہائی خوش باش تھے اور اہلِ خانہ و اقرباء نیز بچوں کے ساتھ ہنسی و مزاح سے پیش آتے رہے۔ عشاء کی اذان سے قبل ٹیلی ویژن ملاحظہ کرتے رہے، پھر حسبِ معمول بیس رکعات نمازِ تراویح ادا کی، جس دوران تھکان نمایاں تھی۔ شوگر کے مرض کی وجہ سے پیدل چلا کرتے تھے، آج جب ڈاکٹروں نے بتایا کہ شوگر کا معیار اعتدال پر آ گیا ہے تو اس پر اللہ کا شکر بجا لائے اور رات کو چند کھجوریں تناول فرمائیں، تا آں کہ تین بجے وفات پائی''۔۔۔۔

صفحہ ۲۳؍ پر دوسرا مضمون ''عند ما لبس الشیخ الازہری الکفیف ثوب السید المالکی'' محمد خضر کا قلم بند کردہ ہے، جس میں انھوں نے تقریباً بارہ برس قبل کا ایک واقعہ درج کیا:

''مصر کے ایک نابینا عالم و زاہد جو جامعہ ازہر قاہرہ میں فقہ مالکی کے مدرس تھے، وہ عمرہ کے لیے آئے تو سید محمد مالکی کے مہمان ہوئے اور کئی دن وہاں مقیم رہ کر درس میں شامل رہے۔ شیخ مالکی نے انھیں اپنا استعمال شدہ جبہ پہنایا اور حجازِ مقدس سے واپس جاتے ہوئے کچھ رقم بطورِ ہدیہ پیش کی اور پھر عجیب اتفاق ہوا کہ ان ازہری عالم و سید محمد علوی مالکی نے ایک ہی برس بالترتیب وفات پائی''---

تیسری تحریر جو اس صفحہ پر ہے، وہ سعودی عرب کے شیعہ علماء کے سرخیل شیخ حسن صفار کے تعزیتی بیان پر مشتمل اور ''تمکنت محبة کل الناس و لم یحمل الضغینة علی احد مما اختلف معه فی الرائ''عنوان سے ہے، جنھوں نے نام ان الفاظ میں لکھا ہے:

اختار الله الی جوارہ عالما و فاضلا من ذریة الامام الحسن ھو العالم الحبیب صاحب الطلعة البھیة و الاخلاق الرفیعة السید محمد العلوی المالکی رحمه الله---

پھر کہا:

''آپ حسنی خاندان کے علم و تقویٰ سے متصف گھرانہ اور جوارِ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ ایک ایسا گھرانہ، جن کے دل اور گھر کے دروازے اسلام سے وابستہ جملہ مکاتب فکر کے افراد کے لیے ہمیشہ وا رہے۔ آپ نے اختلاف عقیدہ کی بنا پر کبھی دوسروں کی تنقیص نہیں کی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی مجلس میں جملہ مذاہب کے علماء موجود ہوتے اور اسی باعث لوگوں میں آپ سے محبت راسخ ہوئی۔ انھوں نے علم، محبت، بھلائی و اصلاح کے ذریعے کئی نسلوں کی تربیت کی۔ آپ عشق رسول ﷺ میں فنا تھے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے ارادوں پر یقین رکھتے ہیں، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وفات سے وطن اور اُمتِ اسلامیہ کا بہت بڑا نقصان ہوا''---

چوتھی و آخری تحریر ''من مؤلفات الفقید''ہے، جو بیس اہم تصنیفات کی فہرست ہے، جس میں الطالع السعید، الذخائر المحمدیة، الانسان الکامل، زبدة القرآن

وغیرہ کتب کے نام شامل ہیں، جب کہ فہرست نویس کا نام مذکور نہیں۔

شمارہ ۳۱/ اکتوبر ۲۰۰۴ء

سعودی عرب کے سابق وزیرِ صحت ڈاکٹر حامد محمد ہرسانی اور ان کے فرزندان کی طرف سے دیا گیا آدھ صفحہ کا اشتہار، اس شمارہ کے صفحہ ۶/ پر ہے، جس میں انھوں نے مرحوم کے بھائی سید عباس مالکی نیز پانچ بیٹوں کے نام درج کر کے انھیں اور جملہ رشتہ داروں وشاگردوں، نیز مرحوم سے محبت کرنے والے تمام افراد سے تعزیت کا اظہار کیا ہے۔

اسی شمارے کا صفحہ ۱۲/ کلی طور پر اس خبر کے لیے مختص ہے، جہاں تین تحریریں نثر، نیز ایک نظم اور تین تصاویر ہیں۔ اس کا پہلا و مرکزی عنوان "مكة المكرمة تودع الشيخ محمد علوي المالكي" ہے۔ جس کے تحت پانچ کالم پر مشتمل تحریر میں متعلقین کے بیانات و تاثرات درج ہیں، جو مکہ مکرمہ سے اخبار کے چار نمائندگان عباس سندھی، بدیع ابوالنجا، طالب ذیبانی، عبداللہ خمیس نے حاصل ومرتب کیے۔ پہلے ایک بڑی تصویر ہے، جس میں انسانی سر ہی سر نظر آرہے ہیں، جن کے کاندھوں پر تابوت آگے بڑھ رہا ہے۔ پھر بتایا گیا ہے کہ نمازِ جنازہ مسجد حرم میں وہاں کے امام وخطیب شیخ محمد بن عبداللہ سبیل نے نمازِ عشاء کے بعد پڑھائی۔ جس میں عام نمازیوں، معتمرین، طالبانِ علم اور مرحوم کے شاگردوں کے جمِ غفیر نے شرکت کی۔ نمازِ جنازہ کے بعد تابوت مسجد حرم سے قبرستان المعلیٰ تک لوگوں کے ہاتھوں پر آگے بڑھتا گیا، جہاں اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے قریب تدفین ہونا تھی۔ اس موقع پر قبرستان کے اندر و اردگرد کی تمام سڑکیں آپ کے محبین سے پُر تھیں، جو وفات کی خبر سنتے ہی یہاں آنا شروع ہو گئے تھے۔

گزشتہ روز رفیع اسپتال والوں نے صحت قابلِ اطمینان قرار دے کر آپ کو رخصت کر دیا تھا، بعد ازاں رات دو بجے حلقہ درس ختم کیا اور روزہ کے لیے کھانا تناول فرمایا، جس دوران طبیعت پھر بگڑ گئی، تب دوبارہ اسپتال پہنچایا گیا لیکن شوگر کا یہ دوسرا حملہ جان لیوا ثابت ہوا۔

"المدينة" کے نمائندگان اس سانحہ کے آغاز سے ہی آپ کے گھر موجود تھے،

جنھوں نے اہم متعلقہ شخصیات سے اس سانحہ بارے معلومات جمع کر کے یہاں پیش کیں:

- سعودی عرب کے سابق وزیر اطلاعات ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی، جو مرحوم کے انتہائی اہم مقرب تھے، انھوں نے آنسوؤں کی جھڑی کے دوران نمائندہ سے کہا:

''فی الحقیقت میں اس موقع پر ''انا للّٰہ و انا الیہ راجعون'' کے علاوہ کچھ کہنے سے قاصر ہوں۔ اس عالم جلیل کے اُٹھ جانے سے دل کو گہری چوٹ لگی ہے۔ آپ مکہ مکرمہ کی مشہور شخصیات میں سے تھے۔ ان کے دل و گھر کے دروازے سب کے لیے وا تھے۔ آپ علم کے طلب گار ہر فرد کو خوش آمدید کہتے۔ یوں فقہ، حدیث اور قرآن مجید کے علوم سے سیکڑوں طلباء کو آراستہ کیا، جو پوری اسلامی دنیا بلکہ کرۂ ارض سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور علم کی دولت سے مالا مال ہو کر واپس جاتے اور اپنے علاقہ کے مشہور علماء میں سے ہوئے''---

ڈاکٹر یمانی نے مزید کہا:

''آج ان کے اُٹھ جانے سے بڑا نقصان ہوا، لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی مدنظر ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسے مقام پر منتقل ہو گئے، جو دنیا سے کہیں زیادہ افضل و اعلیٰ ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ لوگ وفد در وفد تعزیت اور درد کے اظہار کے لیے آرہے ہیں، لیکن اسی کے ساتھ یہ اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدرت پر رضا کا اظہار ہے''---

''المدینۃ'' کے نمائندہ نے ڈاکٹر یمانی سے مرحوم کے ساتھ آخری ملاقات کے بارے پوچھا، تو انھوں نے بتایا:

''رمضان کریم کی آمد پر ملاقات ہوئی، پھر اس ماہِ فضیلت کی مناسبت سے آپ کے گھر رات کو منعقد ہونے والے خصوصی دروس بھی کئی بار سماعت کا موقع ملا، جن کا سلسلہ آپ نے سال ہا سال سے جاری کر رکھا تھا۔ نیز ایک سے زائد بار ان کی معیت میں نمازِ تراویح ادا کی۔ ان ایام میں آپ کی صحت بہت اچھی تھی،

لیکن اللہ تعالیٰ کی شاید یہی رضا تھی“---

نمائندہ نے مزید سوال کہ آیا انھوں نے کوئی وصیت کی؟ جواباً ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی نے کہا:

”ہاں! وفات سے قبل مجھ سے فرمایا، میری تمنا ہے کہ میرے بیٹے شرعی علوم کی تدریس کا یہ سلسلہ یوں ہی قائم ودائم رکھیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ انھیں اس کی توفیق عطا کرے“---

- جدہ یونی ورسٹی میں لیکچرار و مرحوم کے بڑے فرزند شیخ سید احمد بن محمد مالکی، جن کے چہرہ سے حزن وملال عیاں تھا، انھوں نے نمائندہ کے استفسار پر کہا:

”آج ہم والد کے علاوہ ایک ایسے عالم سے محروم ہو گئے، جنھوں نے علم اور طالبانِ علم کی خدمت میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ کے اُٹھ جانے سے اسلامی دنیا سے علمی حلقات اور ان میں آنے والے طلبا کا ایک سلسلہ موقوف ہو گیا“---

- مرحوم کے دوسرے فرزند سید عبداللہ بن محمد مالکی نے کہا:

”اسلامی دنیا ایک ایسے عالم سے محروم ہو گئی، جنھیں وہ علم عام کرنے میں بھرپور کردار ادا کرنے کی بنا پر جانتے تھے اور یہ ایک بڑا صدمہ ہے“---

- ڈاکٹر سامی عَنقاوی نے کہا:

”آپ ایک علم دوست شخصیت تھے۔ اگر ہم اس موقع پر موجود لوگوں کے جمِ غفیر پر ایک نظر دوڑائیں تو کسی قدر اندازہ ہو گا کہ طلباء، جنھوں نے آپ کے حلقاتِ درس سے استفادہ اُٹھایا یا تصنیفات کے ذریعے فائدہ پایا، ان کے ہاں آپ کی کیا قدر و قیمت تھی“---

- سید امین عقیل عطاس گویا ہوئے:

”شیخ مرحوم کے ساتھ ہمارے تعلقات ان کے والد کے زمانہ سے تھے۔ آگے چل کر مرحوم نے اسے رشتہ داری میں بدل دیا اور میرے ایک بیٹے کی شادی آپ کی دختر سے ہوئی۔ اب ان کی وفات پر اپنے جذبات کے اظہار کے لیے

مجھے الفاظ نہیں مل رہے"---

- ڈاکٹر طلال موریٰ، جو مرحوم کے شاگرد ہیں، انھوں نے کہا:

"آج اہلِ مکہ ایک ایسے عالم کو رخصت کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں، جنھوں نے خود نیز ان کے والد نے مسجد حرم میں علم کی خدمت انجام دی اور بکثرت طالبانِ علم نے ان سے اِستفادہ اُٹھایا"---

- شیخ عبد القادر بن عبد الوہاب بغدادی، جو مرحوم کے ماموں ہیں، نیز ان کے فرزند و ٹیچر ٹریننگ کالج مکہ مکرمہ کے نمائندہ ڈاکٹر فیصل نے کہا:

"ہم ایک والد، بھائی اور استاذ سے جدا ہو گئے، جن کا حق ہم ادا نہیں کر سکے۔ بے شک ان کا دل اور عقل دونوں ہی بڑے تھے۔ آپ کی خوبیوں میں سے ہے کہ چھوٹے بڑے ہر فرد کا سوال غور سے سنتے اور پھر بڑے اطمینان سے جواب دیا کرتے"---

- محلہ رصیفہ کے کونسلر سامی معبر، جن کی نشست گاہ مرحوم کے گھر سے قریب واقع اور ان کے مقربین میں سے تھے، انھوں نے کہا:

"آپ ہر طرح سے عظیم شخصیت تھے، چاہے ان کے اخلاقِ فاضلہ ہوں یا لوگوں کے ساتھ معاملات کا پہلو ہو۔ میں نے ان سے دینی و فقہی و شرعی معاملات میں بکثرت اِستفادہ کیا نیز نصائح سے راہ پائی"---

- رفیع اسپتال میں جن ڈاکٹر صاحبان نے آپ کا علاج کیا، نمائندہ "المدینۃ" نے ان سے بھی ملاقات کی۔ ڈاکٹر فواد جادور، ڈاکٹر اسامہ حسن اور ڈاکٹر حلمی جندی، جو نہ صرف آپ کے معالج بلکہ گہرے دوست بن گئے، کیوں کہ زندگی کے آخری دَور میں مسلسل مرض کے باعث انھی کے زیرِ علاج رہے۔ انھوں نے بتایا کہ گزشتہ روز آپ کا شوگر لیول جیسے ہی درست ہوا اور صحت بحال ہوئی تو ہم نے اسپتال سے رخصت کیا۔ اس موقع پر سب کو بڑے محبت بھرے کلمات سے نوازا اور باہم صحت و سلامتی کی دعاؤں کے ساتھ ہم لوگ جدا ہوئے۔

ڈاکٹر فواد نے بتایا:

''جمعہ کی صبح چار بجے کے قریب یہاں لائے گئے، تب ڈاکٹروں کے بورڈ نے آپ کے محبت بھرے دل کو اس کی حرکات جاری رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن ہماری جدوجہد کامیابی سے ہم کنار نہ ہوئی اور آپ رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے۔ اسپتال میں کام کرنے والے ہر فرد کے لیے یہ ایک بڑا صدمہ تھا، کیوں کہ آپ چھوٹے بڑے ہر ایک کے محبوب تھے۔ جب بھی معائنہ کے لیے اسپتال تشریف لاتے، سب لوگ ان سے مل کر خوش و مسرور ہوتے''---

اسی صفحہ پر دوسری تحریر ''لقطات و مشاھدات'' عنوان سے ہے، جس میں اس سانحہ کی اہم جھلکیاں درج ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

ایک سطر میں جلی قلم سے ہے:

''آپ کے شاگردوں اور عزیز و اقارب میں سے بعض بے ہوش ہوئے۔ کچھ زار و قطار رو رو کر نڈھال نظر آئے، جب کہ بعض بآوازِ بلند روتے دیکھے گئے''---

- ایک اور جلی سطر میں ہے:

''تعزیت کے لیے تمام اسلامی ممالک کے باشندے وفد در وفد حاضر ہوئے''---

جیسے ہی تدفین کا عمل مکمل ہوا، آپ کے بیٹے سید علوی بن محمد مالکی بے ہوش ہو کر قبرستان میں ہی گر پڑے، جس پر متعدد افراد نے انھیں کاندھوں پر اُٹھا کر ایمبولینس تک پہنچایا۔

آخری رسوم کے ہر مرحلہ پر حاضر رہنے والے افراد کی تعداد دو لاکھ سے زائد تھی۔

آپ کا تابوت نمازِ مغرب کے بعد سوا چھ بجے گھر کے وسیع و عریض احاطہ میں آخری دیدار کے لیے رکھا گیا۔

نمازِ جنازہ، مغفرت کے لیے دعاؤں کی گونج، بآوازِ بلند کلمہ طیبہ کے ذکر اور تکبیرات، نیز دھاڑیں مار مار کر رونے کی آوازوں کے درمیان ادا کی گئی۔

روزہ افطار کے لیے شاگردوں اور اہلِ محلّہ نے حاضرین کے لیے بہت وسیع اہتمام کیا۔

وفات سے قبل رات دو بجے آپ نے درس ختم کیا، جو چھ سو سے زائد طلباء نے سماعت کیا۔

آپ کی بہنیں غسل دیے جانے تک گھر میں داخل نہیں ہوسکیں، ان کی گاڑی لوگوں کے جمِ غفیر میں پھنس کر رہ گئی، تا آں کہ انھیں روزہ گاڑی میں ہی افطار کرنا پڑا۔ بعدازاں پولیس نے بمشکل تمام انھیں گھر کے اندر پہنچایا، تب وہ مرحوم بھائی پر الوداعی نظر ڈال سکیں۔

محلّہ رصیفہ اور دیگر علاقوں کے باشندوں نے اس حزن وملال کے موقع پر روزہ افطار کے لیے ان کے گھر پر انواع واقسام کے کھانوں کے ڈھیر لگادیے۔

آپ کے بڑے فرزند تدفین کے فوراً بعد قبرستان سے روانہ ہوگئے اور شدتِ غم کی وجہ سے ان کا وہاں مزید رکنا محال نظر آرہا تھا۔

جنازہ وتدفین کے اوقات میں مسجد حرم سے قبرستان تک نیز اس کے اردگرد کی سڑکیں ٹریفک کے لیے بند کردی گئیں تھیں اور جنازہ کی گھر سے روانگی سے تدفین مکمل ہونے تک دسیوں ویڈیو کیمرے ان یادگار لمحات کو محفوظ کرتے نظر آئے۔

سعودی عرب کے سابق وزیر پٹرول ومعدنیات شیخ احمد زکی یمانی کے قلم سے ”عزاؤ فیك یا فقید العلم یا عالم مکة“ عنوان سے المدینة ۳۱؍ اکتوبر کے صفحہ۱۲؍ پر ایک مکمل کالم میں دوسری تحریر ہے۔ آپ نے لکھا:

”میں نہیں جانتا کہ اُمُّ القریٰ مکہ مکرمہ اور اس کے گردونواح کے باشندوں کو کسی اتنے بڑے صدمہ کا سامنا کرنا پڑا ہو، جو آپ کی وفات کی صورت میں ہوا اور خاص ان حالات میں جب کہ ہمیں ان کی اشد ضرورت تھی۔

میں انھیں اس وقت سے جانتا ہوں، جب دیکھا بھی نہیں تھا اور وہ میرے والد کے ہاں زیرِ تعلیم تھے، تب میں نے والد گرامی سے ان کے بارے میں سنا۔ پھر آپ جامعہ ازہر میں زیرِ تعلیم تھے تو میرے والد نے سید علوی مالکی سے گفتگو کے دوران ان کے اس فرزند کے مستقبل کے بارے میں

پیش گوئی کرتے ہوئے کہا تھا:

هذا فرع فاق اصله---

جو آگے چل کر درست ثابت ہوئی اور سید محمد مالکی علم و فضل میں اپنے اجداد سے بھی آگے بڑھ گئے۔

آپ کریم النفس، صاف گو، کلمۂ حق کے اظہار میں کسی لومۃ لائم کو خاطر میں نہ لانے والے تھے۔ ان پر بار ہا کڑا اور آزمائش کا وقت آیا لیکن ہمیشہ سر بلند کیے، آواز میں کسی لڑکھڑاہٹ کے بغیر ثابت قدمی سے جمے رہے تا آں کہ منافقین کے قدم اکھڑ گئے اور زبانیں ساکت ہو گئیں۔ آپ کو مال و دولت سے کوئی غرض نہ تھی، کیوں کہ علم کو مال و زر سے نہیں خریدا جا سکتا، ہاں اس سے وابستہ بعض لوگ ضرور خرید لیے گئے۔

بعض تصنیفات کے باعث ان پر شدید مخالفت کی یلغار کی گئی، لیکن آپ خاموش رہے۔ جب ایک روز اس بابت عرض کی گئی تو فرمایا:

''مجھے مخالفین سے کوئی شکوہ نہیں، بات فقط اتنی سی ہے کہ کسی مسئلہ پر میں اپنی رائے رکھتا ہوں تو دوسرے اس کے برعکس رائے رکھتے ہیں اور اسلام تعددِ آراء کا خیر مقدم کرتا ہے، جب کہ یہ ''لا الٰہ الّا اللّٰہ'' کے عَلَم تلے ہوں۔

ناگہانی وفات سے محض تین رات قبل وہ سحری کے کھانا پر میرے ہاں مدعو تھے۔ تب مختلف موضوعات پر خوب گفتگو رہی، پھر میں نے کہا:

''کاش! یہ محفل یوں ہی جاری رہتی''---

اس پر آپ نے فرمایا:

''میں مدینہ منورہ سفر کا ارادہ کیے بیٹھا ہوں، وہاں سے واپسی پر مکہ مکرمہ کے ایک شافعی عالم سے وقت طے کر کے باخبر کروں گا تا کہ مل بیٹھیں''---

لیکن اب یکا یک ایسے مقام کی طرف چلے گئے جہاں سے یہ وعدہ

پورا کرنے کے لیے واپس نہیں آسکتے۔

ہم اہلِ مکہ کو ایک ماہ سے بھی کم عرصہ میں دو صدمات کا سامنا کرنا پڑا، پہلے مشہور شاعر سید محمد حسن فقی کی وفات [۱۲۰] اور اب اس عالم وفقیہ کی رحلت کا صدمہ سہنا پڑا۔ آپ قبرستان ''المعلٰی'' میں اپنے والد کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ میں ان دنوں بیمار ہوں، لہٰذا الوداعی سفر کی رسومات میں شمولیت سے محروم رہا، لیکن اس احساسِ محرومی میں قدرے کمی آگئی، جب میں نے یہ اطلاعات سنیں کہ کلمہ طیبہ کے ذکر، اسمِ جلالت کی تکبیرات کی آوازیں، مسجد حرم میں نمازیوں کا جمِ غفیر اور قبرستان نیز ارد گرد کے علاقہ کا انسانوں سے بھرا ہونا، جو لوگوں کے دلوں میں آپ سے محبت کی واضح دلیل تھی''---

وزیر شیخ احمد زکی یمانی نے اپنے تعزیتی مضمون کا خاتمہ ان الفاظ پر کیا:

رحمك الله ايها الحبيب يا حفيد المصطفى عليه و على آل بيته السلام---

علی بن یوسف شریف کا بارہ اشعار میں موزوں کردہ مرثیہ ''فقيد الحرم'' صفحہ ۱۲ ر کے وسط میں نمایاں طور پر شاملِ اشاعت کیا گیا، جو گزشتہ روز ''البلاد'' میں چھپا تھا۔

روزنامہ ''المدينة المنورة'' کے ۳۱ ر اکتوبر ہی کے ایک اور ایڈیشن میں محدثِ حجاز بارے مزید چند تحریریں شامل کی گئیں، جو حسبِ ذیل ہیں:

اُمّ القریٰ یونی ورسٹی مکہ مکرمہ کی تدریسی کمیٹی کے رکن و سائنس کالج کے سابق نمائندہ ڈاکٹر علاء بن اسعد محضر کا طویل تعزیتی بیان وتاثرات صفحہ ۴ پر ''كان يقضي قليلاً من الليل في النوم ثم البقية في القيام و القرآن'' عنوان سے ہے۔ کہتے ہیں:

''آپ کی وفات بہت بڑا سانحہ ہے، میں ان جذبات کو الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہوں، جو یہ خبر سننے پر میرے دل ودماغ پر طاری ہوئے۔ آپ کی رحلت سے دلوں پر جو احساسات وارد ہوئے، انھیں صفحات پر

نقل کرتے ہوئے قلم خشک اور سمندروں پر مشتمل روشنائی کم پڑ جائے۔

مجھے سن بلوغ سے ہی ان کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا اور یہ اٹھائیس برس قبل کی بات، جب آپ محلہ عتیبیہ میں رہائش پذیر تھے۔ تا آں کہ میں نے انگلینڈ جا کر ایم فل و پی ایچ ڈی کی۔ اس دوران بھی فون وخطوط کے ذریعے رابطہ برقرار رہا۔ آپ میرے روحانی مربی ووالد کی مانند تھے۔ ایک دَور ایسا بھی گزرا کہ ہم دونوں اُمّ القریٰ یونی ورسٹی میں پروفیسر تھے۔ اسی باعث فرمایا کرتے کہ علاء محضر میرا بیٹا اور ساتھی ہے۔

آپ ستاروں میں سب سے اہم ستارہ کی طرح تھے اور ایسی ہستیاں کئی ادوار کے بعد جنم لیتی ہیں۔ آپ محدث وفقیہ، اپنے دَور کی علامت اور بلد اللہ الحرام میں موجود علماءِ اہلِ سنت وجماعت میں نمایاں تھے۔ ان کی علمی خدمات اُنسٹھ برس پر محیط ہیں، جو تدریس، تالیف، تلاوتِ قرآنِ مجید اور مطالعہ کتب میں بسر کیے۔ وہ کتب جمع کرنے کے حریص تھے اور آپ کا مکتبہ شرعی ودیگر علوم کی قدیم وجدید کتب کا نادر مجموعہ تھا۔ آپ حدود اللہ کے تجاوز پر خاموش نہ رہنے والوں میں سے تھے۔ ان کی تصنیفات وتالیفات کی تعداد پچاسی سے زائد ہے۔

آپ کم نیند لیا کرتے اور جلد اُٹھ کھڑے ہوتے، پھر تہجد ادا کر کے تلاوت میں مشغول ہو جاتے، جو نمازِ فجر تک جاری رکھتے۔ نماز کے بعد اوراد پڑھتے، پھر چاشت واستخارہ کے نوافل ادا کرنے کے بعد تھوڑی دیر آرام فرماتے۔ بعد ازاں تدریس کا سلسلہ شروع کرتے، جو رات ساڑھے نو بجے تک جاری رہتا۔ عشاء کے بعد عوام، فقراء وغرباء کی خدمت کرتے اور ساڑھے دس بجے کے قریب طلباء وخواص کے ساتھ مجلس ہوتی، پھر اہلِ خانہ کے ہاں تشریف لے جاتے۔ حق یہ ہے کہ آپ کی سیرت اس عجلت سے بیان نہیں کی جا سکتی، اس کے لیے کئی جلدیں درکار ہیں۔

جب بیرون ملک دورہ پر ہوتے تو زیادہ اوقات دروس، علمی مجالس، وعظ وخطابت، کانفرنسوں میں شرکت، اولیاءِ کرام کی زیارت، مساجد میں حاضری اور مقامی لوگوں سے ملاقات میں گزرتے۔ فرمایا کرتے:

''میں درس دیے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، اس کے لیے سفر وحضر کی کیفیات میرے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتیں'' ---

ڈاکٹر علاء محضر مزید گویا ہوئے:

''مجھے یہ شرف حاصل ہوا کہ ایک غیر ملکی دورہ کے موقع پر بے تکلف دوست وبیٹے کی طرح ساتھ تھا، جس دوران ان کے دروس وگفتگو کو انگریزی میں ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل رہی۔ نیز میں سفر واقامت کے دوران آپ کا مشیر وخادم رہا'' ---

''آلاف المعزين يتوافدون على بيت المالكي بمكة'' یہ اس ایڈیشن کے صفحہ ۱۲/ کا سب سے نمایاں عنوان ہے، جب کہ اس پر متعلقہ تصاویر کے علاوہ کل پانچ تحریریں موجود ہیں، جن میں سے ایک منظوم ہے۔ مندرجہ بالا عنوان، بدیع ابوالنجا کی تحریر کا ہے، جس میں انھوں نے محدثِ حجاز کے تین اہم شاگردوں کے تاثرات پیش کیے، لیکن پہلے بتایا کہ ہزاروں افراد جوق در جوق تعزیت کے لیے گھر پہنچے، ان میں گورنر ہاؤس مکہ مکرمہ کے نمائندہ عبداللہ بن داؤد فائز اور اسلامی وعرب دنیا نیز خلیجی ممالک سے آنے والے وفود شامل ہیں۔ پھر تاثرات درج کیے:

● مشہور محقق شیخ حسین شکری نے کہا:

''مجھے آپ کی مجالس میں حاضر ہونے اور اِستفادہ کا موقع ملا۔ انھیں دینی علوم کی کسی ایک صنف میں ہی کمال حاصل نہ تھا۔ علم حدیث پر درس شروع کرتے تو اس کے ہر پہلو، لغوی، فقہی وغیرہ پر سیر حاصل گفتگو فرماتے۔ آپ کو جملہ علوم میں اعلیٰ مہارت حاصل تھی۔ ان کے درس کا آغاز تلاوتِ قرآنِ مجید نیز درود شریف سے ہوتا، پھر متعلقہ کتاب کا درس شروع ہوتا اور آخر میں اس کتاب کی اہمیت اور

مصنف کے اسلوب و دیگر پہلو پر طلباء کو آگاہ کرتے۔ آپ سند کے حفظ و بیان میں آج کے دَور کی نادر شخصیات میں سے تھے۔ زیرِ درس حدیث کی سندِ مسلسل پر بھی طلباء کو آگاہ کیا کرتے اور خود سے شروع کر کے رسول اللہ ﷺ تک سند بیان فرماتے اور اگر کوئی کتاب زیرِ تدریس آتی تو اس کے مصنف تک سند حاضرین کے گوش گزار کرتے"۔۔۔

- شیخ اسامہ سعید منشی نے کہا:

"آپ کا طلباء کو ان کی غلطی پر آگاہ کرنے کا خاص طریقہ تھا۔ تدریس و مطالعہ کے دوران انھیں اَغلاط پر براہِ راست متنبہ نہیں فرماتے، بلکہ طالب علم جب کوئی عبارت پڑھنے کے دوران خطا کرتا تو آپ فقط "کیا؟" فرمادیتے۔ یوں یہ تاثر اُبھرتا کہ شاید میں نے غلط سمجھا یا سن نہیں پایا۔ اب طالب علم غور کرنے پر اپنی غلطی پر مطلع ہو جاتا اور یہ طلباء کی حوصلہ افزائی کا حسین انداز تھا۔ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ آپ نے غلطی کرنے پر کسی طالب علم کو کبھی جھڑکا ہو، بلکہ اس کے ساتھ ہمدردی کا رویہ اپنایا کرتے۔ سید محمد مالکی دَورِ حاضر میں "خاتمة العلماء" تھے اور یہ میری ہی رائے نہیں بلکہ عرب و عجم کے علماءِ کرام اس پر متفق ہیں"۔۔۔

- شیخ ہاشم محمد حسن نے کہا:

"مجھے آپ کا شاگرد ہونے کا شرف حاصل ہے اور میں کہتا ہوں کہ طلباء آپ کے علوم کے بہترین وارث ہیں اور یہ ان پر نیز امت پر اللہ کے فضل کی علامت ہے۔ ایسی امت، جس کے آپ ایک فرد تھے، بلکہ یوں کہنا چاہوں گا کہ ایسے فرد جو امت کی طرح تھے۔ میں جانتا ہوں کہ باپ کے حق میں بیٹے کی گواہی قابلِ قبول نہیں، لیکن سید محمد مالکی کے خصائص پر ایک دنیا آگاہ ہے۔ میں نے انھیں عوام و علماء کی مجالس میں دیکھا، آپ جب عوام میں ہوتے تو خیال آتا کہ عامة الناس سے حسنِ معاملہ کرنے میں ہی آپ کو کمال درجہ کی قدرت حاصل ہے،

لیکن جب علماء کی مجلس میں دیکھا تو یہ رائے غالب آئی کہ محض علماء سے معاملہ میں ہی ممتاز ہیں۔ آپ متعدد صفات کے مالک تھے اور ہر ایک کے ساتھ لطف و کرم سے پیش آنے والی شخصیت تھے۔ میرے والد گرامی نے ان کی جوانی کا دور دیکھا، وہ فرماتے تھے کہ میں نے انھیں کبھی لا پروایا اوقات ضائع کرنے والے افعال میں مبتلا نہیں پایا"---

اس صفحہ پر دوسری تحریر بھی بدیع ابوالنجا کے قلم سے ایک خبر کی شکل میں "الامیر سلطان بن عبد العزیز یرسل برقیة عزاء فی وفاة المالکی "عنوان سے ہے۔ اس میں بتایا گیا کہ نائب دوم وزیر اعظم و وزیر دفاع شہزادہ سلطان بن عبد العزیز آل سعود نے سید محمد علوی مالکی کے خاندان کو تعزیت کا تار ارسال کیا۔ مزید برآں گورنر ریاض ریجن شہزادہ سلمان بن عبد العزیز ال سعود، نائب وزیر داخلہ شہزادہ احمد بن عبد العزیز ال سعود، مجلس شوریٰ کے صدر شیخ صالح بن حمید، مسجد حرم و مسجد نبوی امور کے صدر شیخ صالح حصین نیز اعلیٰ تعلیم کے وزیر خالد عنقری کی طرف سے بھی ورثاء کو الگ الگ تعزیتی تار موصول ہوئے۔

مکہ مکرمہ سے اخبار "المدینة" کے نمائندہ علی عمیری کی مرسلہ خبر "وزیر الصحة الاسبق، المالکی خسارة للعلم و العلماء "عنوان سے اس صفحہ کی تیسری تحریر ہے۔ اس میں ہے کہ سابق وزیر صحت ڈاکٹر حامد محمد ھرسانی نے نمائندہ المدینة سے گفتگو کرتے ہوئے کہا:

"ڈاکٹر شیخ محمد علوی مالکی کے گھرانہ کا علم و فضل سے گہرا تعلق چلا آ رہا ہے۔ ان کے والد سید علوی مالکی سے میں نے مڈل سکول مرحلہ میں تعلیم پائی۔ سید محمد علوی مالکی کے حق میں میری گواہی شاید قبول نہ ہو، کیوں کہ ہم دونوں اکٹھے پڑھتے اور جگری دوست تھے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ ان کی وفات سے علم اور علماء کا نقصان ہوا۔ آپ علماءِ اجلہ میں سے تھے اور بکثرت مؤلفات کے علاوہ شرعی علوم کی خدمت و اشاعت میں بھرپور حصہ لیا، جس کے نتیجہ میں عرب و اسلامی دنیا میں بکثرت طلباء یادگار چھوڑے"---

قاہرہ سے روزنامہ ''المدینة المنورة'' جدہ کے نمائندہ محمد سید کی مرسلہ تحریر ''بوفاة الشیخ المالکی رحل أحد اقطاب و رموز الفکر الاسلامی'' مذکورہ صفحہ کی چوتھی تحریر ہے، جو شیخ الازہر نیز سابق رئیس الازھر کے تاثرات پر مشتمل ہے:

- شیخ الازہر ڈاکٹر شیخ محمد سید طنطاوی نے کہا:

''آپ کی وفات مملکت سعودی عرب کا ہی نہیں پوری اسلامی دنیا کا نقصان ہے، کیوں کہ اس عالم جلیل کی علمی خدمات پوری اُمت اسلامیہ تک پھیلی ہوئی تھیں۔ میں انھیں ایک عالم، مبلغِ اسلام اور متواضع انسان کے طور پر جانتا تھا، جنھوں نے علم کی خدمت اور تبلیغ کا پیغام زندگی کے آخری مرحلہ تک جاری رکھا''---

- سابق رئیس الازہر و مجمع البحوث الاسلامیة کے رکن ڈاکٹر شیخ احمد عمر ہاشم نے کہا:

''ڈاکٹر شیخ محمد علوی مالکی کی وفات کی خبر انتہائی غم کا باعث ہوئی۔ امتِ اسلامیہ نے علم اور اسلامی فکر کی علامات میں سے ایک علامت کو کھو دیا۔ آپ عظیم مبلغِ اسلام تھے اور مسلمانوں کی خدمت و رہنمائی میں نمایاں حصہ لیا۔ وہ مکہ مکرمہ کی مشہور شخصیات میں سے تھے۔ آپ کا علم سخاوت پر مبنی تھا۔ وہ علم کا سمندر نیز مفکرِ اسلام تھے۔ ان سے مملکت اور دیگر ممالک کے سیکڑوں طلباء نے تعلیم پائی۔ میں جب رئیس الازہر تھا تو یونی ورسٹی نے علم کے فروغ و امتِ مسلمہ کی خدمت کے اعتراف میں آپ کو پی ایچ ڈی کی اعزازی ڈگری پیش کی۔ آپ دین کے معاملہ میں جری تھے اور اس کے دفاع میں تمام تر جہد سے کام لیا۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ زمین پر اسلامی تعلیمات کی چلتی پھرتی حجت و ثبوت تھے''---

اس صفحہ کی منظوم تحریر عبد اللہ محمد باشراحیل کا آپ کی یاد میں موزوں کردہ مرثیہ ''العالم الفذ'' عنوان سے اکیس اشعار میں ہے، جس کی ابتداء ان اشعار سے ہوتی ہے:

یا دمعة الوجد کفی کلنا مزق	و صوت مکة بالآهات یختنق
قضی (محمد) و الأقدار جاریة	و للخلائق آجال و مفترق
طوی السنین علی حب الإله	و حب طه الذی یسمو به الخلق

شمارہ یکم نومبر ۲۰۰۴ء

صفحہ ۳۳ پر ولی عہد کے تعزیتی دورہ کی تفصیلات درج ہیں۔ یہ خبر ''واس'' کے دفتر مکہ مکرمہ نے جاری کی، جو''ولی العهد یقدم العزاء لاسرة الدکتور محمد علوی مالکی'' عنوان سے شائع کی گئی۔ اس میں بتایا گیا کہ کل شام ولی عہد و نائب وزیر اعظم، نیز نیشنل گارڈ کے سربراہ شہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز ال سعود نے ڈاکٹر محمد علوی مالکی کے گھر جا کر لواحقین سے تعزیت کی۔ اس موقع پر ولی عہد نے کہا:

''مرحوم کے تمام اعمال خیر و برکت پر مبنی تھے اور وہ اسلام کے فرزند، دین و وطن کے وفادار تھے''---

ولی عہد کے ہمراہ جو شہزادگان و اعلیٰ افسران تھے، ان کے نام یہ ہیں:

شہزادہ فواز بن عبدالعزیز آل سعود، خفیہ محکمہ کے نائب سربراہ شہزادہ فیصل بن عبداللہ بن محمد آل سعود، دیوان ولی عہد میں مشیر شہزادہ ترکی بن عبداللہ بن محمد آل سعود، شہزادہ منصور بن ناصر بن عبدالعزیز، شہزادہ منصور بن عبداللہ بن عبدالعزیز، شہزادہ محمد بن عبداللہ بن عبدالعزیز آل سعود اور شاہی پروٹوکول آفیسر محمد بن عبدالرحمٰن طیبشی

اسی صفحہ ۳ پر ولی عہد کے دورہ سے متعلق دوسری خبر ''اسرة الفقید المالکی یثمنون زیارة سمو ولی العهد و تعزیتهم ''عنوان سے ہے، جو مکہ مکرمہ میں اخبار المدینة کے نمائندہ بدیع ابوالنجا نے مرتب و پیش کی۔ اس میں دورہ کے موقع پر سید محمد مالکی کے بڑے فرزند اور بھائی کی جانب سے کہے گئے کلماتِ تشکر کو اجاگر کیا گیا ہے۔

اور اسی صفحہ پر تیسری خبر بھی دورہ سے متعلق ہے، جس کا عنوان '' د. یمانی: سموه ابناء

الفقید بالتکاتف و الحرص علی علمه و مدرسته ''ہے، جس میں ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی نے شاہی خاندان کے متعدد افراد کی آمد کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کیے۔

یکم نومبر کے ہی المدینة کے صفحہ ۱۱ پر فہد بن محمد علی غزاوی کا مضمون ''الرمز الذی فقدناہ'' ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

''پندرہ رمضان، بروز جمعہ کو مکہ مکرمہ میں ایک ایسی شخصیت کو الوداع کہا گیا، جو حکمت و دانش، امانت وثقاہت اور وفا کے میدان میں ہی نہیں، دینی مکتب فکر کے طور پر بھی اہلِ مکہ کے نمائندہ و مثال تھے۔

آپ کا گھرانہ ایک بڑا مدرسہ تھا، جہاں اہلِ مکہ اور بیرونی طلباء ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور دین وحکمت کے علاوہ اخلاقِ عالیہ کی تعلیم وتربیت پاتے۔ پھر اپنے اوطان میں جا کر علماء و مبلغین کی صورت میں جانے گئے۔ ہماری دعا ہے کہ آپ کے قائم کردہ مدارس اور دیگر اعمالِ صالحہ یوں ہی جاری وساری رہیں اور اسلام و مسلمین کی خدمات انجام دیتے رہیں''---

شمارہ ۲/ نومبر ۲۰۰۴ء

اس کے صفحہ ۴ پر تین خبریں درج ہیں، جن میں سے پہلی ''واس'' نیز مکہ مکرمہ سے المدینة کے نمائندہ بدیع ابوالنجا کی جاری کردہ ''قدم العزاء لإسرة مالکی، الامیر سلطان'' عنوان سے ہے، جو وزیر دفاع و نائب وزیر اعظم دوم شہزادہ سلطان بن عبد العزیز آل سعود کے تعزیتی دورہ کی تفصیلات پر مشتمل ہے۔ اس کا دوسرا عنوان شہزادہ کے حسبِ ذیل الفاظ ہیں جو انھوں نے تعزیت کے موقع پر مرحوم کے بارے میں کہے:

اللّٰه سبحانهٗ اختار له الوفاة فی شهر رمضان المبارك و هٰذا فضل من اللّٰه---

دوسری خبر گورنر مکہ مکرمہ ریجن شہزادہ عبد المجید بن عبد العزیز آل سعود کے دورہ سے متعلق ''الامیر عبد المجید یقدم العزاء لاسرة الدکتور مالکی ''عنوان سے ہے۔

جنھوں نے اس موقع پر مرحوم کے لیے دعا مغفرت کرتے ہوئے مزید کہا:

''انھوں نے مبارک سرزمین پر اپنے گھر میں تدریس کا سلسلہ جاری کر کے یہاں کے فرزندان کو تعلیم سے آراستہ کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اعمالِ حسنہ قبول فرمائے''---

یہ خبر مکہ مکرمہ سے المدینۃ کے نمائندہ طالب ذیبانی نے جاری کی۔

تیسری خبر ''اسرۃ الفقید یثمنون زیارۃ الامیر سلطان و عبد المجید فی تقدیم واجب العزاء لفقیدھم'' عنوان سے ہے، جس میں وزیر دفاع اور گورنر مکہ مکرمہ کے دوروں بارے مرحوم کے چند لواحقین کے تاثرات درج ہیں، جو بدیع ابوالنجا نے حاصل کر کے قارئین تک پہنچائے۔ ان کے نام یہ ہیں:

سید محمد مالکی مرحوم کے ماموں شیخ عبدالقادر بن عبدالوہاب بغدادی، دو بھانجے ڈاکٹر حسین بلخی و یاسر بلخی، رضاعی بھائی شیخ عبدالرحمٰن متولی، جنھوں نے شہزادگان کی آمد پر ان کا شکریہ ادا کیا اور عوام کے ساتھ رویہ کو سراہا۔

روزنامہ المدینۃ ۲ نومبر کے ہی ایک اور ایڈیشن کے صفحہ ۶ کا آخری نصف حصہ ایک تعزیتی اشتہار کی جلی عبارت پر مشتمل ہے، جو مدینہ منورہ کے تجارتی ادارہ ''مؤسسة الاهلية للادلاء'' کے جنرل منیجر عبدالوہاب بن ابراہیم فقیہ اور سیکرٹری سامی بن جعفر فقیہ کی طرف سے دیا گیا، جس میں مرحوم کے بھائی سید عباس مالکی نیز فرزندان کے نام دے کر جملہ رشتہ داروں، شاگردوں اور محبین سے تعزیت کا اظہار کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر سہیل بن حسن قاضی کا مضمون ''طبت حیاً و میتاً یا ابا احمد'' اسی شمارہ کے صفحہ ۱۳ پر ہے۔ آپ نے لکھا:

''ہم موت پر ایمان و یقین رکھتے ہیں اور یہ ایسی حقیقت ہے، جس سے انکار ممکن نہیں، لیکن اس کے باوجود جب بھی ہم یہ خبر سنتے ہیں تو بجلی بن کر گرتی ہے اور انسان کی سوچ و فکر جزوی طور پر معطل ہو جاتی ہے۔ اس روز نمازِ جمعہ کی

ادائیگی کے بعد امام مسجد نے کھڑے ہو کر آپ کی وفات کا اعلان کیا، تو اس قضاء وقدرت کے اعتراف کے بغیر چارہ نہ تھا۔

آپ قد آور شخصیت تھے، گفتگو میں تاثیر اور فکر روشن تھی اور امتِ اسلامیہ کی کئی نسلوں کو علم سے آراستہ کیا۔ میں سمجھتا ہوں ہم نے ان کا حق صحیح طور پر ادا نہیں کیا۔ جب اُمُّ القریٰ یونی ورسٹی سے وابستہ تھے تو علم حدیث کے ممتاز اساتذہ میں سے تھے، پھر وہاں سے تدریس ترک کردی تو مسجد حرم میں یہ سلسلہ طویل عرصہ تک جاری رکھا۔ اور جب بعض وجوہات کی بنا پر مسجد حرم میں آپ کا تدریسی عمل موقوف ہو گیا تو اسے اپنے گھر میں بڑھاوا دیا تا آں کہ اس سے ملحق مدرسہ قائم کر کے وہاں طلباء کے قیام وطعام کا بھی اہتمام کیا۔

مراکش کے مرحوم بادشاہ حسن دوم ہر سال ماہِ رمضان کو اپنے محل میں خصوصی دروس منعقد کرتے، جس میں سید محمد مالکی بھی خطاب فرمایا کرتے۔ مذکورہ بادشاہ کی وفات کے بعد ان کے فرزند محمد ششم تخت نشین ہوئے تو وہ بھی آپ کو خطاب کے لیے مدعو کرتے۔[۱۲۱]

سید محمد مالکی سے محبت کرنے والے مراکش، شام، مصر اور خلیجی ممالک بلکہ دور دراز کے ممالک، پاکستان، ملائشیا، انڈونیشیا، برونائی وغیرہ میں بکثرت موجود تھے۔ شاید ان علاقوں کے باشندے انسان شناسی وعلماء کی قدر دانی اور حق ادا کرنا بہتر طور پر جانتے ہیں۔ آپ نے جو منہج اختیار کی، بے شک وہ قابل تحسین واتباع ہے"---

مکہ مکرمہ کے مصطفیٰ عبداللہ بحرالدین کا مضمون "و رحل خادم العلم الشریف السید محمد علوی المالکی" المدینۃ ۲ر نومبر ہی کے صفحہ ۱۶ر پر ہے، جو نثری مرثیہ کا درجہ رکھتا ہے۔ اس کے آغاز میں ہے:

"اے علم کے خادم! آج مکہ مکرمہ کی بلند بانگ و تاریخی عمارات تیز

مساجد و مینار حتیٰ کہ درخت جدائی کے غم سے نڈھال اور پریشان و مضطرب ہیں اور رہے آپ کے شاگرد، ان کا تو حال بیان کرنا ہی محال ہے، یقیناً انھیں سنبھلنے میں وقت لگے گا۔

آپ کے دل اور گھر کے دروازے تمام مسلمانوں کے لیے وا تھے۔ اس میں رنگ و نسل، مذہب و فکر اور زبان کبھی مسئلہ نہیں بنے۔ چناں چہ کئی نسلوں نے آپ سے فقہ و حدیث کے علوم اور دینی بصیرت پائی۔ انھوں نے طلباء کی تربیت میں ہر ممکن سعی سے کام لیا اور ان میں عفت و پاکیزہ خیالی، تقویٰ، خیر و بھلائی کے اوصاف پیدا کیے، نیز اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ، اہل بیت، صحابہ کرام و تابعین سے محبت کا جذبہ ودیعت کیا''---

ڈاکٹر عاصم حمدان کا مضمون ''غیاب عالم و رثاء عزیز السید محمد علوی المالکی '' آخری صفحہ پر ایک رنگین کالم میں نمایاں ہے۔ ڈاکٹر حمدان نے آغاز میں مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے انیس علماء کے نام ذکر کیے، جنھوں نے گزشتہ چند عشروں کے دوران علم کے فروغ میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ ان میں محدث حجاز کے والد گرامی نیز متعدد اساتذہ کے اسماء شامل ہیں۔ پھر کہا:

''آج آپ کی وفات سے علماء کے اسی سلسلہ کی اہم کڑی ہم میں نہیں رہی۔ آپ فقہ اسلامی بالخصوص مالکی فقہ، علم حدیث، اسانید و روایت، اسماء الرجال، سیرت النبی ﷺ وغیرہ علوم کے ماہر تھے۔ اس پر مزید یہ کہ اخلاقِ فاضلہ اور دیگر حسنات سے متصف تھے۔ انھوں نے ہمارے معاشرہ میں قیادت، رحم و کرم، حسنِ ظن، خیر و بھلائی کے جذبات کی اعلیٰ مثال قائم کی اور بغض و نفرت کی حوصلہ شکنی کی۔ بے شک آپ نے والد گرامی کی وفات کے بعد حرم مکی کی فضا کو مزید خوش گوار بنایا۔ اذانِ فجر کے وقت رحلت فرمائی اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے مومن کے لیے بشارت ہے۔ پھر آخری رسومات کے دوران حجون کے علاقہ

اور اس میں واقع المعلی قبرستان میں لوگوں کا ازدحام دوسری بشارت ہے۔

اس موقع پر مجھے امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ [۱۴۲] کا یہ قول یاد آرہا ہے:

الفرق بيننا و بين المنافقين جنائزنا---

سید محمد مالکی ذکر کیا کرتے کہ میرے والد گرامی نے فرمایا:

"اے بیٹے! دوسرے لوگ رسائل و کتب تالیف کیا کرتے ہیں، لیکن اللہ کی توفیق سے ہمیں انسان تالیف کرنے کو ترجیح دینا ہوگی"---

آپ درس و تدریس اور نمازِ عشاء سے فراغت کے بعد گھر کے دروازہ پر تشریف فرما ہوتے اور حاجت مندوں کی ضروریات پوری کرتے، جس دوران کسی بخل سے کام نہ لیتے اور بھائی سید عباس زندگی کے ہر مرحلہ پر ان کے معاون رہے"---

شمارہ ۳/ نومبر ۲۰۰۴ء

"المدينة" کے اس شمارہ کے صفحہ ۶ کا نصف حصہ ایک اشتہار کے لیے مختص ہے، جو تمام عرب ممالک سے آنے والے حجاج کے معلمین کی قائم کردہ تنظیم "مؤسسة مطوفی حجاج الدول العربية" کے صدر، نائب صدر، اراکینِ ادارہ، اس سے وابستہ جملہ معلمین و معلمات، نیز اس میں خدمات انجام دینے والے تمام افراد کی جانب سے ہے۔ جس کے ذریعے آپ کے فرزندان، خاندان اور دیگر رشتہ داروں سے اظہارِ تعزیت کیا گیا ہے۔

جدہ کے حسن عبدالعزیز جوھرجی کا مضمون "عالم مكة في ذمة الله" صفحہ ۱۲ پر ہے۔ انھوں نے لکھا:

"کوئی آنکھ ایسی نہ تھی، جو نم ناک نہ ہو۔ یہ موقع ہی کچھ ایسا تھا، مکہ مکرمہ کے عالم جلیل کی وفات جیسے عظیم صدمہ کا سامنا تھا، جس باعث ہم بلکہ پوری اسلامی دنیا اخلاقیات و اسلامی آداب کے ایک اہم منبع و چشمہ سے محروم ہوگئے۔ ایک عالم دین کی وفات کا غم اس صورت میں کہیں زیادہ ہوتا ہے، جب وہ دین سے مخلص اور

لوگوں کی محبوب شخصیت ہو اور انھیں پسند کرنے والے مختلف اقوام وافکار والوں میں موجود ہوں اور مرحوم اسی نوع کی شخصیت وعالم تھے۔

۶۶-۱۳۶۵ھ کی بات ہے، جب مسجد حرم کے باب السلام صغیر کے قریب میری کتابوں کی چھوٹی سی دکان تھی، تب مسجد حرم کی توسیع نہیں ہوئی تھی اور حسنِ اتفاق کہ میری دکان سید محمد مالکی کے والد سید علوی مالکی کے گھر کے عین سامنے تھی۔ چناں چہ آپ جب بھی گھر سے باہر نکلتے یا واپس تشریف لاتے تو روزانہ ہی ملاقات ہوتی اور آپ بڑی گرم جوشی سے پیش آتے۔ یہ گھرانہ اس وقت بھی صبح وشام علم وادب کے طلب گاروں کا مرکز ومحور تھا اور حج کے دنوں نیز ماہِ رمضان میں تو یہاں دنیا بھر سے آنے والے شائقینِ علم کا تانتا بندھا رہتا۔

اب چند برس قبل میرے عزیز دوست علی حسن ابوالعلاء[۱۲۳] نے ادبی مجلس کے انعقاد کا سلسلہ شروع کیا، تو ایک موقع پر اس میں موجود سیدی ڈاکٹر محمد علوی سے میں نے ماضی کے یہ واقعات بیان کیے تو آپ بہت خوش ہوئے اور خادم کو گاڑی سے تھیلا لانے کو کہا، جو آپ کی علمی ومفید مؤلفات کا مجموعہ تھا۔ یہ گراں قدر کتب مجھے بطورِ تحفہ پیش کیں، جو آج تک میرے پاس محفوظ ہیں۔

آپ کی وفات پر اگر ہم محسوس کرتے ہیں کہ یہ عرب دنیا بلکہ پوری اسلامی دنیا کا بہت بڑا نقصان وصدمہ تھا، تو اسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی قدرت وقضاء پر ایمان ویقین رکھتے ہوئے اسے تسلیم کرتے ہیں۔ میں اس موقع پر ان کے جملہ عزیز واقارب بالخصوص بھائی سید عباس سے تعزیت وصبر نیز مرحوم کے لیے مغفرت ورحمت کی دعا کرتا ہوں"---

شمارہ ۴؍ نومبر ۲۰۰۴ء

مکہ مکرمہ کے حسن علی باعبداللہ کا مضمون "وفاۃ العلم" المدینۃ کے اس شمارہ کے صفحہ ۱۶؍ پر ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ علماء کی وفات کے ذریعے علم کو اٹھا لیتا ہے، یہی کچھ آپ کی وفات سے ہوا۔ وہ حجازِ مقدس میں مالکی فقہاء کے سرتاج، محدث، مذاہبِ اربعہ کے ماہر و مفتی، اعتدال پسند اور لوگوں کو دین کی آسانی فراہم کرنے والے تھے۔ نیز آج کے دَور میں اُٹھنے والے تکفیری اور امت کو تقسیم کرنے والے افکار سے دور تھے۔ اس کی حوصلہ شکنی پر آپ کی کتاب ''التحذیر من المجازفة بالتکفیر'' مطبوع ہے[۱۲۴] آپ وحدتِ اسلامی کے داعی اور فقہی اجتہاد کے قائل تھے۔

میں ان کی مجالس میں حاضر ہوتا رہا، آپ کو ہر حال میں سنت پر عمل پیرا پایا۔ حتیٰ کہ لباس میں بھی سنت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

امت اسلامیہ کے بعض علماء نے انھیں ''ترمذی العصر'' کا لقب دیا، جو بجا طور پر درست ہے''---[۱۲۵]

مضمون کا خاتمہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر ہے:

قل لاهل البدع، بيننا و بينكم الجنائز---

شمارہ ۵/ نومبر ۲۰۰۴ء

سید محمد مالکی کی وفات پر پورا ہفتہ گزر چکا تھا، مزید یہ کہ رمضان کا آخری عشرہ شروع ہونے کے باعث لوگوں کی مصروفیات، اعتکاف و دیگر عبادات کی وجہ سے دو چند ہو چکی تھیں، اس کے باوجود حجازی اخبارات میں تذکرہ ابھی تک ماند نہیں پڑا۔

آج جمعۃ المبارک کے المدینة کی معمول کی اشاعت کے صفحہ ۱۲/ پر اس مناسبت سے دو مضامین درج ہیں، جن میں سے ایک عبد الجلیل حسن زینی آشی کے قلم سے ''فلیرحم الله الشیخ المالکی'' عنوان سے ہے، جس میں لکھا ہے:

''آپ عشقِ رسول الہدیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت اہلِ بیت کے آخری مقام پر تھے۔ آپ کی کوئی بھی محفل تعلیم و تعلم سے خالی نہ ہوتی اور علم کی ایسی علامت تھے جو وحدتِ قومی و تقربِ مذاہبِ اسلامیہ کے لیے کوشاں رہے۔ آپ کی شخصیت نسلی و مذہبی تعصب سے پاک تھی اور ہمیشہ محبت کا درس دیا۔ ان کا مسلک حسبِ ذیل

منہجِ ربانی سے ماخوذ تھا:

﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَ الْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَ جَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ﴾---[۱۲۶]

''(اے محبوب!) بلایئے (لوگوں کو) اپنے رب کی راہ کی طرف، حکمت سے اور عمدہ نصیحت سے اور ان سے بحث (ومناظرہ) اس انداز سے کیجیے جو بڑا پسندیدہ (اور شائستہ) ہو''---[۱۲۷]

امتِ اسلامیہ ایک عالم جلیل اور اہل مکہ بلکہ پوری اسلامی دنیا علم کے ستون سے محروم ہوگئی۔ آپ فقیہ، محدث، اعلیٰ اَخلاق کے مالک اور معاملات کو خوش اُسلوبی سے طے کرنے والے تھے۔ تمام عمر رسول اللہ ﷺ اور اہل بیت اطہار کی محبت میں بسر کی نیز طلباء کے دلوں میں بھی محبت واَخلاقِ عالیہ کا بیج بویا۔ آپ کے خطاب و دروس، اعتدال اور خیر و بھلائی کے نکات پر مبنی ہوتے۔ انھوں نے سو سے زائد کتب تالیف کیں''---

یہاں مضمون نگار نے پندرہ مشہور تصنیفات کے نام درج کیے، جن میں منہج السلف فی فھم النصوص، ادب الاسلام فی نظام الاسرۃ، شرف الامۃ المحمدیۃ، مفاھیم یجب ان تصحح، الانسان الکامل، الذخائر المحمدیۃ شامل ہیں۔ پھر افسوس کے اظہار کے ساتھ لکھا کہ ان کتب میں سے اکثر بازار میں دست یاب نہیں، تاکہ ہر خاص و عام استفادہ کرسکتا۔

ڈاکٹر راکان حبیب کے قلم سے ''جائزۃ السید محمد علوی المالکی الحسنی'' اس صفحہ پر دوسرا مضمون ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''سید محمد مالکی کے جنازہ میں جمِ غفیر کی شرکت پر میرے ذہن میں دو سوالات نے جنم لیا۔ پہلے یہ کہ آخر وہ کون سا ایسا کام ہے جو سید محمد علوی مالکی نے انجام دیا، جس باعث اسلامی دنیا کی ثقافت پر بالعموم جب کہ مکی معاشرہ پر

بالخصوص انھوں نے اثرات باقی چھوڑے۔

غور کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ نے سیرۃ النبی ﷺ کو لوگوں کے دلوں میں راسخ کرنے کا اہم کام انجام دیا۔ اس موضوع پر کتب تصنیف کیں نیز مسجد حرم اور اسلامی دنیا کے بعض ممالک میں دروس و لیکچر دیے، جن میں رسول اللہ ﷺ کا ادب اور محبت کے بارے واضح دلائل پیش کیے، جو قرآنِ مجید واحادیث شریفہ اور منطق پر مبنی ہوتے۔ اس کے نتیجہ میں طلباء کے دلوں میں محبت رسول ﷺ راسخ ہوئی۔ اس پر مزید یہ کہ مختلف مقامات بالخصوص جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک میں مدارس کا جال بچھایا، جہاں خود تشریف لے جاتے نیز وہاں اور پوری دنیا کے طلباء واہلِ ذوق مکہ مکرمہ ان کے گھر حاضر ہوتے۔ اس دوران بھی لوگوں کے دلوں میں محبتِ رسول ﷺ کو اجاگر کرنے کا اہتمام کیا۔

میں نے سوچا اب جب کہ یہ بات واضح ہوگئی کہ اس مردِ درویش نے کون سا اہم کام انجام دیا تو یہ طے ہوا کہ سیرتِ رسول ﷺ کا مطالعہ و تدریس انتہائی اہم عمل ہے"۔۔۔

ڈاکٹر راکان لکھتے ہیں:

"اب میرے ذہن میں دوسرا سوال یہ اٹھا کہ اگر آپ اس موضوع پر کتب تالیف نہ کرتے تو پھر کیا ہوتا؟ اور موجودہ صورت میں اگر دشمنانِ اسلام آپ کی کتب کی تدریس پر روک لگا دیں، جو آپ کے قائم کردہ مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں، تو پھر کیا نقصان متوقع ہے؟

اس امکان کو رفع اور مرحوم کو خراجِ تحسین پیش کرنے کا میرے نزدیک آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ کی تصنیفات کے مطالعہ کا اہتمام اور منہج کو عام کرنے کے لیے "سید محمد مالکی ایوارڈ" کا اجراء کیا جائے۔ اس موقع پر میں مرحوم کے محبِ صادق و وفادار ساتھی ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی سے عرض کروں گا کہ وہ

اس ایوارڈ کے اِجراء کی ذمہ داری وسرپرستی انجام دیں''---

المدینۃ اخبار ہر جمعہ کو اسلامی موضوعات پر اس کا اضافی جمعہ ایڈیشن آٹھ بڑے صفحات پر ''الرسالة'' نام سے شائع کرتا ہے۔اس جمعہ ایڈیشن کے صفحہ اوّل کا تقریباً نصف حصہ آپ سے متعلق ہے۔اس کی پیشانی پر ولی عہد شہزادہ عبداللہ بن عبد العزیز آل سعود اور مرحوم کے بھائی سید عباس مالکی کی تصویر دی گئی ہے، جو دورہ کے موقع پر لی گئی۔جس کے کیپشن کا عنوان ''رسالة القائد'' ہے، پھر لکھا ہے کہ یہ تصویر وطنِ عزیز میں درگزر وبرداشت، تعددِ افکار کا اعتراف اور ضبط وتحمل کی علامت و پیغام ہے۔

مفتیٔ اعظم مصر ڈاکٹر شیخ علی جمعہ کا ایک رنگین کالم پر مشتمل مضمون ''محمد علوی مالکی'' جمعہ ایڈیشن کے صفحہ اوّل پر نمایاں ہے۔آغازِ تحریر میں انھوں نے پوری امتِ اسلامیہ وعرب دنیا نیز مسلمانانِ عالم کو وفات کے سانحہ پر تعزیت پیش کرتے ہوئے آپ کا نام ان الفاظ میں لکھا:

سماحة العلامة الحسیب النسب التقی النقی العالم العامل الفاضل المشارك فی سائر العلوم المسند الحجة الرحلة المقصود من کل مسلمی الارض المرشد الدال علی اللہ بما ھو خیر شیخنا و قدوتنا و استاذ الکل المرحوم السید محمد علوی مالکی رحمه اللہ رحمة واسعة---

پھر کچھ سطور بعد ہے:

''آپ کے اوصاف بیان کرنے سے قلم عاجز ہے۔وہ دین اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرنے والے تھے اور وِرثہ میں متعدد ایسی کتب یادگار چھوڑیں، جن میں مذہبِ اہلِ سنت و جماعت کا بیان ہے اور یہ مخلوق کو دینِ حق کی دعوت دیتی رہیں گی۔علاوہ ازیں شرعی علوم کے فاضل طلباء یادگار چھوڑے، جو اپنے استاذ کی طرح لوگوں کو خیر و بھلائی کی دعوت دیتے رہیں گے۔نیز محبین کی بہت بڑی تعداد سوگوار چھوڑی، جو ان کی نمائندگی کرتے رہیں گے۔

مزید یہ کہ متعدد دیگر اعمالِ خیر بھی اپنے پیچھے چھوڑے"---

ڈاکٹر علی جمعہ مزید رقم طراز ہیں:

"میں نے ۱۳۹۹ھ کو کعبہ مشرفہ کے سامنے آپ سے ایک حدیث پڑھ کر اجازتِ خاص حاصل کی، تب سے روابط استوار تھے۔ وفات سے چند ہی روز قبل مجھے فون کیا اور آمدِ رمضان کی مبارک باد دی اور یہ آپ کے اَخلاقِ عالیہ کی نشانی تھی۔ اب لگتا ہے کہ اس بہانے اپنے تلامذہ واَحباب کو الوداع کہہ رہے تھے۔ ہم دونوں متحدہ عرب امارات میں منعقد ہونے والی کانفرنس "مؤتمر الھدیٰ النبوی فی الدعوۃ و الارشاد" میں مدعو تھے، لیکن آپ نے ماہِ رمضان میں مکہ مکرمہ ہی رہنے کو ترجیح دی اور فرمایا:

"معلوم نہیں پھر مکہ مکرمہ میں رمضان نصیب ہوتا ہے یا نہیں"---

طیب بریر کے قلم سے "رحیل الشریف العلوی، خسارۃ عالم، و فقد حکیم" نامی مضمون جمعہ ایڈیشن کے ہی صفحہ اوّل پر تین کالم میں ہے، جو نثری مرثیہ سے کم نہیں۔

شمارہ ۶/ نومبر ۲۰۰۴ء

المدینۃ کا صفحہ ۲۳ مکمل طور پر اشتہار کی جلی عبارت پر مشتمل ہے، جو آل سید علوی بن عباس مالکی کی طرف سے دیا گیا اور اس کے ذریعے تعزیت کرنے والے جملہ افراد و اداروں کا شکریہ ادا کیا گیا ہے۔

اشتہار کے آغاز میں مرحوم کے بھائی سید عباس مالکی نیز چھ فرزندان اور چار بھتیجوں کے نام درج ہیں۔ پھر کہا گیا:

"ہم سب نیز ہمارے تمام رشتہ دار اور طلباء و محبین ان سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں، جو ملک و بیرونی ممالک سے خود حاضر ہوئے یا خطوط، تار، فون کے ذریعے ہم سے تعزیت کی۔ یہ اہلِ وطن ہوں یا تارکینِ وطن، بالخصوص خادمِ حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز آل سعود، ولی عہد شہزادہ عبداللہ بن

عبدالعزیز آل سعود، وزیر دفاع شہزادہ سلطان بن عبدالعزیز آل سعود، وزیر داخلہ شہزادہ نائف بن عبدالعزیز ال سعود، شہزادہ فواز بن عبدالعزیز آل سعود، گورنر ریاض ریجن شہزادہ سلمان بن عبدالعزیز ال سعود، نائب گورنر ریاض شہزادہ سطام بن عبدالعزیز ال سعود، گورنر مکہ مکرمہ ریجن شہزادہ عبدالمجید بن عبدالعزیز ال سعود اور جملہ شہزادگان کے علاوہ علماءِ کرام بالخصوص شیخ صالح حصین، شیخ محمد سبیل، ڈاکٹر شیخ سعود شریم، ڈاکٹر شیخ صالح حمید اور وزراء، سفراء، فوجی افسران، دینی مدارس و دیگر علمی اداروں کے ذمہ داران، دیگر ممالک کے وزراء، ادباء، دانش ور، مصنفین، صحافی اور جو علم وعلماء سے محبت کی بنا پر تعزیت کناں ہوئے"---

شمارہ ۹/ نومبر ۲۰۰۴ء

مکہ مکرمہ سے متعلق امور کے خاص محقق عبدالرحمٰن عربی مغربی کا مضمون "فی رثاء عالم السید محمد علوی المالکی" المدینۃ کے مذکورہ شمارہ کے صفحہ ۱۲ ار پر ہے۔ وہ رقم طراز ہیں:

"اہلِ مکہ نے علماء میں سے ایک قد آور عالم، اولیاءِ کرام میں سے ایک ولی اللہ کو، علماء واہلِ علم، محبین، تلامذہ نیز آپ کے فضل پر آگاہ لوگوں کے جم غفیر کی موجودگی میں رخصت کیا۔

ان کی وفات سے مکہ مکرمہ ایک ایسی فیاض شخصیت سے محروم ہو گیا، جنھوں نے تمام عمر علم وطلباء کی خدمت میں بسر کی۔ وہ علم کا سمندر تھے اور گھر پر ہوں یا مسجد حرم میں، ہر لمحہ علم کی عطاء میں سخی تھے، اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرمائے۔ امتِ اسلامیہ نے انھیں کھو دیا، اس حالت و کیفیت میں کہ جاننے والوں کے دلوں میں جدائی کی تڑپ و کسک اور فراق کا شعلہ باقی ہے، جو آپ کے لیے دعا ہی کے ذریعے کم وسرد پڑ سکتا ہے"---

عبدالرحمٰن مغربی نے سید محمد مالکی اور ان کے بھائی کے جلو میں نشو ونما پائی اور دونوں گھرانوں کے درمیان مشفقانہ مراسم تھے۔ آپ لکھتے ہیں:

''اگر لوگ مرحوم کی طرح اَخلاقِ عالیہ اور معاملات کے کھرے ہوں تو یقیناً یہ دنیا زیادہ خوب صورت اور منور ہو۔

مزید ہے کہ میرے لیے اس بات میں حیرانی کا کوئی پہلو نہ تھا، جب تعزیت کے تیسرے وآخری روز آپ کے بھائی سید عباس علوی مالکی نے اعلان کیا کہ مرحوم کی جگہ اب ان کے فرزند سید احمد مالکی جانشین ہوں گے اور جملہ معمولات کو جاری رکھیں گے، جب کہ میرے بیٹے عاصم وعلوی ان کے معاون ہوں گے۔ یہ سن کر سب حاضرین خوشی ومسرت سے جھوم اٹھے''۔۔۔

ڈاکٹر زُہیر محمد جمیل کتبی کا طویل مضمون ''المثقف المالکی و استجواب التاریخ'' المدینۃ، ۹ر نومبر کے ہی صفحہ ۲۶ر پر ہے۔ انھوں نے لکھا:

''مجھے یہ اعزاز وفخر حاصل ہے کہ سب سے پہلے آپ کی شخصیت پر مستقل کتاب ''المالکی عالم الحجاز'' نام سے لکھی، جسے میری توقع سے کہیں زیادہ پذیرائی دنیا بھر میں ملی، جس کی وجہ یہ تھی کہ عربی واسلامی دنیا پہلے سے ہی ان کی اسلامی خدمات پر آگاہ تھی۔

آپ عارف کامل اور فہم وفراست رکھنے والے اکابرین میں سے تھے۔ وطن کی ایک صاف شفاف علامت و پہچان اور اس کے لیے بجا طور پر اعزاز کا باعث تھے۔ مجھے یہ شرف حاصل رہا کہ رمضان مبارک میں نمازِ عشاء وتراویح آپ کے ساتھ، بلکہ ان کی دائیں جانب ادا کرتا رہا اور یہ سلسلہ وفات سے ایک روز قبل تک جاری رہا۔

اس سانحۂ ارتحال پر ذرائع ابلاغ کے مروجہ طریقوں سمعی، بصری، قلمی کے ذریعے آپ کے بارے میں بہت کچھ کہا ولکھا جا رہا ہے اور علماء وفقہاء، دانش ورو مصنفین، ادباء وشعراء ان کی شخصیت وفکر پر اظہارِ خیال نیز خراجِ تحسین پیش کر رہے ہیں۔ لیکن میں یہ مضمون آپ کے دفاع یا بزرگی بیان کرنے کے لیے

نہیں لکھ رہا، بلکہ محض تاریخ کے اوراق درست رکھنا اور اس کا احترام پیش نظر ہے۔

سید مالکی کے اعلیٰ مقام و مرتبہ پر عرب و عجم کی اسلامی دنیا متفق ہے۔ یہاں ان اسباب و وجوہات کو بیان کیے دیتا ہوں، جن کے باعث آپ کی شخصیت ممتاز و نمایاں ہوئی۔ اس تمہید کے بعد ڈاکٹر زُہَیر کتبی نے اکٹھ امتیازی اوصاف مضمون میں درج کیے، جن میں سے چند یہ ہیں:

- سید محمد مالکی کو بیرون وطن و عالم گیر شہرت و پذیرائی ملی، جس میں آپ کے کوئی معاصر عالم ہم پلہ نہیں۔
- اختلاف کا حق محفوظ رکھتے ہوئے دوسروں کی رائے کا احترام کرتے اور عفوو درگزر سے کام لیتے نیز تعصب سے دور تھے۔
- اعتدال اور نرمی کے داعی تھے۔
- رسول اللہ ﷺ اور اہلِ بیت سے محبت کا موضوع آپ کی زندگی کا مرکز و محور تھا۔
- اپنا مؤقف بیان کرنے کے لیے جو طریقہ و اسلوب اپنایا، وہ آج کے انسان بالخصوص نوجوان طبقہ کے لیے مؤثر ثابت ہوا۔
- غصہ سے اپنے آپ کو دور رکھا۔
- صبر کا پیمانہ طویل اور وسیع و اعلیٰ تھا۔
- آپ نے فقط اسلام اور مسلمانوں کے لیے لکھا، کسی شہرت یا دیگر اغراض کے لیے نہیں لکھا، جس میں موجودہ دور کے اکثر علماء مبتلا ہیں۔
- اختلافی موضوعات پر بات کرتے ہوئے ہمیشہ عقل اور دلائل و براہین سے کام لیا۔
- اپنی تصنیفات میں عام قاری کی ذہنی سطح کو مدنظر رکھا، جس باعث ان کے تراجم دنیا کی متعدد زبانوں میں ہوئے۔

- اپنا موقف مختصر جملہ وعبارت میں بیان کرنے پر اعلیٰ کمال حاصل تھا اور یہ ایسی مہارت ہے، جس پر بکثرت علماء وفقہاء، محدثین ومبلغین کو قدرت حاصل نہیں۔
- زندگی میں متعدد سخت مراحل آئے، لیکن کسی بھی مرحلہ پر مایوسی کو اپنے پاس پھٹکنے نہیں دیا۔
- آپ شک کرنے سے بیزار اور ایسا کرنے والوں سے بھی دور رہتے۔
- دوسروں سے محبت کی دعوت دیتے اور قوانین ونظام کا احترام کرتے۔
- ضرورت مندوں کی مالی ضرورت پوری کرنے کا اہتمام کرتے۔
- علائق دنیا سے دل نہیں لگایا۔
- عالمی سطح پر زعماء، حکام، علماء وفقہاء سے تعلقات کا وسیع حلقہ استوار ہوا، جس باعث دینی پیغام کے فروغ واشاعت میں مدد ملی۔
- معاشرہ سے الگ تھلگ رہنے کے رویہ کو عملاً مسترد کیا۔
- کلمہ حق کہنے میں جرأت سے کام لیا۔
- انتہا پسندی وتشدد کو پاس نہیں پھٹکنے دیا۔
- نفاق اور منافقین کے تذکرہ سے بھی بیزاری کا اظہار کیا۔
- اپنی تعریف وتوصیف کو ناپسند اور دوسروں کی ہجو سے نفرت کرتے۔

ڈاکٹر زُہَیر کتبی مزید رقم طراز ہیں:

"آپ نے یونی ورسٹی کی ملازمت سے جب استعفیٰ دیا، تو شیخ حسن بن عبداللہ آل شیخ اعلیٰ تعلیم کے وزیر تھے، وہ بطورِ خاص اُن کے گھر آئے اور پیش کش کی کہ آپ کی تنخواہ بدستور جاری رہے گی، جسے گھر پہنچانے کا بھی اہتمام رہے گا۔ لیکن سید محمد مالکی نے اسے یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ میں بغیر کام کیے کسی اجرت کا طلب گار نہیں۔ اب چوں کہ میں یونی ورسٹی کی ملازمت سے الگ

ہو گیا ہوں، لہٰذا تنخواہ پر بھی میرا کوئی حق نہیں۔ اس پر وزیر تعلیم نے اپنا مشیر مقرر کرنے کا عندیہ دیا، لیکن آپ نے اس سے بھی معذرت کر دی۔

مذکورہ وزیر اپنی وفات تک آپ سے رابطہ میں رہے۔ ایک مرتبہ وہ متحدہ عرب امارات کے دورہ پر گئے تو معلوم ہوا کہ سید محمد مالکی بھی یہیں موجود ہیں۔ اس پر وزیر نے ملاقات کا وقت لیا، پھر اقامت گاہ پر آئے اور دورانِ گفتگو سابقہ پیش کش پھر سے دہرائی لیکن آپ نے دوبارہ معذرت کر دی اور فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے مجھے کسی ملازمت یا مال وزر جمع کرنے کے لیے پیدا نہیں کیا، بلکہ میں علم کا خادم ہوں، ہر جگہ و ہر وقت اور وہ بھی بلا تنخواہ"۔۔۔

شمارہ ۱۱/ نومبر ۲۰۰۴ء

مامون یوسف بنجر کا مضمون "رسالة حب الی السید احمد محمد علوی مالکی" عنوان سے روزنامہ المدینۃ کے اس شمارہ کے صفحہ ۱۰ ار پر ہے، جو اصل میں مرحوم کے بڑے بیٹے سید احمد مالکی کے نام محبت بھرا کھلا خط ہے۔ انھوں نے لکھا:

"پیارے بھائی سید احمد مالکی! اللہ تعالیٰ آپ کے والد پر رحمتیں نازل فرمائے اور ان پر راضی ہو۔ ہم نے مرحوم سے رسول اللہ ﷺ سے محبت اور فضائل کے اعتراف کی تعلیم پائی۔

وہ محض مکہ مکرمہ کے ہی اہم وجلیل القدر عالم نہیں تھے، بلکہ اپنے اَخلاقِ عالیہ، علم وفضل اور مؤلفات کے باعث مشرق ومغرب کے اکابر علماء کی طرح جانے گئے اور پھر عظیم الشان آخری سفر جس طرح لوگوں کے ازدحام میں انجام پایا، اس کے بعد تو ان کے فضل کا انکار نہیں کرے گا مگر حاسد وجاہل۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے مقام ومرتبہ کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مبارک دن کی سعید گھڑی اور رحمتوں بھرے مہینہ میں وفات عطا کی، پھر نمازِ جنازہ ادا کرنے والے لوگوں کی صحیح تعداد بھی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، ان سے

محبت کرنے والے اور واقف کار محض مکہ مکرمہ سے ہی اپنے معمولات ترک کر کے نمازِ جنازہ میں شامل نہیں ہوئے بلکہ دنیا بھر میں جہاں سے بھی کسی کے لیے یہاں پہنچنا ممکن ہو سکا، لوگ جوق در جوق حاضر ہوئے۔

سید احمد بھائی! آج میں یہ سطور آپ کے نام لکھ رہا ہوں، تو بخوبی آگاہ ہوں کہ والد کے ہاں آپ کی کتنی قدر و منزلت تھی؟ وہ آپ کو نیز آپ کے معمولات کو دیکھ کر خوش ہوتے تھے، جب کہ انھوں نے آپ کو شرعی علوم منتقل کرنے نیز مخلوقِ خدا کے لیے مفید بنانے میں بھرپور سعی سے کام لیا۔

سید محمد مالکی نے اپنے فرزندان اور دیگر متعلقین و محبین کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کا بیج بونے میں تمام تر جہد سے کام لیا، جو کامیاب رہی۔ ان کے بارے میں ڈاکٹر شیخ عبدالوہاب ابوسلیمان اور مفتیٔ اعظم مصر ڈاکٹر شیخ علی جمعہ نے اپنے مضامین میں جن تاثرات کا اظہار کیا ہے، وہ مسلمانوں کے دلوں میں سید محمد مالکی سے محبت کا اعلیٰ ثبوت و شہادت ہیں"---

مامون بنجر مزید لکھتے ہیں:

"میں اس تحریر کے ذریعے اپنی آواز برادر ڈاکٹر راکان حبیب کے ساتھ شامل کرتا ہوں، جنھوں نے اپنے گراں قدر مضمون میں یہ تجویز پیش کی ہے کہ آپ کے والد کی تصنیفات کے مطالعہ کا اہتمام و فروغ کے لیے ان کے نام سے ایوارڈ جاری کیا جائے۔

مجھے تعزیت کے آخری دن کے اجتماع میں شرکت کا موقع ملا، تب ہم نے سید علی جفری اور سید عبداللہ فدعق کو سنا، جنھوں نے آپ کے والد کے شاگردوں کے جمِ غفیر کے درمیان ان کے بھائی سید عباس مالکی کی آواز میں آواز ملا کر اس اعلان کی بھرپور تائید کی کہ آپ مرحوم کے جانشین ہوں گے اور ان شاء اللہ انھی کی نہج پر کام کو آگے بڑھائیں گے۔

آپ کے والد صاحبِ بصیرت انسان تھے اور میں یہ بات اس لیے نہیں لکھ رہا کہ وہ سید علوی مالکی کے فرزند تھے بلکہ واقعی طور پر وہ خود علم وفضل سے آراستہ اور اکابر محدثین میں سے تھے۔ وہ جب تک ہمارے درمیان رہے، دینی مشاغل میں مصروف رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی جہد کو بابرکت بنائے اور متروکہ ثمرات، دعوتی و تدریسی عمل، تصنیفات اور مکہ مکرمہ میں ان کے قائم کردہ مدرسہ کو جاری وساری رکھے نیز افادیت برقرار رہے۔

ان کی وفات کے بعد آپ، یعنی سید احمد مالکی کی ذمہ داریاں کہیں زیادہ بڑھ گئی ہیں۔ امید ہے انھیں والد مرحوم کی طرح خوش اسلوبی سے نبھائیں گے اور لوگوں میں تعلیم عام نیز سید الکائنات ﷺ کی محبت ومقامِ رفیع کے جذبات بیدار کرتے رہیں گے۔

اس موقع پر میں آپ، نیز اپنی ذات اور اس تحریر پڑھنے والے ہر فرد کی توجہ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کی وصیت کی جانب مبذول کراؤں گا جو انھوں نے اپنے فرزندان حضرت حسن وحضرت حسین رضی اللہ عنہم کو کی تھی اور انھیں تقویٰ اختیار کرنے، ایمان بالغیب، ہر حال وکیفیت میں کلمۂ حق کا اظہار، اپنے پرائے سے انصاف کا معاملہ، علم سے وابستگی، اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوف ورجاء، دوسروں کے عیوب سے چشم پوشی، مصائب کے لمحات میں صبر وغیرہ کی تلقین کی تھی۔

آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں آپ سید احمد مالکی سے محبت کو یوں ہی گھر کر دے، جیسا کہ آپ کے والد ودادا کے لیے تھی“۔۔۔

الندوة

شمارہ ۳۰/ اکتوبر ۲۰۰۴ء

صفحہ ۱۴ پر وفات کی خبر ”الدکتور المالکی الی رحمة الله علیه“ عنوان سے

لاکالم میں ہے، جس میں بتایا گیا کہ دل کا دورہ پڑنے سے اچانک وفات پائی۔ آخر میں ہے کہ "الندوۃ" آپ کے خاندان کو تعزیت پیش کرتا ہے، جب کہ مرحوم کے لیے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں اپنی وسیع رحمت سے ڈھانپ لے۔

شمارہ ۳۱/ اکتوبر ۲۰۰۴ء

روزنامہ "الندوۃ" مکہ مکرمہ کے اس شمارہ کے صفحہ اوّل کی پیشانی پر سرخ روشنائی سے یہ جلی عنوان ہے "ابناء مكة یرثون د۔ المالکی بالدموع" پھر ہے کہ مزید تفصیل صفحہ ۱۸/ پر ملاحظہ ہو۔ اور صفحہ ۱۸/ بلکہ ۱۹/ بھی کلی طور پر آپ کے لیے مختص ہیں۔ اوّل الذکر صفحہ پر مذکورہ عنوان پھر سے درج ہے، جس کے نیچے جنازہ کے جلوس کی بڑی تصویر ہے جو احمد حشاد نے تیار کی۔ پھر اس مناسبت سے حسبِ ذیل مشاہیر کے تاثرات درج ہیں جو احمد حلبی نے حاصل کیے:

- مکہ مکرمہ کے علمی و معزز گھرانہ کے فرد سید جعفر جمل اللیل نے کہا:

"آپ کی جدائی سے جو رنج والم ہوا، میں اسے الفاظ میں بیان کرنے پر قدرت نہیں رکھتا۔ بس یہی کہوں گا کہ ان کے اُٹھ جانے سے مکہ مکرمہ میں علم کی ایک شمع بجھ گئی" ---

- محکمہ سوشل ویلفیئر مکہ مکرمہ ریجن کے جنرل منیجر احسان طیب نے کہا:

"آپ مکہ مکرمہ کے ان عظیم فرزندان میں سے تھے، جنھوں نے دوسروں کے ہاں علم کی قندیل روشن کی۔ ان کی وفات کے سانحہ پر میں اہلِ مکہ مکرمہ کو تعزیت پیش کرتا ہوں، کیوں کہ ہم سب ایک ایسی شخصیت سے محروم ہو گئے جنھوں نے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں اخلاص اور بھرپور سعی سے کام لیا"۔---

- وزارتِ حج کے اعلیٰ نمائندہ حاتم بن حسن قاضی نے کہا:

"ہم سب کو رنج والم کا سامنا ہے، لیکن اس کی شدت یہ سوچ کر کم ہو جاتی ہے کہ آپ کا متروکہ علم اور کتب ہم میں موجود ہیں، جن کے مطالعہ اور صفحات پلٹتے ہوئے

ان کی یاد تازہ ہوتی رہے گی''---

- ام القریٰ یونی ورسٹی مکہ مکرمہ کے پروفیسر ڈاکٹر محمود زینی نے کہا:

''آپ کی وفات نہ صرف خاندان بلکہ شاگردوں کا بہت بڑا نقصان ہے۔ اگر ہم اس المیہ کی ٹیس کم کرنا چاہتے ہیں، تو اپنے آپ کو ان کی تصنیفات کے مطالعہ کا عادی بنانا ہوگا''---

- سید فواد عبدالحمید عنقاوی نے کہا:

''وفات کی خبر سے دل میں ٹیس اُٹھی اور آنکھیں نم ناک ہو کر رہ گئیں۔ بے شک موت برحق ہے، اس مبارکہ مہینا میں ان کی رحلت پر ہم دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت ڈھانپ لے اور جناتِ نعیم میں مقام ملے''---

''الندوۃ'' ۳۱ر اکتوبر کے صفحہ ۱۸ر پر ہی دوسری تحریر سید محمد بن علوی مالکی مرحوم کے اس خطاب کا اقتباس ہے، جو آپ نے ۴ تا ۸ر ذی قعد ۱۴۲۴ھ کو منعقد ہونے والے ''دوسرے قومی مکالمہ'' کے اختتام پر ولی عہد مملکت شہزادہ عبداللہ کے دربار میں کی تھی، اس موقع پر ملک کے مفکرین، علماء اور دانش ور موجود تھے۔

تیسری تحریر ''سیرۃ الفقید'' عنوان سے چھ کالم کا مضمون ہے، جس میں سوانحی خاکہ بیان کیا گیا، اس میں تصنیفات کا ذکر کرتے ہوئے پانچ اہم کے نام دیے گئے، جن میں ''منھج السلف فی فھم النصوص'' شامل ہے۔

چوتھی تحریر ''من مؤلفات المالکی'' عنوان سے چار کالم میں ہے، جو بائیس اہم کتب کی فہرست ہے، جن میں ''الانسان الکامل'' اور ''الذخائر المحمدیة'' مذکور ہیں۔

پانچویں و آخری تحریر ''من مشائخ المالکی'' عنوان سے چار کالم پر مشتمل ہے جو آپ کے بعض اساتذہ و مشائخ کے ناموں کی فہرست ہے۔

''الندوۃ'' ۳۱ر اکتوبر کا صفحہ ۱۹ر مکمل طور پر آپ کی زندگی کے مختلف ادوار کی اہم یادگار رنگین تصاویر سے مزین ہے، جن کا عنوان یہ ہے: ''الشیخ...... ذکریٰ...... و تاریخ''۔

جب کہ صفحہ ۶ کا نصف آخر جلی قلم سے لکھے گئے اس اشتہار پر مشتمل ہے، جو الندوۃ شائع کرنے والے ادارہ ''مؤسسة مكة للطباعة و الاعلام'' کی طرف سے ہے، جس میں اس کے صدر و اراکین مجلس، جنرل منیجر، الندوۃ کے چیف ایڈیٹر نیز اس سے وابستہ جملہ افراد کی طرف سے مرحوم کے فرزندان اور خاندان کو تعزیت پیش کی گئی ہے۔

شمارہ یکم نومبر ۲۰۰۴ء

سید محمد علوی مالکی اور ان کے والد گرامی کے مختصر حالاتِ زندگی پر قارئین کو مطلع کرنے کے لیے الندوۃ کے اس شمارہ کا صفحہ ۱۸ مکمل طور پر مختص ہے۔ اس ضمن میں چار تصاویر بھی دی گئی ہیں۔ یہ مضمون مکہ مکرمہ کے خالد محمد حسینی نے قلم بند کیا، جس کا عنوان ''قراءة سريعة بجوانب من حياة السيدين علوي و محمد المالكي و بعض من نتاجهم الثقافي'' ہے۔ اس کے آغاز میں آپ کے والد کا سوانحی خاکہ، پھر چھ کالم پر مشتمل مواد خود سید محمد مالکی سے متعلق ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ ان باپ بیٹا دونوں کے حلقاتِ دروس کسی خاص طبقہ یا علم کی کسی ایک صنف تک محدود نہ تھے، بلکہ یہ سب سامعین کے لیے مفید ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ مغرب کے بعد گھر پر جو حلقہ درس منعقد کیا کرتے، اس میں پانچ سو سے زائد شرکاء کا اہتمام ہوتا اور عید کے ایام میں حاضرین کی تعداد مزید بڑھ جاتی۔ آپ ہر آنے والے کا تبسم بھرے چہرے سے استقبال کیا کرتے اور ان حلقات میں علماء کے علاوہ ملک، نیز دیگر مقامات کے اعلیٰ ذمہ داران وافسران موجود ہوتے۔

انڈونیشیا اور ہندوستان میں فروغِ علم پر آپ نے بطورِ خاص توجہ دی۔ جب کہ اپنی جیب خاص سے طالبانِ علم کی مالی ضروریات پوری کرنے کا کوئی موقع ضائع نہ ہونے دیتے۔ علاوہ ازیں عرب دنیا اور دیگر ممالک کے اسفار کے دوران وہاں کے ٹیلی ویژن چینل کے ذریعہ بھی اشاعت اسلام میں حصہ لیا۔

خالد حسینی مزید لکھتے ہیں:

''سید محمد اور ان کے بھائی سید عباس کی لوگوں میں مقبولیت کی وجوہات

میں سے تھا کہ وہ تواضع و لطف و کرم، حلاوت بھری گفتگو اور ضروریات پوری کرنے کے اوصاف رکھتے تھے۔

زندگی کے آخری دور میں انھیں کئی طرح کے امتحانات کا سامنا رہا، لیکن ہمیشہ صبر سے کام لیا اور اپنا مؤقف بیان کرنے میں حقائق کی مزید وضاحت اور شرعی دلائل کا راستہ اپنایا"---

ولی عہد شہزادہ عبداللہ کے حکم پر قومی فکری مکالمہ سلسلہ کی دوسری کانفرنس ۲۸؍دسمبر ۲۰۰۳ء سے یکم جنوری ۲۰۰۴ء تک مکہ مکرمہ میں منعقد ہوئی، جس کی صدارت و اہتمام مسجد حرم مکی و مسجد نبوی امور کے سربراہ شیخ صالح بن عبدالرحمٰن حصین نے کیا، محدثِ حجاز بھی مدعو کیے گئے۔ اس کے ایک اجلاس کا موضوع "الغلو و الاعتدال رؤیة منهجية شاملة" تھا، جس میں آپ نے انتہا پسندی و دہشت گردی کے عوامل و نتائج پر مقالہ پڑھا، جو "الغلو و اثره فی الارهاب و افساد المجتمع" کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہوا۔ کانفرنس کے اختتام پر اہم شرکاء دارالحکومت ریاض تشریف لے گئے، جہاں ۳؍جنوری کو آپ نے شہزادہ عبداللہ کے دربار میں اسی مناسبت سے مختصر خطاب کیا، جس کا متن بھی خالد حسینی نے اس مضمون میں شامل کیا ہے۔

بعدازاں اکتیس اہم تصنیفات کے نام ذکر کیے ہیں، جن میں المدح النبوی بین الغلو و الانصاف، المستشرقون بین الانصاف و العصبية، محمد ﷺ الانسان الکامل، مفاهیم یجب ان تصحح، حول الاحتفال بذکری المولد النبوی الشریف، منهج السلف فی فهم النصوص بین النظرية و التطبيق، الزيارة النبوية بين الشرعية و البدعية، ادب الاسلام فی نظام الاسرة، الانوار البهية من اسراء و معراج خير البرية شامل ہیں۔

مضمون نگار خالد حسینی اخبار کے پورے صفحہ کی تحریر قارئین کی نذر کرنے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں:

"سید محمد مالکی کی نمازِ جنازہ کے جلوس میں گھر سے روانگی کے مرحلہ سے

مسجد حرم اور پھر قبرستان تک لوگوں نے تصور و خیال سے کہیں زیادہ شرکت کی۔
بعد ازاں یہی صورت تعزیت کے تیسرے و آخری دن تک گھر آنے والے قافلوں کی شکل میں برقرار رہی۔ میں جلدی کے ان لمحات میں یہی کچھ لکھ سکا وگرنہ اس خاندان کے متعلق یہ سطور نا کافی ہیں''---

''الندوۃ'' یکم نومبر کے ہی صفحہ ۱۹ر پر آپ کی یاد میں شاعر محمد کامل خجا کا موزوں کردہ مرثیہ ''سبقتنی دمعة...... من علم اللدمع و الکلاما'' عنوان سے نمایاں ہے۔ یہ مرثیہ جو سترہ اشعار کا ہے، اسے جلی قلم سے لکھ کر تین رنگوں سے مزین کر کے پورے صفحہ پر شائع کیا گیا، یہ اسی روز ''البلاد'' میں بھی طبع ہوا۔

اور اسی شمارہ کے آخری صفحہ کا تقریباً نصف اوّل بھی سید محمد مالکی کی وفات سے متعلق ہے۔ یہاں احمد حلبی کی تحریر ''فی کلمات رثاء و نعی المثقفون'' چھ کالم پر مشتمل ہے، جس کے ذریعے انھوں نے مشاہیر سے حاصل کردہ تاثرات قارئین تک پہنچائے، جن کا خلاصہ یہ ہے:

- پروفیسر ڈاکٹر عاصم حمدان نے کہا:

''میں سید محمد مالکی کو محدث، فقیہ اور عالم کے طور پر جانتا تھا۔ آپ کی متعدد تصنیفات اور دروس محفوظ ہیں، جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ ان کا اسلوبِ بیان انتہائی اعلیٰ اور مؤثر تھا۔ جدائی کے اس دردناک موقع پر میں سوائے دعا کے کچھ نہیں کہہ پا رہا''---

- ڈاکٹر طاہر تیونسی نے کہا:

''آپ کی وفات ایسے وقت میں ہوئی، جب امتِ مسلمہ کو اشد ضرورت تھی تاکہ ان دنوں اسلام کے بارے پھیلائے گئے غلط تصورات و مفہوم کی تصحیح اور نوجوان نسل کو نصیحت و رہنمائی کر سکتے۔ آپ کے نمایاں اوصاف میں سے تھا کہ نئی نسل میں ہر دل عزیز و مؤثر شخصیت تھے۔ ان کی رحلت سے اہلِ مکہ ہی نہیں، پوری اسلامی دنیا میں موجود شاگردوں اور محبت کرنے والوں کا نقصان ہوا نیز

ہم سب اسلامی علوم کے ایک عظیم ماہر و عالم سے محروم ہو گئے''۔۔۔

● ڈاکٹر اسامہ فلالی نے کہا:

''ہم نے ایک ایسے عالم جلیل کو کھو دیا، جو اسلام و مسلمین کی خدمت اور ان کے فرزندان کو نصیحت و ہدایت نیز تعلم سے آراستہ کرنے کی اعلیٰ مثال تھے اور نوجوان طبقہ پر آپ کا کلام مؤثر تھا، اسی باعث چند برسوں میں بکثرت طلباء تیار کیے''۔۔۔

● شیخ محمد نور قاری نے کہا:

''اس سانحہ سے اگر ایک جانب شاگردوں کا نقصان ہوا تو دوسری طرف اہلِ مکہ کا بھی خسارہ ہوا، جو آپ کے ہفتہ وار حلقہ دروس میں شمولیت، لیکچر نیز نصائح و ارشادات سننے کے حد درجہ حریص تھے۔ میں بھی ان کے گھر دروس سے مستفید ہونے والوں میں سے ہوں''۔۔۔

● شیخ عبداللہ بن عمر علاؤالدین نے کہا:

''آپ محدث و فقیہ جلیل تھے اور ان کی خدمات قابلِ تحسین و کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ نے رشد و ہدایت کا فریضہ بخوبی انجام دیا اور اپنی تصنیفات کو مال و زر جمع کرنے یا معاشرہ میں شہرت پانے کا ذریعہ نہیں بنایا۔ بے شک جدائی کا یہ مرحلہ مشکل و دردناک ہے''۔۔۔

● شیخ عبداللہ تجار الشاہی نے کہا:

''آپ کی وفات سے ہم اہل مکہ کو بھی اتنا ہی رنج و غم ہوا، جتنا کہ تلامذہ کو۔ آپ ہفتہ وار حلقہ درس میں اہل مکہ کی زیادہ سے زیادہ شمولیت کے متمنی رہتے''۔۔۔

''الندوۃ'' یکم نومبر کے ہی ایک اور ایڈیشن میں ولی عہد شہزادہ عبداللہ کے تعزیتی دورہ کی روداد صفحہ ۳ پر شامل کی گئی، جو خالد محمد حسینی نے قلم بند کی، جب کہ احمد حشاد نے متعلقہ تصاویر تیار کیں۔ اگلے روز اسے ''البلاد'' نے بھی شائع کیا اور یہ دونوں اخبارات میں ''ولی العهد

فی زیارته لاسرة المالکی فی مکة المکرمة ''عنوان سے درج ہے۔اس کا تعارف اپنے مقام پر گزر چکا۔

شمارہ ۲/ نومبر ۲۰۰۴ء

اس شمارے کا دوسرا صفحہ مکمل طور پر آپ کی وفات بارے ہے۔ یہ تین تحریروں اور چند تصاویر سے مزین ہے۔پہلی تحریر ولی عہد شہزاد عبداللہ کے دورہ سے متعلق ہے۔خالد محمد حسینی جو اس موقع پر موجود تھے،انھوں نے یہ ''زیارة ولی العهد لتعزیة اهل الفقید المالکی عززت معانی الالتحام علی الارض الطیبة ''عنوان سے مرتب کی،جو سات کالم میں ہے اور اس میں ولی عہد کے دورہ کی جھلکیاں درج ہیں۔ جب کہ تحریر سے قبل دو تصاویر ہیں، ایک میں شہزادہ عبداللہ کھڑے اور وہاں پر موجود لوگوں سے ملاقات کر رہے ہیں اور دوسری میں مرحوم کے بھائی سید عباس مالکی،شہزادہ عبداللہ اور ان کے وفد کے سامنے کھڑے مائیک کے ذریعے ان کی آمد پر کلمات تشکر ادا کرتے نظر آرہے ہیں۔

دوسری تحریر مکہ مکرمہ سے ہی احمد حلبی کی مرتب کردہ ''محبو الفقید المالکی '' بھی سات کالم پر مشتمل ہے،اس میں پہلے شہزادہ عبداللہ کے وہ الفاظ درج ہیں، جو انھوں نے تعزیت کے موقع پر کہے:

''مرحوم دین و ملک کے وفادار تھے اور اللہ تعالیٰ انھیں جنات الخلد نصیب فرمائے''---

- سید عبدالرحمٰن شلی کا قول اس کے بعد درج ہے،جس میں انھوں نے کہا:

''آپ محتاجوں بالخصوص طلباء کی اعانت کرتے اور ایسے طالبانِ علم جنھوں نے حصولِ علم کی خاطر وطن ترک کیے، ان کی ہر ممکن مدد کے لیے مستعد رہتے''---

- شیخ احمد عبداللطیف نے کہا:

''طلباء کے دلوں میں استاذ کی محبت اس وقت دو چند ہو جاتی ہے، جب وہ

ان کے خوشی وغم میں شریک ہوں اور آپ ایسے اساتذہ میں سے تھے، جو ہمیشہ طلباء کے قریب رہے۔ آج اگر ہم ایک عالم وفقیہ سے جدا ہو گئے تو ساتھ ہی ایک عظیم معلم ومربی سے بھی محروم ہوئے، جن کی محبت طلباء کے دلوں میں گھر کر چکی تھی۔ وفات سے اگر اہلِ مکہ اور علمی حلقوں کو رنج والم کا سامنا کرنا پڑا تو راحت کا پہلو یہ ہے کہ تعلیم سے آراستہ کئی نسلیں، ان کے علم کے پیغام کی صورت میں ہمارے درمیان موجود ہیں''---

- سید عبدالوہاب زواوی نے کہا:

''آپ کی علمی خدمات محض حلقاتِ دروس ومواعظ تک ہی محدود نہیں تھیں بلکہ تصنیفات کی صورت میں بھی یہ فریضہ انجام دیا، جو حصولِ زر کے لیے نہیں، فقط اجروثواب کے لیے شائع کیں''---

- علی یاسین عبدالجید نے کہا:

''جنوب مشرقی ایشیا کے حجاج سے میرا گہرا تعلق وواسطہ رہا ہے، جس دوران میں نے محسوس کیا کہ اس خطہ کے لوگوں میں سید محمد علوی مالکی سے گہری محبت تھی، جو استاذ وشاگرد کے درمیان قائم محبت سے بڑھ کر تھی۔ وہ لوگ آپ کو باپ، بھائی اور مرشد وناصح گردانتے تھے، نیز میرا مشاہدہ ہے کہ آپ کی مجلس کبھی طلباء و اہلِ علم سے خالی نہیں رہی''---

تیسری وآخری تحریر محمد رفاعی کا مضمون ''علامة الحجاز فی ذمة اللّٰہ'' ایک طویل کالم میں ہے۔ آپ نے لکھا:

''مرحوم علم حدیث کے خصوصی ماہر تھے اور اس موضوع پر ان کی متعدد مفید واخلاص پر مبنی تصنیفات ہیں، جو اس علم کے ماہرین وطلباء کے ہاں قدر کی نگاہ سے دیکھی گئیں۔ نیز سیرتِ رسول ﷺ بھی آپ کا مستقل موضوع تھا، جس کا دورانِ خطاب خاص اہتمام کیا کرتے اور مریدین کو سیرتِ نبویہ کی پیروی کی

ترغیب دیا کرتے، یہ اوصاف آپ کو والد گرامی کی طرف سے وِرثہ میں ملے تھے۔

مرحوم نے علم کی خدمت پر ہی اکتفا نہیں کیا، بلکہ لوگوں کے دکھ سکھ میں شراکت، یتیموں کی پرورش، بیواؤں کی مدد میں فعال اور ان کے باپ و بھائی کی طرح، نیز اللہ تعالیٰ کے بعد ان کے اہم سہارا بنے رہے۔ اللہ تعالیٰ علامة الحجاز پر وسیع رحمتیں نازل فرمائے اور جنت عطا کرے“---

شمارہ ۳/ نومبر ۲۰۰۴ء

”الندوة“ کے اس شمارہ کا صفحہ ۱۹ کلی طور پر آپ سے متعلق ہے۔ اس پر کل تین تحریریں اور تصاویر ہیں۔ پہلی تحریر گورنر مکہ مکرمہ شہزادہ عبدالمجید بن عبدالعزیز ال سعود کے تعزیتی دورہ کی روداد چھ کالم پر مشتمل ہے، جو اخبار کے نمائندہ خالد حسینی نے مرتب کی، جب کہ احمد حشاد اور علی حرازی نے تصاویر تیار کیں۔ ایک تصویر میں گورنر اور مرحوم کے بھائی سید عباس مالکی ساتھ رکھی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور مائیک کے ذریعے گورنر حاضرین سے مخاطب ہیں۔ ایک اور تصویر میں سید عباس مالکی، گورنر اور ان کے ساتھیوں کا استقبال کرتے نظر آرہے ہیں۔ یہ روداد ”الامير عبد المجيد ينقل تعازيه في وفاة الدكتور المالكي و يقترب بمشاعرة و يبادل الناس رغبتهم في الحديث معه“ عنوان سے ہے۔

ڈاکٹر سید ربیع بن صادق دحلان کا تین کالم پر مشتمل مضمون ”تغمدك الله بركة اخي السيد الدكتور محمد علوي مالكي فقيد مكة المكرمة“ اس صفحہ کی دوسری تحریر ہے۔ اس میں ہے:

”مرحوم افریقہ کے آخر سے انڈونیشیا کے کونہ تک لاکھوں مسلمانوں کے روحانی مربی تھے، لہٰذا آنکھیں نم ناک اور دل غم گین ہیں۔ آپ قدیم وجدید علوم سے آراستہ تھے، نیز تحقیق واستنباطِ مسائل میں حیران کن حد تک کمال حاصل تھا۔ اسلامی تعلیمات آج کے انسان کو سمجھانے کا ملکہ ومہارت تھی۔ بعض لوگوں کی طرف سے دین کی صحیح تعبیر کو غلط اور غلط تعبیر کو درست قرار دینے کی کوششوں کا

تعاقب وتصحیح کرنے نیز رد اباطیل میں خاص ملکہ حاصل تھا۔ان کے جملہ اوقات درس وتدریس، مطالعہ وتالیف میں منقسم تھے۔ سیرت رسول اللہ ﷺ آپ کا خاص موضوع تھا، جس پر بکثرت کتب تصنیف کیں، جو طبع ہو کر پوری اسلامی دنیا تک پہنچیں اور لوگوں میں سیرتِ عطرہ سے محبت میں اضافہ کا باعث بنیں''---

ڈاکٹر دحلان مزید لکھتے ہیں:

''آپ ذہین وفطین، حلاوتِ زبان، سلاستِ بیان کے اوصاف سے متصف اور اس پر مزید یہ کہ قوی دلائل ہمیشہ حافظہ میں ہوتے۔آپ اعتدال پسند اور غلو وتشدد سے بیزار تھے۔اس ضمن میں دوسری قومی مکالمہ کانفرنس میں پیش کردہ مقالہ ''الغلو و اثرہ فی الارھاب و افساد المجتمع ''اور مستقل کتاب ''مفاھیم یجب ان تصحح ''بطورِ خاص قابلِ ذکر ہیں۔

اگر کسی نے عمداً یا جہالت کی بنا پر مقامِ مصطفیٰ ﷺ سے تعرض کیا تو قلم سے اس کا بخوبی رد ودفاع کیا۔

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے قلوب کو آپ کی محبت پر جمع کر دیا، جس کے مناظر جنازہ کے موقع پر دیکھے گئے، جب طالبانِ علم وحرمین شریفین کے فقراء، امت کے رہنما و دانش ور، سبھی محبت کے جذبہ میں یکساں تھے اور فقراء وطلباء، محتاج ومعذور، بیوہ ویتیم سبھی آہ وبکا کرتے نظر آئے۔بے شک ان کی وفات سے پوری امت مسلمہ اور علم کا بہت بڑا خسارہ ہوا''---

ڈاکٹر سید ربیع دحلان کا یہ مضمون معمولی حذف واضافہ کے بعد اسی روز، یعنی ۳ رنومبر کو ''عکاظ'' میں ''رحمك الله ايها العالم الجليل ''عنوان سے شائع ہوا۔

ڈاکٹر عبدالعزیز احمد سرحان کا ایک طویل کالم پر مشتمل مضمون '' و رحل عالم مكة المكرمة الكبير ''الندوة کے اس شمارہ کے صفحہ ۱۹ر پر تیسری وآخری تحریر ہے، آپ نے لکھا:

''میں سید محمد علوی مالکی کو ان کے سن بلوغ سے جانتا ہوں، جب

چالیس برس قبل میں مدرسہ فلاح مکہ مکرمہ محلہ شبیکہ میں زیر تعلیم تھا، جہاں ان کے والد سید علوی بن عباس مالکی کے علاوہ شیخ محمد نور سیف [۱۲۸] اور شیخ محمد عربی تبانی [۱۲۹] ہمارے مشترکہ استاذ تھے اور یہ مڈل و میٹرک دورِ تعلیم کی بات ہے۔ ہم مدرسہ کے علاوہ مسجد حرم کے حلقات دروس میں بھی ان اساتذہ سے استفادہ کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔

اہلِ مکہ کے ہاں سید محمد مالکی کو خاص احترام وتوقیر حاصل تھی۔ آپ کا گھر تعلیم وتعلم کی شمع تھا، جہاں اہلِ مکہ ان کے دروس میں شمولیت کے ہمیشہ شائق رہے۔

میں جب ملاقات کے لیے جاتا تو مجھے اپنے قریب کھینچ کر حاضرین مجلس سے فرماتے:

''یہ فلاحی ہیں، میرے والد سید علوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ہیں''---

اس موقع پر ہمارے دوست شیخ محمد نور قاری بھی موجود ہوتے۔ اب آپ کی وفات سے ناگہانی صدمہ کا سامنا ہے اور جدائی کا شدید رنج والم غالب ہے۔ مالکی گھرانہ علم وادب کا منار نیز دعوتی عمل میں تاریخی حیثیت اختیار کر چکا ہے، جس کے دروازے طلباء اور محبت کے قائلین کے لیے ہمیشہ وا رہے''---

ڈاکٹر سرحان کے اس مضمون کی آخری کچھ عبارت یہ ہے:

اللھم بقدر حبه فيك و في نبيك محمد صلى الله عليه و سلم اجمع يا الله اخانا و معلمنا و عالمنا السيد محمد علوى المالكى بالحبيب المصطفى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم---

عکاظ

شمارہ ۳۰/ اکتوبر ۲۰۰۴ء

''مكة تودّع الشيخ محمد علوى المالكى'' عنوان سے خبر اس شمارے کے صفحہ اوّل کے نصف آخر سے شروع اور پھر اندرونی صفحات پر مشتمل ختم ہوتی ہے، جہاں

صفحہ ۳۶ و ۳۷ مکمل طور پر سید محمد مالکی سے متعلق ہیں۔ یہ خبر الوداعی سفر کی تفصیلات بارے ہے، جسے مکہ مکرمہ سے فالح ذیبانی نے قلم بند کیا اور حسن قربی نیز صالح باھبری نے تصاویر تیار کیں۔ فالح ذیبانی نے لکھا:

''آپ نے ۶۳ برس کی عمر میں شوگر کی مقدار بڑھ جانے کے باعث جمعہ کی صبح وفات پائی، جس پر دوستوں، شاگردوں و محبین کو اچانک صدمہ کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کی خوبیوں میں سے تھا کہ دوسروں کی رائے کا احترام اور درگزر سے کام لیتے۔ عکاظ کے نمائندہ کی حیثیت سے ہم ان کے گھر پہنچے، جہاں یہ خبر سن کر آپ کے احباب جمع ہو چکے تھے، ہم نے ان میں سے بعض کے تاثرات حاصل کیے:

- انجینئر محمد عبداللہ آل زید الشریف نے اس مناسبت سے کہا:

''میرے جیسا آدمی ان کے اوصاف کہاں تک بیان کر پائے گا، ہاں! آپ نے ہمیں اعلیٰ آداب و اخلاق اپنانے کا سبق دیا نیز محبت مصطفیٰ ﷺ پر مطلع کیا۔ آپ کے دروس خیر و بھلائی کا پیغام ہوتے اور اعتدال کا راستہ اپنانے کی ترغیب دیا کرتے۔ آپ نے محبت پھیلانے کا درس آخری لمحہ تک جاری رکھا۔ میں جب سے انھیں جانتا ہوں، آپ کی ذات سے خیر و بھلائی اور احسان ہی دیکھا۔ انھوں نے ہمیں تعصب اور نفسانی خواہشات سے دور رہ کر حق کے لیے لڑنا سکھایا''---

- سید محمد امین عطاس نے کہا:

''مرحوم کے ساتھ میرے تعلقات پچپن برس قبل استوار ہوئے، جو آگے چل کر رشتہ داری میں بدل گئے اور میرے بیٹے کی شادی آپ کی دختر سے ہوئی۔ اس سارے عرصہ میں آپ سے خیر و بھلائی کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا۔ جب اسپتال میں تھے تو ملاقات کے لیے حاضر ہوا، پھر وفات کی خبر سننا پڑی''---

- ڈاکٹر ابراہیم محمد رئیس، جو سید محمد مالکی کے بھانجا ہیں، انھوں نے کہا:

''میں وفات سے دو گھنٹہ قبل آپ کی خدمت میں حاضر تھا، تب صحت مند

نظر آرہے تھے، لیکن اللہ کے حکم کو کون ٹال سکتا ہے۔ امت مسلمہ ایک عالم جلیل سے محروم ہو گئی۔ انھوں نے سنتِ نبوی پر متعدد کتب تالیف کیں جو معروف و متداول ہیں''---

● شیخ محمد حسن فلاتہ، جو آپ کے شاگرد ہیں، انھوں نے بتایا:

''میں پچیس برس قبل متعارف ہوا، پھر ان سے تعلیم و تربیت پائی، میں نے انھیں مشفق باپ اور مربی و شفیق استاذ پایا اور حق یہ ہے کہ ان کی وفات امت مسلمہ کے لیے گہرا زخم ہے۔ میں مسجد حرم میں آپ کے دستر خوان پر روزہ افطار کیا کرتا۔ اب اسپتال میں داخل کیے گئے تو خدمت میں حاضر ہوا، جہاں چوتھی منزل میں تھے اور جمعرات کو اذانِ مغرب سے چند منٹ قبل تک وہاں موجود رہا، پھر مجھے دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ تب خوش باش تھے اور اپنے والد گرامی کے اخلاق و صفات پر گفتگو کرتے رہے''---

● سامی بن فواد رضا نے کہا:

''ان کے ساتھ ہمارے تعلقات قدیم تھے، جنھیں آپ نے رشتہ داری میں بدل دیا۔ وہ اسلامی دنیا کے اکابر علماء میں سے تھے۔ اس موقع پر میں پوری امت اسلامیہ کو تعزیت پیش کرتا ہوں۔ آپ عالمِ باعمل اور ولی کامل تھے اور تمام عمر جہاد کی سی کیفیت میں بسر کی''---

● محمد بلخی، جو آپ کے بھانجا ہیں، انھوں نے کہا:

''آج مکہ مکرمہ میں علم کے ستونوں میں سے ایک ستون گر گیا۔ آپ سنت کے داعی تھے اور اللہ تعالیٰ نے انھیں فضیلت کے مہینا میں وفات کی سعادت عطا کی۔ جب اسپتال سے فارغ ہو کر گھر آئے تو بالکل صحت مند تھے، تب عزیز و اقارب نیز احباب و شاگردوں سے عام ملاقات کی اور صحت مند ہونے پر جشنِ بہاراں کا سا سماں تھا۔ پھر یکا یک ہم اخلاقیات اور اسلامی آداب کے

ایک اہم مرجع سے محروم ہو گئے'' ---

عکاظ ۳۰ راکتوبر کے صفحہ ۳۶ پر ہی دوسری تحریر بھی فالح ذیبانی کے قلم سے ہے، جس میں انھوں نے سید محمد مالکی مرحوم کے خادمِ خاص شیخ فرید ابوزیبہ سے زندگی کے آخری لمحات بارے معلومات حاصل کر کے تین کالم میں پیش کیں۔ شیخ فرید تیرہ برس تک دن رات آپ کی خدمت میں رہے، انھوں نے بتایا:

''رات سوا ایک بجے رفیع اسپتال کی چوتھی منزل سے گھر روانہ ہوئے تو آپ کی صحت بالکل درست تھی اور ہشاش بشاش نظر آ رہے تھے۔ میں ان کی معیت میں وہاں سے گھر آیا، جہاں مجلس میں تشریف فرما ہوئے، تب مقربین و خواص کا بڑا حلقہ بندھ گیا، پھر خود حاضرین کو اپنی صحت بارے مطمئن کیا، تا آں کہ اڑھائی بجے سب کو رخصت کیا، لیکن تین بجے مرض پھر عود کر آیا اور ساڑھے تین بجے دوبارہ رفیع اسپتال پہنچائے گئے، اب تھوڑی ہی دیر بعد وہاں سے آپ کا جسد بغیر روح کے واپس آیا۔

آپ کا شوگر لیول بڑھ گیا تھا، لیکن جب ڈاکٹروں نے پہلی بار اسپتال سے رخصت کیا تو ہم سب خوش تھے۔ اس وقت ڈاکٹر مُصِر تھے کہ احتیاطی طور پر مزید چوبیس گھنٹے اسپتال میں ہی رہیں، لیکن انھوں نے گھر جانے کو ترجیح دی۔ آپ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ میں طلباء کے درمیان موت کی تمنا رکھتا ہوں لہٰذا آج بھی ڈاکٹر سے کہا، میں اپنے گھر طلباء کے پاس جانا چاہتا ہوں'' ---

''العلماء و المثقفون و الاصدقاء یتذکرون ما قدمه المالکی'' کے عنوان سے صفحہ ۳۶ رپر تیسری و آخری تحریر ہے، جو مشاہیر کے تاثرات پر مبنی اور یہ جدہ شہر و مکہ مکرمہ کی شخصیات سے سید معتوق، محمد داؤد اور معتوق شریف نے جب کہ سعودی عرب کے تیل سے مالا مال مشرقی صوبہ کے شہر دمام سے محمد عنزی نے حاصل کیے:

- سعودی عرب میں شیعہ علماء کے سرخیل و مشرقی صوبہ کے باشندہ شیخ حسن صفار

نے کہا:

"آپ کے گھر کا دروازہ تمام مسلمانوں کے لیے کھلا تھا۔ وہ سب کا استقبال فراخ دلی، اعلیٰ اخلاق اور محبت سے کیا کرتے۔ کسی سے اختلاف رائے کے باوجود ان کا دل معاندانہ جذبات سے پاک تھا۔ آپ عشقِ رسول ﷺ نیز اہلِ بیت سے محبت میں فنا کی آخری حد پر تھے۔ ان کی مجالس میں جمیع اسلامی مذاہب، سنی و شیعہ کے علماء و فضلاء موجود ہوتے، اسی باعث لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبت گھر کر گئی۔ انھوں نے کئی اقوام و نسلوں کو علم سے آراستہ، نیز خیر و بھلائی کی جانب راغب کیا"---

- محمد محفوظ جو قلم کار ہیں، انھوں نے کہا:

"بے شک وفات سے دینی و قومی امور میں ایک بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے اور اب اس بات کی اہمیت دو چند ہو گئی کہ ہم ان کے علمی ترکہ کو محفوظ کرنے کا خاص اہتمام کریں"---

- ڈاکٹر حسن سفر گویا ہوئے:

"آپ علم حدیث اور محدثین، بالخصوص امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کے خصوصی ماہر تھے۔ آپ نے انسان تالیف کیے، ان کی وفات کی صورت میں امت اسلامیہ و عرب دنیا کا بہت بڑا نقصان ہوا۔ انھوں نے متعدد رسائل و کتب یادگار چھوڑیں، جو قرآن و حدیث سے دلائل پر مبنی اور ہر طبقہ کے لوگوں کے لیے مفید و لائق مطالعہ ہیں"---

- نجیب خنیزی، جو قلم سے وابستہ ہیں انھوں نے کہا:

"میں عکاظ کے توسط سے وفات پر مطلع ہوا اور یہ خبر میرے لیے صدمہ و غم لے کر آئی۔ آپ نے اسلامی فکر پر گہرے نقوش یادگار چھوڑے"---

- مدرسہ صولتیہ کے منتظم مولانا ماجد کیرانوی نے کہا:

''آپ ہمارے احباب میں سے تھے، مدرسہ صولتیہ سے اس گھرانہ کا گہرا تعلق آپ کے دادا مرحوم کے زمانہ سے استوار چلا آرہا ہے۔ ان کی وفات سے علم اور اہلِ علم دونوں کا خسارہ ہوا۔ وہ ماضی قریب میں مکہ مکرمہ کے جلیل القدر علماء میں سے تھے اور متعدد علوم کے علاوہ لاتعداد اہم تاریخی واقعات انھیں ازبر تھے۔ آپ نے رابطہ کے عمل کو خاص اہمیت دی، لہٰذا دنیا بھر سے مکہ مکرمہ حاضر ہونے والے اہل علم سے ملاقات کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ آپ کے شاگرد ہر جگہ موجود ہیں، بالخصوص مراکش وانڈونیشیا میں فروغِ تعلیماتِ اسلامیہ کی بھرپور سعی کی۔ اس پر مزید یہ کہ متعدد کتب تالیف کیں۔ وہ اعلیٰ درجہ کے ذہین تھے اور علم کی کسی ایک صنف میں مہارت تک محدود نہ تھے، بلکہ علوم کا سمندر تھے''---

صفحہ ۳۷ پر کل چھ تحریریں ہیں، جن میں پہلی سید محمد بن علوی مالکی کے اس مختصر خطاب کا متن ہے، جو دوسرے قومی مکالمہ کانفرنس کے موقع پر ولی عہد شہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز ال سعود کے روبرو کیا۔

''خصوم المالکی و انصاره، اطیاف مستمرة لاثراء حیاتنا الثقافیة'' عنوان سے پانچ کالم پر مشتمل ڈاکٹر سعید سریحی کا مضمون اس صفحہ کی دوسری تحریر ہے، جس میں انھوں نے آپ کی مخالفت وموافقت میں فریقین کی لکھی گئی کتب کا ذکر کیا ہے۔ آغاز میں ہے:

''ہماری فکری وثقافتی زندگی میں سید محمد علوی مالکی طرح کی دوسری کوئی شخصیت نظر نہیں آتی، جن کی تائید وتردید میں اتنا کچھ کہا و لکھا گیا۔ اگر ایک طرف ان کے خلاف متعدد کتب لکھی گئیں تو دوسری جانب تائید میں لکھنے والے بھی کچھ کم نہیں''---

اس تمہید کے بعد سعید سریحی نے ان کتب کے ناموں کی فہرست و دیگر معلومات دیں اور مضمون کے آخر میں لکھا:

''اگر گزشتہ ایام کا یہ تقاضا وضرورت تھی کہ سید محمد مالکی کے ہاں زیر بحث

موضوعات پر جانبین اپنا مؤقف بیان کریں تو موجودہ دور کا تقاضا ہے کہ ان موضوعات پر نظر ثانی کی جائے اور گزشتہ روش سے اہلِ علم کے درمیان جو حدت کی کیفیت پیدا ہو گئی، اس میں کمی لائی جائے۔ کیوں کہ سید محمد مالکی کی وفات سے یہ اختلافات ختم نہیں ہو گئے''---

ہاشم بجدلی کے قلم سے ''اعتراف بالتعدد و دعوة الى التسامح'' اس صفحہ کی تیسری تحریر اور چار کالم میں ہے۔ مضمون نگار نے چند ہی ماہ پہلے مرحوم سے عکاظ کے لیے انٹرویو لیا تھا، اب وفات کے پس منظر میں یہ مضمون قلم بند کیا، جس میں بتایا:

''سید محمد مالکی نے کثرتِ مصروفیات کے باوجود مجھے انٹرویو دیتے ہوئے وقت دینے میں بڑی فیاضی کا مظاہرہ کیا۔ یہ انٹرویو جس کے لیے مجھے اخبار کے ذمہ داران نے کہا تھا، آج ایک حسین و یادگار ملاقات کے طور پر میرے ذہن تک محدود ہو گیا ہے۔ انٹرویو کے دوران اگر کسی سوال کے جواب کا وقت تنگ پڑ گیا تو آپ نے موقع ملنے پر اس کا تحریری جواب عطا کیا۔ اب ان لمحات کی فقط حسین یادیں ہی میرے پاس رہ گئی ہیں اور اس بات کا اعتراف کہ وہ دوسروں کی آراء کا احترام کرنے والے، درگزر کے جذبہ سے سرشار نیز اپنے ارادوں کے ساتھ مخلص تھے۔ آپ معاملات میں عظیم و جمیل اور انتہا پسندی کے نتائج پر مطلع کرنے والوں میں سے تھے۔ اس مختصر تحریر میں ان کے بارے سب کچھ لکھ دینا ممکن نہیں''---

چوتھی تحریر ''الفقید فی سطور'' عنوان سے تین کالم میں ہے، جس میں سوانحی خاکہ قارئین کی نذر کیا گیا اور یہ عکاظ والوں نے خود ہی مرتب کیا۔ اس میں ہے کہ مرحوم کی تصنیفات سو کے قریب ہیں، پھر پانچ اہم کتب کے نام دیے گئے، جن میں ''منهج السلف فی فهم النصوص'' شامل ہے۔ آخر میں بتایا گیا کہ ان کے احوال و آثار پر زہیر جمیل کتبی کی کتاب ''المالکی عالم الحجاز'' مطبوع ہے۔

پانچویں تحریر "مشائخ المالکی" عنوان سے دو کالم میں، اور یہ بھی عکاظ کے شعبہ معلومات نے مرتب کی، جس میں سید محمد مالکی کے بعض اساتذہ کے ناموں کی فہرست دی گئی ہے۔

عکاظ ۳۰ راکتوبر کے صفحہ ۳۷ پر چھٹی و آخری تحریر "من مؤلفات المالکی" دو کالم میں ہے، یہ بھی اخبار کے شعبہ معلومات کی پیش کش ہے اور یہ بائیس اہم تصنیفات کے ناموں کی فہرست ہے، جن میں زبدة الاتقان فی علوم القرآن، الانسان الکامل، الذخائر المحمدیة شامل ہیں۔ اس صفحہ کے خاتمہ پر اعلان واطلاع ہے کہ "عکاظ" جلد ہی سید محمد مالکی کی خدمات کے بعض مخفی گوشوں پر خصوصی اشاعت پیش کرے گا۔

عکاظ ۳۰ راکتوبر کے ہی ایک اور ایڈیشن کے صفحہ ۶ پر اس بارے مزید چار تحریریں موجود ہیں۔ ان میں ایک فالح ذیبانی کی مرتب کردہ "تشییع جنازة الشیخ المالکی الی مقبرة المعلاة" ہے، جس میں الوداعی سفر کی روداد بیان کی گئی۔ اس میں ہے:

"ہزاروں معتمرین و طالبانِ علم نے مسجد حرم میں نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔

نماز و تدفین نیز تعزیت میں شامل ہونے والے افراد میں ایک بات یکساں طور پر واضح تھی کہ سبھی اس سانحہ سے دلی صدمہ محسوس کر رہے تھے۔ آپ کا جسد ایمبولینس گاڑی کے ذریعے گھر سے مسجد حرم اور پھر قبرستان لے جایا گیا، اس دوران ہر مرحلہ پر ازدحام دیکھنے میں آیا، جسے پولیس وغیرہ امن عامہ کے افراد نے بخوبی سنبھالا۔

قبرستان میں تدفین کے دوران مختلف محکموں کے متعدد اعلیٰ ذمہ داران موجود رہے۔ ان میں مکہ مکرمہ ریجن کی پولیس کے سربراہ میجر جنرل علی حباب نفیعی، مکہ مکرمہ کی مقامی پولیس کے سربراہ میجر جنرل عتیق حربی، سوشل ویلفیئر مکہ مکرمہ ریجن کے سربراہ ڈاکٹر احسان طیب، محکمہ تعمیراتِ عامہ کے نمائندگان احمد بایزید و جمال حریری نیز ایوانِ صنعت و تجارت مکہ مکرمہ کے جنرل سیکرٹری عبداللہ تجار شاہی شامل تھے"---

"اللحید ان مستعید اً لقاء ہ بالمالکی" عنوان سے جدہ کے معتوق الشریف کی

مرتب کردہ تین کالم پر مشتمل اس صفحہ کی دوسری تحریر ہے، جو مرحوم سید مالکی بارے وزارت عدل میں مشیر شیخ صالح لحیدان کے تاثرات پر مبنی ہے۔انھوں نے بتایا:

''میں ۱۴۱۹ھ کو مسجد حرم میں رکن یمانی کے قریب جرح وتعدیل کے موضوع پر درس دے رہا تھا کہ خاتمہ پر حسب معمول حاضرین اس مناسبت سے سوال کر رہے تھے۔اس مرحلہ پر شیخ مالکی اوران کے تین ساتھی بھی وہاں تھے، جن میں سے ایک کا نام محمد بن بکر ھوساوی ہے، انھوں نے بھی اس مناقشہ میں حصہ لیا، بعد ازاں ہمارے درمیان فون پر رابطہ رہا اور مختلف موضوعات پر تبادلہ آراء ہوئے۔اس دوران میں نے جانا کہ آپ علم پر حریص، اسماء الرجال کے ماہر، بحث کے موقع پر دوسروں کا موقف تحمل وبردباری سے سننے والے، اخلاقِ فاضلہ کے مالک اور متواضع شخصیت تھے''---

رفیع اسپتال میں ڈاکٹروں کے جس بورڈ نے سید محمد مالکی کا علاج کیا، اس کے سربراہ ڈاکٹر حلمی جندی تھے۔عکاظ کے نمائندہ ہانی لحیانی نے ڈاکٹر جندی سے اس بارے معلومات حاصل کرکے''الطبیب الذی اشرف علٰی حالۃ المالکی ''عنوان سے مرتب کیں، جو اس صفحہ کی تیسری تحریر ہے۔ڈاکٹر حلمی جندی نے بتایا:

''پرسوں جب شیخ محمد علوی مالکی کو دوبارہ اسپتال لایا گیا، تو ہنگامی حالات کی کیفیت نمایاں ہو گئی۔مختلف امراض کے ماہرین ڈاکٹر نے فوری طور پر ضروری ٹسیٹ لیے۔اس وقت آپ دل کے مقام پر درد کی تکلیف محسوس کر رہے تھے۔ معائنہ کے بعد معلوم ہوا کہ شوگر لیول نیز کولیسٹرول کی مقدار زیادہ ہیں۔تب ہم نے دل کی دھڑکنیں معمول پر رکھنے کے لیے متعلق آلات استعمال کیے۔یہ تدبیر وعلاج جاری تھا کہ ہماری تمام تگ ودو رائیگاں جانے کے آثار نمایاں ہونے لگے، تب اذان کی آواز سنائی دینے لگی، اسی دوران حرکت قلب رک گئی''---

ڈاکٹر جندی نے مزید بتایا:

''زندگی کے آخری لمحات تک مسلسل ذکر اللہ نیز دعا میں مصروف رہے، بلکہ آپ کا معمول تھا کہ علاج کے دوران طبی عملہ کو دعاؤں سے نوازتے رہتے۔ آخری لمحات انتہائی متاثر کن تھے اور چہرہ سے نورانیت ٹپک رہی تھی''---

''المقربون یعبرون عن مآثر الفقید عبر تشییعه'' عنوان سے عکاظ، ۳۰ را کتوبر کے صفحہ چھ پر چوتھی و آخری تحریر ہے، جس میں آپ کے مقربین سے اس سانحہ بارے تاثرات جمع کر کے پیش کیے گئے ہیں، جو مکہ مکرمہ سے فالح ذیبانی و سلمان سلمی اور جدہ سے سعید معتوق، محمد داود، معتوق شریف نے حاصل کیے:

- مسجد حرم مکی کے مؤذن شیخ علی ملا نے کہا:

''مالکی گھرانہ سے میرا تعلق اس وقت سے استوار ہے، جب میں پرائمری سکول میں زیرِ تعلیم تھا اور مسجد حرم میں آپ کے والد سید علوی مالکی کے حلقہ درس میں شمولیت کا شوقین تھا۔ بعد ازاں اسی مقام پر ان کے فرزند سید محمد مالکی نے تدریس کے سلسلہ کو آگے بڑھایا، بلکہ آئندہ دنوں میں انھوں نے اپنے گھر کو بھی درس گاہ کی شکل دے دی''---

- شیخ جابر مدخلی نے کہا:

''علم کے میدان میں مرحوم کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع تھا، لوگوں کو امورِ دین پر آگاہی و حصولِ علم کے لیے انھوں نے مدرسہ قائم کیا''---

- ڈاکٹر اسامہ البار، جو حج سے متعلق امور پر تحقیق کے لیے قائم انسٹی ٹیوٹ ''معهد خادم الحرمین الشریفین للابحاث الحج'' کے پرنسپل ہیں، انھوں نے کہا:

''شیخ محمد علوی علم حدیث کے خصوصی ماہرین میں سے تھے۔ آپ نے آخر عمر میں اپنے گھر اور ذات کو تدریس کے لیے کلی طور پر وقف کر دیا، جہاں پوری اسلامی دنیا سے بکثرت طلباء ان کی خدمت میں حاضر ہوتے''---

- مکہ مکرمہ کے مشہور علمی گھرانہ کے فرد صالح جمال نے کہا:

''میرے والد اور سید محمد مالکی کے والد کے درمیان باہمی احترام اور مؤدت کے گہرے تعلقات تھے۔ آپ کی اچانک وفات ایک بڑا صدمہ ہے، اہل مکہ اور شاگردوں وطالبانِ علم نے انھیں کھودیا''---

● ڈاکٹر فواد حمدی نے کہا:

''سید محمد مالکی اکابر علماءِ ابرار و علماء حجاز میں سے تھے۔ یوں ہی آپ کے والد و دادا بھی جلیل القدر علماء میں سے تھے۔ دنیا بھر کے مختلف علاقوں سے بکثرت طلباء نے مرحوم سے تعلیم پائی۔ ہماری دعا ہے کہ ان کے شاگردوں میں سے کوئی ایسا ہو، جو ان کے سلسلہ کو آگے بڑھا سکے''---

● فیصل مراد رضا نے کہا:

''آپ ہمارے اساتذہ میں سے تھے۔ مالکی گھرانہ کے ساتھ ہمارے تعلقات ان کے دادا کے زمانہ سے ہیں۔ آپ اس دور میں مکہ مکرمہ کے بڑے عالم تھے۔ ان کے ہاں صرف علم ہی نہیں، ادب و احترام کا بھی درس دیا و سکھایا جاتا۔ اس موقع پر میں اہل مکہ نیز پوری امت اسلامیہ کو تعزیت پیش کرتا ہوں، کیوں کہ آپ نے مکہ مکرمہ ہی نہیں دنیا کے تمام ممالک میں علم کی اشاعت کی''---

شمارہ ۳۱/ اکتوبر ۲۰۰۴ء

محمد احمد حسانی کا مضمون ''فی رثاء صاحب الفضیلة'' عکاظ کے اسی شمارہ کے صفحہ ۸/ پر ایک طویل کالم میں ہے۔ آپ نے لکھا:

''ان کی وفات کی خبر سن کر مجھ پر یادوں کے دریچے وا ہو گئے اور میرا ذہن طویل عرصہ پیچھے جھانکنے لگا، جب آپ کے والد نے وفات پائی تھی، جو اپنے دَور کے مشہور محدث تھے۔ پھر وقت اپنی رفتار سے آگے بڑھتا رہا اور آج چونتیس برس بعد ان کے فرزند چل بسے۔

مجھے وہ لمحات یاد ہیں، جب لوگوں کا جم غفیر آپ کے والد کے جنازہ

کے ہمراہ تھا اور اس اجتماع کا ایک سرا قبرستان المعلیٰ پہنچ چکا تھا، جب کہ دوسرا مسجد حرم میں تھا اور طالب علم، تاجر یا معاشرہ کا کوئی فرد ایسا نہ بچا تھا جو اس جنازہ کی معیت میں شامل نہ ہوا ہو اور اب یہی صورت ان کے فرزند سید محمد مالکی کے جنازہ پر دیکھنے میں آئی، جب قبرستان المعلیٰ اور اردگرد کے علاقے لوگوں سے کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے اور اس عالم جلیل کی وفات پر غم گین وغیر طبیعی نظر آئے۔

پھر مجھے ایک اور واقعہ یاد آیا، جب سید محمد مالکی جامعہ ازہر قاہرہ میں پی ایچ ڈی کر رہے تھے تو ان کے بعض ازہری اساتذہ نے ذہانت و قابلیت دیکھتے ہوئے کہا تھا کہ آپ علم میں ہم سے بڑھ کر ہیں۔ پھر آپ کی عمر تیس برس بھی نہ ہوئی تھی کہ اعلیٰ درجہ میں پی ایچ ڈی کر چکے تھے۔

آپ والد گرامی کی وفات کے بعد مسجد حرم میں ان کی جگہ حلقہ درس منعقد کرنے لگے۔ تب میں ''الندوۃ'' اخبار سے وابستہ تھا اور ہمارے دوست ڈاکٹر عبد اللہ محمد حریری ان دنوں ام القریٰ یونی ورسٹی میں اعلیٰ سطح کی تعلیم حاصل کر رہے تھے، جو اس اخبار کے قلمی معاون تھے۔ ایک روز سید محمد مالکی نے ڈاکٹر حریری کے ہاتھ مجھے ایک رقعہ ارسال کیا، جس میں لکھا کہ آپ اخبار میں مسجد حرم کی انتظامیہ کے نام ایک تجویز شائع کریں، جس میں کہا گیا ہو کہ موسم گرما کے ماہِ رمضان کے دوران مسجد حرم میں نمازِ عصر کی ادائیگی آدھ گھنٹہ تاخیر سے کی جائے، تاکہ عصر و مغرب کے درمیان وقت کم ہو اور اس دوران وہاں پر جو حلقاتِ درس منعقد ہوتے ہیں، ان کی تکمیل کے ساتھ ہی علماء و شرکاء وہیں پر روزہ افطار کر کے نمازِ مغرب ادا کر سکیں''۔۔۔

محمد حسانی لکھتے ہیں:

''سید محمد مالکی کی تحریک پر میں نے یہ موضوع اخبار میں اٹھایا اور موازنہ کرتے ہوئے لکھا کہ ماہِ رمضان میں مسجد حرم میں عشاء کی اذان پر

آدھ گھنٹہ کی تاخیر کی جاتی ہے تا کہ لوگ مغرب ادا کرنے کے بعد گھر جا کر کھانا تناول کر کے نمازِ عشاء کی ادائیگی کے لیے بآسانی واپس آسکیں۔ یوں ہی نمازِ عصر کے لیے بھی نصف گھنٹہ تاخیر لابدی ہے۔ اس تجویز پر کسی ذمہ دار نے اس وقت توجہ نہ دی لیکن بعدازاں اس پر عمل کیا گیا، لیکن تب سید محمد مالکی مسجد حرم میں تدریس کا سلسلہ ترک کر چکے تھے۔

عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ علماء جب اس دنیا سے اُٹھ جاتے ہیں تو اکثر کی اولادیں ان کے مشن کو آگے نہیں بڑھا سکتیں اور اپنے اوپر آنے والی ذمہ داریوں کے اہل ثابت نہیں ہوتے۔ لیکن سید محمد مالکی کو ہم نے دیکھا کہ اپنے والد کے حقیقی جانشین ثابت ہوئے، بلکہ ان سے بھی کہیں بڑھ گئے اور انھی کی طرح ہم میں اپنی یاد باقی چھوڑ گئے''---

صفحہ ۳۲ رکا چوتھائی حصہ جلی قلم سے لکھے گئے اس تعزیتی اشتہار پر مشتمل ہے، جو استاذ مصطفیٰ فواد علی رضا اور ان کے فرزند عبدالرؤف نے دیا، جس میں وفات پر رنج والم کا اظہار نیز مرحوم کے لیے دعائیہ کلمات لکھے ہیں۔

ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی کا دو کالم پر مشتمل تعزیتی بیان عکاظ ۳۱ راکتوبر کے صفحہ ۳۷ پر موجود اس موضوع کی تین تحریروں میں سے ایک ہے، جو صفحہ کی پیشانی پر درج اور یہ حصہ رنگین و نمایاں ہے۔ آپ نے گہرے رنج کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

''ہم نے علماءِ امت میں سے ایک عالم، فقہاء میں سے ایک فقیہ اور مکہ مکرمہ کی اہم شخصیات سے ایک کو کھو دیا۔ انھوں نے طلباء و علماء کی عالم گیر خدمت کے علاوہ حدیث وفقہ اور دعوتِ اسلامیہ پر متعدد مؤلفات یادگار چھوڑیں۔ ان کی تبلیغی سرگرمیوں کا دائرۂ عمل عرب دنیا کے مغربی کونہ سے مشرق تک پھیلا ہوا تھا، جب کہ انڈونیشیا و مصر میں بطورِ خاص تعلقات وخدمات تھیں۔

آپ نے جو فرزندان ہم میں چھوڑے نیز ان کے بھائی سید عباس مالکی

کے بیٹے، سب کے سب آپ کے شاگرد اور علمی خدمات کو جاری رکھنے کے بجا طور پر اہل ہیں۔ بلاشبہ آپ کی وفات ایک بڑا سانحہ ہے، جس کی وجہ سے ہم سب کو شدید درد ملا۔ لیکن اس موقع پر میں انا للّٰہ و انّا الیہ راجعون اور و لا حول و لا قوۃ الّا باللّٰہ العلی العظیم کے علاوہ کچھ نہیں کہہ پا رہا۔ ہاں تمام اہل خانہ اور پورے وطنِ عزیز نیز اسلامی دنیا، آپ کے شاگردوں، فرزندان اور بھائی کو دلی تعزیت پیش کرتا ہوں"۔۔۔

ڈاکٹر فواد محمد عمر توفیق کا مضمون "محمد علوی مالکی، إناء علم، و کلمة خیر" اس صفحہ کی دوسری تحریر، ایک نمایاں کالم میں ہے۔ اس کے آغاز میں مرحوم کے لیے دعائیہ کلمات ہیں، پھر لکھا:

"مجھے وہ دن یاد آ رہا ہے، جب سید محمد مالکی اور ان کے بھائی سید عباس مالکی میرے گھر تشریف لائے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میری امت میں خیر و بھلائی کا عمل قیامت تک باقی رہے گا"۔۔۔

اہل مکہ میں یہ کام جاری ہے اور امید ہے کہ سید محمد مالکی جیسی شخصیات یہاں پیدا ہوتی رہیں گی اور تسلسل قائم و برقرار رہے گا۔ خیر و بھلائی کا عمل کسی مال و دولت کے ساتھ مقید و مربوط نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ جب بندوں کی بھلائی چاہتا ہے تو انھی میں بعض کی زبانیں اور دل محبت سے بھر دیتا ہے، پھر ان کی مجالس کلماتِ خیر، حلاوتِ ایمان اور روح کی غذا ثابت ہوتی ہیں اور ان مجالس میں ملائکہ شریک ہوتے ہیں۔

"المقربون من الفقید یواصلون الحدیث عن مآثرہ" عنوان سے چھ کالم پر مشتمل یہ اس صفحہ کی تیسری و آخری تحریر ہے، جس میں چند متعلقین کے تاثرات پیش کیے گئے ہیں، جو نمائندہ "عکاظ" نے حاصل کیے:

● شیخ محمد اسماعیل زین نے کہا:

''آپ کی شخصیت گویا ایک فرد میں امت پنہاں تھی۔ میں آپ کے بچپن سے جانتا ہوں، وہ ایک عظیم انسان اور اسلام کے مبلغ تھے۔ مجھے بھرپور محبت سے نوازتے اور اس قدر تواضع سے پیش آتے کہ میں شرمندگی محسوس کیے بغیر نہ رہتا''---

- شیخ محمد عمیر نے کہا:

''آپ کی رحلت سے امت مسلمہ ایک معتدل مزاج عالم سے محروم ہوگئی۔ وہ اسلام کے اصل سرمایہ کے محافظ، بیدار مغز، فعال اور دوسروں کا احترام کرنے والے تھے۔ ان کی پوری زندگی دین ووطن کی خدمت میں فنا رہی''---

- شیخ حسن نمر نے کہا:

''آپ علم وتقویٰ نیز امت ووطن کی ذمہ داری محسوس کرنے کے باعث دیگر علماء میں ممتاز تھے۔ آپ اسلامی فکر وثقافت کی علامت تھے اور ہر اس موقع پر موجود پائے گئے جہاں امت مسلمہ کے دفاع کی ضرورت ہوتی۔ گزشتہ ماہ رجب میں ہمارے درمیان ملاقات ومیزبانی کا وقت طے تھا، لیکن بعض وجوہ سے اس پر عمل نہ ہوسکا۔ اس دوران ہماری کوشش وخواہش رہی کہ انھیں سعودی عرب کے مشرقی صوبہ میں اپنے ہاں آنے کی دعوت دیں لیکن آج آپ کی وفات نے ہمیں ایسا کرنے سے ہمیشہ کے لیے روک دیا''---

عکاظ ۳۱ راکتوبر کے ہی ایک اور ایڈیشن کے صفحہ ۳۷ پر مکہ مکرمہ سے سلمان سلمی کی مرسلہ دوخبریں درج ہیں، جن میں سے ایک کا عنوان ''سمو النائب الثاني يعزي في وفاة المالكي'' ہے، جس میں اطلاع دی گئی کہ کل شام نائب دوم وزیراعظم ووزیر دفاع شہزادہ سلطان بن عبدالعزیز ال سعود نے بذریعہ فون مرحوم کے فرزندان سے بڑی گرم جوشی سے اظہار تعزیت کیا نیز ان کی مغفرت وبلندیٔ درجات کے لیے دعا کی۔

دوسری خبر ''امام المسجد الحرام يعزي في المالكي'' عنوان سے ہے، جس میں بتایا گیا کہ مسجد حرم کے امام وخطیب نیز علماء سپریم کونسل کے رکن شیخ محمد السبیل،

گورنریٹ مکہ مکرمہ ریجن کے نمائندہ عبداللہ داؤد فائز، اعلیٰ تعلیم کے وزیر ڈاکٹر خالد عنقری، محکمہ ڈاک کے ملکی سطح پر جنرل مینجر ڈاکٹر محمد بنتن نے شیخ محمد علوی مالکی کی وفات پر ان کے فرزندان ودیگر عزیز واقارب سے تعزیت کا اظہار کیا ہے۔

شمارہ یکم نومبر ۲۰۰۴ء

عکاظ کے اس شمارہ کے صفحہ ۳۳ پر ایک تحریر "یختتم الیوم العزاء، و صهر المالکی یروی اللحظات الاخیرة من حیاته" چار کالم میں ہے، جو مکہ مکرمہ سے اخبار کے نمائندہ سلمان سلمی نے مرتب کر کے پیش کی، جس کے ساتھ چند تصاویر ہیں، جو صالح باھبری نے تیار کیں۔ اس ذریعے سید محمد مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے آخری لمحات کی تفصیلات نیز تاثرات قارئین تک پہنچائے گئے، جو مذکورہ نمائندہ نے مرحوم کے داماد نیز دیگر عزیزوں و شاگردوں سے حاصل کیے:

- آپ کے داماد ڈاکٹر سید محمد حسین عَیدروس سقاف نے بتایا:

"رات کو انھوں نے مجھ سے گفتگو فرمائی، اس موقع پر آپ کے فرزندان اور دیگر داماد نیز متعدد شاگرد اور بھائی سید عباس مالکی بھی موجود تھے، پھر ہم سب نے انھیں تنہا چھوڑ دیا تا کہ آرام کر سکیں۔ لیکن تھوڑی ہی دیر بعد ہمیں یہ اطلاع پا کر پھر واپس آنا پڑا کہ طبیعت دوبارہ بگڑ گئی ہے۔ چند ہی روز قبل جب ماہِ رمضان المبارک کا آغاز ہوا تو بالکل تن درست تھے اور بیماری کی کوئی واضح علامت ظاہر نہیں ہوئی تھی۔ وفات سے دو روز قبل اسپتال میں داخل تھے تو میں نیز آپ کی بیٹی اور ہمارا بیٹا، ملاقات کے لیے وہاں حاضر ہوئے تو ہم سبھی رونے لگے، تب ہمیں دلاسا و اطمینان دلاتے ہوئے فرمایا، الحمدللہ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ پھر اگلی ہی صبح شیخ سید امین عطاس اور ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی عیادت کے لیے گئے تو ان سے بھی معمول کے مطابق گفتگو کی، بعد ازاں صحت مند قرار دے کر اسپتال سے فارغ کیے گئے تو وہیل چیئر کے استعمال سے انکار کر دیا اور خود چل کر باہر تشریف لائے۔ پھر

گھر پہنچنے پر ہمیں بعض اشعار سنائے اور وفات کی رات ہم نے آپ کے آرام کی خاطر جانے کی اجازت طلب کی تو اس لمحہ بھی خوش باش نظر آ رہے تھے"---

● آپ کے بھانجا یاسر بلخی نے کہا:

"ہمارے ماموں تعلیم و تعلم اور دیگر مشاغل کثیرہ کے باوجود افرادِ خانہ اور اہلِ خاندان کے حقوق ادا کرنے سے کبھی غافل نہیں ہوئے۔ ہمارے احوال پر باخبر رہتے اور دکھ سکھ میں شریک ہوتے۔ بچوں کی خیریت اور ہماری مصروفیات پر مطلع رہتے اور ضرورت مند کی مدد نیز مشکلات دور کرنے میں تعاون کرتے"---

● آپ کے اہم مقرب و معتمد یونس محمد حسین نے بتایا:

"آپ سب کے دلوں سے قریب رہتے، ہر ایک کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے اور مخالفین کے ساتھ ادب و احترام کا معاملہ کرتے"---

● انتہائی اہم شاگرد شیخ سید عبداللہ فدعق نے کہا:

"مجھے سفر و حضر میں ان کے قریب رہنے کا موقع ملا اور آپ سے جملہ شرعی علوم نیز عربی لغت سے متعلق علوم پڑھے۔ آپ ترکی، جنوب مشرقی ایشیا نیز خلیجی ممالک میں متعدد دینی مدارس کے سرپرست تھے اور میں بارہا ان ممالک میں جاتے وقت ہمراہ تھا۔

آپ کا معمول تھا کہ فجر سے دو گھنٹہ قبل بستر چھوڑ دیتے، پھر نماز اور تلاوتِ قرآن مجید نیز اذکار پڑھتے۔ بعد ازاں کچھ دیر آرام کر کے صبح کے دروس کا آغاز کرتے، جن کا سلسلہ ظہر تک جاری رہتا۔ نمازِ ظہر کے بعد قیلولہ فرماتے اور عصر کے بعد دروس کا سلسلہ پھر سے آگے بڑھاتے جو عشاء تک جاری رہتا۔ نمازِ عشاء کے بعد دعوتی کاموں میں مصروف ہو جاتے، جب کہ ماہِ رمضان میں درس و تدریس کے اوقات کم کر دیتے اور فرماتے:

رمضان میزان لا یقبل غیرہ---

وفات کے ایام میں دو سو طلباء ان کے ہاں زیور تعلیم سے آراستہ ہو رہے تھے، جن کی رہائش آپ کے گھر نیز دیگر اخراجات ادا کیا کرتے۔ سید محمد مالکی اپنے والد کی وفات سے اپنے آخری ایام تک روزانہ ڈائری لکھنے اور اسے محفوظ کرنے کی عادت پر عمل پیرا رہے اور ۸ر شوال المکرم ۱۴۲۵ھ کو پروگرام طے تھا کہ میرے گھر تشریف لا کر وہاں جاری کیے گئے میرے یومیہ حلقہ درس کا افتتاح فرمائیں گے، لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور نہ تھا اور اس سے چند روز قبل دارِ آخرت کو سدھار گئے"---

عکاظ یکم نومبر کے ہی ایک اور ایڈیشن کے صفحہ ۲ر اور ۵ پر اس بارے مزید دو تحریریں موجود ہیں۔ اوّل الذکر صفحہ پر یہ" سمو ولی العهد یستقبل الامراء و المسئولین و یعزی اسرة المالکی "عنوان سے ہے، جو سلمان سلمی ہی کی مرتب کردہ جب کہ متعلقہ تصاویر حسن قربی نے تیار کیں۔ اس میں اطلاع دی گئی کہ کل ولی عہد شہزادہ عبد اللہ بن عبد العزیز ال سعود نے صفا محل مکہ مکرمہ میں امراء و حکام اور دیگر اعلیٰ ذمہ داران و اہم شخصیات کو افطار پر مدعو کیا۔ علاوہ ازیں گزشتہ شام ہی کو ڈاکٹر محمد علوی مالکی کے ورثاء سے اظہار تعزیت و ہمدردی کے لیے ان کے گھر گئے۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے انھوں نے کہا:

"مرحوم کے تمام اعمال خیر و بھلائی پر مبنی تھے۔ وہ اسلام کے فرزند اور دین و وطن کے وفادار تھے۔ اللہ تعالیٰ انھیں جنات الخلد عطا کرے"---

عکاظ نے یہ خبر دیتے ہوئے ان شہزادگان و افسران کے نام بھی درج کیے، جو اس دورہ میں ولی عہد کے ہمراہ تھے۔ راقم نے یہ تمام نام یکم نومبر کے روزنامہ "المدینة المنورة" میں ذکر کر دیے ہیں، یہاں تکرار کی حاجت نہیں۔

عبد اللہ عبد الرحمٰن جفری کا مضمون "رحیل العالم، الرمز" صفحہ ۵ پر ہے، جس میں لکھا:

"ام القریٰ مکہ مکرمہ، جس کی تاریخ علماء کے وجود سے بھری پڑی ہے، اپنے ایک عالم و شیخ جلیل اور خاندان کے عظیم فرد ڈاکٹر سید محمد بن علوی مالکی حسنی

کو کھو دیا، جو حافظ قرآن اور جامعہ ازہر سے پی ایچ ڈی کیے ہوئے تھے۔ مزید یہ کہ مذکورہ یونی ورسٹی سے ''پروفیسر'' کا اعزاز پیش کیے جانے کے بعد بھی انھوں نے تعلیم و تعلم کا سفر جاری رکھا۔ آپ علم کی اعلیٰ علامت اور فکر و یقین کے دفاع میں ایسی آواز تھے، جو بیت الحرام کے پہلو اور وادیٔ بطحاء سے بلند ہوئی۔ ان کے گھر پر قائم حلقاتِ دروس سے اہلِ مکہ ہی نہیں پوری دنیا سے آنے والے طالبانِ علم نے اپنی پیاس بجھائی۔ جو بھی مجلس میں حاضر ہوتا، سیرتِ حبیبِ مصطفیٰ ﷺ کا سبق لے کر اٹھتا۔ یہی وجوہات ہیں کہ ان کی وفات پر اہلِ مکہ کی آنکھیں نم ناک تھیں اور وہ اس فرزند جلیل کے اٹھ جانے سے ایک دوسرے کو تعزیت کر رہے تھے''----

شمارہ ۲/ نومبر ۲۰۰۴ء

اس کے صفحہ اوّل کی پیشانی کے بائیں کونہ میں ایک کالم پر مشتمل خبر ''الزيارة القيمة'' عنوان سے ہے، جو ولی عہد کے دورۂ بیت المالکی بارے ادارہ عکاظ کی طرف سے ہے، جس میں ولی عہد شہزادہ عبداللہ کو اس اقدام پر بھرپور خراج تحسین پیش کیا گیا۔

مشہور سیرت نگار عبداللہ عمر خیاط کا ایک کالم پر مبنی مضمون ''رحم الله ناشر العلم'' اس کے صفحہ ۶ پر ہے۔ انھوں نے اپنے جذبات و تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا:

''آپ کی وفات رنج و الم کا باعث ہوئی، اس لیے کہ یہ اسلامی دنیا کا نقصان تھا۔ وہ تمام عمر علم کی اشاعت میں مگن رہے، جس کے نتیجہ میں ان سے اخذ کرنے والوں نے مشرقی ایشیا، شمالی یورپ، افریقہ اور دنیا کے دیگر خطوں میں مساجد کو بھر دیا۔

پہلے محلّہ عتیبیہ میں واقع اپنے گھر میں پڑھایا کرتے، جہاں طلبا کی بڑی تعداد ان کے گرد جمع ہونے لگی، حتی کہ گھر کی مساحت تنگ پڑنے لگی۔ تب نیا وسیع گھر تعمیر کرانے اور اس میں تعلیم کے لیے مزید شعبوں کے اضافہ کا فیصلہ کیا۔ بالخصوص ایسے طلباء جو عربی زبان سے نابلد ہوتے انھیں اس پر مہارت کے لیے

خاص اہتمام کی ٹھانی تا کہ وہ شرعی علوم کی تحصیل احسن طریقہ سے کرسکیں۔

نیشنل بینک کے مالک خالد بن محفوظ کی پیش کش قبول کرتے ہوئے ان سے نوے لاکھ ریال قرض لے کر نیا گھر محلہ رصیفہ میں تعمیر کرایا۔ بعد ازاں پرانا گھر فروخت کر کے اس میں مزید رقم ملا کر یہ قرض واپس لوٹایا۔ اب آپ کے ہاں سیکڑوں تارکینِ وطن طلباء کی گنجائش و اہتمام تھا۔ اس پر مزید یہ کہ ہر روز مغرب کے بعد اہلِ مکہ بھی ان دروس میں حاضر ہوتے۔

اسی پر بس نہیں، مشرق و مغربی دنیا کے لاتعداد علمی سفر کیے، جس دوران وہاں کے ممالک میں لیکچر دیے، کانفرنسوں میں شرکت کی، نیز شرعی علوم و سیرتِ نبویہ کے فروغ واشاعت کے لیے تمام ممکنہ ذرائع سے کام لیا۔ مزید یہ کہ اپنی مؤلفات کی طباعت پر کثیر رقم خرچ کی، پھر یہ کتب طلباء اور حجاج و معتمرین جو آپ کے ہاں حاضر ہوتے، انھیں پیش کیں۔ تصنیفات میں واضح کیا، کہ دین صاف، شفاف اور اخلاقیات کا منبع ہے، مشقت و عداوت کا نام نہیں۔ ان کا مسلک و منہج حسبِ ذیل آیت سے ماخوذ تھا:

﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَ الْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَ جَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ﴾---

عبداللہ خیاط کے مضمون کا خاتمہ اس عبارت پر ہوتا ہے:

رحم الله شيخنا فضيلة العالم الجليل الدكتور السيد محمد علوي المالكي الحسني و اجزل له الاجر و الثواب و عوضنا في ابنائه خيرا ان شاء الله---

سعودی علماء سپریم کونسل کے رکن پروفیسر ڈاکٹر شیخ عبدالوہاب ابراہیم ابوسلیمان کا چھ کالم پر مشتمل طویل مضمون "السيد العلامة محمد علوي المالكي الحسني، عالم جاهد في الله حق جهاده" عکاظ ۲ نومبر کے ہی صفحہ ۳۶ کے نصف اوّل پر درج ہے۔

اس میں ہے:

''نمازِ جنازہ و آخری رسومات میں شرکت کے لیے اندرون و بیرون ملک سے علماء حاضر ہوئے اور جب کعبہ مشرفہ کے سامنے آپ کے لیے دعائیں مانگی جارہی تھیں تو آوازیں آسمان سے ٹکرا رہی تھیں۔ بے شک یہ ایک عظیم موت، خوش کن خاتمہ اور قابل تعریف انتہا تھی۔ یہ ایک ایسے عالم کا آخری سفر تھا، جنھوں نے اپنی تمام زندگی دین و امت کی خدمت میں صرف کی۔ یہ عظیم الشان سفرِ آخرت بجا طور پر ارھاصات میں سے تھا، جسے دیکھ کر آپ سے جدا ہونے کے غم والم میں حد درجہ کمی کا احساس نمایاں ہوا۔

مکہ مکرمہ یونی ورسٹی میں تدریس کے دوران آپ سے لاتعداد طلباء نے تعلیم پائی، جو وطن کے لیے قابل فخر ثابت ہوئے۔ ایک مرحلہ آیا کہ انھوں نے یونی ورسٹی سے الگ ہونے کا فیصلہ کیا تو اس دور کے وزیرِ تعلیم شیخ حسن آل شیخ نے اس اقدام سے روکنے کی بساط بھر کوشش کی لیکن آپ فیصلہ پر قائم رہے اور ملازمت کے ضوابط سے الگ رہ کر آزادانہ طور پر علم کی خدمت کو ترجیح دی۔

جب یونی ورسٹی کو خیر باد کہہ دیا تو مذکورہ وزیرِ تعلیم نے حکم دیا کہ آپ کی تنخواہ بدستور جاری رکھی جائے اور ہر ماہ گھر پہنچا دی جائے۔ اس حکم پر جب عمل کیا گیا تو سید محمد مالکی نے مرسلہ تنخواہ واپس یونی ورسٹی میں جمع کرادی اور وزیر کا شکریہ ادا کیا۔

اب سید محمد مالکی نے اپنے گھر کو درس گاہ بنادیا، جس نے آئندہ دنوں میں بڑے مدرسہ بلکہ یونی ورسٹی کی شکل اختیار کرلی، حتی کہ وہاں آپ کے حلقہ درس میں بیک وقت اتنے طلباء حاضر ہوتے کہ ان سب تک اپنی آواز پہنچانے کے لیے لاؤڈ سپیکر کا استعمال کرنا پڑا، اس پر مزید یہ کہ سنتِ نبوی و دیگر شرعی علوم پر متعدد کتب تالیف کیں۔

آپ کی علمی خدمات محض مقامی سطح تک محدود نہ تھیں، بلکہ ان کا دائرہ کار

پوری اسلامی دنیا تک پھیلا ہوا تھا، تا آں کہ دنیا کی یونی ورسٹیوں و دیگر تعلیمی اداروں نے آپ کو ایوارڈ پیش کیے، جن کے ذریعے ان کے علمی مقام اور فکرومنہج کا اعتراف کیا۔ آپ اہلِ سنت و جماعت کے ایسے جلیل القدر عالم تھے جو مسلک اہل سنت کی مبادیات کی اشاعت، اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کی محبت، شریعت کی پیروی اور اتباعِ سنت میں فنا رہے۔ ڈاکٹر سید محمد علوی مالکی کے اوصاف و خصائص کا احاطہ کرنے کے لیے ماہ و سال درکار ہیں''---

ڈاکٹر عبدالوہاب کی اس تحریر کا ایک اقتباس یہ ہے:

اللّٰھم انزل عبدك محمد علوی المالکی الذی جاھد فی سبیلك حق جھادہ دون کلل او ملل منازل المتقین، اللّٰھم تقبل اعمالہ و اسکنہ فسیح جناتك مع النبیین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین و حسن اولئك رفیقا---

ڈاکٹر شیخ عبدالوہاب ابوسلیمان کا یہ مضمون ان دنوں کمپیوٹر انٹرنیٹ پر واقع ایک ویب سائٹ پر بھی ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔[۱۳۰]

ولی عہد کے دورہ بیت المالکی کے موضوع کے لیے عکاظ ۲رنومبر کا صفحہ ۳ مختص ہے، جس پر اس بارے دو تحریریں درج ہیں۔ ایک کا عنوان ''زیارۃ الامیر عبد اللہ ترسیخ لقیم الاعتدال و تجسید للوحدۃ الوطنیۃ'' ہے، جو جدہ سے اخبار کے نمائندگان احمد عایل فقیہی، عبداللہ عبیان، طالب بن محفوظ اور محمد داؤد کی مرتب کردہ ہے، جس میں انھوں نے ولی عہد کے دورہ بارے چند مشاہیر کے تاثرات قارئین کی نذر کیے:

● ام القریٰ یونی ورسٹی مکہ مکرمہ کے سابق مدیر و قلم کار ڈاکٹر سہیل قاضی نے کہا:

''ولی عہد کا یہ اقدام قابلِ تحسین ہے۔ ایک ایسے عالم کے گھر جانا جن کی پوری زندگی خدمتِ علم میں بسر ہوئی اور وہ نرمی و درگزر نیز اعتدال کے داعی تھے۔ یہ دورہ ایک جانب اس بات کا ثبوت ہے کہ حکومت، علم و علماء کی قدرداں ہے تو

دوسری طرف یہ کہ محمد علوی مالکی کی شخصیت قابلِ احترام اور تحسین کے لائق تھی“---

- سابق سفیر و شاعر محمد صالح باخطمہ نے کہا:

”یہ دورہ ثبوت ہے کہ حکومت کے ہاں علماء و مفکرین قابل احترام و معزز ہیں۔ مرحوم کے والد سید علوی مالکی عالی النسب ہی نہیں، جلیل القدر عالم تھے، جنھوں نے طویل عرصہ علم کی خدمت انجام دی۔ بے شک اس گھرانہ کا مکہ مکرمہ کی مذہبی زندگی پر گہرا اثر ہے۔ سید محمد علوی مالکی بھی عالم جلیل و اسلام کے مبلغ تھے اور انھوں نے بکثرت شاگرد یادگار چھوڑے“---

- سعودی وزارتِ عدل میں قانونی مشیر نیز ذہنی صحت کی عالمی تنظیم کے خلیجی و مشرقِ وسطیٰ ممالک میں مشیر ڈاکٹر شیخ صالح بن سعید لحیدان نے کہا:

”ولی عہد کا دورہ کوئی غیر معمولی واقعہ نہیں، ہمارے ہاں حکام مصیبت کے وقت علماء و قضاۃ کے ہاں جاتے یا پھر فون کے ذریعے ان کی خبر گیری کرتے ہیں“---

ڈاکٹر لحیدان نے اپنے طویل تاثراتی بیان میں ولی عہد کی تو بھرپور مدح و ستائش کی اور ان کے اس دورہ کے کئی شرعی عذر بیان کیے لیکن مرحوم کے علم و فضل پر اظہارِ خیال نہیں کیا۔

- وزارتِ اوقاف کے نمائندہ ڈاکٹر توفیق بن عبد العزیز سدیری نے کہا:

”ولی عہد کا دورہ حکام کی طرف سے ان لوگوں کے لیے پیغام ہے، جو نرمی و درگزر کے عمل کو خیر باد کہہ چکے ہیں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ سعودی معاشرہ میں گزشتہ چند برسوں سے تحمل و بردباری اور عفو و درگزر جیسے اعمال و اوصاف کو ایک ایسی چیز قرار دے دیا گیا ہے، جو منہج اسلامی سے خارج ہوں۔ ولی عہد کا یہ اقدام ملک کے علماء میں سے ایک عالم کی دین و ملت کے لیے خدمت کا اعتراف تھا“---

- شیخ سید عبد اللہ فدعق نے کہا:

”ولی عہد کا یہ دورہ اہلِ وطن اور علماء کی وفاداری و خدمات کا اعتراف تھا۔

(مزید بتایا) کہ سید مرحوم قبل ازیں ولی عہد کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دے چکے تھے اور ولی عہد آمد کا وعدہ کر چکے تھے۔ (سید فدعق نے یہ بھی بتایا کہ) قبل ازیں ولی عہد شہزادہ عبداللہ آپ کے حلقہ درس پر مطلع ہوئے تو کہا، شرعی علوم کی تدریس کا یہ سلسلہ اسی طرز پر جاری رکھیں"---

- سابق سفیر و قلم کار عبداللہ حبابی نے کہا:

"سید محمد علوی مالکی کی وفات سے اہلِ مکہ نیز آپ کے شاگردوں کو بہت بڑے صدمہ کا سامنا کرنا پڑا۔ ولی عہد کا تعزیت کے لیے ان کے گھر آنا، مرحوم کی خدمات کا اعتراف تھا۔ شیخ محمد علوی مالکی ملک کے ایسے عالمِ جلیل تھے، جن کی دینی و علمی شعبہ میں خدمات ملکی حدود تک ہی نہیں، بلکہ عالمی سطح پر محیط تھیں۔ مزید یہ کہ ان کا خاندان ماضی میں بھی علمی، دینی و معاشرتی خدمات میں نمایاں رہا ہے"---

- جدہ یونی ورسٹی میں عربی ادب کے استاذ ڈاکٹر عبداللہ معیقل نے کہا:

"ولی عہد کا آنا کوئی حیران کن بات نہیں، اس طرح کے اقدامات سے حکام اور رعایا کے درمیان تعلقات کو تقویت ملتی ہے اور پھر سید محمد علوی مالکی علمی شخصیت ہونے کی بنا پر احترام کا حق رکھتے تھے۔ اس موقع پر ہمیں اختلافات کی جانب نہیں دیکھنا چاہیے جو تفریق کی طرف لے جاتے ہیں۔ ہمارے لیے لازم ہے کہ حکام کے عمل کی اقتداء کریں، تاکہ ہم سب اہلِ وطن سلامتی سے زندگی بسر کر سکیں"---

- ام القریٰ یونی ورسٹی مکہ مکرمہ میں عربی ادب کے استاذ ڈاکٹر حمد زایدی نے کہا:

"ولی عہد کا دورہ ہمارے لیے کئی پہلو سے سبق آموز ہے۔ یہ ہمیں نرمی و درگزر، بھائی چارہ، قیادت و عوام کے درمیان رابطہ اور حکام کے انسانی جذبہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ نیز سید محمد علوی مالکی کی وفات پر

تعزیت کے لیے آنا ہمیں معاشرہ میں علمی شخصیت کی اہمیت اور قدر و قیمت پر آگاہ کرتا ہے، اس پس منظر میں یہ دورہ کوئی عجیب بات نہیں"---

- انسانی حقوق کی قومی تنظیم کے رکن ڈاکٹر احمد بھنکلی نے کہا:

"ولی عہد کی آمد اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ملک کی اعلیٰ قیادت، عوام سے کس قدر جڑی ہوئی ہے۔ دوسری جانب یہ ثبوت ہے کہ حکام کے ہاں علمی و فکری شخصیات کا کیا مقام ہے؟ پھر یہ فضیلت کا مہینا عبادت و اعمالِ صالحہ انجام دینے کا موقع ہے اور میں نہیں جانتا کہ اس دوران شیخ محمد علوی مالکی کی وفات سے بڑھ کر کوئی سانحہ پیش آیا، لہٰذا ان لمحات میں ہماری اعلیٰ قیادت کا غائب رہنا محال تھا"---

- ماہرِ نفسیات ڈاکٹر محمد الحامد نے کہا:

"ولی عہد کا آپ کے گھر آنا اہلِ وطن اور قیادت کے درمیان رابطہ و تعلق کا ثبوت نیز حکام کی طرف سے علم و علماء کی حوصلہ افزائی کا مظہر ہے"---

- ماہرِ نفسیات ڈاکٹر محمد اعجاز پراچہ نے کہا:

"ولی عہد کا دورہ انسانی جذبہ کا اظہار اور علماء و علم نیز طلباء کی حوصلہ افزائی اور رعایا پروری ہے"---

- قلم کار نجیب یمانی کا کہنا تھا:

"ڈاکٹر محمد علوی مالکی ایسے علماء میں سے تھے، جن کی علمی خدمات کے اثرات نہ صرف مکہ مکرمہ یا ملک میں بلکہ دیگر ممالک تک پہنچے اور ولی عہد کا یہ دورہ مرحوم کی انھی خدمات کا احترام و اعتراف تھا"---

سعید سریحی کے قلم سے "الزیارۃ، صفحۃ جدیدۃ فی کتاب الحوار الوطنی" عنوان سے عکاظ ۲ر نومبر کے صفحہ ۳۷ پر دوسری و آخری تحریر ہے، جو دو کالم پر مشتمل اور کلی طور پر ولی عہد کے دورہ بارے تاثرات پر مبنی ہے۔ انھوں نے لکھا:

''یہ ایک ایسے عالم کے گھر کا دورہ تھا، جو اپنی زندگی میں اور وفات کے بعد بھی تکریم کے مستحق تھے۔ اس موقع پر ولی عہد نے بالکل صحیح کہا کہ سید محمد مالکی فرزندانِ اسلام میں سے تھے اور دین و ملک کے وفادار تھے۔ ان کا دورہ ہمارے ملک میں اختلاف رائے اور تعدد افکار کے حق کا اعتراف تھا''---

عکاظ ۲/ نومبر کے ہی ایک اور ایڈیشن کے صفحے پر اس بارے مکہ مکرمہ سے فالح ذیبانی کی مرسلہ خبر ''الامیر سلطان معزیاً، المالکی رحل فی لیلة مبارکة'' عنوان سے ہے، جس میں قارئین کو اطلاع دی گئی کہ کل شام نائب وزیر اعظم دوم و وزیرِ دفاع شہزادہ سلطان بن عبد العزیز ال سعود تعزیت کے لیے ڈاکٹر محمد علوی مالکی کے گھر گئے۔ اس موقع پر انھوں نے مرحوم کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کی، نیز کہا:

''اللہ تعالیٰ نے انھیں رمضانِ مبارک میں وفات کی سعادت عطا کی، جب ہر انسان عبادات میں مشغول ہوتا ہے اور یہ اپنے بندہ پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ (مزید کہا کہ) اللہ تعالیٰ ان کی اولاد میں برکت عطا فرمائے نیز ہدایت کا صحیح راستہ اور دین و وطن کی خدمت کی توفیق عطا کرے''---

مرحوم کے بھائی نے شہزادہ کی آمد پر ان کا شکریہ ادا کیا۔

علاوہ ازیں مکہ مکرمہ ریجن کے گورنر شہزادہ عبد المجید بن عبد العزیز ال سعود بھی دوسرے وقت تعزیت کے لیے مرحوم کے گھر گئے اور ان کے لیے دعا نیز لواحقین کو صبر کی تلقین کی۔ مزید برآں تعلیم کے شعبہ میں مرحوم کی خدمات کو سراہا اور کہا:

''اتنے لوگوں کا یہاں جمع ہونا ان سے محبت کی دلیل ہے''---

اس خبر سے متعلق حسن قربی کی تیار کردہ دو تصاویر بھی دی گئی ہیں۔

شمارہ ۳/ نومبر ۲۰۰۴ء

عبد المحسن ھلال کا مضمون ''عند ما تحزن مکة'' عکاظ کے اس شمارہ کے صفحہ ۸ پر چار کالم میں ہے، انھوں نے لکھا:

"میں سماحۃ العالم الشیخ محمد ابن علوی المالکی الحسنی کی خدمات بارے اس تحریر میں کچھ بھی کہنا نہیں چاہتا، کیوں کہ بہت سے لوگ اس جانب متوجہ اور لکھ رہے ہیں۔ پھر آپ کے اَخلاقِ کریمانہ اور فضائل یہاں بیان کرنا بھی میرا ہدف نہیں کیوں کہ یہ محتاجِ بیاں نہیں اور پاک ومنزہ ذات تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ میں اس شخصیت سے محض اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا تھا۔

میں اس تحریر کے ذریعے فقط ایک نکتہ کی جانب توجہ مبذول کرانا چاہوں گا اور وہ مسجد حرم مکہ مکرمہ میں قائم حلقاتِ دروس کے بارے میں ہے۔ سید محمد مالکی مرحوم نے مسجد حرم کے انھی حلقات میں اکابر علماءِ عصر سے تعلیم پائی تھی۔ بعد ازاں اپنی تدریسی زندگی کا آغاز بھی مسجد حرم سے کیا تھا، تا آں کہ ان کی دعوت پوری دنیا تک پھیلی۔ ان دنوں مسجد حرم ایک دینی یونی ورسٹی اور علم ومعرفت کا مرکز تھی۔ آج اس موقع و مناسبت سے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ مسجد حرم میں ان حلقاتِ دروس کا پھر سے اجراء کیا جائے، ہر فقہی مذہب یا کم از کم اہل سنت و جماعت کے حلقاتِ دروس، پھر بتدریج اس سلسلہ کو آگے بڑھایا جائے، کیوں کہ مسجد حرم نہ صرف مسلمانانِ عالم کا قبلہ بلکہ تمام مکاتبِ فکر کا مرجع ہے۔ اس میں جملہ مدارس کا پھر سے اجراء ہوگا تو گویا باغ پھر پھولوں سے لد جائے گا۔ مکہ مکرمہ خیر و برکت کا منبع ہے اور صرف زم زم کا پانی ہی نہیں کہ جسے سب پی سکتے ہیں، بلکہ یہاں جو کچھ بھی ہے، یہی حکم وحیثیت رکھتا ہے، جس میں یہاں حاصل کیا گیا علم، نیز یہاں کے علماء بھی شامل ہیں اور پانی کا جرعہ پینے سے کسی کو کیوں کر منع کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی پانی کو بہنے سے روکنا ممکن ہے"---

ڈاکٹر سید ربیع بن صادق دحلان کا مضمون "رحمك الله ايها العالم الجليل" عکاظ کے اس شمارہ کے صفحہ ۳۷ پر ہے، جو اسی روز یعنی ۳ر نومبر کو ہی "الندوة" میں دوسرے عنوان سے شائع ہوا، جس کا تعارف اپنے مقام پر آچکا۔

ھانی لحیانی کی مرتب کردہ تحریر "طلاب الشیخ المالکی یتذکرون مواقفة"

[illegible]

حاصل کر کے پیش کیے:

- شیخ طلال بن احمد برکاتی نے کہا:

"شیخ مالکی سے میری پہلی ملاقات ۱۴۰۵ھ کو مسجد حرم میں باب الفتح کے قریب ہوئی، جس دوران آپ کے لطف وکرم کے باعث میں اسی لمحہ ان کا اسیر ہو کر رہ گیا۔ پھر مغرب وعشاء کے درمیان منعقدہ آپ کے حلقہ درس میں شامل ہونے لگا، جب زاد المعاد کے علاوہ آیاتِ احکام اور بخاری شریف کا درس دیا کرتے تھے۔ آپ کے مزاح میں بھی وعظ ونصیحت پنہاں ہوتے۔ ایک روز کسی طالب علم نے دریافت کیا کہ خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کس عمل سے ممکن ہے؟ آپ نے فرمایا، صبح کے ناشتہ اور پھر دوپہر ورات کے کھانا میں فقط مچھلی کھانے سے۔ چند روز بعد وہی طالب علم پھر سے عرض گزار ہوا، یا شیخ! میں نے مچھلی کھائی لیکن نتیجۂ خواب میں سمندر و مچھلی کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا۔ اب فرمایا، ہاں بالکل ایسے ہی آپ ﷺ کی زیارت ممکن ہے۔ آپ کا ذکر مبارک بکثرت کرو، نیز درود شریف کثرت سے پڑھا کرو"---

- شیخ خالد بن عبد الکریم ترکستانی نے کہا:

"شیخ محمد علوی مالکی سے میری پہلی ملاقات ۱۴۰۷ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی، پھر کئی برس آپ کی خدمت میں حاضر رہا۔ میں نے دیکھا کہ آپ طلباء کے حد درجہ حریص وشائق تھے۔ اگر کسی روز کوئی دیر سے آتا یا غیر حاضر ہوتا تو نالاں ہوتے اور تدریس کے دوران طلباء کی طرف سے کیے گئے سوالات پر راحت واطمینان محسوس کرتے۔ طلباء کے ساتھ ان کا تعلق زندگی کے آخری لمحات تک قائم رہا۔ آپ درس کے دوران کسی مسئلہ کی تشریح میں علماء کے اقوال بیان کرتے تو فرماتے،

فلاں نے اس بارے یہ کہا، جب کہ فلاں نے یہ رائے دی لیکن صحیح قول یہ ہے۔
اس موقع پر کسی کی تنقیص یا عیب جوئی کا شائبہ تک نہ ہوتا۔

آپ حق کے متلاشی اور اس کے لیے اپنے قول سے رجوع پر جری تھے۔
ایک صاحب نے مجھے بتایا کہ میں نے آپ کی کتاب "الطالع السعید" مطالعہ کی تو اس کی ایک عبارت میں غلطی پائی، تب ان کی توجہ اس جانب دلائی۔ آپ نے فرمایا، میں اسے پھر سے دیکھوں گا۔ دوسرے روز از خود فرمایا، ہاں! میں نے اس عبارت بارے مزید تحقیق کی اور تمہاری بات کو درست پایا۔

حالیہ ماہِ رمضان سے قبل مجھے اس کتاب کی جملہ مرویات کی اجازت عطا کی، جو شاید اس جانب اشارہ تھا کہ یہ ان کی زندگی کے آخری ایام ہیں"۔۔۔

شمارہ ۴/ نومبر ۲۰۰۴ء

سید عبداللہ بن ابراہیم سقاف کا مضمون "وداعا ابن المذاهب الاربعة" جو پانچ کالم پر مشتمل اور طویل نثری مرثیہ کی حیثیت رکھتا ہے، عکاظ کے مذکورہ شمارہ کے صفحہ ۲۶ پر نمایاں ہے، لکھتے ہیں:

"مجھے مرحوم اور ان کے والد سے جو والہانہ محبت تھی، اس پر میرے دوست ہاشم محمد لی جنھوں نے حال ہی میں مرحوم کا طویل انٹرویو لیا تھا، بخوبی آگاہ تھے۔ اب انھوں نے ہی فون پر مجھے وفات کی اطلاع دی تو میں صدمہ کے باعث ایک لمحہ کے لیے اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا۔

لیکن یہ اللہ کے کرم کی نشانی تھی کہ ماہِ رمضان کے وسط اور جمعہ کی صبح اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ ان شاء اللہ برزخ میں ان کا درجہ بلند ہوگا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ کے اٹھ جانے سے ہم یتیم ہو گئے۔ مجھے افسوس ہے کہ بعض وجوہات کی بنا پر، جو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، کچھ عرصہ ہوا ان سے ملاقات نہ ہو سکی لیکن میری روح اور عقل ہمیشہ آپ ہی کی طرف متوجہ رہے۔

یہ درست ہے کہ زمین کے مشرق و مغرب میں محبت کرنے والے علماء وطلباء نے جسدی طور پر انھیں کھودیا لیکن روحانی اعتبار سے ہمیشہ آپ کے ساتھ ہیں۔ میں مکہ مکرمہ کے اہل ثروت بالخصوص شیخ صالح کامل جو بھلائی کے عمل میں مشہور ہیں اور شیخ عبد الرحمٰن فقیہ نیز شیخ عبداللہ بخش وغیرہ سے یہ امید رکھتا ہوں کہ وہ مرحوم کے نام پر ایک ایسا ادارہ قائم کریں گے، جو ان کے پیغام کی تکمیل کے لیے کوشاں رہے۔

آپ نے حق بات کہنے میں کبھی لومۃ لائم سے کام نہیں لیا۔ میں ان سے محبت کرنے والوں ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی اور شیخ احمد زکی یمانی نیز مکہ مکرمہ کے دیگر اہل علم اور مشاہیر، جو جدائی کے غم میں نڈھال ہیں، سب کے صبر کے لیے دعا گو ہوں"۔۔۔

شمارہ ۵/ نومبر ۲۰۰۴ء

ڈاکٹر حسن بن محمد سفر کا مضمون "وفیات الاعیان من علماء المسجد الحرام — السید محمد علوی مالکی" اس کے صفحہ ۲۳ پر ایک کالم میں درج ہے، جس میں لکھا:

"حرمین شریفین کے علماء ہدایت کے منار، روشنی کا مرکز، اقتداء کا نمونہ و مثال ہوتے ہیں۔ ان میں مسجد حرم سے وابستہ علماء ستاروں کی مانند ہیں۔ انھی میں سے ایک ستارہ فقیہ سید محمد بن علوی مالکی تھے، جو اپنے والد کی وفات کے بعد مسجد حرم میں مدرس ہوئے۔ آپ ایک روشن خیال دینی مفکر نیز قدیم وجدید طرزِ تعلیم کا حسین امتزاج تھے۔ ان کی منہج درگزر سے کام لینا، محبت کی روح بیدار کرنا، راستہ ومنزل آسان بنانا، تشدد سے دور نیز شرعی حدود کی پابندی تھی اور یہی منہج و اوصاف واسلوب اپنے شاگردوں نیز گھر پر حلقاتِ دروس میں حاضر ہونے والے دیگر افراد، جن میں بڑے تاجر، صنعت کار شامل ہوتے، ان میں پیدا کرنے کی سعی کرتے۔ آپ انسان تالیف کرنے پر زیادہ توجہ دیتے اور حلقہ درس میں ہوں یا عام مجالس میں، محافل ذکر میں ہوں یا سیرت کی محافل میں، ہر موقع پر

خوش کلامی وخوش مزاجی سے کام لیتے۔ وہ اکیسویں صدی کی جدید دینی شخصیت تھے، جنھوں نے متعدد کتب یادگار چھوڑیں، جو طلباء کے لیے روشنی کے منار کی طرح ہیں۔ آج کے دور میں دنیا مادیت میں غرق ہو رہی ہے اور اس کے گلوبل ویلیج کی شکل اختیار کر جانے کے باعث مغربی تہذیب کی یلغار مسلم نوجوانوں کو اپنے ساتھ بہائے لے جا رہی ہے۔ ان حالات میں آپ کی تصنیفات نئی نسل کی فکری وثقافتی ضروریات پوری کرتی ہیں۔ بے شک خیر و بھلائی کا عمل امت سید الانام سے وابستہ ہے"---

شمارہ ۲۲؍ نومبر ۲۰۰۴ء

محدث اعظم حجاز وقطب مکہ مکرمہ علامہ سید محمد بن علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر آج تین ہفتے بیت چکے تھے، لیکن حجازی اخبارات میں ذکر خیر جاری ہے۔ چناں چہ اس شمارہ میں مکہ مکرمہ کے علمی وسیاسی گھرانہ کے فرد شیخ سید ابوبکر بن صالح شطا کا مضمون "عالم مكة المكرمة السيد المالكي "عنوان سے ہے، جس میں ہے:

"اللہ تعالیٰ کے حکم سے موت کے فرشتہ نے مکہ مکرمہ کے ایک قابل فخر فرزند کو اُٹھا لیا، جو عالمِ جلیل و فاضل تھے اور ان کے اُٹھ جانے سے آسمانِ علم کا ایک درخشندہ ستارہ غروب ہوگیا۔ جنھوں نے اپنے دروس، لیکچر، کتب، اَخلاقِ نبیل وادبِ رفیع کے ذریعے آج کے نوجوان کے راستہ کو منور کیا۔ جو لوگ آپ سے متعارف تھے، وہ بخوبی آگاہ ہیں کہ انھوں نے ہر ایک سے محبت کرنے کی تعلیم وتربیت دی۔ وہ اعتدال پسند، احسان و بھلائی کے حریص، ایمانِ کامل سے آراستہ و داعی، دوسروں کی آراء کا احترام کرنے والے، حق کے لیے جری اور تعصب وغلو سے دور تھے۔ آپ کا احترام ومحبت کرنے والے محض اردگرد کے ماحول تک ہی محدود نہ تھے بلکہ یہ اسلامی دنیا کے بہت بڑے حصہ کے باشندگان تھے۔ دوسری جانب بعض مسائل میں آپ کے مخالفین و ناقدین بھی ہوئے۔

جنازہ کے ہمراہ موجود رہنے والے دسیوں افراد اور پھر تعزیت کے لیے جم غفیر کی جوق در جوق آمد، یہ لوگوں کے دلوں میں اس عالم جلیل سے محبت کی واضح دلیل ہے"---

شیخ ابوبکر شطا نے اس تحریر میں وفات کی مناسبت سے اخبارات میں چھپنے والے نظم و نثر پر مشتمل دیگر اہم مضامین کا ذکر کیا اور ان کے لکھنے والوں، بالخصوص اہلِ مکہ کو خراجِ تحسین پیش کیا، جب کہ شیخ الازہر ڈاکٹر محمد سید طنطاوی اور رئیس الازہر ڈاکٹر احمد عمر ہاشم کے مضامین کے اقتباسات درج کیے۔

الجزيرة

شمارہ ۲/ نومبر ۲۰۰۴ء

مدینہ منورہ سے "واس" کے دفتر سے جاری کردہ خبر "سمو ہ عزّی اسرة الفقيد الدکتور محمد علوی مالکی "عنوان سے الجزیرۃ کے اسی شمارہ کے صفحہ ۲ پر ہے۔ اس میں اطلاع دی گئی کہ کل شام نائب وزیر اعظم دوم و وزیر دفاع شہزادہ سلطان بن عبدالعزیز آل سعود نے ڈاکٹر محمد علوی مالکی کے گھر محلّہ رصیفہ مکہ مکرمہ جا کر لواحقین سے تعزیت و ہمدردی کا اظہار کیا۔ اس موقع پر مرحوم کے بھائی سید عباس علوی مالکی اور مرحوم کے فرزندان نے شہزادہ نیز ان کے ساتھیوں کا استقبال کیا۔ پھر انھوں نے تعزیت اور مرحوم کے لیے دعا مانگتے ہوئے کہا:

"اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے وفات کے لیے ماہِ رمضان مبارک کی رات اختیار فرمائی، جب انسان عبادت کے لیے فعال ہوتے ہیں اور یہ ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا"---

اس دورہ میں چند شہزادے نیز اعلیٰ حکام بھی شہزادہ سلطان کے ہمراہ تھے۔ آخر میں مرحوم کے بھائی و فرزندان نے ان کی آمد پر شکریہ ادا کیا اور اسے حکام کے لطف و کرم سے تعبیر کیا۔ اس خبر کے ساتھ ایک تصویر دی گئی، جس میں شہزادہ سلطان اور سید عباس مالکی پہلو میں رکھی گئی کرسیوں پر براجمان ہیں، جب کہ وفد کے بعض ارا کین اور شاہی حفاظتی عملہ

ان دونوں کے پیچھے کھڑے ہیں۔

''واس'' کی ہی مکہ مکرمہ سے جاری کردہ ایک اور خبر اس شمارہ کے صفحہ ۱۱ پر ''الامیر عبد المجید یعزّی اسرۃ د- محمد علوی مالکی ''عنوان سے ایک کالم میں درج ہے۔ اس میں بتایا کہ مکہ مکرمہ اور ملحق علاقوں کے گورنر شہزادہ عبدالمجید بن عبدالعزیز ال سعود نے کل شام ڈاکٹر محمد علوی مالکی کے گھر جا کر اہلِ خاندان سے تعزیت کی۔ اس موقع پر ان کے بھائی سید عباس علوی مالکی نے استقبال کیا۔ پھر گورنر نے تعزیت و ہمدردی کا اظہار اور دعاءِ مغفرت نیز لواحقین کے لیے صبر کی دعا و تلقین کی۔ گورنر نے مرحوم کی طرف سے گھر پر حلقاتِ دروس قائم کر کے فرزندانِ وطن کو تعلیم سے آراستہ کرنے پر خراجِ تحسین پیش کیا۔

شمارہ ۶/ نومبر ۲۰۰۴ء

مکہ مکرمہ سے ہی ''واس'' کی جاری کردہ خبر صفحہ ۴ پر ''الامیر عبد اللّٰہ استقبل وزیر الحج و اسرۃ الفقید محمد علوی مالکی ''عنوان سے ہے، جس میں ہے کہ کل شام ولی عہد شہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز ال سعود نے صفا محل مکہ مکرمہ میں جن صاحبان کا استقبال کیا، ان میں ڈاکٹر محمد علوی مالکی کے بھائی سید عباس مالکی اور فرزند سید احمد محمد مالکی وغیرہ سرفہرست ہیں۔ اس موقع پر مالکی گھرانہ کے اکابرین نے ولی عہد کا ان کے ہاں تعزیت کے لیے آنے پر شکریہ ادا کیا، نیز ولی عہد کی طرف سے دی گئی روزہ افطار پارٹی میں شرکت کی۔

شمارہ ۹/ نومبر ۲۰۰۴ء

نزار بن عبداللطیف پنجابی کا مضمون ''رحیل الشیخ المالکی خسارۃ کبیرۃ و فادحۃ ''عنوان سے الجزیرۃ کے اس شمارہ کے صفحہ ۳۵ پر ہے، جو قبل ازیں یکم نومبر کے ''البلاد'' میں دوسرے عنوان سے شائع ہوا اور اس کا تعارف اپنے مقام پر گزر چکا۔ لیکن الجزیرۃ میں اس کی اشاعت کی اہمیت یہ ٹھہری کہ سید محمد مالکی کی وفات کے دس روز بعد اور ان کے وطن مکہ مکرمہ سے سیکڑوں کلومیٹر دور خطہ نجد کے مرکزی شہر و ملک کے دار الحکومت ریاض سے شائع ہوا۔

الریاض

شمارہ ۳۰/ اکتوبر ۲۰۰۴ء

جدہ شہر سے اخبار کے نمائندگان سالم مریشید و محمد باوزیر نے وہاں کے مشاہیر و اہم شخصیات سے مرحوم کے بارے میں تاثرات حاصل کر کے ''عدد من الاساتذة و المفکرین یرثون الشیخ د- محمد علوی المالکی ''عنوان سے اس شمارہ کے صفحہ ۲۹ پر آٹھ کالم میں پیش کیے:

- رابطہ عالم اسلامی کے سابق جنرل سیکرٹری ڈاکٹر شیخ عبداللہ نصیف نے کہا:

''عالم جلیل ڈاکٹر محمد علوی مالکی کی وفات سے اسلام اور مسلمین کا بڑا نقصان ہوا۔ آپ مکہ مکرمہ کے مشہور علماء میں سے تھے اور ان کے ساتھ میرے تعلقات تب استوار ہوئے جب وہ شریعت کالج مکہ مکرمہ میں پروفیسر تھے۔ انھوں نے تمام عمر کتاب وسنت سے تعلق میں بسر کی اور ماہِ فضیلت کے دوسرے عشرہ، جو مغفرت و بخشش کے دن ہوتے ہیں، ان میں وفات ایک اچھی بشارت ہے''---

- جدہ کمشنری کی اصلاحی کمیٹی کے صدر شیخ عبدالعزیز غامدی نے کہا:

''مسلمان علماء کی وفات ایک بڑا سانحہ ہوتا ہے، لہٰذا ان شیخ جلیل کے اُٹھ جانے سے بھاری نقصان ہوا۔ اسلامی دنیا ایک ایسے عالم سے محروم ہوگئی، جن کا متبادِل کوئی نہیں''---

- ڈاکٹر ابوبکر باقادر نے کہا:

''اسلامی دنیا ایک ایسے عالم سے محروم ہوگئی، جو علم حدیث، بالخصوص موطا امام مالک کے خصوصی ماہر تھے۔ ان کے قائم کردہ مدرسہ میں مشرقی ایشیا کے فرزندانِ مسلمین نے بطورِ خاص تعلیم پائی۔ آپ خطیبِ بے بدل اور دلوں کو بیدار کرنے والی شخصیت تھے''---

- ڈاکٹر محمد خضر عریف نے کہا:

”وفات کی خبر ان سے محبت کرنے والے دوسرے افراد کی طرح میرے لیے بھی ایک بڑی مصیبت تھی۔ آپ اردگرد موجود ہر فرد کے محبوب تھے اور یہ اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے محبت کرتا ہے۔

وہ ہمارے نیز وطن عزیز کے بکثرت اہلِ فکر کے استاذ تھے اور اسلامی و عربی علوم کی جملہ اقسام ہی نہیں، علم کی دیگر متعدد اصناف پر گہری نظر رکھتے تھے۔ ان کی وفات پوری اسلامی دنیا کا بڑا نقصان ہے۔ آپ کی فکر اعتدال پر مبنی تھی“---

- قلم کار سید عبداللہ فراج شریف نے کہا:

”جب آپ جیسے بھاری بھرکم عالم اس دنیا سے اُٹھ جائیں تو یوں لگتا ہے اس صدمہ کو بیان کرنے کے لیے انسان کے پاس الفاظ ہی نہیں۔ میں انھیں بہت قریب سے جانتا تھا، جب بھی دیکھا، علم اور دعوتی کاموں یا عبادت میں ہمہ اوقات مشغول پایا اور مصائب کے مراحل میں آپ جیسا صبر کرنے والا بھی میں نے نہیں دیکھا۔ انھوں نے چالیس سے زائد کتب تالیف کیں اور مختلف موضوعات پر لاتعداد لیکچر دیے نیز تدریس کا سلسلہ زندگی کے آخری دن تک جاری رکھا۔ آپ کی طبیعت انکسار و تواضع کا اعلیٰ نمونہ تھی۔ اپنے ادنیٰ طالب علم سے بھی حسنِ تواضع سے پیش آتے۔ میں نے آخری بار وفات سے چند روز قبل دیکھا، جب آپ شاگردوں میں گھرے بیٹھے تھے۔ وہ اَخلاقِ فاضلہ، حسنِ معاملہ کی صفات سے متصف اور دل شکنی و جدل سے بیزار شخصیت تھے“---

- جدہ یونی ورسٹی میں استاذ ڈاکٹر جمال عبدالعال نے کہا:

”جن علماءِ دین سے میری ملاقات ہوئی، ان میں آپ سب سے افضل و اعلیٰ تھے۔ میرے والد گرامی کے ساتھ گہرے دوستانہ تعلقات تھے اور میں نے انھیں بارہا اپنے والد کے ہاں دیکھا۔ آپ نے علم اور عربی زبان کے فروغ میں اہم خدمات انجام دیں“---

''الــریــاض'' کے اسی شمارہ ۳۰/ اکتوبر کا صفحہ ۳۸ مکمل طور پر جلی قلم سے لکھے گئے اشتہار کی عبارت پر مشتمل ہے، جو اخبار شائع کرنے والے ادارے کی طرف سے تعزیت کے طور پر دیا گیا۔ اشتہار میں ہے:

> ''مؤسسة اليمامة الصحفية نیز اس کی مجلسِ تحریر اور اخبار ''الریاض''، رسالہ ''الیـمـامة'' وغیرہ مطبوعات سے وابستہ جملہ کارکنان، سید محمد علوی عباس مالکی حسنی کی وفات پر ان کے بھائی عباس علوی عباس مالکی حسنی اور مرحوم کے فرزندان احمد و عبداللہ وعلوی نیز ازواج اور بنات کو تعزیت و دلی ہمدردی پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے اور جنت میں ٹھکانہ عطا کرے''---

جب کہ اخبار کے ادارہ کی طرف سے اسی شمارہ کے صفحہ ۵۱ پر وفات کی خبر دو کالم میں ''الشيخ محمد علوی المالکی فی ذمة الله'' عنوان سے ہے، جس میں اطلاع دی گئی:

> ''آپ نے تریسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔ انھوں نے شرعی علوم اپنے والد اور مسجد حرم کے دیگر علماء سے اخذ کیے، پھر موطا امام مالک پر تحقیق انجام دے کر جامعہ ازہر قاہرہ سے پی ایچ ڈی کی۔ مسجد حرم نیز ام القریٰ یونی ورسٹی میں تدریس انجام دیتے رہے مزید یہ کہ بکثرت تبلیغی سفر کیے اور متعدد علمی کتب تالیف کیں۔ آپ کی نمازِ جنازہ گزشتہ روز نمازِ عشاء کے بعد مسجد حرم میں ادا کی گئی اور قبرستان المعلیٰ میں دفن کیے گئے۔ ہم ان کی وفات پر اہلِ خاندان سے تعزیت کناں ہیں اور ان کے لیے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ وسیع رحمت فرمائے نیز جنت مکاں کرے''---

شمارہ ۲/ نومبر ۲۰۰۴ء

''الامیر سلطان یزور اسرة الدکتور محمد علوی مالکی معزیاً'' عنوان سے چار کالم پر مشتمل خبر اس شمارہ کے صفحہ ۱۵/ پر ہے، جو مکہ مکرمہ سے ''الــریــاض'' کے نمائندہ خالد عبداللہ نے پیش کی، جب کہ محمد حامد نے متعلقہ تصاویر تیار کیں۔ یہ خبر سعودی وزیر دفاع

نیز گورنر مکہ مکرمہ کے تعزیتی دوروں بارے ہے، اس میں بتایا گیا، نائب وزیر اعظم دوم و وزیر دفاع شہزادہ سلطان بن عبد العزیز ال سعود کل بروز پیر شام کو ڈاکٹر محمد علوی مالکی کی وفات پر تعزیت واہلِ خاندان سے اظہارِ ہمدردی کے لیے ان کے گھر گئے۔ اس موقع پر مرحوم کے بھائی سید عباس علوی مالکی و فرزندان نے شہزادہ کا استقبال کیا۔ آپ نے تعزیت کا اظہار کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ انھیں جنت مکاں کرے نیز لواحقین کو صبر عطا کرے۔

علاوہ ازیں گورنر مکہ مکرمہ ریجن شہزادہ عبد المجید بن عبد العزیز ال سعود بھی کل شام تعزیت کے لیے گئے اور مرحوم کے بھائی و فرزندان سے ہمدردی و تعزیت کے الفاظ کہے، نیز مرحوم کے لیے دعا گو ہوئے کہ اللہ تعالیٰ جنت عطا کرے۔ ان ہر دو مواقع پر ورثاء نے شہزادگان کا شکریہ ادا کیا۔

الوطن

شمارہ ۳۰/ اکتوبر ۲۰۰۴ء

مکہ مکرمہ سے اخبار کے نمائندہ کی مرسلہ خبر ''رحیل الشیخ المالکی فی مکۃ المکرمۃ'' اس شمارہ کے صفحہ ۲۳ پر تین کالم میں ہے۔ اس میں ہے کہ انھوں نے اپنے اقوال، متعدد تصانیف میں بیان کیے۔ جیسا کہ مفاهيم يجب ان تصحح، الذخائر المحمدية، شرف الامة المحمدية، الانسان الكامل، فی رحاب البيت الحرام، و هو بالافق الاعلىٰ، المدح النبوى بين الغلو و الانصاف۔ آپ کی آراء سے سعودی عرب کے بکثرت علماء کو اختلاف تھا۔

شمارہ ۲/ نومبر ۲۰۰۴ء

سعودی عرب کی سرکاری خبر رساں ایجنسی ''واس'' نیز مکہ مکرمہ سے ہی ''الوطن'' کے نمائندہ محمد دوش و فوٹو گرافر وجدی حلوانی کی مشترکہ خبر ''النائب الثانی و الامير عبد المجيد يعزيان اسرة محمد علوی مالکی فی مكة المكرمة'' عنوان سے ایک کالم میں صفحہ ۱۰ پر درج ہے۔ اس خبر میں نائب وزیر اعظم دوم و وزیر دفاع شہزادہ سلطان بن عبد العزیز ال سعود

نیز گورنر مکہ مکرمہ ریجن شہزادہ عبد المجید بن عبد العزیز ال سعود کے تعزیتی دوروں کی اطلاع دی گئی ہے اور آپ کے لیے دعا نیز لواحقین کو صبر کی تلقین جب کہ وزیر دفاع کی طرف سے مرحوم کے فرزندان کو خدمتِ دین ووطن کی نصیحت کا ذکر کیا گیا ہے۔

الاربعاء

شمارہ ۳/ نومبر ۲۰۰۴ء

حسین عاتق غربی کا مضمون ''فقید العلم و الضعفاء'' اس ہفت روزہ میگزین کے صفحہ ۱۲ ر پر دو کالم میں ہے۔ اس میں ہے:

''عالم کی وفات امت کے لیے دردناک زخم ہوتا ہے، کیوں کہ ان کا علم وفضل اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے۔ وہ لوگوں کو روشنی وہدایت کی طرف لے جاتے ہیں اور انسانوں میں ان کا مقام بلند تر ہوتا ہے۔

ابوداؤد وترمذی میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ عالم کو عابد پر یوں ہی فضیلت حاصل ہے، جیسے چاند کو ستاروں پر۔ نیز علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر سید محمد بن علوی مالکی کو الوداع کرتے وقت لاکھوں انسان جنازہ کے آگے اور لاکھوں ہی اس کے پیچھے تھے جب کہ اس ازدحام میں سیکڑوں افراد جنازہ کو ہاتھ دینے کے لیے کوشاں تھے۔ میں نے غم وافسوس کے موقع پر اتنا بڑا اجتماع وجلوس کبھی نہیں دیکھا۔ لوگوں کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں اور رو رو کر گلے بند ہو رہے تھے۔ بے شک یہ مشاہدات سچی محبت کی علامت ہیں۔ آپ علم کا سمندر، اَخلاقِ حمیدہ کے مالک، کمزور وناتواں پر مہرباں، عفو ودرگزر کے جذبہ سے سرشار، محبت کے داعی اور تعصب وانتہا پسندی سے دور تھے۔ آپ لوگوں کے دلوں کو محبت سے معمور کر دیتے۔ اس میں شک نہیں کہ محبت انسان کو خیر کی طرف مائل کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے''۔۔۔

شمارہ ۲۴/ نومبر ۲۰۰۴ء

''السید محمد بن علوی مالکی --العالم المکی و الداعی التنویری''

عنوان۔ ایک مضمون اس کے صفحہ ۲۵ پر ہے، جس کے لکھنے والے کا نام درج نہیں۔اس میں ہے:

''رمضان مبارک، جو کہ نزولِ قرآنِ مجید اور شبِ قدر کا مہینا ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے ان خاص ایام میں امتِ اسلامیہ بالعموم ذکر اللہ، تلاوتِ قرآن مجید نیز سیرت مبارکہ کے مطالعہ وان پر غور وفکر کے ماحول میں سانس لے رہی ہوتی ہے۔ ان کیفیات میں اسلامی دنیا کو عالم جلیل وسید کریم فضیلۃ العلامۃ المحدث السید محمد بن علوی بن عباس مالکی کی وفات کی خبر سننے کو ملی، جو بہت بڑے صدمہ وعظیم نقصان اور سانحہ کا درجہ رکھتی ہے۔

وہ حرمین شریفین کے ایسے علماء میں سے تھے، جو پوری دنیا کے لیے علم وروشنی کا منار، جب کہ طلباء کے لیے نمونہ ومثال تھے۔ آپ کعبہ کے پہلو میں واقع مسجد حرم سے وابستہ ان علماء میں سے تھے، جو فقہ وحدیث، سیرت وغیرہ علوم کے ستون تھے اور اپنے کردار، مناقب، اَخلاقِ عالیہ کے باعث ہمیشہ یادر کھے جائیں گے۔ ان کا خاندان ملکی معاشرہ میں اپنے علم ونسبی شرف کی بنا پر مشہور وممتاز ہے۔

آپ کے والدو استاذ الکوکب المنیر العلامۃ المنور سیدی علوی بن عباس المالکی، عالم فاضل، مربی، ادیب، فقیہ، شرعی علوم کے عظیم ماہر، خوب صورت آواز کے مالک، شرعی نکاح خواں، متواضع، فصیح اللسان، قوی الحافظہ نیز وسیع حلقہ احباب رکھتے تھے۔ انھوں نے فرزند سید محمد مالکی کی تعلیم وتربیت میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی، یوں یہ تمام اوصاف آپ میں منتقل ہوئے، بلکہ علم وفضل میں سبقت لے گئے۔

سید محمد بن علوی مالکی کشادہ دل وذہن، اَخلاقِ حمیدہ، حلاوت وشائستگی بھری گفتگو، پاکیزہ زبان جیسے اوصاف رکھتے تھے۔ ان کا تبلیغ وتدریس کا طریقہ روشن دینی فکر اور قدیم وجدید منہج کا حسین امتزاج تھا۔ آپ کی شخصیت محبت کی روح،

عفو و درگزر کی داعی اور معاشرہ میں الفت کی فضا قائم کرنے والی تھی۔ ان کے شاگرد مختلف علاقوں بالخصوص جنوب مشرقی ایشیا، ہندوستان، پاکستان، مراکش، سپین و یورپ کے باشندے ہیں۔ آپ کی منہج تشدد و انتہا پسندی سے منزہ تھی۔ ان کی روش تحمل و بردباری، غور و فکر اور شریعت اسلامیہ کے بنیادی مصادر سے دلائل اخذ و استنباط کرنے کے اصولوں پر مبنی تھی اور یہی منہج اپنے طلباء و محبین نیز مجالس میں حاضر ہونے والے دیگر افراد، جو زندگی کے متعدد شعبوں سے تعلق رکھنے والے ہوتے، ان کے قلوب و اذہان میں راسخ کرنے کی کوشش کرتے۔

اپنا مؤقف بیان کرتے ہوئے ہمیشہ دلائل کا سہارا لیا اور مناظرہ کے مرحلہ میں دوسروں کے وجود و آراء کا احترام ملحوظ رکھا اور ماحول میں حدت نہیں آنے دی۔ آپ بجا طور پر اکیسویں صدی کے عالمِ دین تھے۔ آج جب کہ دنیا ایک گاؤں کی صورت اختیار کرتی جا رہی ہے اور مسلم نوجوان کو مغربی ثقافت کی یلغار کا سامنا ہے، آپ کی تصنیفات ہر ذہنی سطح کے افراد کے لیے روشنی کا منار، نیز اسلامی ثقافت کی آئینہ دار ہیں۔ بے شک جب تک یہ دنیا باقی ہے، امت محمدیہ میں خیر و بھلائی کا عمل یوں ہی جاری رہے گا''---

شمارہ ۲۹ر دسمبر ۲۰۰۴ء

شیخ عبدالرحمٰن عربی مغربی کی اس بارے ایک تحریر روزنامہ ''المدینة المنورة'' کی معمول کی اشاعت ۹ رنومبر میں چھپ چکی تھی۔ اب قدرے تفصیل سے لکھا گیا، ان کا دوسرا مضمون ''الاربعاء'' کے زیر نظر شمارہ کے صفحہ ۲۴ پر ''لمحات مشرقة من حياة العالم السيد الدكتور محمد بن علوی المالكی ''عنوان سے شائع ہوا۔ اس میں لکھا ہے:

''سید محمد مالکی نے قرآن مجید نیز دیگر اہم علوم کی ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کرنے کے بعد مدرسہ فلاح مکہ مکرمہ میں داخلہ لیا اور اسی کے ساتھ مسجد حرم میں قائم اکابر علماء کرام کے حلقاتِ دروس میں حاضر ہونے لگے۔

مذکورہ مدرسہ میں تکمیل کے بعد شریعت کالج مکہ مکرمہ میں داخلہ لیا پھر جامعہ ازہر قاہرہ کی راہ لی۔ وہاں یونی ورسٹی اساتذہ سے استفادہ پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ شہر کے اکابر علماء سے اخذ کیا اور حصولِ علم کے ارادہ سے ہی پاک و ہند، شام، ترکی، انڈونیشیا، مراکش، الجزائر، تیونس، کینیا وغیرہ اسلامی ممالک کے سفر اختیار کیے۔ مزید برآں علماءِ مدینہ منورہ سے اخذ کیا۔

والد گرامی کی وفات پر ان کی جگہ مسجد حرم میں مدرس تعینات ہوئے تو اس کی افتتاحی تقریب قابلِ دید تھی۔ وفات کے تیسرے روز اسی مقام پر پہلا درس دیا، جس میں اکابر علماء کرام نے شرکت کی۔ ان میں شیخ حسن مشاط[۱۳۱] شیخ عبداللہ لحجی[۱۳۲] شیخ عبداللہ دردوم[۱۳۳] شیخ زکریا بیلا[۱۳۴] شیخ سید محمد امین کتبی[۱۳۵] شیخ اسماعیل زین[۱۳۶] شیخ ابراہیم فطانی[۱۳۷] شیخ محمد نور سیف رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کے اسماءِ گرامی اہم ہیں۔ نیز طلباء کی بڑی تعداد نے یہ درس سماعت کیا۔

سید محمد مالکی نے عمر بھر اور ہر سطح پر، علم پھیلانے میں تمام تر جہد سے کام لیا۔ آپ نے لیکچر، سیمنار میں خطاب، یومیہ دروس غرضیکہ ہر ذریعہ سے، پرائمری سے یونی ورسٹی کے اعلیٰ درجہ تک کے طلباء کو علم سے آراستہ کیا۔ ان کا گھر ایسا بین الاقوامی مدرسہ تھا، جہاں جملہ علوم کی تدریس کا اہتمام تھا۔ یہ حج کے ایام میں دنیا بھر کے علماء کا مرکز ہوتا اور آپ کے دروس کی رونق دوچند ہوتی۔ وہ مکہ مکرمہ کی اعلیٰ اقدار کے امین تھے اور اخلاقِ کریمانہ، تواضع، ہر ایک کے لیے محبت والفت بھرے جذبات جیسے اوصاف ان کا خاصہ تھے''---

اقراء

شمارہ ۴، نومبر ۲۰۰۴ء

ولی عہد شہزادہ عبداللہ جو شیخ سید محمد علوی مالکی کی وفات کے چند ہی ماہ بعد ملک سعودی عرب

کے نئے بادشاہ قرار پائے، انھوں نے تعزیت کے موقع پر جو الفاظ آپ کے بارے میں کہے، انھیں کئی سعودی اخبارات و رسائل نے خبر کے عنوان کے طور پر درج کیا۔ ہفت روزہ ''اقراء'' بھی انھی میں شامل ہے۔ چناں چہ اس شمارہ کا صفحہ ۳ مکمل اس خبر کے لیے مختص اور اس کا عنوان ولی عہد کے یہی الفاظ ہیں:

الفقید کل اعماله خیر و برکة و من ابناء الاسلام الاوفیاء لدینهم و دولتهم ---

یہ خبر مکہ مکرمہ سے خالد محمد حسینی نے پیش کی اور ولی عہد کے دورہ کے موقع پر لی گئی چار اجتماعی رنگین تصاویر دی گئیں، جن میں سے ایک میں مرحوم کے بھائی سید عباس مالکی مائیک تھامے کھڑے اور سامنے بیٹھے ہوئے ولی عہد و دیگر مہمانوں کا شکریہ ادا کر رہے ہیں۔ ان چاروں تصاویر کا ایک ہی کیپشن لکھا گیا، جس میں اس خبر کا خلاصہ چار سطور میں درج ہے۔

المنهل

شمارہ دسمبر ۲۰۰۴ء / جنوری ۲۰۰۵ء

''وفیات الاعیان--- الداعیة الشیخ محمد علوی المالکی فی ذمة الله''

عنوان سے پورے صفحہ ۱۰۹ پر ادارتی بیان اس شمارہ میں موجود ہے۔ اس میں لکھا گیا:

''آپ کے اساتذہ میں والد شیخ علوی عباس مالکی اہم تھے، جو سعودی عرب کے علماء میں نمایاں پہچان رکھتے تھے اور دینی و علمی نیز معاشرتی پہلو سے اہلِ مکہ میں ان کا بلند مقام تھا۔

سید علوی مالکی کی وفات کے بعد ان کے فرزند سید محمد مالکی، دینی و معاشرتی، دونوں اعتبار سے ان کے حقیقی جانشین ثابت ہوئے۔ ان کا گھر مختلف مکاتب فکر کے لیے ایک دانش گاہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ وسیع القلب، عظیم میزبان، چاشنی بھری گفتگو جیسے اوصاف سے متصف تھے اور زبان آفات سے پاک تھی۔ ان کا دعوت و تدریس کا طریقہ، روشن فکر سے مزین، قدیم و جدید علمی منہاج کا

حسین امتزاج اور تشدد وسختی سے دور تھا۔ المنہل کو آپ کا قلمی تعاون حاصل تھا اور آپ اس کے معیاری لکھنے والوں میں سے تھے۔ مذہبی ومعاشرتی موضوعات پر ان کے متعدد مضامین اس کی فائلوں میں محفوظ ہیں۔ آپ نے مؤلفات کی صورت میں بہت بڑا فکری ورثہ یادگار چھوڑا، جو ہمیشہ طالبانِ علم کے لیے معاون ومددگار رہوگا۔

المجلة العربية

شمارہ دسمبر ۲۰۰۴ء

''مكة المكرمة تودع الشيخ محمد علوي المالكي رحمه الله'' نامی مضمون اس کے پورے صفحہ ۱۰ اپر تین کالم میں ہے، جس پر لکھنے والے کا نام درج نہیں اور صحافت کا عمومی قاعدہ ہے کہ اخبار ورسالہ میں چھپنے والی کسی تحریر پر لکھاری کا نام نہ ہو تو وہ ادارہ وایڈیٹر کی تصور ہوگی۔ الغرض اس مضمون کو تین ذیلی عنوانات کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ تمہید میں آپ کی وفات پر مطلع کیا گیا اور پھر ''شيء من سيرة الفقيد'' عنوان کے تحت سوانحی خاکہ درج ہے، جس میں لکھا ہے:

> ''آپ مسجد حرم میں ہر رات تین حلقاتِ درس منعقد کیا کرتے تھے، جو کسی اشد ضرورت وحاجت کے موقع پر چھوڑ کر، گرمی، سردی، چھٹی کے ایام میں بھی جاری رہتے۔ آپ متعدد علوم، تفسیر، حدیث، اصول، سیرتِ نبویہ، عربی لغت، فقہ، وعظ وارشاد پر درس دیا کرتے اور ان علوم کی اہم کتب بالخصوص احادیث کی کتب مکمل طور پر پڑھائیں۔ مسجد حرم میں تدریس پر ہی نہیں ریڈیو ''نداء الاسلام'' پر بھی آپ کی تقاریر مسلسل نشر ہوا کرتیں'' ---

مضمون کا دوسرا عنوان ''من مؤلفاته'' ہے، جس کے تحت اٹھارہ کے قریب مشہور تصنیفات کے نام دیے گئے ہیں، جن میں الطالع السعيد، الذخائر المحمدية، الانسان الكامل، زبدة الاتقان في علوم القرآن شامل ہیں۔ تیسرا وآخری عنوان

''فی رثاء الفقید'' ہے، جس میں آپ بارے ڈاکٹر احمد زکی یمانی و ڈاکٹر احمد باقادر کے تاثرات درج ہیں، جوان کے تازہ مضامین سے اخذ کیے گئے۔

الشرق الاوسط

شمارہ ۳۰/ اکتوبر ۲۰۰۴ء

صفحہ اوّل کی پیشانی کے بائیں کونہ میں سرخ روشنائی سے خبر کا عنوان یوں لکھا ہے، ''الحوار الوطنی السعودی یخسر احد فرسانه برحیل مالکی'' پھر ہے کہ خبر کی تفصیل صفحہ ۴ پر ملاحظہ ہو۔

مذکورہ صفحہ پر یہ ''السعودية،وفاة العالم و الداعية الشيخ محمد علوی مالکی اثر سکتہ قلبیۃ'' عنوان سے تین کالم میں ہے۔ جسے جدہ سے اخبار کے نمائندہ ماجد کنانی نیز اخبار کے لندن دفتر نے مرتب و پیش کیا اور اس میں مرحوم بارے مشاہیر کے تاثرات درج ہیں۔

- جدہ یونی ورسٹی میں فقہ اسلامی کے استاذ ڈاکٹر حسن بن سفر نے کہا:

''ان کی وفات بہت بڑا نقصان ہے، اس لیے کہ آپ روشن فکر علماء میں سے تھے، اسلامی ممالک بالخصوص ایشیا و افریقی ممالک میں مساجد کی تعمیر اور تبلیغ کے میدان میں ان کی خدمات گراں قدر ہیں۔ مزید یہ کہ گھر اور شریعت کالج میں بکثرت طلباء نے آپ سے استفادہ پایا'' ---

- پروفیسر ڈاکٹر عاصم حمدان جو جدہ یونیورسٹی کی تدریسی کمیٹی کے رکن ہیں، ان کا کہنا تھا:

''میرا دعویٰ ہے کہ شیخ محمد علوی مالکی کے اہل خانہ کے بعد میں وہ شخص ہوں جو ان کے بہت قریب تھا۔ ہم سب نے ایک عالم و مبلغ اور بھائی کو کھو دیا۔ آپ مخالفین سے بھی حسن معاملہ کرتے اور اگر کسی طالب علم نے مخالف علماء کے بارے میں کبھی نامناسب بات کہی تو اسے روک دیتے۔

حج کے ایام میں ان کا گھر ایک فکری آماج گاہ کی صورت اختیار کر لیتا

جہاں مختلف الفکر افراد سے ملاقات ہوتی۔ یوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ موجودہ دور میں آپ ہی وہ اولیں فرد ہیں جنہوں نے پچیس برس قبل مختلف افکار رکھنے والوں سے حسن معاملہ کی ترغیب و دعوت دی۔ اسی کے ساتھ حرم مکی میں فتنہ جہیمان [۱۳۸] ظاہر ہونے پر اس کے خلاف آواز اٹھانے اور مذمت کرنے والے سب سے پہلے عالم تھے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ متعدد معاصر علماء سے آپ کے بکثرت اختلافات تھے لیکن انہوں نے دوسروں کی رائے کا احترام ترک نہیں کیا۔ بلکہ مخالفین کو بھی یہی طرز عمل اپنانے نیز دیگر مکاتیب فکر کی حیثیت تسلیم کرنے کی دعوت دیتے رہے۔ زندگی کے آخری دور ستمبر ۲۰۰۳ء کو قومی مکالمہ کانفرنس میں خطاب کے ذریعے بھی آپ نے اسی جانب توجہ دلائی۔ علاوہ ازیں اہم اختلافی مسائل کی وضاحت پر متعدد کتب تالیف کیں، جیسا کہ مفاهيم يجب ان تصحح، الذخائر المحمدية، شفاء الفواد، الصلوات المأثورةً"---

- محقق شیخ یوسف دینی نے کہا:

"آپ نے فقہی و شرعی علوم کے علاوہ اختلافی مسائل پر کتب لکھیں، پھر ان کے ردود سامنے آئے۔ ایک فریق کے ساتھ مسائل، بدعت حسنہ اور مذہبی ایام کی مناسبت سے محافل منعقد کرنا وغیرہ طویل عرصہ زیر بحث رہے، لیکن آپ نے کسی بھی مرحلہ پر شائستگی و متانت کا دامن نہیں چھوڑا اور والد گرامی کے حقیقی جانشین ثابت ہوئے۔

شمارہ ۲/ نومبر ۲۰۰۴ء

شاہی خاندان کی متعدد مقتدر شخصیات کا تعزیت کے لیے گھر آنے کی خبر "ولی العهد السعودی و الامیر سلطان یعزیان اسرة مالکی" عنوان سے الشرق الاوسط کے اس شمارہ کے صفحہ ۴ پر ایک کالم میں ہے، جو مکہ مکرمہ سے اخبار کے نمائندہ نے جاری کی۔

اس میں پہلے ولی عہد و نائب اوّل وزیر اعظم و نیشنل گارڈ کے سربراہ شہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز ال سعود کے دورہ کی اطلاع ہے، جس میں مرحوم کے بارے ادا کیے گئے ان کے

الفاظ درج ہیں نیز ساتھ جانے والے دیگر شہزادگان واعلیٰ افسران کے نام مذکور ہیں۔ پھر نائب دوم وزیر اعظم ووزیر دفاع شہزادہ سلطان بن عبدالعزیز ال سعود کے دورہ کا ذکر ہے۔ اس ضمن میں ان کے تعزیتی الفاظ و دعائیہ کلمات درج ہیں نیز بتایا گیا کہ اس دورہ میں متعدد شہزادے واعلیٰ حکام ان کے ہمراہ تھے۔

آخر میں گورنر مکہ مکرمہ ریجن شہزادہ عبدالمجید بن عبدالعزیز ال سعود کے دورہ کا ذکر ہے، جس میں وہ الفاظ درج ہیں، جن کے ذریعے انہوں نے مرحوم کو خراج تحسین پیش کیا۔ شیخ سید محمد علوی مالکی کی وفات پر تعزیت کے لیے آنے والی سعودی عرب کی ان تینوں مقتدر شخصیات کے الگ الگ دوروں کی کچھ تفصیلات راقم نے گزشتہ صفحات پر دیگر اخبارات و رسائل کے متعلقہ مقامات پر دے دیں، یہاں تکرار مقصود نہیں۔

الحیاۃ

شمارہ ۳۱/ اکتوبر ۲۰۰۴ء

"مكة المكرمة، تشييع عميد الصوفيين الشيخ محمد مالكي" عنوان سے دو کالم پر مشتمل یہ خبر صفحہ ۲ پر ہے، جو دار الحکومت ریاض سے اخبار کے نمائندہ مصطفیٰ انصاری نے پیش کی۔ اس میں ہے کہ ان کی وفات سے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، جدہ اور اس کے گردونواح کے باشندوں کو شدید غم کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ صوفیہ اسلام کے سرخیل تھے، لہٰذا جماعتِ صوفیہ ایک حکمت ودانش بھری شخصیت سے محروم ہوگئی۔ صوفی حلقوں میں توقع ہے کہ آپ اپنے شاگرد شیخ عبداللہ فدعق یا شیخ اسامہ منسی اور بصورتِ دیگر اپنے بھائی شیخ عباس مالکی کو جانشین وخلیفہ نامزد کر گئے ہوں گے۔ لیکن سابق وزیر اطلاعات ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی نے "الحیاۃ" کو بتایا کہ انھوں نے وصیت کی تھی کہ میرے بعد میرا بیٹا شرعی علوم کی تدریس کا سلسلہ یوں ہی جاری رکھے۔

اردو نیوز

شمارہ ۳۱/ اکتوبر ۲۰۰۴ء

سعودی خبر رساں ادارہ "واس" کے ریاض دفتر نیز اخبار "الشرق الاوسط" کے

حوالہ سے دی گئی صفحہ ۲ پر دو کالم پر مشتمل خبر کا عنوان و متن یہ ہے:

''ممتاز عالم دین محمد علوی مالکی کو سپردِ خاک کر دیا گیا:

انتقال حرکت قلب بند ہو جانے سے ہوا، نمازِ جنازہ میں ہزاروں افراد کی شرکت

سعودی عرب میں ممتاز عالم دین اور اسلامی داعی محمد علوی مالکی کو مکہ مکرمہ میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ ہزاروں محبین نے ان کی نمازِ جنازہ ادا کی، جو حرم شریف میں ہوئی۔ ان کا انتقال اچانک حرکتِ قلب بند ہو جانے سے ہو گیا تھا۔ وہ مکہ مکرمہ کے معروف علمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے دادا عباس اور والد علوی مالکی حرم شریف کے عالموں میں سے تھے۔ وہ الازہر یونی ورسٹی سے فارغ التحصیل تھے، انھوں نے ''امام مالک اور حدیث شریف کے لیے ان کی خدمات'' کے موضوع پر الازہر یونی ورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی تھی۔ وہ مکہ مکرمہ میں کلیۃ الشریعۃ میں شعبہ حدیث کے پروفیسر کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ سعودی عرب کے معروف علماء نے ان کے انتقال پر دلی رنج وغم کا اظہار کیا ہے اور ان کے انتقال کو اسلامی علوم اور اسلامی فکر کے حوالے سے اہم خسارہ قرار دیا ہے۔ وہ مسجد حرم میں موسم گرما کی تعطیلات میں ہر رات تین درس دیا کرتے تھے جو تفسیر، حدیث، سیرتِ مبارکہ، عربی زبان، اسلامی عقائد، فقہ اور دعوت کے موضوعات پر ہوتے تھے۔ وہ ۱۳۶۲ھ کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم حرم شریف میں حاصل کی۔ انھوں نے طلب علم کے لیے ہندوستان اور پاکستان کے سفر بھی کیے اور وہاں ممتاز علماء سے حدیث کے فن میں گہرائی حاصل کی''---

شمارہ ۲/ نومبر ۲۰۰۴ء

اردو نیوز کے اس شمارہ کے صفحہ ۲ پر اس بارے فقط ایک تصویر دی گئی ہے، جو ''واس'' کی جاری کردہ اور اس میں آپ کے بھائی سید عباس مالکی وولی عہد شہزادہ عبداللہ آمنے سامنے کھڑے گفتگو میں محو ہیں، کیپشن کی عبارت یہ ہے:

''ولی عہد شہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز، مکہ مکرمہ میں ڈاکٹر محمد علوی مالکی کے انتقال پر ان کے گھر جا کر اہلِ خانہ سے تعزیت کر رہے ہیں''۔۔۔

اخباری تراشوں کی یک جا اشاعت

محدث اعظم وعلامۃ الحجاز، شیخ العلماء وقطب مکہ شیخ سید محمد بن علوی مالکی حسنی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر سعودی اخبارات و رسائل میں جو کچھ لکھا گیا، اس کا تعارف واختصار واقتباسات گزشتہ صفحات پر قارئین کی نذر کیے گئے۔ ان میں روزنامہ البلاد جدہ، روزنامہ المدینۃ المنورۃ جدہ، روزنامہ الندوۃ مکہ مکرمہ، روزنامہ عکاظ جدہ وریاض، روزنامہ الجزیرۃ ریاض، روزنامہ الریاض ریاض، روزنامہ الوطن ابہا، ہفت روزہ الاربعاء جدہ، ہفت روزہ اقراء جدہ، ماہ نامہ المنہل جدہ، ماہ نامہ المجلۃ العربیۃ ریاض، روزنامہ الشرق الاوسط لندن وغیرہ، روزنامہ الحیاۃ لندن وغیرہ، روزنامہ اردو نیوز جدہ، کل چودہ اخبارات و رسائل شامل ہیں۔ [۱۳۹]

سعودی عرب کے مشہور اشاعتی ادارہ، تہامہ کمپنی، سنِ تاسیس ۱۳۹۹ھ، جس کا صدر دفتر جدہ میں جب کہ ملک کے اہم شہروں میں متعدد شاخیں فعال ہیں۔ یہ ادارہ عربی وانگریزی کی بیسیوں کتب تجارتی اغراض سے شائع کر چکا ہے۔ اب شیخ سید محمد علوی مالکی کی وفات پر سعودی اخبارات و رسائل نے جو خبریں، تعزیتی بیانات وتاثرات اور مضامین شائع کیے، ان کے عکس تہامہ کمپنی نے یک جا کتابی صورت میں طبع کرا کے بازار میں پیش کر دیا۔

اخباری تراشوں پر مشتمل اس کتاب کا نام ''الملف الصحفی، فضیلۃ الدکتور محمد بن علوی المالکی الحسنی رحمۃ اللہ علیہ'' ہے اور یہ بڑے حجم کے ۱۲۸ صفحات پر مشتمل، جب کہ ایک جانب تراشوں کے عکس اور دوسری جانب کے تمام صفحات خالی وسفید ہیں۔

اس اخباری مواد کو جمع ومرتب کرنے والے کا نام نیز کتاب کا سنِ اشاعت درج نہیں، البتہ راقم کا خیال ہے کہ یہ وفات کے تقریباً تین ماہ بعد ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۰۰۵ء کو شائع ہوئی۔

تہامہ کمپنی کے شعبہ تعلقات عامہ کی طرف سے تعارفی کلمات صفحہ اوّل پر درج ہیں،

جن میں بتایا گیا کہ ہم یہ کتاب مرحوم کی یاد اور ان سے وفا کے اظہار میں شائع کر رہے ہیں اور ہم نے اخبارات میں شائع شدہ آپ سے متعلق تمام مواد حتی الامکان شامل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کی ابتدائی عبارت یہ ہے:

"الی جنات الخلد الشیخ المالکی، وفاءً لذکریٰ الشیخ العالم الجلیل فضیلة الدکتور/ محمد بن علوی المالکی الحسنی............" ---

الملف الصحفی میں سعودی عرب کے فقط عربی اخبارات ورسائل کے تراشوں کے عکس شامل ہیں۔ روزنامہ "اردو نیوز" یا ملک کے کسی انگریزی اخبار کے متعلقہ تراشے شامل نہیں۔ بلکہ عربی مواد بھی مکمل طور پر جمع وشامل نہیں کیا جا سکا اور ایسے کئی سعودی اخبارات ورسائل خود راقم کے پیش نظر ہیں، جن کی متعلقہ تحریریں اس کتاب میں شامل نہیں۔ [۱۴۰]

کتاب کی اضافی خوبی یہ ہے کہ شیخ سید محمد بن علوی مالکی نے وفات سے محض چھ ماہ قبل ہاشم جمدلی کو جو طویل انٹرویو دیا اور وہ "عکاظ" میں طبع ہوا تھا۔ اس کی جملہ اقساط کے عکس بھی شامل کر دیے گئے ہیں۔

اردو نیوز کے تراشوں کی یک جا اشاعت

چند سطور قبل گزر چکا کہ "الملف الصحفی" میں اردو نیوز کے متعلقہ تراشوں کے عکس شامل نہیں۔ لیکن ان کی کمی یوں پوری ہوگئی کہ ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی نے اردو نیوز کے مذکورہ بالا دونوں شماروں کے متعلقہ تراشوں کے عکس ایک رنگین صفحہ پر یک جا طبع کرا کے اپنے اردو ماہ نامہ "معارفِ رضا" کے شمارہ دسمبر ۲۰۰۴ء کے ہمراہ تمام قارئین کو بھجوائے۔

واضح رہے کہ "اردو نیوز" جو کہ حجازِ مقدس سے شائع ہو رہا ہے، اس نے خطہ کے مشہورِ زمانہ عالم شیخ سید محمد بن علوی مالکی کی وفات کی خبر دیگر سعودی اخبارات کے برعکس ایک روز تاخیر سے شائع کی نیز ان کے حالات وخدمات پر ایک بھی مستقل مضمون کسی اشاعت میں شامل نہیں کیا۔ جب کہ قبل ازیں حجازِ مقدس سے سیکڑوں کلومیٹر دور خطہ نجد کے اہم علماء، مفتی شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز اور شیخ محمد صالح عثیمین کی وفات پر

مستقل مضامین شائع کیے۔اسی پر بس نہیں بلکہ دمشق کے شیخ ناصر البانی اور لکھنؤ کے علامہ ابوالحسن ندوی کی وفات پر بھی مضامین طبع کیے۔علاوہ ازیں یہ اخبار سعودی عرب کے قومی دن جسے ''عيد الوطني ''اور''يوم الوطني '' کہا جاتا ہے،اس موقع پر خصوصی شمارہ شائع کر چکا ہے۔مزید یہ کہ جماعت اسلامی پاک وہند کے بانی علامہ مودودی کی برسی اور مہاجر قومی موومنٹ کے بانی وسربراہ الطاف حسین کی سالگرہ پر خصوصی شمارے شائع کر چکا ہے۔

اردو نیوز میں دینی شعبہ کے نگراں ومرتب صاحبزادہ قاری عبد الباسط ہیں، جو پاکستان کے صوبہ سرحد میں ضلع صوابی کے مقام ٹوپی کے باشندہ ہیں۔ان کے والد علامہ صاحبزادہ دوست محمد قریشی (وفات ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء) دارالعلوم دیوبند کے پرانے فضلاء میں سے تھے۔[۱۴۱]

اخباری تراشوں کے انتخاب کی انٹرنیٹ پر اشاعت

شیخ عاشق الاخضر نے تین سعودی اخبارات سے آپ کی وفات بارے خبر یں جمع کیں نیز''العربية'' چینل پر نشر کی گئی خبر کا مکمل متن لیا اور یہ عربی مواد''الغريب'' نامی ویب سائٹ[۱۴۲] پر''جنازة السيد العلامة محمد علوى المالكى فى الصحف السعودية''عنوان سے شائع کیا، جو تقریباً چالیس صفحات پر مشتمل ہے۔[۱۴۳]

❀❀❀❀

باب چہارم

شخصیات ایک نظر میں

شخصیات ایک نظر میں

محدث اعظم حجاز، قطب مکہ، شیخ العلماء، فقیہ جلیل، مجدد العصر، صاحب تصانیف شہیرہ، حضرت سید محمد بن علوی مالکی حسنی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر سعودی اخبارات ورسائل میں جو مواد چھپا، اس کا ممکنہ حد تک مجمل تعارف گزشتہ باب میں قارئین کی نظر کیا گیا، اب سعودی صحافت میں مذکور ان شخصیات کے ناموں کی طبقہ وار فہرست پیش ہے، جس میں ہر نام کے ساتھ واضح کر دیا گیا ہے کہ سعودی صحافت میں اس شخصیت کا ذکر کہاں اور کیوں آیا تا کہ قارئین ایک ہی نظر میں اس موضوع پر مطلع ہو سکیں۔

بیت المالکی

- محدث حجاز سید محمد بن علوی مالکی حسنی رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ الدلائل والبردۃ سید عباس بن علوی مالکی
- جانشین محدث حجاز، پروفیسر سید احمد بن محمد بن علوی مالکی، تاثرات البلاد

۲ر نومبر، المدینۃ ۳۱ر اکتوبر

- سید عبداللہ بن محمد بن علوی مالکی، تاثرات المدینۃ ۳۱ر اکتوبر
- سید علوی بن محمد بن علوی مالکی
- سید حسن بن محمد بن علوی مالکی
- سید حسین بن محمد بن علوی مالکی
- سید عاصم بن عباس بن علوی مالکی
- سید علوی بن عباس بن علوی مالکی
- سید عمرو بن عباس بن علوی مالکی
- سید سعید بن عباس بن علوی مالکی

مالکی گھرانہ کے یہ تمام افراد عمر بھر محدثِ حجاز کے معاون و خدمت گزار رہے اور وفات و تعزیت کے جملہ مراحل انھی کی نگرانی میں انجام پائے۔ سعودی صحافت میں متعدد مقامات پر ان سب کا ذکر ملتا ہے۔

اخباری نمائندگان

- احمد حلبی، مشاہیر کے تاثرات پیش کیے، الندوۃ ۳۱ر اکتوبر، یکم نومبر، ۲ر نومبر
- احمد عایل فقیہی، مشاہیر کے تاثرات، عکاظ ۲ر نومبر
- بدیع ابوالنجا، مشاہیر کے تاثرات، المدینۃ ۳۱ر اکتوبر/خبر، یکم نومبر، ۲ر نومبر
- خالد عبداللہ، خبر، الریاض ۲ر نومبر
- خالد محمد حسینی، خبر اقراء ۴ر نومبر، مضمون البلاد ۳۰ر اکتوبر، خبر ۳۱ر اکتوبر، خبر و مضمون ۲ر نومبر، خبر و مضمون الندوۃ یکم نومبر، خبر ۲ر نومبر، ۳ر نومبر
- سالم مریشید، مشاہیر کے تاثرات، الریاض، ۳۰ر اکتوبر
- سعید معتوق، مشاہیر کے تاثرات، عکاظ ۳۰ر اکتوبر
- سلمان سلمی، مشاہیر کے تاثرات، عکاظ، ۳۰ر اکتوبر، خبر ۳۱ر اکتوبر، یکم نومبر

- شاکر عبدالعزیز، مشاہیر کے تاثرات، البلاد ۳۰ر اکتوبر
- طالب ذیبانی، مشاہیر کے تاثرات، المدینۃ ۳۱ر اکتوبر، خبر ۲ر نومبر
- طالب بن محفوظ، مشاہیر کے تاثرات، عکاظ ۲ر نومبر
- عباس سندھی، مشاہیر کے تاثرات، المدینۃ ۳۱ر اکتوبر
- عبدالعزیز قاسم، مشاہیر کے تاثرات، المدینۃ ۳۰ر اکتوبر
- عبداللہ خمیس، مشاہیر کے تاثرات، عکاظ ۲ر نومبر
- عبداللہ عبیان، مشاہیر کے تاثرات، البلاد ۳۰ر اکتوبر
- علی حکمی، مشاہیر کے تاثرات، البلاد ۳۰ر اکتوبر
- علی عمیری، خبر، المدینۃ ۳۱ر اکتوبر
- فالح ذیبانی، مشاہیر کے تاثرات، عکاظ ۳۰ر اکتوبر، خبر ۲ر نومبر
- ماجد کنانی، مشاہیر کے تاثرات، الشرق الاوسط، ۳۰ر اکتوبر
- محمد ارکانی، مشاہیر کے تاثرات، البلاد ۳۰ر اکتوبر
- محمد باوزیر، مشاہیر کے تاثرات، الریاض، ۳۰ر اکتوبر
- محمد خضر، مشاہیر کے تاثرات و مضمون، المدینۃ ۳۰ر اکتوبر
- محمد داؤد، مشاہیر کے تاثرات، عکاظ ۳۰ر اکتوبر، ۲ر نومبر
- محمد دوش، خبر، الوطن، ۲ر نومبر
- محمد سید، علماءِ ازہر کے تاثرات، المدینۃ ۳۱ر اکتوبر
- محمد عنزی، مشاہیر کے تاثرات، عکاظ ۳۰ر نومبر
- محمد عنقری، مشاہیر کے تاثرات، المدینۃ ۳۰ر اکتوبر
- مصطفیٰ انصاری، خبر، الحیاۃ ۳۱ر اکتوبر
- معتوق شریف، مشاہیر کے تاثرات، عکاظ ۳۰ر اکتوبر
- ھانی لحیانی، معالج اطباء کے تاثرات، عکاظ ۳۰ر اکتوبر، مشاہیر کے تاثرات، ۳ر نومبر

اخبارات کے فوٹو گرافر

- احمد حشاد، الندوۃ ۳۱ راکتوبر، یکم نومبر، ۳ر نومبر
- حسن قربی، عکاظ ۳۰ راکتوبر، یکم نومبر، ۲ر نومبر
- علی حرازی، الندوۃ ۳ر نومبر
- محمد حامد، الریاض ۲ر نومبر
- محمد حمادی، المدینۃ ۲ر نومبر
- وجدی حلوانی، الوطن ۲ر نومبر

عزیز و اقارب

- ابراہیم شعیب، ولی عہد کی آمد پر موجود، البلاد ۲ر نومبر
- ڈاکٹر ابراہیم محمد رئیس، تاثرات، عکاظ ۳۰ راکتوبر
- احمد سلیمانی، ولی عہد کی آمد پر موجود، البلاد ۲ر نومبر
- احمد عرفہ حلوانی، ولی عہد کی آمد پر موجود، البلاد، ۲ر نومبر
- احمد موسیٰ، ولی عہد کی آمد پر موجود، البلاد ۲ر نومبر
- سید امین عقیل عطاس، ولی عہد کی آمد پر موجود، البلاد ۲ر نومبر، تاثرات، عکاظ ۳۰ راکتوبر، المدینۃ ۳۱ راکتوبر
- سید جعفر جمل اللیل، تاثرات، الندوۃ، ۳۱ راکتوبر
- ڈاکٹر سید حسین بلخی، تاثرات، المدینۃ ۲ر نومبر
- حمزہ اشعری، ولی عہد کی آمد پر موجود، البلاد ۲ر نومبر
- سامی بن فواد رضا، تاثرات، عکاظ ۳۰ راکتوبر
- انجینیئر سید سمیر برقہ، تاثرات، البلاد ۲ر نومبر، المدینۃ ۳۰ راکتوبر
- طارق لھبوب، ولی عہد کی آمد پر موجود، البلاد ۲ر نومبر
- عبدالحلیم قاری، ولی عہد کی آمد پر موجود، البلاد ۲ر نومبر

- عبدالرحمٰن متولی، تاثرات، المدینۃ ۲رنومبر
- شیخ عبدالقادر بن عبدالوہاب بغدادی، تاثرات، المدینۃ ۳۱راکتوبر، ۲رنومبر
- سید علی حسن ادریسی، تاثرات، المدینۃ ۳۰راکتوبر
- ڈاکٹر فیصل بن عبدالقادر بغدادی، تاثرات، المدینۃ ۳۱راکتوبر
- محمد امین قاری، ولی عہد کی آمد پر موجود، البلاد ۲رنومبر
- سید محمد بلخی، تاثرات، عکاظ ۳۰راکتوبر
- ڈاکٹر سید محمد حسین عَیدَروس سقاف، تاثرات، عکاظ یکم نومبر
- محمد عمری، ولی عہد کی آمد پر موجود، البلاد ۲رنومبر
- محمد فرید ابوزیبہ، ولی عہد کی آمد پر موجود، البلاد ۲رنومبر، تاثرات، عکاظ ۳۰ اکتوبر
- محمود اسکندرانی، ولی عہد کی آمد پر موجود، البلاد ۲رنومبر
- ہاشم فلالی، ولی عہد کی آمد پر موجود، البلاد، ۲رنومبر
- سید یاسر بلخی، تاثرات، عکاظ یکم نومبر، المدینۃ ۲رنومبر
- یوسف نشار، ولی عہد کی آمد پر موجود، البلاد ۲رنومبر
- یونس محمد حسین، تاثرات، عکاظ یکم نومبر

علماء و مشایخ اہل سنت

- شیخ سید ابراہیم بن عبداللہ آل خلیفہ، تعزیت کے لیے الاحساء سے مکہ مکرمہ پہنچے، البلاد ۳۱راکتوبر
- مفتی اعظم دبئی شیخ احمد عبدالعزیز حداد، تعزیت کے لیے دبئی سے آئے، البلاد ۳۱راکتوبر
- سابق رئیس الازہر، شیخ احمد عمر ہاشم، تاثرات، المدینۃ ۳۱راکتوبر
- شیخ اسامہ سعید منشی، ولی عہد کی آمد پر موجود، البلاد ۲رنومبر، تاثرات، المدینۃ ۳۱راکتوبر

- شیخ حسین شکری، تاثرات، المدینۃ ۳۱ را کتوبر
- شیخ خالد بن عبدالکریم ترکستانی، تاثرات، عکاظ ۳ رنومبر
- شیخ طلال بن احمد برکاتی، تاثرات، عکاظ ۳ رنومبر
- پیر طریقت شیخ عبد الغنی جعفری، تعزیت کے لیے قاہرہ سے مکہ مکرمہ پہنچے، البلاد ۳۱ را کتوبر
- مبلغِ اسلام شیخ عبداللہ بن محمد فدعق، تاثرات، البلاد ۲ رنومبر، درس کے افتتاح کی خبر، ۲۵ رنومبر، تاثرات، عکاظ یکم نومبر، ۲ رنومبر، المدینۃ ۳۰ را کتوبر، تعزیت کے آخری دن کے خصوصی اجتماع میں خطاب، المدینۃ ۱۱ رنومبر
- ڈاکٹر شیخ عبدالوہاب ابوسلیمان، مضمون، عکاظ ۲ رنومبر
- مفتیٔ اعظم مصر ڈاکٹر شیخ علی جمعہ، مضمون، المدینۃ ۵ رنومبر
- مبلغ اسلام شیخ سید علی زین العابدین جفری، تعزیت کے آخری روز کے اجتماع میں خطاب، المدینۃ ۱۱ رنومبر
- محکمہ اوقاف دبئی کے سابق مدیر بدرجہ وزیر شیخ عیسیٰ بن عبداللہ بن مانع حمیری، تعزیت کے لیے دبئی سے مکہ مکرمہ پہنچے، البلاد ۳۱ را کتوبر
- شیخ محمد حسن فلاتہ، تاثرات، عکاظ ۳۰ را کتوبر
- شیخ محمد نور قاری، ولی عہد کی آمد پر موجود، البلاد ۲ رنومبر، تاثرات، ۲ رنومبر، الندوۃ یکم نومبر
- شیخ ہاشم محمد حسن، تاثرات، المدینۃ ۳۱ را کتوبر

دانش ور، کالم نگار، مدارس و یونی ورسٹی اساتذہ، محققین، مفکرین

- جدہ کے اہم صحافی و مؤرخ احمد بادیب، تاثرات، البلاد ۳۰ را کتوبر
- انسانی حقوق کی قومی تنظیم کے رکن ڈاکٹر احمد بھکلی، تاثرات، عکاظ ۲ رنومبر
- ڈاکٹر شیخ احمد محمد نور سیف، تعزیت کے لیے گھر آئے، البلاد ۳۱ را کتوبر

- ڈاکٹر اسامہ حسن، تاثرات، المدینۃ ۳۱ر اکتوبر
- ڈاکٹر اسامہ فلالی، تاثرات، الندوۃ یکم نومبر
- ڈاکٹر جعفر مصطفیٰ سبیہ، مضمون، البلاد ۲۸ر نومبر
- ڈاکٹر جمال عبدالعال، تاثرات، الریاض، ۳۰ر اکتوبر
- حسن عبدالعزیز جوھرجی، مضمون، المدینۃ ۳ر نومبر
- حسن علی باعبداللہ، مضمون، المدینۃ ۴ر نومبر
- جدہ یونی ورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر حسن بن محمد سفر، تاثرات، الشرق الاوسط ۳۰ر اکتوبر، عکاظ ۳۰ر اکتوبر، مضمون ۵ر نومبر
- حسین عاتق غریبی، مضمون، الاربعاء ۳ر نومبر
- وزارتِ حج کے ماہ نامہ ''الحج'' کے چیف ایڈیٹر حسین محمد بافقیہ، تاثرات، المدینۃ، ۳۰ر اکتوبر
- ڈاکٹر حلمی جندی، تاثرات، عکاظ ۳۰ر اکتوبر، المدینۃ ۳۱ر اکتوبر
- ام القریٰ یونی ورسٹی مکہ مکرمہ کے پروفیسر ڈاکٹر حمد زایدی، تاثرات، عکاظ ۲ر نومبر
- ڈاکٹر راکان حبیب، مضمون، المدینۃ ۵ر نومبر
- ڈاکٹر سید ربیع بن صادق دحلان، مضمون، عکاظ ۳ر نومبر، الندوۃ ۳ر نومبر
- ڈاکٹر زہیر محمد جمیل کتبی، مضمون، المدینۃ ۹ر نومبر
- ڈاکٹر سامی عنقاوی، تاثرات، المدینۃ ۳۱ر اکتوبر
- ڈاکٹر سعید سریحی، تاثرات، عکاظ ۲ر نومبر، مضمون، ۳۰ر اکتوبر
- ڈاکٹر طاہر تیونسی، تاثرات، الندوۃ یکم نومبر
- ڈاکٹر طلال مورعی، تاثرات، المدینۃ ۳۱ر اکتوبر
- طیب بریر، مضمون، المدینۃ ۵ر نومبر
- مؤرخ مدینہ منورہ ڈاکٹر عاصم حمدان، تاثرات، البلاد ۳۰ر اکتوبر، ۲ر نومبر،

الشرق الاوسط، ۳۰ر اکتوبر، الندوۃ یکم نومبر، مضمون، المدینۃ ۲ر نومبر

- عبدالجلیل حسن زینی آشی، مضمون، المدینۃ ۵ر نومبر
- عبدالرحمٰن عربی مغربی، مضمون، الاربعاء ۲۹ر دسمبر، المدینۃ ۹ر نومبر
- مدینہ منورہ کے باشندہ عبدالعزیز احمد حلا، مضمون، البلاد ۹ر نومبر
- مدرسہ فلاح مکہ مکرمہ کے سرپرست ڈاکٹر عبدالعزیز احمد سرحان، تاثرات، البلاد ۳۰ر اکتوبر، مضمون، الندوۃ ۳ر نومبر
- سید عبداللہ بن ابراہیم سقاف، مضمون، عکاظ ۴ر نومبر
- عبداللہ عبدالرحمٰن جفری، مضمون، عکاظ یکم نومبر
- عبداللہ عمر خیاط، مضمون، عکاظ ۲ر نومبر
- عبداللہ فراج شریف، تاثرات، الریاض ۳۰ر اکتوبر، المدینۃ ۳۰ر اکتوبر، مضمون، البلاد ۷ر نومبر
- جدہ یونی ورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر عبداللہ بن مبشر طرازی، تاثرات، المدینۃ ۳۰ر اکتوبر
- عبداللہ محمد اَبکر، تاثرات، المدینۃ ۳۰ر اکتوبر
- جدہ یونی ورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر عبداللہ معیقل، تاثرات، عکاظ ۲ر نومبر
- عبد المحسن ھلال، مضمون، عکاظ ۳ر نومبر
- ام القریٰ یونی ورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر علاء بن اسعد محضر، مضمون، المدینۃ ۳۱ر اکتوبر
- مسجد حرم مکی کے مؤذن شیخ علی ملا، تاثرات، عکاظ ۳۰ر اکتوبر
- ڈاکٹر فواد جادور، تاثرات، المدینۃ ۳۱ر اکتوبر
- ڈاکٹر فواد حمدی، تاثرات، عکاظ، ۳۰ر اکتوبر
- فواد عبدالحمید عنقاوی، تاثرات، الندوۃ ۳۱ر اکتوبر
- ڈاکٹر فواد محمد عمر توفیق، مضمون، عکاظ، ۳۱ر اکتوبر
- فہد بن محمد علی غزاوی، مضمون، المدینۃ یکم نومبر

- مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے سرپرست مولانا ماجد کیرانوی، تاثرات، عکاظ ۳۰ر اکتوبر
- مامون یوسف بنجر، مضمون، المدینۃ ۱۱ر نومبر
- محمد احمد حسانی، مضمون، عکاظ ۳۱ر اکتوبر
- ماہر نفسیات ڈاکٹر محمد اعجاز پراچہ، تاثرات، عکاظ ۲ر نومبر
- ام القریٰ یونی ورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر محمد احمد منشی، تاثرات، البلاد ۳۰ر اکتوبر
- ماہرِ نفسیات ڈاکٹر محمد حامد، تاثرات، عکاظ ۲ر نومبر
- جدہ یونی ورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر محمد خضر عریف، تاثرات، البلاد، ۳۰ر اکتوبر، الریاض، ۳۰ر اکتوبر
- محمد رفاعی، مضمون، الندوۃ ۲ر نومبر
- محمد عبداللہ عراقی، مضمون، البلاد، ۸ر نومبر
- محمد محفوظ، تاثرات، عکاظ ۳۰ر اکتوبر
- ام القریٰ یونی ورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر محمود زینی، تاثرات، البلاد ۳۰ر اکتوبر، الندوۃ ۳۱ر اکتوبر
- مصطفیٰ عبداللہ بحر الدین، مضمون، المدینۃ ۲ر نومبر
- کالم نگار نجیب خنیزی، تاثرات، عکاظ ۳۰ر اکتوبر
- نجیب یمانی، تاثرات، عکاظ ۲ر نومبر
- نزار عبداللطیف پنجابی، مضمون، البلاد یکم نومبر، الجزیرۃ ۹ر نومبر
- ہاشم محمد لی، مضمون، عکاظ ۳۰ر اکتوبر
- شیخ یوسف دینی، تاثرات، الشرق الاوسط ۳۰ر اکتوبر

شعراء

- صبری الصبری، شیخ عبداللہ فدعق کے حلقہ درس کی افتتاحی تقریب میں محدث حجاز کی یاد میں قصیدہ پڑھا، البلاد ۲۵ر نومبر

- عبداللہ محمد باشراحیل، قصیدہ، المدینة ۳۱ر اکتوبر
- علی بن یوسف شریف، قصیدہ، البلاد ۳۰ر اکتوبر، المدینة ۳۱ر اکتوبر
- مدینہ منورہ کے باشندہ محمد کامل خجا، قصیدہ، البلاد یکم نومبر، الندوة یکم نومبر
- مختار عبداللہ احمد شریف، قصیدہ، البلاد یکم نومبر
- سید ہاشم باروم، شیخ عبداللہ فدعق کے حلقہ درس کی تقریب میں قصیدہ پڑھا، البلاد ۲۵ر نومبر

تاجر و سماجی کارکن

- احمد جحوم، تعزیت بذریعہ فون، البلاد ۳۱ر اکتوبر
- شیخ احمد عبداللطیف، تاثرات، الندوة ۲ر نومبر
- انجینئر حارث بن محمد باحارث، تاثرات، البلاد ۳۰ر اکتوبر
- سامی بن جعفر فقیہ، اشتہار، المدینة ۲ر نومبر
- محلہ رصیفہ کے کونسلر سامی بن یحییٰ معبر، تاثرات، البلاد ۳۰ر اکتوبر، المدینة ۳۱ر اکتوبر
- ایوانِ صنعت وتجارت مکہ مکرمہ کے صدر عادل بن عبداللہ کعکی، تاثرات، البلاد ۳۰ر اکتوبر
- عبدالرحمٰن شلی، تاثرات، الندوة ۲ر نومبر
- جمعية تحفيظ القرآن الكريم الخيرية جدہ کے صدر و اخبار البلاد کے جنرل مینجر انجینئر عبدالعزیز حنفی، تاثرات، البلاد ۳۰ر اکتوبر
- ایوانِ صنعت وتجارت مکہ مکرمہ کے جنرل سیکرٹری عبداللہ تجار شاہی، تدفین کے موقع پر موجود، عکاظ ۳۰ر اکتوبر، تاثرات، الندوة یکم نومبر
- عبداللہ بن عمر علاء الدین، تاثرات، الندوة یکم نومبر
- عبدالوہاب بن ابراہیم فقیہ، اشتہار، المدینة ۲ر نومبر
- سید عبدالوہاب زواوی، تاثرات، الندوة ۲ر نومبر
- علی یاسین عبدالمجید، تاثرات، الندوة ۲ر نومبر

- محمد عمر، تعزیت بذریعہ فون، البلاد ۳۱/ اکتوبر

دیگر شعبوں کی شخصیات

- شیخ جابر مدخلی، تاثرات، عکاظ ۳۰/ اکتوبر
- شیخ حسن نمر، تاثرات، عکاظ ۳۱/ اکتوبر
- مکہ مکرمہ کے مشہور علمی گھرانہ کے فرد صالح جمال، تاثرات، عکاظ ۳۰/ اکتوبر
- فیصل مراد رضا، تاثرات، عکاظ ۳۰/ اکتوبر
- شیخ محمد بن اسماعیل زین، تاثرات، عکاظ ۳۱/ اکتوبر
- انجینئر محمد عبداللہ آل زید شریف، تاثرات، عکاظ ۳۰/ اکتوبر
- شیخ محمد عمیر، تاثرات، عکاظ ۳۱/ اکتوبر

وزراء و اعلیٰ سرکاری عہدیداران

- محکمہ سوشل ویلفیئر مکہ مکرمہ ریجن کے جنرل مینجر ڈاکٹر احسان طیب، تدفین کے موقع پر موجود، عکاظ ۳۰/ اکتوبر، تاثرات، الندوۃ ۳۱/ اکتوبر
- سعودی عرب کے سابق وزیر پٹرول احمد زکی یمانی، مضمون، المدینۃ ۳۱/ اکتوبر
- حج سے متعلق امور کے تحقیقی ادارہ ''معھد خادم الحرمین الشریفین للابحاث الحج'' کے پرنسپل ڈاکٹر اسامہ البار، تاثرات، عکاظ ۳۰/ اکتوبر
- سعودی وزیر حج کے مشیر ڈاکٹر ابوبکر احمد با قادر، تاثرات، الریاض، ۳۰/ اکتوبر، المدینۃ ۳۰/ اکتوبر
- سعودی مجلس شوریٰ کے رکن شیخ سید ابوبکر بن صالح شطا، مضمون، عکاظ ۲۲/ نومبر
- وزارتِ اوقاف کے نمائندہ ڈاکٹر توفیق بن عبدالعزیز سدیری، تاثرات، عکاظ ۲/ نومبر
- محکمہ تعمیراتِ عامہ کے نمائندہ جمال حریری، تدفین کے موقع پر موجود، عکاظ ۳۰/ اکتوبر
- وزارت حج کے اعلیٰ نمائندہ حاتم بن حسن قاضی، تاثرات، الندوۃ ۳۱/ اکتوبر

- سعودی عرب کے سابق وزیر صحت ڈاکٹر حامد محمد ھرسانی، اشتہار و تاثرات، المدینة ۳۱ر اکتوبر
- سعودی عرب کے وزیر برائے اعلیٰ تعلیم ڈاکٹر خالد عنقری، تعزیت بذریعہ فون، البلاد ۳۱ر اکتوبر
- ام القریٰ یونی ورسٹی کے سابق مینجر ڈاکٹر سہیل بن حسن قاضی، تعزیت کے لیے گھر آئے۔ البلاد ۳۱ر اکتوبر، تاثرات، عکاظ ۲ر نومبر، مضمون، المدینة ۲ر نومبر
- جدہ کمشنری کی اصلاحی کمیٹی کے صدر عبدالعزیز غامدی، تاثرات، الریاض ۳۰ر اکتوبر
- سابق سعودی سفیر عبداللہ حبابی، تاثرات، عکاظ ۲ر نومبر
- گورنر ہاؤس مکہ مکرمہ کے نمائندہ عبداللہ داؤد فائز، تعزیت کے لیے گھر آئے، البلاد ۳۱ر اکتوبر
- رابطہ عالم اسلامی کے سابق جنرل سکریٹری ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف، تأثرات، الریاض ۳۰ر اکتوبر
- مکہ مکرمہ کی مقامی پولیس کے سربراہ میجر جنرل عتیق حربی، تدفین کے موقع پر موجود، عکاظ ۳۰ر اکتوبر
- مکہ مکرمہ ریجن پولیس کے سربراہ میجر جنرل علی حباب نفیعی، تدفین کے موقع پر موجود، عکاظ ۳۰ر اکتوبر
- محکمہ ڈاک کے ملک گیر ڈائریکٹر ڈاکٹر محمد بنتن، تعزیت بذریعہ فون، البلاد ۳۱ر اکتوبر
- ازہر یونی ورسٹی قاہرہ کے وائس چانسلر ڈاکٹر شیخ محمد سید طنطاوی، تأثرات، المدینة ۳۱ر اکتوبر
- سابق سعودی سفیر محمد صالح باخطمہ، تأثرات، عکاظ ۲ر نومبر
- محمد بن عبدالرحمٰن طیبشی، ولی عہد کے پروٹوکول آفیسر، المدینة یکم نومبر وغیرہ
- سعودی عرب کے سابق وزیر اطلاعات ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی، ولی عہد کا استقبال کیا،

البلاد ۲ر نومبر، تاثرات، عکاظ ۳۱ر اکتوبر، المدینۃ ۳۱ر اکتوبر، یکم نومبر

- ڈاکٹر محمود سفر، تعزیت بذریعہ فون، البلاد ۳۱ر اکتوبر
- گیمبیا کی شرعی عدالت کے چیف جسٹس، تعزیت کے لیے گھر آئے، البلاد ۳۱ر اکتوبر

دیگر مکاتب فکر کے علماء

- ڈاکٹر شیخ احمد صالح بن حمید، تعزیت کے لیے گھر آئے، البلاد ۳۱ر اکتوبر
- ایران کے اہم عالم شیخ جواد طبطبائی، تعزیت کے لیے گھر آئے، البلاد ۳۱ر اکتوبر
- سعودی عرب کے شیعہ علماء کے سرخیل شیخ حسن صفار، تعزیت کے لیے گھر آئے، البلاد ۳۱ر اکتوبر، شیخ عبداللہ فدعق کے درس کی افتتاحی تقریب میں خطاب کے دوران محدثِ حجاز کو خراج تحسین پیش کیا، ۲۵ر نومبر، تاثرات، عکاظ ۳۰ر اکتوبر، مضمون، المدینۃ ۳۰ر اکتوبر
- مدرسہ شیخ عبدالعزیز بن باز مکہ مکرمہ کے سرپرست شیخ سجاد بن مصطفیٰ، تاثرات، البلاد ۳۰ر اکتوبر
- مسجد حرم مکی کے امام وخطیب وشریعت کالج کے پرنسپل ڈاکٹر شیخ سعود شریم، تعزیت کی، المدینۃ ۶ر نومبر
- مسجد حرم مکی ومسجد نبوی امور سے متعلق محکمہ کے سربراہ شیخ صالح حصین، تعزیت کی، المدینۃ ۳۱ر اکتوبر، ۶ر نومبر
- سعودی مجلس شوریٰ کے صدر ومسجد حرم کے امام وخطیب شیخ صالح بن حمید، تعزیت بذریعہ فون، البلاد ۳۱ر اکتوبر
- شیخ صالح خصیفان، تعزیت بذریعہ فون، البلاد ۳۱ر اکتوبر
- سعودی وزارتِ انصاف میں مشیر شیخ صالح بن سعد لحیدان، تاثرات، عکاظ ۳۰ر اکتوبر، ۲ر نومبر
- مسجد حرم مکی ومسجد نبوی امور محکمہ کے سابق سربراہ ومسجد حرم کے امام وخطیب

شیخ محمد سبیل، تعزیت کے لیے گھر آئے، البلاد ۳۱؍اکتوبر، مسجد حرم میں محدث حجاز کی نماز جنازہ پڑھائی، المدینۃ ۳۱؍اکتوبر

- لبنان کی مجلس شیعہ کے رکن ڈاکٹر شیخ مخلص جرہ، تعزیت کے لیے گھر آئے، البلاد ۳۱؍اکتوبر

سعودی شاہی خاندان

- سعودی عرب کے بادشاہ و وزیر اعظم فہد بن عبد العزیز ال سعود، تعزیتی پیغام بھیجا، المدینۃ ۶؍نومبر
- ولی عہد و نائب اوّل وزیر اعظم عبد اللہ بن عبد العزیز ال سعود، تعزیت کے لیے گھر آئے، المدینۃ یکم نومبر وغیرہ اخبارات، ورثاء کو افطار پارٹی میں مدعو کیا، عکاظ یکم نومبر وغیرہ
- وزیر دفاع و نائب دوم وزیر اعظم سلطان بن عبد العزیز ال سعود، تعزیت بذریعہ تار و فون، پھر گھر آئے، البلاد ۳۱؍اکتوبر، الجزیرۃ ۲؍نومبر، المدینۃ ۳۱؍اکتوبر
- وزیر داخلہ نائف بن عبد العزیز ال سعود، تعزیتی پیغام، المدینۃ ۶؍نومبر
- گورنر ریاض ریجن سلمان بن عبد العزیز ال سعود، تعزیت بذریعہ فون، البلاد ۳۱؍اکتوبر
- نائب گورنر ریاض ریجن سطام بن عبد العزیز ال سعود، تعزیتی پیغام، المدینۃ ۳؍نومبر
- گورنر مکہ مکرمہ ریجن عبد المجید بن عبد العزیز ال سعود، تعزیت کے لیے گھر آئے، البلاد ۲؍نومبر، الندوۃ ۳؍نومبر
- فواز بن عبد العزیز ال سعود
- خفیہ محکمہ کے نائب سربراہ فیصل بن عبد اللہ بن محمد ال سعود
- شاہی دیوان میں مشیر، ترکی بن عبد اللہ بن محمد ال سعود
- منصور بن ناصر بن عبد العزیز ال سعود
- منصور بن عبد اللہ بن عبد العزیز ال سعود

- محمد بن عبداللہ بن عبدالعزیز آل سعود

آخر الذکر چھ شہزادگان ولی عہد کے ہمراہ گھر آئے۔ المدینۃ یکم نومبر

اشتہار

- آل سید علوی بن عباس مالکی، عکاظ، ۵ر نومبر، المدینۃ ۶ر نومبر
- ڈاکٹر حامد محمد ھرسانی و فرزندان، المدینۃ ۳۱ر اکتوبر
- استاذ مصطفیٰ فواد علی رضاوان کے فرزند عبدالرؤوف، عکاظ ۳۱ر اکتوبر
- مؤسسة الاهلية للادلاء، المدینۃ ۲ر نومبر
- مؤسسة البلاد للصحافة و النشر، البلاد ۲ر نومبر
- مؤسسة مطوفى حجاج الدول العربية، المدینۃ ۳ر نومبر
- مؤسسة مكة للطباعة و الاعلام، الندوة ۳۱ر اکتوبر
- مؤسسة اليمامة الصحفية، الرياض ۳۰ر اکتوبر

شخصیات کا تعارف

مندرجہ بالا فہرست میں مذکور محدث حجاز کے عرب معاصرین کے حالات وتعارف نیز عرب معاشرہ میں ان کے مقام پر اردو قارئین بالعموم آگاہ نہیں۔ اسی باعث آئندہ صفحات پر ان کا تعارف پیش ہے۔ اس اطلاع و اعتراف کے ساتھ کہ کافی تگ و دو کے بعد بھی اکثر کے حالات وخدمات تک راقم کی رسائی نہیں ہوسکی۔ یہاں ان عرب شخصیات کا سوانحی خاکہ، جزوی تعارف، خدمات، خاندانی پس منظر، غرضیکہ کسی بھی پہلو سے جس قدر معلومات میسر آسکیں، پیش ہیں۔ ان کے اندراج میں شخصیات کے مراتب کالحاظ وتعیین کی بجائے سابقہ فہرست کی ترتیب کو ہی جاری رکھا گیا ہے۔

- **شیخ سید عباس بن علوی مالکی**

محدث حجاز کے چھوٹے بھائی وشاگرد ومعاونِ خاص، خوش الحان۔ اپنے والد گرامی

نیز مکہ مکرمہ کے دیگر اکابر علماء کرام سے اخذ کیا۔ علاوہ ازیں مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلوی و مولانا ضیاء الدین سیال کوٹی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ قادریہ وغیرہ و شرعی علوم میں اجازت و خلافت پائی۔ حجاز مقدس میں نعت خوانی و نعتیہ محافل کی علامت، خوب صورت آواز کے باعث محدث حجاز نے آپ کو ''بلبلِ حجاز'' کا خطاب دیا۔ مشہور و مقبول شعراء کی لاتعداد نعتیں اور علماء و اولیاء کے مناقب حفظ ہیں۔ دلة البرکة گروپ جدہ کی ملکیت ART نامی ٹیلے ویژن چینل پر آپ کی پڑھی گئی نعت نشر ہوتی رہتی ہے، جیسا کہ ۱۴۲۱ھ کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مناسبت سے نعت دس ربیع الاوّل کو نشر کی گئی۔ مختلف عرب ممالک بالخصوص مصر، یمن، سوڈان نیز انڈونیشیا و ہندوستان میں نعت کے فروغ میں خدمات انجام دیں۔ مکہ مکرمہ میں نکاح خوانی کے سرکاری مجاز، قدیم ثقافت بالخصوص حجازی ثقافت کے شیدائی، شیخ الدلائل و البردة۔ قاہرہ مصر میں واقع صوفیہ کرام کی عالم گیر تنظیم ''المشیخة العامة للطرق الصوفیة'' نے آپ کو دلائل الخیرات، قصیدہ بردہ و مولود برزنجی وغیرہ پڑھنے اور ان کی مجالس منعقد کرنے کی سند جاری کی۔ ادھر لیبیا میں صوفیہ کی اعلیٰ تنظیم ''المجلس العام للتصوف الاسلامی'' نے علم تصوف نیز لوگوں کے دلوں میں محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُجاگر کرنے اور نعت کے فروغ میں خدمات کے اعتراف میں سند پیش کی، دونوں اسناد کا عکس ''المحفوظ المروی'' میں ہے۔ آپ کی دلائل الخیرات اور متداول مولودناموں میں سے بعض کی اسانید روایت، سید نبیل بن ہاشم حسینی شافعی مکی نے مرتب کر کے ''عقود الزبرجد و الماس فی اسانید السید عباس'' کا نام دیا، جو ''المحفوظ المروی'' کے آخر میں شامل ہے۔

سید عباس مالکی نے مکہ مکرمہ و اہلِ حجاز کی ثقافت و رہن سہن پر ایک کتاب ''ھٰکذا کانو'' تالیف کی، نیز محدثِ حجاز کی تحریک و خواہش پر والد گرامی کے بارے میں دیگر اہلِ علم کی اخبارات و رسائل میں شائع شدہ نظم و نثر پر مشتمل تحریروں کو یک جا کیا، مزید برآں خود سید علوی مالکی کی مختلف موضوعات پر منظومات اور ریڈیو کی چند تقاریر جمع کیں، پھر یہ سارا مواد ۲۰۰۳ء کو ۴۰۶ صفحات پر کتابی صورت میں ''صفحات مشرقة من حیاة الامام السید

لشریف علوی بن عباس المالکی الحسنی'' کے نام سے شائع کرایا۔آپ کے چار فرزندان،
سید عاصم، سید علوی، سید عمرو، سید سعید ہیں۔[۱۴۴]

محدث اعظم حجاز نے ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء کو ہندوستان کے جنوبی صوبہ کیرلہ یا مالا بار
کے شہر کالی کٹ سے چودہ کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک مدرسہ کا سنگ بنیاد رکھا، پھر عمر بھر سرپرستی کی۔
یہ ''مرکز سنی اسلامی ثقافت'' کہلاتا اور تعلیم و دیگر سماجی خدمات میں فعال ہے۔ مقامی عالم
مولانا ابوبکر احمد قادری شافعی[۱۴۵] اس کے روحِ رواں ہیں اور ان دنوں سات ہزار طلباء و
تقریباً دو ہزار طالبات مرکز میں زیر تعلیم ہیں۔

محرم ۱۴۲۶ھ/ فروری ۲۰۰۵ء کو اس کا ستائیسواں سالانہ جشنِ دستارِ فضیلت منعقد ہوا،
جس میں محدث حرمین شریفین کے بھائی شیخ سید عباس بن علوی مالکی مہمانِ خصوصی تھے۔
اس میں ہندوستان کے علاوہ پاکستان اور عرب دنیا کے اکابر علماء و مشائخ کی بڑی تعداد نے
شرکت کی۔ جن میں مکہ مکرمہ سے آئے ہوئے علامہ سید عبداللہ فراج شریف، شیخ سید عبداللہ
محمد فدعق، ڈاکٹر شیخ عمر عبداللہ کامل، ام القریٰ یونی ورسٹی کے سابق پروفیسر و ملک شام کے عالم و
مفسر شیخ محمد علی صابونی[۱۴۶]، کویت کے قاری شیخ احمد سنان اور ڈاکٹر شیخ ابراہیم رفاعی،
متحدہ عرب امارات کے صدر کے مشیر شیخ سید علی ہاشمی[۱۴۷]، مراکش کے شیخ ماء العینین،
مصر کے شیخ اسامہ سید ازہری، دار المصطفیٰ تریم یمن کے شیخ سید علی زین العابدین جفری
اہم نام ہیں۔ چھبیس فروری کو اجتماع کی مرکزی تقریب منعقد ہوئی، جس میں شیخ سید عباس مالکی
و دیگر اکابرین نے خطاب فرمایا، اس موقع پر تقریباً دس لاکھ افراد موجود تھے اور چھ سو چالیس
فراغت پانے والے طلباء کی دستار بندی کی گئی۔[۱۴۸]

ایک اردو تذکرہ نگار نے نام کی یکسانیت کی بنا پر شیخ سید عباس بن علوی مالکی کی بجائے
ان کے دادا شیخ سید عباس بن عبدالعزیز مالکی رحمۃ اللہ علیہ کو مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان
بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ قرار دے دیا[۱۴۹]، جو درست نہیں۔ حق یہ ہے کہ مالکی گھرانہ کی
فقط دو شخصیات، خود محدث حجاز اور ان کے بھائی شیخ سید عباس مالکی نے مفتیٔ اعظم ہند سے

اجازت وخلافت پائی تھی۔

• شیخ سید امین بن عقیل عطاس

سعودی وزارتِ حج و اوقاف کے اعلیٰ عہدیدار پھر رابطہ عالم اسلامی کے نائب سیکرٹری جنرل رہے [۱۵۰]، مدرسہ فلاح مکہ مکرمہ کے اہم معاون [۱۵۱]، محدث حجاز کے قرابت دار، جب کہ والد سید عقیل بن عبدالرحمٰن عطاس رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۹ء) سعودی مجلس شوریٰ کے رکن تھے۔ [۱۵۲]

• قاری خاندان

محدث حجاز کی وفات کی مناسبت سے سعودی صحافت میں قاری خاندان کی تین شخصیات شیخ عبدالعلیم قاری، شیخ محمد امین قاری، شیخ محمد نور قاری کا ذکر ملتا ہے، لیکن پیش نظر مواد میں کسی کے بارے میں مزید معلومات دست یاب نہیں، البتہ قاری خاندان مکہ مکرمہ کے مشہور علمی گھرانہ میں سے ہے۔ اس کے جد اعلیٰ شیخ القراء مولانا قاری عبداللہ الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ جا بسے اور انھی کی نسبت سے یہ گھرانہ ''قاری'' کہلاتا ہے۔ اس خاندان کے اکابرین، سلسلہ چشتیہ کے مشہور مرشد و عالم جلیل مولانا سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء) کے ارادت مند تھے۔ اس کی جن شخصیات نے ماضی میں خطۂ ہند اور حجازِ مقدس و انڈونیشیا وغیرہ میں علمی خدمات انجام دیں، ان کے نام یہ ہیں:

شیخ القراء مکہ مکرمہ مولانا قاری عبداللہ بن محمد بشیر رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۹ء) بمقام مکہ مکرمہ [۱۵۳]، مولانا حبیب الرحمٰن بن محمد بشیر رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۴۲ھ/ ۱۹۲۴ء) بمقام الٰہ آباد [۱۵۴]، مولانا قاری عبدالرحمٰن بن محمد بشیر رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۵۹ھ/ ۱۹۴۰ء) بمقام لکھنؤ [۱۵۵]، مجلة الاحکام الشرعية کے مصنف و قاضی جدہ، سعودی مجلس شوریٰ کے رکن و مدرس مسجد حرم مکی شیخ احمد بن عبداللہ قاری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۵۹ھ/ ۱۹۴۰ء) بمقام طائف [۱۵۶]، صاحب تصانیف و قاضی، مدرس مسجد حرم شیخ حامد بن عبداللہ قاری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء) بمقام مکہ مکرمہ [۱۵۷]، سعودی وزارتِ تعلیم سے وابستہ

شیخ محمود بن عبداللہ قاری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء) بمقام مکہ مکرمہ۔[۱۵۸]

• شیخ سید ابراهیم الخلیفه

سید ابراہیم بن سید عبداللہ بن احمد بن عبدالرحمٰن الخلیفہ حسنی ادریسی سعودی عرب کے شرقی صوبہ کے تاریخی و مرکزی شہر الاحساء یعنی ھفوف کے محلہ کوت میں ۱۳۷۶ھ کو پیدا ہوئے۔ شافعی عالم، مسند، مرشد و مربی، صوفی کامل، حافظ قرآنِ کریم۔ ھفوف میں موجود شافعی، حنفی، مالکی اکابر علماءِ کرام سے تعلیم پائی، پھر ابنِ سعود یونی ورسٹی کے شریعت کالج سے فراغت پائی نیز حجازِ مقدس و دیگر مقامات کے اکابر علماء و مشائخ سے اخذ کیا۔ مولانا ضیاء الدین قادری سیالکوٹی مہاجر مدنی کے خلیفہ اجل ہیں۔ آپ ھفوف کے سرکاری کالج میں ۱۴۰۱ھ سے ۱۴۲۲ھ تک پروفیسر رہے نیز عرب دنیا، یورپ، سابق سویت یونین کے متعدد ممالک کے تبلیغی و مطالعاتی دورے کیے۔[۱۵۹]

ان کے شاگرد و مریدین سعودی عرب کے علاوہ بحرین، قطر، متحدہ عرب امارات، مصر و پاکستان وغیرہ عرب و عجم کے ممالک میں ہیں۔ کالج میں تدریس ترک کرنے کے بعد گھر اور دیگر مقامات پر درس و تدریس، تبلیغ و ارشاد میں مصروف ہیں۔ آپ کے ہاں نصابی کتب کے علاوہ جن اہم کتب کے دروس کا خاص اہتمام ہے، ان میں مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر قاضی عیاض اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم تصنیف ''الشفاء'' شامل ہے۔[۱۶۰]

دینی علوم کے طلباء کی آسانی و تفہیم اور عصری تقاضوں کی تکمیل میں نصابی کتب کی تشریح و توضیح پر مبنی آپ کے دروس کے سمعی کیسٹ تیار کر کے انھیں طلباء تک پہنچانے کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ دمشق کے شافعی عالم شیخ عمر طٰہ بن محمد بیقونی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۰۸۰ھ/ ۱۶۶۹ء تقریباً) نے مصطلحاتِ حدیث کو منظوم کیا تھا، جو ''البیقونیۃ'' کے نام سے مشہور اور طلباء میں متداول ہے[۱۶۱] شیخ سید ابراہیم الخلیفہ کے ایک استاذ قطبِ شام و محدثِ کبیر، حلب کے باشندہ شیخ سید عبداللہ سراج الدین حسینی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۲ء) نے اس کی شرح لکھی[۱۶۲] جو ''شرح المنظومۃ البیقونیۃ فی مصطلح الحدیث'' کے نام سے طبع ہوئی

اور ملک شام و دیگر مقامات کے مدارس کے نصاب میں شامل ہے۔[۱۶۳]

شیخ سید ابراہیم نے اسی شرح پر اضافہ کر کے عام فہم لب ولہجہ میں ریکارڈ کرایا، جو دس کیسٹ میں مکمل ہوئی۔ اسے ''شرح المنظومة البيقونية من كتاب الشيخ عبد الله سراج الدين'' کے نام سے پلاسٹک کے خوب صورت ڈبہ میں ترتیب دے کر پیش کیا گیا۔ پہلی کیسٹ کی ابتداء میں آپ کا تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا ہے:

سيدنا و شيخنا الامام العلامة المحدث سيدنا السيد ابراهيم بن سيد عبد الله الخليفة الحسني الاحسائي الشافعي---[۱۶۴]

جن دنوں شیخ عیسیٰ مانع حمیری حفظہ اللہ محکمہ اوقاف دبئی کے مدیر اعلیٰ تھے، شیخ سید ابراہیم الخلیفہ حفظہ اللہ متحدہ عرب امارات کے دورہ پر آئے تو ۲/اکتوبر ۲۰۰۱ء کو دبئی کی جائع راشدیہ کبیر میں خطبہ جمعہ دیا، جس میں فضائلِ شعبان و رمضان نیز فضیلت درود شریف اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوعات پر خطاب کیا نیز نمازِ جمعہ کی امامت فرمائی۔ اسے دبئی ٹیلی ویژن نے براہِ راست نشر کیا۔

ان کے علم و فضل کا کسی قدر اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ محدثِ حجاز نے آپ کے ساتھ سلسلہ روایت کا تبادلہ کیا، نیز بعض ممالک کے تبلیغی دوروں میں ہم سفر رہے۔[۱۶۵]

شیخ سید ابراہیم الخلیفہ نے محدث حجاز کی وفات پر ایک مضمون بھی لکھا، جو ''موت العالم ثلمة لا تسد الى يوم القيامة'' عنوان سے کمپوز شدہ دو صفحات پر مشتمل ہے۔

● مفتیٔ اعظم دبئی ڈاکٹر شیخ احمد بن عبد العزیز حداد

یمنی الاصل، مکہ مکرمہ میں تعلیم پائی، فقیہ شافعی، مصنف، صوفی، شیخ عبداللہ بن سعید لحجی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی ''ايضاح القواعد الفقهية لطلاب المدرسة الصولتية'' پر تصحیح انجام دی، نیز ان کے احوال و آثار پر کتاب ''نَشْوَةُ الشَّجي في ترجمة شيخنا عبد الله بن سعيد اللّحجي'' تالیف کی، اور دونوں یکجا دار الضیاء کویت نے ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء کو ۲۲۶+۱۱۰ صفحات پر شائع کیں۔

متحدہ عرب امارات کی اہم ریاست دبئی میں حکومت کی طرف سے مفتیٔ اعظم تعینات

اور ہمہ اوقات اشاعتِ اسلام میں مصروف ہیں۔

المیہ ڈنمارک [۱۶۶] کی مذمت میں دنیا بھر سے مختلف اسلامی مکاتب فکر کے اہم مبلغین کے دستخطوں سے آٹھ شق پر مشتمل مشترکہ بیان بعنوان "بیان دعاۃ المسلمین" جاری کیا گیا، اس پر مفتی شیخ احمد حداد کے بھی دستخط ہیں۔ اس بیان کی تائید و دستخط کرنے والوں میں سے پاکستان سے ڈاکٹر مولانا محمد طاہر القادری، ہندوستان سے مفتی اختر رضا خان بریلوی اور مولانا ابوبکر احمد قادری شافعی اور مکہ مکرمہ سے محدثِ حجاز کے فرزند اکبر و جانشین شیخ سید احمد مالکی شامل ہیں۔ [۱۶۷]

۲۹ر جولائی ۲۰۰۵ء کو شیخ احمد حداد نے مرکزی مسجد راشدیہ کبیر دبئی میں نمازِ جمعہ کی خطابت و امامت فرمائی، جسے سما دبئی نامی ٹیلی ویژن چینل نے براہِ راست نشر کیا۔ خطبہ میں انتہا پسندی کو موضوع بنایا اور آج کی اسلامی دنیا میں موجود انتہا پسند گروہ اور اس کے ہاتھوں مسلم و غیر مسلم بے گناہ افراد کے قتل و خون ریزی کی مذمت کی اور جہاد و قتال بارے شرعی حکم بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ شدت پسند گروہ دینی علوم سے بے بہرہ اور اسلام کے نظامِ عدل سے ناواقف ہیں، ان کی مذموم حرکات سے اسلام اور مسلمان بدنام ہو رہے ہیں نیز امریکہ و یورپ میں جاری تبلیغی کام متاثر ہو رہا ہے۔

۱۲ر اگست ۲۰۰۵ء کو بھی اسی مسجد میں نمازِ جمعہ کی امامت و خطابت فرمائی اور تقویٰ کے موضوع پر خطاب کیا۔ اس روز امریکی دہشت گردی کے شکار ملک عراق کے مشہور مبلغ اسلام ڈاکٹر شیخ احمد کبیسی بھی صفِ اوّل میں تشریف فرما تھے۔

ان دنوں سما دبئی چینل ہر جمعہ کو مغرب کے بعد ایک گھنٹہ دورانیہ کا دینی پروگرام "نفحات" براہِ راست نشر کرتا ہے۔ اگلے روز یعنی ہفتہ کی شام یہ دوبارہ پیش کیا جاتا ہے۔ ریاست کے کوئی اہم عالم دین سٹوڈیو میں ناظرین کی طرف سے بذریعہ فون، فیکس، ای میل کیے گئے سوالات کے شرعی جوابات دیتے ہیں۔ ڈاکٹر شیخ احمد حداد بالعموم اس پروگرام میں شریک ہوتے اور بڑے تحمل و بردباری سے ناظرین کو جواب پیش کرتے ہیں۔ [۱۶۸]

حج ۱۴۲۶ھ کے ایام میں ''نفحات'' روزانہ نشر کیا جاتا رہا، جس میں آپ بطورِ خاص تشریف لاکر حجاج کی طرف سے بذریعہ فون کیے گئے سوالات کے جوابات نیز مناسک حج پر آگاہ فرماتے رہے۔[۱۶۹]

۱۴۲۶ھ کے ماہِ رمضان مبارک میں اس چینل پر ''افتـــا'' نام سے ایک پروگرام روزانہ افطار سے کچھ دیر قبل براہِ راست نشر ہوتا رہا، جس کی انفرادیت یہ تھی کہ میزبان کے بغیر پیش کیا جاتا۔ اس میں بالعموم مفتی شیخ احمد حداد عصر کے بعد سٹوڈیو تشریف لاکر مقررہ وقت پر اکیلے کیمرہ کے سامنے جلوہ افروز اور ناظرین کی طرف سے آنے والی مسلسل فون کالز پر ان کے استفسارات کے شرعی جواب پیش کرتے جو عام طور پر روزہ سے متعلق ہوتے۔[۱۷۰]

- **ڈاکٹر شیخ احمد عمر ہاشم، سابق رئیس الازہر**

عالم اسلام کے مؤقر علمی ادارہ ازہر یونی ورسٹی قاہرہ میں اعلیٰ ترین منصب وائس چانسلر ہوتا ہے، جسے شیخ الازہر کہتے ہیں، دوسرا اہم منصب پرنسپل یا صدر، جسے ''رئیس الازہر'' کہا جاتا ہے۔ ڈاکٹر شیخ احمد عمر ہاشم، رئیس الازہر تعینات رہے اور محدثِ حجاز کی وفات سے چند ماہ قبل سبک دوش ہوئے۔ اب تبلیغی سرگرمیوں میں مشغول نیز مصری پارلیمنٹ میں دینی امور سے متعلق کمیٹی کے صدر اور دیگر اہم اداروں کے رکن ہیں۔

قاہرہ میں ہی حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی پڑپوتی عارفہ کاملہ و عالمہ خاتون سیدہ نفیسہ بنت حسن بن زید رضی اللہ عنہا (وفات ۲۰۸ھ/۸۲۴ء) کا عظیم الشان مزار ہے[۱۷۱] اس سے ملحق مسجد شہر کی اہم مساجد میں سے ہے۔ ۱۹/اگست ۲۰۰۵ء کو شیخ احمد ہاشم نے اس میں نمازِ جمعہ پڑھائی اور خطبہ میں محبتِ اہلِ بیت نیز ماہِ رجب کی مناسبت سے معجزۂ معراجِ جسمانی پر خطاب کیا۔ علاوہ ازیں انتہا پسندی کی مذمت اور اسلام کے امن وسلامتی کا مذہب ہونے کی وضاحت کی نیز اسلامی دنیا کے تمام حکمرانوں کو دعوت دی کہ اپنے ممالک میں اسلامی نظام کا نفاذ کریں تاکہ دنیا میں حقیقی امن قائم ہو۔ اسے المصریۃ چینل نے مسجد سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا سے براہِ راست نشر کیا۔

۱۲ر دسمبر ۲۰۰۸ء کو بھی اسی اہم مسجد میں خطبہ جمعہ دیا، اس روز ختم نبوت اور مقام مصطفیٰ ﷺ کا موضوع اپنایا اور خطاب کے دوران قادیانی افکار کی تردید وتعاقب کیا، اسے بھی مصری چینل نے ہم تک پہنچایا۔

رمضان ۱۴۱۸ھ کو جب کہ آپ رئیس الازہر تھے اور بحرین کے دورہ پر آئے تو ۲ر جنوری ۱۹۹۸ء کو دارالحکومت منامہ کی مرکزی مسجد احمد فاتح میں نماز جمعہ کی امامت و خطابت فرمائی، جسے بحرین کے BTV چینل نے براہِ راست دکھایا۔

جشنِ میلاد النبی ﷺ کی مناسبت سے آپ کی متعدد تقاریر گزشتہ چند سال کے دوران راقم نے خود مصر کے ٹیلی ویژن چینل ''المصرية'' پر سماعت کیں۔ نیز وزارتِ اوقاف قاہرہ کی طرف سے شائع ہونے والے عرب دنیا کے اہم علمی ماہ نامہ ''منبر الاسلام'' میں [۱۷۲] اس مناسبت سے مطبوع مضمون ''مولد النور و الهداية'' پیش نظر ہے۔ [۱۷۳]

رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کی یاد میں عرب دنیا میں ہر سال یکم محرم کو خصوصی تقریبات منعقد کی جاتی ہیں۔ اس مناسبت سے آپ کی تصنیف ''الهجرة النبوية'' جامعہ ازہر کے ذیلی تحقیقی ادارہ مجمع البحوث الاسلامية نے ۱۹۷۵ء کو ۱۵۱ صفحات پر شائع کی۔ [۱۷۴]

مزید تصنیفات میں ''من هدى السنة النبوية''، جو ۱۹۹۸ء کو ۱۲۶ صفحات پر شائع ہوئی، جس میں احادیث کی روشنی میں اسلامی تعلیمات کا تعارف وخاکہ پیش کیا ہے۔ ایک اور اہم کتاب ''مباحث في الحديث الشريف'' ہے، جو ۲۰۰۰ء کو ۶۴ صفحات پر طبع ہوئی اور علم حدیث کے مبتدی طلباء کے لیے لکھی گئی۔

سید الشہداء حضرت سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کا سر مبارک قاہرہ شہر میں دفن، جس کے اوپر گنبد وخوب صورت عمارت ہے، اس کے ساتھ عالی شان اور وسیع وعریض مسجد [۱۷۵] کے ہال میں رمضان ۱۴۱۸ھ، مطابق ۱۴ر جنوری ۱۹۹۸ء کو وزارتِ اوقاف مصر کے زیر اہتمام غزوۂ بدر کی یاد تازہ کرنے کے لیے ایک تقریب ''ذكرىٰ غزوة بدر'' نام سے منعقد ہوئی، جس میں صدر جمہوریہ کی نمائندگی کمشنر قاہرہ عبد الرحیم شحاتہ نے کی، جب کہ

وزیر اوقاف ڈاکٹر شیخ حمدی زقزوق، شیخ الازہر شیخ سید محمد طنطاوی، رئیس الازہر ڈاکٹر شیخ احمد عمر ہاشم، مفتیٔ اعظم مصر شیخ نصر فرید واصل اور ازہر یونی ورسٹی کے نمائندہ خاص شیخ فوزی زفزاف، دیگر ممالک کے سفراء اور جامعہ ازہر کے غیر ملکی طلباء، شہر کے زعماء اور عوام نے شرکت کی۔

قاری شیخ محمد بسیونی کی تلاوتِ قرآن مجید سے محفل کا آغاز ہوا، پھر موضوع کی مناسبت سے بالترتیب وزیر اوقاف، رئیس الازہر، شیخ الازہر تینوں نے خطاب کیا۔ بعد ازاں شیخ عبد التواب بساطی مائیک پر آئے، انھوں نے درود شریف پڑھنے کے بعد غزوۂ بدر کی مناسبت سے چند اشعار ترنم سے پڑھے۔ آخر میں قاری محمد بسیونی نے پھر سے تلاوت فرمائی اور سب نے فاتحہ پڑھی۔ یہ محفل نمازِ تراویح کے بعد منعقد ہوئی اور اسے ملک کے اہم ٹیلی ویژن چینل ESC نے براہِ راست نشر کیا۔

ڈاکٹر شیخ احمد عمر ہاشم نے اسی مسجد حسین میں ۷/اکتوبر ۲۰۰۵ء کو نماز جمعہ کی امامت و خطابت فرمائی، تو اسے المصریۃ چینل نے براہِ راست پیش کیا۔

۳۰/نومبر ۲۰۰۷ء، مطابق ۲۰/ذیقعدہ ۱۴۲۸ھ کو مصر کے علاقہ دقھلیہ کے مقام باجا کی مسجد شناوی میں نماز جمعہ کی خطابت و امامت فرمائی۔ یہ حجاج کی روانگی کے ایام تھے، لہٰذا اسی مناسبت سے خطاب کیا اور مناسک حج بیان کرنے کے بعد عازمین کو زیارتِ رسول اللہ ﷺ کی اہمیت پر آگاہی و ترغیب دی۔ جس دوران قرآن مجید کی آیت ﴿وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا﴾ کی تفسیر ابن کثیر بیان کی، جس کے پس منظر میں اعرابی کے روضہ اقدس پر حاضری کا مشہور واقعہ سامعین تک پہنچایا، نیز فرمایا:

> حج پر جانے والے احباب، شفیع العالمین، رحمۃ للعالمین، خاتم الانبیاء و المرسلین ﷺ کی زیارت کے لیے ضرور حاضر ہوں۔

یہ خطبہ بھی E.S.C نے براہ راست پیش کیا۔

۱۴۲۶ھ کے ماہِ رمضان مبارک میں مختلف چینلو پر آپ کے متعدد پروگرام آتے رہے۔ ۶/اکتوبر ۲۰۰۵ء کو ''الفجر'' نامی چینل پر افطار سے قدرے پہلے ''فی ظلال آیۃ'' نام کے

پروگرام میں ایک آیتِ قرآن کی تفسیر بیان کی۔

اردن کے بادشاہ سید حسین بن طلال حسنی ہاشمی مرحوم [۱۷۶] ہر سال ماہِ رمضان میں عرب وعجم کے اکابر علماء و مفکرین کو مملکت میں مدعو کیا کرتے، جن کے علوم و افکار سے استفادہ کے لیے مہینا بھر مختلف مقامات پر سیمینار منعقد کیے جاتے۔ مذکورہ بادشاہ کی وفات پر ان کے فرزند سید عبداللہ دوم تخت نشین ہوئے تو انھوں نے بھی اس عمل کو جاری رکھا۔ اس سلسلہ کی مرکزی تقریب ہر جمعہ کو دارالحکومت عمان کی شاہی مسجد شاہ عبداللہ اول شہید [۱۷۷] کے پہلو میں واقع وسیع وعریض ہال میں نمازِ جمعہ کے بعد اور وزارتِ اوقاف کے زیر اہتمام منعقد ہوتی ہے، جسے ''المجالس العلمية الهاشمية'' کا نام دیا گیا ہے۔

رمضان ۱۴۲۶ھ، مطابق ۲۱/اکتوبر ۲۰۰۵ء کو اس ہال میں ہاشمی مجلس کا انعقاد ہوا تو مقرر کے طور پر کل تین علماء کرام موجود تھے، جن کے اسماء گرامی یہ ہیں:

ملک شام کے مشہور شافعی عالم و مفکر اسلام نیز دمشق یونی ورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر شیخ محمد سید رمضان بوطی [۱۷۸]، سابق رئیس الازہر ڈاکٹر شیخ احمد عمر ہاشم اور یمن کے مبلغ اسلام سید علی زین العابدین جفری حفظہم اللہ۔

جب کہ اردن کے وزیر اوقاف ڈاکٹر شیخ عبد السلام عبادی مہمانِ خصوصی تھے۔ اس روز کی مجلس کا موضوع ''مفتی کی اہلیت اور فتویٰ جاری کرنے کی اہمیت و ذمہ داری'' تھا۔ آج کی اسلامی دنیا کے ذرائع ابلاغ بالخصوص ٹیلی ویژن چینلو پر جو ہر فرد فتویٰ جاری کرنے پر تل گیا ہے، اس غیر محتاط و غیر ذمہ دارانہ رویہ کا محاکمہ، ان مقررین کی گفتگو کا مرکزی نکتہ و محور تھا۔ جب کہ ہال سیکڑوں کرسیوں سے آراستہ اور سامعین میں طبقہ علماء، دانش ور، سفراء، اعلیٰ عہدیداران وفوجی افسران، کالج و یونی ورسٹی کے اساتذہ و طلباء، عوام، خواتین و حضرات موجود تھے۔ اردن کے ''الاردنية'' نامی ٹیلی ویژن چینل نے المجالس العلمية الهاشمية کی یہ کارروائی براہِ راست نشر کی۔

وزارتِ اوقاف اردن سال بھر دارالحکومت عمان یا کسی دوسرے شہر کی اہم مسجد میں

ماز جمعہ کی ادائیگی کا خاص اہتمام کرتی ہے، جس میں اذان اوّل سے قبل عرب دنیا کے کسی اہم عالم کا درس، پھر ملک کے اہم قاری کی تلاوتِ قرآنِ مجید اور اذانِ ثانی کے بعد ملک کے کوئی اور اہم عالم خطبہ جمعہ دیتے ہیں۔ اذان کے بعد مؤذن درود شریف پڑھتے ہیں اور یہ تمام عبادات ''الاردنیة'' چینل براہِ راست نشر کرتا ہے، جس کے لیے میزبان مسجد ہال میں موجود ہوتا ہے۔ مورخہ ۷؍جولائی ۲۰۰۶ء کو ڈاکٹر شیخ احمد عمر ہاشم پھر اردن میں تھے، اس روز عمان کی مسجد شاہ حسین بن طلال میں آپ نے ''رحمة للعٰلمین'' کے موضوع پر درس دیا، پھر مذکورہ وزارت کے معمولات کے برعکس وہیں پر خطبہ ونمازِ جمعہ کی امامت فرمائی۔ خطبہ میں انتہا پسندی کی حوصلہ شکنی کی اور نوجوان نسل کو اعتدال کی راہ اپنانے کی تلقین کی۔

اقراء چینل ان دنوں ہر جمعرات کو رات گئے ایک گھنٹہ کا پروگرام ''البینة'' براہِ راست نشر کرتا ہے، جس میں عرب دنیا کے کوئی عالم یا مفکر و دانش ور مدعو کیے جاتے ہیں اور انھیں امت مسلمہ کو درپیش مسائل میں سے کسی طے شدہ موضوع پر اظہار خیال کی دعوت دی جاتی ہے۔ نیز فون کے ذریعے دیگر علماء و مفکرین بھی اپنی آراء بیان کرتے ہیں۔ ۲۵؍اگست ۲۰۰۵ء کو ڈاکٹر شیخ احمد عمر ہاشم، البیّـنة میں واحد مہمان تھے اور انھوں نے ''وحدتِ اسلامی، وقت کی اہم ضرورت'' کے موضوع پر گفتگو فرمائی۔ چند ماہ بعد ۲۷؍جنوری ۲۰۰۶ء کو پھر اس پروگرام میں تشریف لائے، اس روز بھی اتحاد امت اسلامیہ پر زور دیا نیز مسئلہِ فلسطین کی جانب توجہ مبذول کرائی اور اس کی آزادی کے لیے کی جانے والی مسلح کارروائیوں نیز ارضِ فلسطین پر جاری فدائی حملوں کو شرعی جہاد قرار دیا اور ۹؍مارچ ۲۰۰۶ء کو البیـنة کا موضوع المیہ ڈنمارک تھا، اس روز متعدد اہل علم نے بذریعہ فون اپنے تاثرات وجذبات کا اظہار کیا، ان میں ڈاکٹر شیخ احمد عمر ہاشم بھی شامل تھے، آپ نے اس واقعہ کی مذمت کرتے ہوئے ذمہ داران کو قرار واقعی سزا دینے کا مطالبہ کیا۔

۴؍مئی ۲۰۰۷ء کو آپ نے مصر کے صوبہ منوفیہ کے مقام بنانون میں نمازِ جمعہ کی خطابت و امامت فرمائی، جسے ESC ٹیلی ویژن چینل نے براہِ راست ہم تک پہنچایا۔

اسی روز نمازِ عصر کے بعد آپ ''المحور'' کے سٹوڈیو میں تشریف فرما اور اس کے پروگرام ''المسلمون یتساء لون'' کے ذریعے ناظرین کے شرعی سوالات کے جوابات دیتے رہے جو ایک گھنٹہ جاری رہا۔

اس دوران ایک سوال کے جواب میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کثرتِ روایتِ حدیث کی وجوہات بیان کیں اور ان کے فضائل پر آگاہ کیا اور سیدنا معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما کے لیے نامناسب الفاظ کی تردید و حوصلہ شکنی کی۔

مزید فرمایا، قرآن مجید کے بعد صحیح بخاری اصح ترین کتاب ہے۔ ایک کانفرنس میں شرکت کے موقع پر مجھے اس کے مرتب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا اور اب میں گزشتہ سات برس سے صحیح بخاری کی شرح لکھ رہا ہوں۔ اس کتاب کے صحیح ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ ڈاکٹر احمد عمر ہاشم نے بار بار فرمایا کہ کتبِ احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درست طور پر سمجھنے کے لیے ان کی معتمد شروح کا مطالعہ ضروری ہے۔ المحور چینل کے اسی پروگرام میں بتایا کہ دورِ صحابہ سے آج تک اسلامی دنیا کے بعض مقامات پر ختمِ قرآن مجید کے طرز پر مجموعہ احادیث کے ختم کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ مثلاً مصر کے مشرقی صوبہ کے گاؤں جوسہ میں آباد علمی گھرانہ آلِ حجازی کے ہاں ربیع الاوّل وغیرہ ایام میں صحیح بخاری کے ختم کا وسیع اہتمام کیا جاتا ہے۔ یوں ہی امام محمد علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ جو اہلِ مکہ کے امام تھے، ان کے ہاں بھی ختمِ صحیح بخاری کا اہتمام تھا۔ اس موقع پر شادی و ولیمہ کا سا منظر ہوتا اور حاضرین کی ضیافت بخاری چاول وغیرہ طعام سے کی جاتی۔

رمضان ۱۴۲۷ھ کے آخری ایام، مطابق ۲۲ راکتوبر ۲۰۰۶ء بروز اتوار کی شام اقراء پر ڈاکٹر احمد عمر ہاشم کا پہلے سے تیار کردہ ایک پروگرام ''فتاویٰ رمضانیہ'' نام سے پیش کیا گیا، جس میں پون گھنٹہ تک فون پر ناظرین کے طرف سے روزہ وغیرہ موضوعات پر کیے گئے سوالات کے جواب دیے۔

حج ۱۴۲۶ھ کے ایام میں اقراء چینل نے اس بارے ایک خصوصی پروگرام ''فی

سحاب الشریعۃ" پیش کیا، جس میں ۲؍جنوری ۲۰۰۶ء کو آپ تشریف لائے۔ یہ اقراء کے قاہرہ اسٹوڈیو سے براہِ راست نشر کیا گیا اور آپ نے مسائلِ حج پر ناظرین کو مطلع کیا۔

اقـــراء ٹیلی ویژن چینل اپنے مفید پروگرامز اور معتدل انداز کے باعث آج کی عرب دنیا کے اصلاحی و تعلیمی چینلز میں مقبولیت کے اعتبار سے سرفہرست ہے۔ اس کے چیئرمین شیخ صالح عبداللہ کامل کی ذاتی دل چسپی و سعی سے اسلام و مسلمانوں کو درپیش مسائل پر عالمی سیمینار جدہ و قاہرہ وغیرہ شہروں میں منعقد ہوتے ہیں، جن میں عرب و عجم کی علمی شخصیات مدعو کر کے انھیں تبادلۂ خیالات کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔ آج کی اسلامی دنیا میں فعال انتہا پسند گروہ اور اس کے ہاتھوں ہونے والی خون ریزی کے اسباب و عوامل پر غور نیز اس بارے اسلامی احکام کی توضیح و بیان کے لیے مصر کے ساحلی شہر شرم الشیخ میں دو روزہ سیمینار کا اہتمام کیا گیا، جس کا آغاز بروز اتوار ۲۱؍اگست ۲۰۰۵ء کو ہوا، اس میں اسلامی دنیا سے مختلف مکاتبِ فکر کے چھتیس مشہور علماء و مفکرین کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ سیمینار کا موضوع "فقہ اسلامی اور دہشت گردی" تھا اور شرکاء میں شیخ الازہر ڈاکٹر شیخ محمد سید طنطاوی، مفتیِ اعظم ڈاکٹر شیخ علی جمعہ، سابق رئیس الازہر ڈاکٹر شیخ احمد عمر ہاشم، سعودی عرب کے سابق وزیر اطلاعات مفکر اسلام ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی، دمشق یونی ورسٹی کے شریعت کالج کے پرنسپل مبلغ اسلام ڈاکٹر شیخ محمد سعید رمضان بوطی، عراق کے مبلغ و مفکر ڈاکٹر شیخ احمد کبیسی، ڈنمارک میں مقیم شام کے محقق ڈاکٹر فواد برازی حفظہ اللہ شامل تھے۔ ڈاکٹر شیخ احمد عمر ہاشم نے پہلے روز کے اجلاس میں خطاب فرمایا اور اقــراء چینل اس کی کارروائی دن بھر دکھاتا رہا، جب کہ شیخ صالح عبداللہ کامل نے خود سیمینار کا افتتاح کیا۔

مفکر پاکستان علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ پر ڈاکٹر شیخ احمد عمر ہاشم نے مضمون "محمد اقبال المفکر الاسلامی و المصلح الاجتماعی" لکھا، جو ڈاکٹر سید حازم محفوظ ازہری کی کتاب "محمد اقبال المصلح الفیلسوف الشاعر الاسلامی الکبیر" میں شامل ہے، جو ۱۹۹۹ء کو قاہرہ سے شائع ہوئی۔ [۱۷۹]

صاحبِ تفسیر ضیاء القرآن مولانا پیر محمد کرم شاہ ازہری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد و خلیفہ مولانا پیرزادہ محمد امداد حسین رحمۃ اللہ علیہ نے احباب کی مدد سے انگلینڈ برطانیہ کے شہر ملٹن کینز میں ایک عظیم الشان درس گاہ ''جامعۃ الکرم'' قائم کی[۱۸۰] نیز وہاں پر اسلامی تقریبات کے انعقاد میں فعال ہیں۔ انھوں نے ۲۹ رمئی ۲۰۰۱ء کو ایسٹن ہال نوٹنگم انگلینڈ میں اپنے مرشد گرامی کے سالانہ عرس کی تقریب منعقد کی، جس میں صاحبزادہ محمد امین الحسنات شاہ اور پاک و ہند نیز عرب دنیا کے اکابرین مدعو کیے گئے۔ عرس کی اس تقریب میں ازہر یونی ورسٹی قاہرہ کے وفد نے رئیس الازہر ڈاکٹر شیخ احمد عمر ہاشم کی معیت میں شرکت کی۔

ڈاکٹر شیخ احمد عمر ہاشم نے اس موقع پر خطاب فرمایا اور مولانا پیر محمد کرم شاہ ازہری کی خدمات کو سراہا نیز جامعہ ازہر کے لیے قابل فخر قرار دیا۔ پھر اس قول کی تائید میں ان کے لیے مذکورہ یونی ورسٹی کی طرف سے ایوارڈ ''الدرع الفخری'' اعلان کیا، جو مرحوم کے فرزند و جانشین صاحبزادہ محمد امین الحسنات شاہ کو پیش کیا گیا۔ جب کہ خود صاحبزادہ موصوف کی کارکردگی کے اعتراف میں ایوارڈ ''الدرع الممتاز'' عطا کیا، نیز مولانا امداد حسین پیرزادہ اور ان کے رفقاء مولانا عبدالباری و محمد ارشد مصباحی کو بھی ایوارڈ دیے۔[۱۸۱]

اپریل ۲۰۰۴ء کو بھیرہ پاکستان میں دارالعلوم محمدیہ غوثیہ کے فارغ التحصیل علماء کے اعزاز میں جشن منعقد ہوا، تو اس میں شمولیت کے لیے عرب دنیا کے متعدد اکابر علماء و مشائخ کو دعوت دی گئی، جن میں ڈاکٹر شیخ احمد عمر ہاشم بھی شامل تھے، لیکن علالت کے باعث پاکستان نہ آسکے، جب کہ آپ کا مرسلہ پیغام اجتماع میں پڑھا گیا۔

مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ کو آپ سے سند روایت حاصل تھی۔[۱۸۲]

محدث حجاز کی عظیم تصنیف ''مفاھیم یجب ان تصحح'' کے جدید ایڈیشن پر ڈاکٹر احمد عمر ہاشم کی تقریظ درج ہے[۱۸۳] علاوہ ازیں جامعہ ازہر نے محدث حجاز کو پروفیسر کا خطاب اور پی ایچ ڈی کی جو اعزازی سند پیش کی، اس پر آپ کے دستخط ثبت ہیں۔[۱۸۴]

• شیخ حسین بن محمد علی شکری

مدینہ منورہ کے باشندہ، محقق، ماضی کے اکابر علماءِ اہلِ سنت کی متعدد اہم کتب پر

تحقیق انجام دے کرانھیں جدید انداز میں شائع کرایا۔

ایمانِ والدینِ مصطفیٰ ﷺ کے اثبات پر مفتی شافعیہ مدینہ منورہ سید محمد بن عبد الرسول برزنجی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۱۰۳ھ/۱۶۹۱ء) کی تصنیف ''سداد الدین و سداد الدین فی اثبات النجاۃ و الدرجات للوالدین'' پر شیخ حسین شکری نے ایک اور محقق شیخ سید عباس احمد صقر حسینی کے ساتھ مل کر تحقیق انجام دی، جو ۱۴۱۹ھ کو مدینہ منورہ سے ۴۲۶ صفحات پر شائع کی گئی، ضیائے حرم میں اس کا تعارف چھپا۔[۱۸۵]

حضرت امام ابی عبد اللہ محمد بن موسیٰ مزالی مراکشی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۶۸۳ھ/۱۲۸۴ء) کی ''مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام علیہ الصلاۃ و السلام فی الیقظۃ و المنام'' ان کی تصحیح واہتمام سے ۲۶۹ صفحات پر مدینہ منورہ سے ہی شائع ہوئی۔ مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا اردو ترجمہ کیا، جو ''پکارو یارسول اللہ ﷺ'' نام سے لاہور سے شائع ہوا۔

امام عبد الصمد بن عبد الوہاب ابن عساکر دمشقی مکی مدنی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۶۸۶ھ/۱۲۸۷ء) کی تصنیف ''جزء تمثال نعل النبی'' پر تحقیق کی، جو عرب دنیا سے شائع ہوئی، پھر مفتی محمد خان قادری علیہ الرحمہ نے اس کا اردو ترجمہ کیا، جو ''نعلِ پاک حضور ﷺ'' کے نام سے عربی متن کے ساتھ ۱۹۹۹ء کو صفہ پبلی کیشنز لاہور نے ۶۳ صفحات پر شائع کی۔

مدینہ منورہ میں اپنے دَور کے علماءِ احناف کے سرتاج شیخ عبد القادر بن توفیق شلبی طرابلسی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۶۹ھ/۱۹۵۰ء) کے احوال وآثار پر شیخ حسین شکری نے مضمون لکھا، جو بائیس کمپوز شدہ صفحات پر مشتمل ہے۔

• شیخ عبد الغنی بن صالح جعفری

آپ کے والد شیخ صالح بن جعفری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۸ء) سوڈان کے گاؤں دنقلہ میں پیدا ہوئے، پھر قاہرہ مصر ہجرت کی اور وہیں پر وفات پائی۔ جامعہ ازہر کے نزدیک ایک سڑک آپ کے نام سے موسوم ہے، اسی پر ان کی تعمیر کرائی گئی مسجد نیز مزار واقع ہے۔

وہ جامعہ ازہر کے فارغ التحصیل اور مشہور مرشد و مربی تھے۔ صوفیہ کا سلسلہ احمدیہ جعفریہ آپ سے منسوب ہے۔ ازہر یونی ورسٹی کی مرکزی مسجد میں طویل عرصہ امام و مدرس رہے، نیز لاتعداد بار حج و زیارت کی سعادت پائی۔ نعت گو شاعر تھے اور نظم و نثر میں بکثرت تصانیف ہیں[۱۸۶] شیخ صالح جعفری کی وفات پر ان کے فرزند و خلیفہ شیخ عبدالغنی جعفری نے رشد و ہدایت کے میدان میں والد کے کام کو آگے بڑھایا۔

۱۹۹۷ء میں قاہرہ کے اخبار ''العربی'' میں صوفیہ کے سلسلہ جعفریہ کے عمومی تعارف پر احمد سلطان کا مضمون شائع ہوا، جس میں واضح کیا گیا کہ اسلامی دنیا کے بعض ممالک میں موجود شیعہ کے جعفری فرقہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں اور آپ ''جعفری النسب'' ہیں۔ مضمون نگار کو شیخ عبدالغنی جعفری نے خود بتایا کہ اس وقت یہ سلسلہ طریقت متعدد ممالک بالخصوص مصر و سوڈان میں مقبول ہے اور مصر کی تیرہ کمشنریوں میں اس کے ۵۳؍مراکز فعال ہیں، جن کے ذریعے عامۃ الناس کی خدمت و رہنمائی کی جارہی ہے۔ علاوہ ازیں حج و عمرہ کی ترغیب و اہتمام کے لیے اپنا دفتر قائم ہے، جو حج قافلوں کی ترتیب و روانگی نیز عید میلاد النبی ﷺ اور معجزۂ معراج کے علاوہ ماہِ رمضان میں خصوصی عمرہ پیکج کا اہتمام کرتا ہے۔

شیخ عبدالغنی جعفری کی نگرانی میں ایک اشاعتی ادارہ ''دار جوامع الکلم'' قائم ہے، جو تصوف، تاریخ وغیرہ دینی موضوعات پر کتب کی اشاعت میں شہرت رکھتا ہے۔ نیز شیخ صالح جعفری کے عرس کی مناسبت سے ہر سال آپ کی شخصیت و خدمات اور سلسلہ جعفریہ احمدیہ محمدیہ کے تعارف و تعلیمات پر مشتمل رسالہ شائع کیا جاتا۔

مصر میں صوفیہ اسلام کی اعلیٰ ترین تنظیم ''المجلس الصوفی الاعلٰی للطرق الصوفیۃ'' کی طرف سے جعفری سلسلہ کے اکابرین کو اپنی تبلیغی سرگرمیاں جاری رکھنے کی اجازت ہے، نیز سجادہ نشین شیخ عبدالغنی جعفری کی سندِ خلافت اس ادارہ کی طرف سے تصدیق شدہ ہے۔[۱۸۷]

سوڈان ٹیلی ویژن نے رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ، مطابق ۲۷؍اکتوبر ۲۰۰۵ء کو

بوقتِ سحر ایک طویل پروگرام ''نفحات من وادی النیل'' نشر کیا، جس میں صوفیہ کے سلسلہ جعفریہ کا تعارف پیش کیا گیا۔

ٹیلی ویژن کی نمائندہ ٹیم شیخ عبدالغنی جعفری کے آستانہ پر پہنچی اور یہ پروگرام تیار کیا۔ آپ ایک بہت بڑے ہال میں تشریف فرما تھے اور سوڈان ومصری باشندوں کی بڑی تعداد سر ڈھانپے ومؤدب انداز میں اردگرد براجمان تھی۔ اس محفل میں تلاوت، اجتماعی ذکر، حمدیہ ونعتیہ کلام پڑھتے ہوئے دکھایا گیا، نیز حاضرین میں سے بعض علمی شخصیات نے ٹیلی ویژن نمائندہ کو سلسلہ کے بارے میں عمومی معلومات پر آگاہ کیا، جو پروگرام کے دوران وقفہ وقفہ سے پیش کی جاتی رہیں۔

محفل میں موجود ایک بزرگ ڈاکٹر شیخ عطیہ نے بتایا کہ جعفری سلسلہ، علم اور علماء کا سلسلہ ہے۔ شیخ صالح جعفری خود مالکی عالم جلیل اور ازہر یونی ورسٹی کے اکابر علماء ومدرسین میں سے تھے۔ انھوں نے پچاس کے قریب کتب تصنیف کیں، جن میں ایک شیخ احمد بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۵۳ھ/ ۱۸۳۷ء) کے احوال پر مشتمل ہے، جن سے یہ سلسلہ طریقت متصل ہے اور اسی باعث جعفریہ احمدیہ محمدیہ کہلاتا ہے[۱۸۸] علاوہ ازیں آپ نے تصوف پر متعدد کتب تصنیف کیں، اس مرحلہ پر ڈاکٹر عطیہ نے شیخ صالح جعفری کی اہم تصنیفات کے نام بھی بتائے۔ پھر کہا یہ سلسلہ سوڈان ومصر کے اہلِ ذوق میں انتہائی مقبول ہے اور دونوں ممالک کے عوام کو نزدیک ویک جا کیے ہوئے ہے۔ مصر بھر میں اس کے ساٹھ سے زائد مساجد، مدارس اور اجتماعی خدمات کے مراکز فعال ہیں۔ شیخ صالح جعفری کا معمول تھا کہ وہ طبقہ علماء کو دعوت دیتے کہ ہمارے ہاں آئیں اور سلسلہ کے افعال وتعلیمات کو خود ملاحظہ کریں، پھر جو بات کتاب وسنت کے منافی پائیں، اس کے بارے میں مجھے مطلع فرمائیں۔

شیخ صالح جعفری کے حالات وخدمات اور سلسلہ کی تعلیمات کے تعارف پر ان کے فرزند وجانشین شیخ عبدالغنی جعفری نے مستقل کتاب ''الکنز الثرِی فی مناقب الجعفری'' تصنیف کی۔[۱۸۹]

شیخ صالح جعفری نے شیخ سید محمد شریف بن شیخ سید عبدالعالی بن شیخ سید احمد بن ادریس رحمہم اللہ سے اجازت وخلافت پائی، جب کہ سندِ طریقت یہ ہے:

شیخ سید صالح جعفری عن شیخ سید محمد شریف عن شیخ سید عبد العالی عن شیخ سید محمد بن علی سنوسی عن شیخ سید احمد بن ادریس عن شیخ سید عبد الوھاب تازی عن شیخ سید عبد العزیز دباغ عن حضرت خضر علیہ السلام عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم---[۱۹۰]

شیخ عبدالغنی جعفری علیہ الرحمہ نے محدثِ حجاز سید محمد مالکی کی بعض تصنیفات اپنے اشاعتی ادارہ "دار جوامع الکلم" کی طرف سے شائع کیں۔ ان میں "مفاھیم یجب ان تصحح" شامل ہے۔ اسی ایڈیشن کا عکس ان دنوں ایک ویب سائٹ پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے[۱۹۱] علاوہ ازیں "التحذیر من المجازفة بالتکفیر" ۱۲۱ صفحات پر شائع کی، جس کی اہمیت یہ ہے کہ اس ایڈیشن پر مصر کے تین اکابر علماءِ کرام، مفتیٔ اعظم ڈاکٹر شیخ علی جمعہ، طنطا شہر میں قرآن کریم کالج کے پرنسپل ڈاکٹر شیخ جودہ محمد مہدی اور عین شمس یونی ورسٹی قاہرہ کے ڈاکٹر شیخ محمد فواد شاکر کی تقاریظ شامل کی گئیں۔

• شیخ عبد اللہ فدعق

شیخ سید عبداللہ بن محمد بن حسن بن محمد بن عبداللہ فدعق حسینی مکہ مکرمہ کے علمی گھرانہ کے فرد، شافعی عالم مدرس ومبلغ اسلام ہیں۔

آپ کے دادا شیخ سید حسن فدعق رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء) مکہ مکرمہ کے اہم شافعی عالم، مبلغ، معمر، مسند اور درود شریف وغیرہ موضوعات پر کتب کے مصنف[۱۹۲] نیز عراق کے بادشاہ سید فیصل بن حسین ہاشمی (وفات ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء) کے خاص امام رہے۔[۱۹۳]

شیخ سید عبداللہ فدعق، محدث حجاز کے اہم وفعال شاگردوں میں سے ہیں اور ہمہ اوقات تبلیغ وارشاد، درس وتدریس میں مشغول ہیں۔ آپ ۱۳۸۷ھ/ ۱۹۶۷ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد ودادا نیز مسجد حرم سے وابستہ دیگر علماء سے تعلیم پائی اور ۱۹۸۴ء کو مدرسہ فلاح

مکہ مکرمہ سے میٹرک، ۱۹۹۰ء کو علم حدیث میں ام القریٰ یونی ورسٹی سے بی اے، یہیں سے ۱۹۹۱ء کو تربیت کے شعبہ میں ڈپلومہ، بکنگھم یونی ورسٹی برطانیہ سے ۱۹۹۶ء میں متعدد علوم پڑھے، ہاورڈ یونی ورسٹی سے قوانین کے تقابلی جائزہ پر ۱۹۹۷ء میں کورس اور امریکی یونی ورسٹی برطانیہ سے ۲۰۰۴ء میں تربیت میں ایم اے کیا۔

اب درس و تدریس، دعوت و ارشاد میں مشغول ہیں اور ۱۹۹۸ء کو مکہ مکرمہ میں اپنے گھر پردادا پھر والد کی جگہ ہر اتوار کی شام حلقہ درس منعقد کرنا شروع کیا، پھر مدینہ منورہ و جدہ شہر میں اس کا اہتمام کیا۔ مختلف ادبی، تعلیمی، ثقافتی اداروں و تنظیموں کے رکن، فروغ علم کے لیے قائم مجلس الروحۃ التعلم و التعلیم کے صدر، نیز ان مقاصد کے لیے سعودی عرب کے مختلف شہروں نیز دیگر ممالک کے دوروں کا سلسلہ جاری ہے۔

المیہ ڈنمارک کی مذمت میں دنیا بھر سے مختلف اسلامی مکاتب فکر کے جن علماء کے دستخطوں سے مشترکہ بیان جاری کیا گیا، ان میں آپ بھی شامل ہیں، نیز اس بارے ۲۲ر مارچ ۲۰۰۶ء کو بحرین کے دارالحکومت منامہ میں ''مؤتمر النصرۃ النبی ﷺ'' نام سے عالمی کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں تین سو کے قریب علماء، مفکرین، مبلغینِ اسلام نے شرکت کی، شیخ سید عبداللہ فدعق ان میں سے ایک تھے۔

۷ر مارچ ۲۰۰۲ء کو سری لنکا میں ایک اسلامی کانفرنس میں شرکت کی۔ ہندوستان کے صوبہ کیرلا کے شہر کالی کٹ میں مولانا ابوبکر قادری شافعی حفظہ اللہ کی سرپرستی میں فعال اہلِ سنت کی عظیم درس گاہ سنی ثقافت مرکز کے سالانہ اجتماع میں تشریف لائے، جو ۲۵ر فروری ۲۰۰۵ء کو منعقد ہوا۔ اس کے چند ہفتے بعد موریتانیہ کا سفر کیا، جہاں ۹ر ربیع الاوّل ۱۴۲۶ھ، مطابق ۱۷ر اپریل کو منعقد ہونے والے عالمی اسلامی سیمینار میں مہمانِ خصوصی تھے اور چند دن بعد اسی ماہِ مبارک میں سعودی عرب کے مشرقی صوبہ کے الاحساء وغیرہ شہروں کے علمی دورے کیے اور خطاب فرمایا۔ [۱۹۴]

رمضان ۱۴۲۶ھ کو متحدہ عرب امارات کے صدر نے اس ماہِ مقدس میں عام و خاص کو

اسلامی تعلیمات کی دعوت وتبلیغ کے لیے عالم اسلام کے جن علماءِ کرام کو اپنے ہاں مدعو کیا، شیخ سید عبداللہ فدعق ان میں سے ایک تھے۔ تب ریاست ابوظبی کے مختلف مقامات پر دروس و لیکچر نیز ایک مرکزی مسجد میں خطبہ جمعہ دیا اور ریڈیو و ٹیلی ویژن کے دینی پروگرام میں تشریف لائے۔ ''الامـارات'' نامی ٹیلی ویژن چینل ان دنوں ہر جمعہ کو عشاء کے وقت ایک گھنٹہ دورانیہ کا دینی پروگرام ''وَذَكِّر'' براہِ راست پیش کرتا ہے۔ ابوظبی کے مقامی عالم فضیلۃ الشیخ منصور مُنہالی اس کے میزبان جب کہ کسی جید عالم دین کو پروگرام میں مدعو کیا جاتا ہے، جو طے شدہ موضوع پر گفتگو نیز ناظرین کی طرف سے بذریعہ فون و دیگر ذرائع سے کیے گئے سوالات کے براہِ راست جوابات پیش کرتے ہیں۔ رمضان کے ایام میں خلافِ معمول ''وَذَكِّر'' روزانہ افطار سے قبل پیش کیا جاتا رہا اور دورانیہ آدھ گھنٹہ تھا۔ شیخ سید عبداللہ فدعق ۱۱ر ستمبر ۲۰۰۵ء کو اس پروگرام میں تشریف لائے اور ''مؤسسات التعليم الدينية العريقة، علماء البلد الحرام'' کے موضوع پر گفتگو کی۔ ۲۰ر ستمبر کو دوبارہ اس میں مدعو کیے گئے، تب ''قضايا و هموم دعوية'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ شیخ سید عبداللہ فدعق کے لباس میں سفید حجازی عمامہ مستقل جزو ہے۔ آج کاندھوں پر سیاہ شال ڈالے ہوئے تھے، جب کہ باقی تمام لباس سفید تھا۔

۱۴۲۶ھ کے ماہِ رمضان المبارک میں ہی مراکش کے بادشاہ سید محمد ششم نے شیخ عبداللہ فدعق کے علوم سے استفادہ کے لیے اپنے ہاں آنے کی دعوت دی۔

اقراء ٹیلی ویژن چینل نے ایک ہفت روزہ پروگرام ''التعليم و التعلم'' شروع کیا جو شیخ عبداللہ فدعق کے دروس کے لیے مختص تھا۔ اس میں شمائلِ ترمذی [۱۹۵] کا درس دیا کرتے۔ پہلا درس ۲۸ر اگست ۲۰۰۵ء، بروز اتوار کو بعد مغرب، پھر ۳۱ر اگست، بروز بدھ کو بعد ظہر، جب کہ دوسرا انھی اوقات میں ۴ر ستمبر اور پھر ۶ر ستمبر کو نشر کیا گیا اور ۲ر مئی نیز ۲۱ر اگست ۲۰۰۶ء کو یہ اقساط پھر دیکھنے میں آئیں۔

''العربية'' چینل پر ہر جمعہ کو عصر کے وقت ایک پروگرام ''اضاءات'' نام کا

نشر کیا جاتا ہے، اس میں عرب دنیا و بالخصوص سعودی عرب کے کسی اہم عالم، مفکر، دانش ور کو مدعو کر کے حالاتِ حاضرہ نیز ان کے افکار و نظریات پر ایک گھنٹہ گفتگو کی جاتی ہے۔ ۹؍جون ۲۰۰۶ء کو شیخ سید عبداللہ فدعق پروگرام میں تشریف لائے اور اس کے ذریعے مسجد حرم مکی میں دیگر مذاہب کے دروس کی بحالی و پھر سے اجراء کی ضرورت پر توجہ دلائی۔ عورت کے لیے گاڑی چلانا محرم کی موجودگی کے ساتھ جائز بتایا نیز چہرہ کا پردہ اولیٰ و مستحسن قرار دیا۔ علاوہ ازیں مرتد کی تین اقسام بتائیں، محارب، فکری، عایدی۔ ان میں سے پہلے کی سزا قتل بتائی، جو ارتداد کے بعد اسلام و مسلمانوں کے خلاف محاذ آراء ہو۔

شیخ سید عبداللہ فدعق کی ویب سائٹ فعال ہے، جس پر محدثِ حجاز کی وفات کی خبر ایک مکمل صفحہ پر جلی قلم سے نشر کی گئی۔

● ڈاکٹر شیخ عبد الوهاب بن ابراهيم ابوسليمان

۱۳۵۵ھ، مطابق ۱۹۳۷ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ مسجد حرم میں علماء کے حلقاتِ دروس، مقامی مدارس، شریعت کالج مکہ مکرمہ میں تعلیم پائی، پھر ۱۹۷۰ء کو لندن یونی ورسٹی سے قانون پر پی ایچ ڈی کی۔ عالمِ جلیل، فقیہ مالکی، ماہرِ تعلیم، واسع الاطلاع، مکہ مکرمہ کی تاریخ و شخصیات آپ کے اہم موضوعات میں سے ہیں۔ جدہ یونی ورسٹی، پھر ام القریٰ یونی ورسٹی شریعت کالج کے پرنسپل رہے۔ متعدد مقامی و عالمی تعلیمی اداروں کے رکن و اعزازی لیکچرار ہیں۔ مسجد حرم مکی سے چند میٹر فاصلہ پر واقع ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کی جگہ بنائے گئے سرکاری کتب خانہ "مكتبة مكة المكرمة" کی مجلس منتظمہ کے نیز ۱۹۹۲ء سے علماء پریم کونسل کے رکن ہیں۔ دس سے زائد تصنیفات و تالیفات ہیں نیز عربی و انگریزی میں متعدد تحقیقی مضامین شائع ہوئے۔ شیخ احمد قاری کی "مجلة الاحكام الشرعية" پر تحقیق انجام دے کر پہلی بار شائع کرائی نیز اپنے استاذ شیخ حسن مشاط کی "الجواهر الثمينة في ادلة عالم المدينة" پر تحقیق کر کے طبع کرائی۔ حال ہی میں شیخ زکریا بن عبداللہ بیلا کی مشہور و اہم تصنیف "الجواهر الحسان في تراجم الفضلاء و الاعيان من اساتذة و خلان" آپ کی مشترکہ تحقیق کے ساتھ منظر عام پر آئی ہے۔

دیگر مطبوعہ تصنیفات میں باب السلام فی مسجد الحرام، الحرم الشریف الجامع و الجامعة، دراسات فی الفقه الاسلامی، العلماء و الأدباء الوراقون، مكتبة مكة المكرمة شامل ہیں اور چودھویں صدی ہجری کے جن علماء مکہ نے ادبی شعبہ میں خدمات انجام دیں، ان کے حالات پر مستقل کتاب ''ادباء العلماء المكيين فی القرن الرابع عشر الهجری'' زیر طبع ہے۔[۱۹۶]

آپ کی شادی مکہ مکرمہ کے اہم عالم، چالیس سے زائد کتب کے مصنف، مفسر، مؤرخ مکہ مکرمہ، شاعر، اسلامی دنیا کے مشہور خطاط، شیخ محمد طاہر بن عبد القادر بن محمود کردی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء) کی دختر سے ہوئی۔[۱۹۷]

ڈاکٹر شیخ عبدالوہاب نے محدثِ حجاز سے قبل ان کے والد سید علوی بن عباس مالکی کے احوال پر مضمون لکھا، جو ''صفحات مشرقة'' میں شامل ہے۔[۱۹۸]

• ڈاکٹر شیخ علی جمعہ محمّد

ملک مصر جو آج کی عرب دنیا میں آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا ملک ہے، آپ وہاں حکومت کی جانب سے ملک کے ''مفتی اعظم'' تعینات ہیں۔ شافعی المذہب اور ہمہ اوقات تحقیق و تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف ہیں، جس کا دائرہ پوری عرب دنیا بلکہ دیگر ممالک تک پھیلا ہوا ہے۔ دار الافتاء کی ذمہ داریوں کے ساتھ دنیا بھر میں اسلام کے حوالہ سے منعقد ہونے والے اجتماعات میں شرکت نیز جملہ ذرائع ابلاغ کے ذریعے دینِ حقہ کی تبلیغ و اشاعت ان کے معمولات میں سے ہیں۔

اسماء اللہ الحسنٰی کی تشریح پر مبنی ایک مستقل پروگرام مصر کے مقبولِ عام ٹیلی ویژن چینل ''المصریة'' پر ہر جمعہ کی اذان سے قبل آتا رہا، جس میں آپ نے ۱۵ر جولائی ۲۰۰۵ء کو ''مجید'' اور ۲۹ر جولائی کو ''غفار'' کی شرح بیان کی۔

تفسیر قرآنِ مجید بارے ایک پروگرام اسی چینل پر انہی اوقات میں نشر کیا جاتا رہا، جس کا نام و عنوان ''مع كتاب الله'' تھا۔ اس میں ۲۳ر ستمبر ۲۰۰۵ء کو قرآن مجید کے بارے میں

عمومی معلومات اور ۷/ اکتوبر کو چند آیات کی تفسیر بیان کی۔

المیہ ڈنمارک کے خلاف اسلامی دنیا میں ہونے والے وسیع احتجاج میں ڈاکٹر شیخ علی جمعہ قائدین میں سے تھے۔ اقراء ٹیلی ویژن نے ۲۰/ فروری ۲۰۰۶ء کو عشاء کے بعد اپنے قاہرہ سٹوڈیو سے ایک گھنٹہ پر محیط پروگرام ''فی رحاب الشریعة'' براہ راست نشر کیا، جس کا ذیلی عنوان ''فقہ الأولویات فی ضوء الشریعة الاسلامیة'' تھا اور آپ واحد مقرر و مہمان تھے۔ اس روز کی گفتگو کا مرکز و محور المیہ ڈنمارک تھا، جس میں محبت رسول ﷺ کی اہمیت اجاگر کی اور مسلمانانِ عالم سے درخواست کی کہ اپنے بچوں کو محبت رسول ﷺ کی بطور خاص تلقین کرتے رہیں۔ اس پر مسرت کا اظہار کیا کہ سانحہ کے احتجاج پر اسلامی دنیا کے ایک کونہ مراکش کے شہر طنجہ سے دوسرے کونہ انڈونیشیا کے شہر جکارتا تک کی پوری امت مسلمہ متحد ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ مزید برآں اس بارے مسلمانوں کی مذہبی قیادت اور عوام کی طرف سے کی جانے والی کوششوں اور جاری اقدامات کے متعلق بتایا، نیز گزشتہ چند ماہ کی احتجاجی مہم کے نتیجہ میں جو مثبت پہلو سامنے آئے، ان کا ذکر کیا اور اقوامِ متحدہ کے پلیٹ فارم سے احترامِ ادیان بارے قانون منظور کیے جانے تک یہ کوششیں جاری رکھنے کی تائید و حوصلہ افزائی کی۔ آپ نے بتایا کہ اس سانحہ کی تردید و مذمت میں میرے تین مضامین ''الاھرام'' میں چھپ چکے ہیں۔ مزید فرمایا کہ ایک ماہ کی احتجاجی مہم کے نتائج میں سے ہے کہ غیر مسلموں کی بہت بڑی تعداد اسلام کے بارے میں جاننے کے لیے متوجہ ہوئی اور فرنچ زبان میں اسلامی لٹریچر بازار سے نایاب ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر شیخ علی جمعہ نے کہا، اسلام دشمنوں کی یہ مذموم کارروائیاں اسلام کے فروغ سے خوف کی علامت ہیں۔ جیسا کہ ۲۰۰۳ء سے اب تک تین برس کے قلیل عرصہ میں ڈنمارک جیسے چھوٹے ملک سے پچاس سے زائد افراد نے جامعہ ازہر قاہرہ میں اسلام قبول کیا۔

اس سانحہ کی مذمت میں دنیا بھر سے مختلف اسلامی مکاتب فکر کے علماء و مبلغین کے دستخطوں سے جو مشترکہ بیان جاری کیا گیا، ان میں ڈاکٹر شیخ علی جمعہ کا نام نمایاں ہے۔

ان دنوں یورپ میں جو اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی جاری ہے، اس تناظر میں استنبول ترکی میں دوروزہ عالمی کانفرنس یکم جولائی ۲۰۰۶ء کو ''یورپی مسلمان'' نام سے منعقد ہوئی، جس میں ڈاکٹر شیخ علی جمعہ مقررین میں سے تھے۔ ادھر پاکستان سے ڈاکٹر مولانا محمد طاہر القادری موجود تھے اور انھوں نے بھی خطاب فرمایا۔ [۱۹۹]

''فقہ اسلامی اور دہشت گردی'' کے عنوان سے ۲۱ر اگست ۲۰۰۵ء کو مصر کے ساحلی شہر شرم الشیخ میں اقــــراء ٹیلی ویژن کے زیر اہتمام جو دوروزہ عالمی سیمینار شروع ہوا، آپ اس کے مقررین میں سے تھے۔

حرمین شریفین میں اذان کی تاریخ پر تیار کیا گیا ایک پروگرام ٹیلی ویژن چینل ''العربیة'' پر ۴ر نومبر ۲۰۰۵ء رمضان کے آخری عشرہ میں ''حلقة الاذان'' نام سے پیش کیا گیا، ڈاکٹر شیخ علی جمعہ اس کے شرکاء میں سے تھے۔

آپ مصر میں موجود ہوں تو ملک کی کسی اہم مسجد میں خطبہ جمعہ دیتے ہیں، جیسا کہ ۸ر جولائی ۲۰۰۵ء کو مسجد سیدہ زینب قاہرہ میں خطبہ دیا، جسے المصریة چینل نے براہِ راست نشر کیا۔ اس میں عراق میں اغواء و قتل ہونے والے مصری سفیر ایہاب شریف کے تازہ واقعہ پر افسوس کا اظہار کیا اور وہاں پر ایسے اعمال میں سرگرم انتہا پسند گروہ کی مذمت کی۔ معلوم رہے یہ مسجد سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی دختر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا (وفات ۶۲ھ/۶۸۲ء)، جو واقعہ کربلا میں موجود تھیں، ان کے عالی شان مزار سے ملحق ہے۔ [۲۰۰]

مفتیٔ اعظم مصر ڈاکٹر شیخ علی جمعہ نے ۱۵ر جولائی ۲۰۰۵ء کو اسکندریہ شہر میں وزارتِ اوقاف کی تعمیر کردہ عظیم الشان مسجد الھـــدایة کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر نمازِ جمعہ کی امامت و خطابت فرمائی اور اسی موضوع یعنی تعمیر مساجد پر خطاب فرمایا۔ اس اجتماع میں کمشنر اسکندریہ نیز وزارتِ اوقاف کے مقامی مدیر اور شہر و علاقہ کے دیگر رہنما موجود تھے۔ اسے المصریة چینل نے براہِ راست نشر کیا۔

حج ۱۴۲۶ھ، مطابق جنوری ۲۰۰۶ء کے موقع پر اقــراء ٹیلی ویژن نے پانچ روزہ

حج نشریات کا خاص اہتمام کیا، جس میں آپ نے بھی حصہ لیا۔ اس مقصد کے حصول کے لیے حجاج کی قیام گاہوں، منیٰ، مزدلفہ، عرفات میں خیمہ سٹوڈیو قائم کیے گئے۔ اقراء کے اس کیمپ میں علماء ومشائخ، مفکرین ومبلغین، خواتین وحضرات مدعو کیے گئے، جنھوں نے ارکانِ حج ادا کرنے کے ساتھ اقراء کے طے کردہ پروگراموں میں حصہ لیا۔ اقراء کے چیئرمین شیخ صالح کامل بھی کیمپ میں موجود اور حج ادا کر رہے تھے، انھوں نے ۸ر ذوالحجہ کو نمازِ ظہر سے تھوڑی دیر پہلے منیٰ سٹوڈیو سے ان پانچ روزہ خصوصی نشریات کا افتتاح کیا۔ پھر حجاج کی تازہ سرگرمیوں کی کوریج، حج اور دیگر اہم موضوعات پر تقاریر، انعامی مقابلے، خصوصی دعاؤں کا اہتمام وغیرہ پروگرام کا آغاز کیا گیا، جو براہِ راست نشر کیے جاتے رہے۔ اقـــراء کے ناظرین بھی بذریعہ SMS وغیرہ حصہ لے رہے تھے۔ نشریات کے دوران جن اہلِ علم نے میزبانی کے فرائض انجام دیے، ان میں جدہ یونی ورسٹی کے ڈاکٹر شیخ قاری محمد بشیر بن محمد عبدالمحسن حداد سرفہرست ہیں، جب کہ مہمان شخصیات میں مفتیِ اعظم مصر ڈاکٹر شیخ علی جمعہ، مبلغ اسلام شیخ سید علی زین العابدین جفری، حلب شام کے عالم ومحقق شیخ مجد مکی[۲۰۱]، لبنان کے سابق وزیرِاعظم نجیب میقاتی اہم نام ہیں۔

ارکانِ حج میں ۹ر ذوالحجہ کو ظہر ومغرب تک میدانِ عرفات میں ٹھہرنا سب سے اہم رکن ہے، جس دوران اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرنا اور دعا مانگنا فضیلت کا باعث ہے۔ اقـــراء کی نشریات میں یہ دعا ڈاکٹر شیخ علی جمعہ نے کی۔ پھر ۱۱ر تاریخ کو منیٰ سٹوڈیو سے مسائلِ حج پر خطاب کیا۔ اسی روز عصر کے بعد جب رمیِ جمرات (شیطان کو کنکریاں مارنا) کے لیے روانہ ہوئے تو تقریباً ایک کلومیٹر کی یک طرفہ مسافت کے دوران، آتے جاتے، نیز کنکریاں مارنے کے مرحلہ پر اقراء کا کیمرہ مسلسل آپ پر منعکس رہا۔

رمضان ۱۴۲۶ھ کو متحدہ عرب امارات کے صدر شیخ خلیفہ بن زاید بن سلطان نہیان نے عالمِ اسلام کے جن جید علماءِ کرام کے علوم سے استفادہ کے لیے اپنے ہاں مدعو کیا، ڈاکٹر شیخ علی جمعہ ان میں سے ایک تھے۔ اس کئی روزہ قیام کے دوران آپ نے دارالحکومت ابوظبی و

دبئی وغیرہ ریاستوں میں دعوت وتبلیغ سے متعلق مختلف نوع کی سرگرمیوں میں حصہ لیا۔
رمضان کے پہلے ہفتہ میں ۱۰/اکتوبر ۲۰۰۵ء کو ''الامارات'' ٹیلی ویژن چینل کے مقبول پروگرام ''وذکــر'' میں مہمان تھے اور براہ راست نشر کیے گئے اس پروگرام میں گفتگو کے دوران مزارات کے قریب مساجد تعمیر کرنے کے بارے میں شرعی جواز بیان کیا اور اسے حرام و شرک وبدعت قرار دینا خوارج کی روش وتلبیس نیز انتہا پسندی قرار دیا اور واضح کیا کہ جس حدیث کی رو سے رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو قبور ہموار کرنے کا حکم دیا، اس سے مراد مشرکین کی قبور ہیں، مسلمانوں کی نہیں۔ اس پروگرام میں مزید دو بار تشریف لائے اور ۱۲/اکتوبر کو ''العقل السليم''، پھر ۱۶/اکتوبر کو ''فتاوی ھامة'' کے موضوعات پر خطاب کیا۔
۱۲/اکتوبر کو ''وذکــر'' کے اختتام پر میزبان شیخ منصور منہالی نے ناظرین کو اطلاع دی کہ آج نمازِ تراویح کے بعد ڈاکٹر شیخ علی جمعہ ابوظبی کے کلچرل کمپلیکس کے وسیع وعریض ہال میں لیکچر دیں گے، جس میں شمولیت کی دعوتِ عام ہے۔

دبئی کی مشہور مسجد راشدیہ کبیر میں ۱۴/اکتوبر کو آپ نے نمازِ جمعہ کی امامت وخطابت فرمائی، خطبہ کا موضوع ''القرآن فی شھر رمضان'' تھا، جسے سما دبئی چینل نے براہِ راست نشر کیا۔

ربیع الاوّل ۱۴۲۷ھ کو ڈاکٹر شیخ علی جمعہ نے اردن کا دورہ کیا۔ اس دوران ۲۱/اپریل ۲۰۰۶ء کو دارالحکومت عمان کی شاہی مسجد میں نمازِ جمعہ کی امامت وخطابت فرمائی اور اللہ تعالیٰ کے بکثرت ذکر، محبتِ رسول ﷺ نیز اہلِ بیت کی محبت پر خطبہ دیا۔ اردن کے بادشاہ سید عبداللہ دوم اس روز نمازیوں کی پہلی صف میں موجود تھے اور ''الاردنية'' نامی ٹیلی ویژن چینل نے اسے براہِ راست نشر کیا۔

رمضان ۱۴۲۷ھ کو آپ پھر اردن تشریف لائے، اب شاہی مہمان علماء میں سے تھے اور رمضان کے دوسرے جمعہ مطابق ۶/اکتوبر ۲۰۰۶ء کو ''المجالس العلمية الهاشمية'' میں ''عورت اور اسلام'' کے موضوع پر مذاکرہ میں شامل تین علماء میں سے ایک تھے۔ اس مجلس میں شاہی خاندان کے فرد شہزادہ عاصم مہمان خصوصی تھے اور اس کی تمام کارروائی ''الاردنية'' نے

راہِ راست ہم تک پہنچائی۔

شیخ علی جمعہ کی تصانیف میں ''المکاییل و الموازین الشرعیة'' اہم ہے، جو فقہی علوم سے لگاؤ رکھنے والوں میں مقبول ہوئی۔ تصنیفی شعبہ میں ایک قابلِ ستائش خدمت یہ ہے کہ وسعتِ علومِ مصطفیٰ ﷺ کے موضوع پر ایک صدی قبل شیخ سید محمد بن جعفر کتانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء) کی تصنیف کردہ ''جلاءُ القلوب مِن الاصداءِ الغینیۃ ببیان احاطة علیه السلام بالعلوم الکونیة'' پر بعض محققین نے آپ کی نگرانی میں تحقیق انجام دی، پھر یہ کتاب ۲۰۰۴ء کو تین جلدوں و ۹۸۷ صفحات پر پہلی بار قاہرہ سے شائع ہوئی۔[۲۰۲]

علماءِ پاک و ہند سے تعلقات میں سے ہے کہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ نے دورۂ مصر کے دوران جامعہ ازہر میں آپ کا ہفتہ وار درس سماعت کیا، جو تصوف کی مشہور کتاب ''الحکم العطائیة'' کی شرح کے آخری حلقہ پر مبنی تھا[۲۰۳] نیز حدیث المسلسل بالأولیة سماعت کر کے روایت کی اجازت اور صوفیہ کے سلسلہ شاذلیہ میں خلافت پائی۔[۲۰۴]

جشنِ میلادالنبی ﷺ کے جواز پر آپ نے اپریل ۲۰۰۶ء کو فتویٰ جاری کیا، جس کا عربی متن ''معارفِ رضا'' میں[۲۰۵] اور متن وار دو ترجمہ ماہ نامہ ''نور الحبیب'' میں طبع ہوئے۔[۲۰۶]

لاہور کے ڈاکٹر حافظ محمد منیر ازہری حفظہ اللہ نے جامعة الدول العربیة قاہرہ سے ۲۰۰۴ء کو ''تجدید الفکر الدینی فی جهود العلامة محمد کرم شاه الازهری'' عنوان سے مقالہ پر ایم فل کیا، جو اسی نام سے ۲۰۰۸ء کو قاہرہ سے ۳۵۰ صفحات پر شائع ہوا، جس پر ڈاکٹر شیخ علی جمعہ کی تقدیم درج ہے۔

محدثِ اعظم حجاز سید محمد مالکی کی ''التحذیر من المجازفة بالتکفیر'' پر مفتیِ اعظم شیخ علی جمعہ نے تقریظ لکھی، جو اس کے چوتھے ایڈیشن میں شامل ہے۔

● شیخ سید علی زین العابدین جفری

آج کی عرب دنیا میں جو علماء و مشائخِ اہلِ سنت جدید ذرائع ابلاغ و مواصلات کی مدد سے ہمہ اوقات تبلیغِ اسلام میں مشغول اور عوام کے ہاں انھیں قبول حاصل ہے، ان میں شیخ سید

حبیب علی زین العابدین بن عبد الرحمٰن جفری کا نام انتہائی اہم ہے۔ آپ تبلیغی اغراض کے لیے مسلسل اسفار، ٹیلی ویژن پر خطاب، کمپیوٹر انٹرنیٹ، آڈیو و ویڈیو کیسٹ، سی ڈی وغیرہ ذرائع ابلاغ سے خوب کام لے رہے ہیں۔ آپ جنوبی یمن کے علاقہ حضرموت کے علمی وروحانی شہر تریم کے باشندہ نیز وہاں پر ۱۴۱۴ھ سے قائم مدرسہ ''دار المصطفیٰ للدراسات الاسلامیۃ'' کے وائس پرنسپل ہیں۔ آپ کی پیدائش ۱۳۹۱ھ، مطابق ۱۹۷۱ء کو حجاز مقدس کے ساحلی شہر جدہ میں ہوئی۔

یمن اور حجازِ مقدس کے بعض علاقوں میں خاندانِ رسالت مآب ﷺ کے افراد ''سید'' کی بجائے ''حبیب'' کہلاتے ہیں۔ اس بنا پر آپ عرب وعجم کے علمی حلقوں میں ''حبیب علی جفری'' کے نام سے مشہور ہیں۔

توحید نیز اسلام کی عمومی تعلیمات کے بیان پر ایک نجی ٹیلی ویژن چینل ''ڈریم'' پر ہر اتوار کو بوقتِ ظہران کا حلقہ درس ''الطریق الی اللّٰہ'' نام سے نشر کیا جاتا ہے۔ سولہ ستمبر ۲۰۰۶ء کو یہ پروگرام راقم نے خود ملاحظہ کیا۔

مقامِ مصطفیٰ ﷺ پر آپ کے مواعظ میں سے ہے کہ ربیع الاوّل ۱۴۲۴ھ، مطابق ۹رمئی ۲۰۰۳ء کے پہلے جمعہ کو دبئی کی ایک مسجد میں میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر خطبہ جمعہ دیا، جسے دبئی ٹیلی ویژن نے براہِ راست نشر کیا اور پھر چار روز بعد ۱۲ر ربیع الاوّل کی شام وزارتِ اوقاف دبئی کے زیرِ اہتمام میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی مناسبت سے کانفرنس بنام ''الاحتفال الدینی بالمولد النبوی الشریف'' منعقد ہوئی تو اس میں شیخ سید علی جفری نے بھی خطاب فرمایا۔ یہ کانفرنس مذکورہ چینل نے براہِ راست نشر کی۔ آئندہ برس دبئی چینل نے سیرت کے موضوع پر شیخ سید علی جفری کا خصوصی قسط وار پروگرام ''السیرۃ العطرۃ'' پیش کیا، جو ہر جمعہ کی دوپہر کو نصف گھنٹہ آتا رہا، اس میں ۱۷ر دسمبر ۲۰۰۴ء کو رسول اللّٰہ ﷺ کی ولادت سے قبل معاشرہ میں تذکرہ پر گفتگو کی۔

۱۸ر اکتوبر ۲۰۰۵ء بروز منگل بعد ظہر آپ ''اقراء'' چینل پر نمودار ہوئے اور آدھ گھنٹہ

شمائلِ مصطفیٰ ﷺ بیان فرمائے۔

ربیع الاوّل ۱۴۲۷ھ کے پہلے عشرہ، مطابق ۹/اپریل ۲۰۰۶ء بروز اتوار، بعد ظہر ''الامارات'' چینل کا مقبولِ عام پروگرام ''و ذکر'' غیر معمولی تھا۔ آج ابوظہی کے مفتیِ اعظم ڈاکٹر شیخ نوح القضاۃ اور شیخ سید علی جفری تشریف فرما تھے اور ''المولد النبوی الشریف'' کے طے شدہ موضوع پر گفتگو کی۔ دونوں علماءِ کرام نے جشنِ میلا دالنبی ﷺ کے مختلف پہلو کا شرعی جواز نیز بدعت کی اقسام بیان کیں اور موضوع کی مناسبت سے ناظرین کی طرف سے بذریعہ فون کیے گئے سوالات واعتراضات کے جوابات دیے۔ اس دوران شیخ سید علی جفری نے بتایا کہ ماضی قریب تک مولود برزنجی [۲۰۷] پڑھنے کی مجالس مسجد نبوی مدینہ منورہ کے اندر منعقد ہوا کرتی تھیں۔ ''و ذکر'' کا یہ پروگرام گزشتہ شام براہِ راست پیش کیا گیا تھا، آج حسبِ معمول دوبارہ نشر کیا گیا۔

بارہ ربیع الاوّل ۱۴۲۷ھ، مطابق ۱۰/اپریل ۲۰۰۶ء بروز پیر بعد نمازِ عشاء متحدہ عرب امارات کی وزارتِ ثقافت کے زیر اہتمام دارالحکومت ابوظہی کے نیشنل تھیٹر ہال میں تیسری سالانہ عالمی نعت ایوارڈ تقریب منعقد ہوئی، جسے ''حفل جائزة البردة الشعرية بمناسبة المولد النبوی الشریف'' کا نام دیا گیا اور یہ تین مراحل پر محیط تھی۔ پہلے نعت خوانی، پھر نعت ایوارڈ پانے والے شعراء میں انعامات کی تقسیم اور آخر میں انتہا پسندی کی حوصلہ شکنی پر ڈرامہ کی صورت میں مکالمہ۔ اسی وسیع وعریض ہال میں ہر سال ماہِ رمضان مبارک کو ''دبئی قرآن کریم ایوارڈ'' کی عالمی تقریب بھی منعقد ہوا کرتی ہے۔ آج عید میلا دالنبی ﷺ کی مناسبت سے منعقدہ اجتماع میں تمام نشستیں علماء، اعلیٰ سرکاری عہدیداران اور اہلِ ذوق سے پُر تھیں۔ متحدہ عرب امارات کے وزیر خارجہ شیخ عبداللہ بن زاید نہیان اور وزیر ثقافت شیخ عبدالرحمٰن عویس مہمانانِ خصوصی، جب کہ شیخ سید علی جفری اس کے واحد مقرر تھے اور مصر، متحدہ عرب امارات، شام ولبنان کے نعت خواں گروہ نے مدحت مصطفیٰ ﷺ میں حصہ لیا، جب کہ پانچ نعت گو شعراء کو تازہ نعتیہ کلام پر انعامات پیش کیے گئے، جو شام، عراق،

متحدہ عرب امارات کے باشندے تھے۔ اس محفل کی تمام کارروائی ''الامــارات'' چینل نے براہِ راست نشر کی۔

محفل کا آغاز تلاوتِ قرآنِ مجید سے ہوا، جس کے بعد ہال کی روشنی کم کردی گئی اور سٹیج کے پس منظر سے رنگ برنگی روشنیاں پھینکی گئیں، جن کے ساتھ غیبی آوازوں میں قصیدہ بردہ کے منتخب اشعار سنائی دینے لگے۔ اگلے ہی لمحہ مصر کے شیخ محمد حلباوی اوران کے نوساتھی سٹیج پر نمودار ہوئے، جنھوں نے ایک جیسا سفید لباس پہن رکھا تھا۔ اس گروہ نے کھڑے ہوکر ہاتھ ناف پر باندھے اور دف کے ساتھ نعتیہ وحمدیہ کلام مل کر پڑھا اور آخر میں اسی ترنم واجتماعی صورت میں درود شریف پڑھتے ہوئے سٹیج سے غائب ہوگئے، جس کے بعد قصیدہ بردہ کا ایک شعر غیبی آوازوں میں ہال میں گونجنے لگا۔ اب شیخ سید علی جفری کو خطاب کی دعوت دی گئی، آپ نے تقریباً پندرہ منٹ کے مختصر بیان میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت کا جشن اصل میں احترامِ انسانیت واسے گمراہیوں سے نکال کر ہدایت کے راستہ پر ڈالنے کی علامت وجشن ہے۔

آخر میں وزیر خارجہ شیخ عبداللہ نہیان جو قبل ازیں وزیر ثقافت تھے، ان سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ یہ ہماری تیسری سالانہ محفلِ نعت ہے۔ گزشتہ دو محافل میں آپ وزیر ثقافت کی حیثیت سے حاضر ہوتے رہے، جس سے بعض لوگوں کا شاید خیال ہو کہ ایسی تقاریب میں آمد منصب کی ذمہ داری وتقاضا تھی، لیکن آج اس وزارت کا قلم دان آپ کے پاس نہیں، اس کے باوجود یہاں آمد، رسول اللہ ﷺ سے محبت کی دلیل ہے۔ ہال میں نصب کرسیوں کی پہلی صف میں شیخ سید علی جفری کی دائیں جانب ملحق وزیر خارجہ اور پھر وزیر ثقافت کی نشست تھی، جب کہ بائیں جانب الامــارات چینل کے مقبول دینی پروگرام ''و ذ کــر'' کے میزبان شیخ منصور منہالی تشریف فرما تھے۔ شیخ سید علی جفری خطاب کے بعد جب سٹیج سے واپس اپنی نشست کی طرف آئے تو دونوں وزراء نیز ان کے چند ساتھیوں نے کھڑے ہوکر آپ کا استقبال کیا۔ ادھر قصیدہ بردہ کے مزید دواشعار پھر سے سنائی دے رہے تھے۔

شیخ سید علی جفری کے خطاب سے چند لمحہ بعد نعت خوانوں کا ایک اور گروہ سٹیج پر پہنچا جو تیرہ نوجوانوں پر مشتمل اور سفید لباس و خلیجی عمامہ زیب تن کیے ہوئے تھے، بتایا گیا کہ یہ امارات کا ''السدار'' نامی نعت خواں گروہ ہے۔ انھوں نے دف کے ساتھ چند نعتیں پیش کیں، جن میں ایک قصیدہ بردہ کی زمین میں لکھی گئی تھی۔ آخر میں ''یارسول اللہ، یا حبیب اللہ'' کی اجتماعی صدائیں ترنم سے بلند کیں، پھر شام کے شاعر مجیب سوسی بن احمد مائیک پر آئے اور نعتیہ کلام تحت اللفظ پڑھا، جس کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ اسی کلام پر اوّلیں انعام کے مستحق قرار پائے۔ اب بائیس افراد پر مشتمل امارات کے نعت خوانوں کا گروہ رنگ برنگی و جھلمل کرتی روشنیوں کے سائے میں سٹیج پر یوں نمودار ہوا کہ نعتیہ اشعار ان کی زبانوں پر تھے، پھر مؤدب کھڑے ہو کر چند اشعار پڑھے۔ جس کے بعد آمنے سامنے دو صفوں میں بیٹھ گئے اور نعت کا سلسلہ مزید آگے بڑھایا۔ سب نے ایک جیسا سفید لباس و عمامے نیز ایک ہی رنگ کی جیکٹ زیب تن کر رکھی تھیں اور بیٹھنے کے بعد دف کے ساتھ دلوں کو چھو لینے والا منظم جھومنے کا انداز اپنایا۔ بتایا گیا کہ یہ امارات کے نعت خوانوں کا ''قومی'' نامی گروہ ہے۔ یہ جس طرح نعت پڑھتے ہوئے سٹیج پر پہنچے تھے، اسی طرح بتدریج واپس گئے۔ پھر شام کے نعت خواں عماد رامی اپنے چھ ساتھیوں کی معیت میں سٹیج پر پہنچے، ان سب نے ایک جیسا جدید مغربی لباس پہن رکھا تھا اور کھڑے ہو کر دف کے ساتھ نعت خوانی کی۔ ان کے بعد متحدہ عرب امارات کے شاعر جمعہ خلفان سالم خلیفہ آئے اور اپنا نعتیہ کلام تحت اللفظ سنایا، جس کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ انعام کا مستحق قرار پایا۔ بعد ازاں لبنان کا نو افراد پر مشتمل ''الفیحاء'' نامی نعت خواں گروہ سامنے آیا، انھوں نے بھی ایک جیسا عربی لباس پہن رکھا تھا اور کھڑے ہو کر نعت پیش کی۔ اس محفل کو جاری ہوئے دو گھنٹے ہو چکے تھے کہ نعت خوانی کا مرحلہ اختتام کو پہنچا۔

اب میزبان احمد زاہد نے وزیر خارجہ نیز وزیر ثقافت کو سٹیج پر آنے اور نعت ایوارڈ مستحقین کے سپرد کرنے کی گزارش کی۔ چناں چہ وزیر خارجہ نے فصیح و بلیغ شاعری میں

پہلا انعام شام کے مجیب سوسی بن احمد کو ان کی نعت ''البردة الشریفة'' پر، دوسرا انعام عراق کے محمود محمد سلیمان دیلمی کی نعت ''لم تدع للبعدی بعدا'' پر، تیسرا انعام شام کے احمد عوض احمد کو نعت ''ولادة النور'' پر پیش کیا گیا۔ جب کہ عوامی طرز کی شاعری پر پہلا انعام کسی کو نہیں دیا گیا، دوسرا متحدہ عرب امارات کے جمعہ خلفان سالم خلیفہ کو نعت ''صل علیك الله'' پر اور تیسرا انعام شام کے عتیق کعبی کو نعت ''بشری عظیمة'' پر دیا گیا۔

تقسیم انعامات کی تکمیل پر محفل اپنے تیسرے اور آخری مرحلہ میں داخل ہوئی اور ایک بزرگ وجدی عربی، ان کی ذہین و فطین سات سالہ بیٹی بسملہ نیز ایک نوجوان اور ایک نعت خواں کی مدد سے ڈرامائی تشکیل پیش کی گئی، جس کا عنوان ''عذرا رسول الله'' بتایا گیا، اس کے ذریعے نوجوان نسل میں مذہبی انتہا پسندی کی حوصلہ شکنی اور محبت رسول اللہ ﷺ کی ترغیب دی گئی۔

محفل کا شعار گنبد خضراء کی رنگین تصویر، جس پر ''حیٌ فی قلوبنا'' کی عبارت درج تھی، پروگرام کے آخری مرحلہ پر کیمرہ کی مدد سے مستقل سٹیج پر نمایاں رہا۔ بارہ ربیع الاوّل کی مناسبت سے متحدہ عرب امارات کے دارالحکومت ابوظبی میں منعقدہ یہ تیسری نعت ایوارڈ محفل جب ختم ہوئی تو شیخ وجدی عربی نے حاضرین نیز انتظام و انعقاد میں اہم کردار ادا کرنے والی وزارت ثقافت کا بالعموم، جب کہ شیخ حبیب علی زین العابدین جفری کا بطورِ خاص شکریہ ادا کیا۔ محفل تین گھنٹہ جاری رہی اور جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا، اسے ''الامارات'' چینل نے براہ راست نشر کیا۔

اس کے چار روز بعد ۱۴ر اپریل ۲۰۰۶ء کو دمشق کے ڈاکٹر شیخ محمد سعید رمضان بوطی نے ابوظبی کی ایک مسجد میں میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر خطبہ جمعہ دیا جسے مذکورہ چینل نے براہ راست دکھایا، تب شیخ سید علی جفری پہلی صف میں تشریف فرما نظر آئے۔

ان دنوں اسلامی دنیا کو المیہ ڈنمارک کی شکل میں ایک نئے عالمی فتنہ کا سامنا ہے۔ اس واقعہ کی مذمت و احتجاج اور مخالفین پر اسلام کی صحیح تصویر واضح کرنے کے لیے مبلغ اسلام شیخ سید علی جفری دن رات فعال ہیں۔ اس کے تعاقب میں جاری ان کی سرگرمیوں کی

ایک ہلکی سی جھلک ملاحظہ ہو:

۱۰ رفروری ۲۰۰۶ء کو آپ نے ابوظہی کی مسجد شیخ محمد بن زاید میں نمازِ جمعہ کی خطابت و امامت فرمائی، جسے الامارات چینل نے نشر کیا۔ اس روز کے خطبہ کا موضوع سانحہ ڈنمارک تھا۔ آپ نے اس فعل کی بھرپور مذمت کرتے ہوئے اقوام متحدہ کی طرف سے دینی شعائر کی بے حرمتی بارے قانون منظور کرنے پر زور دیا نیز محبتِ مصطفیٰ ﷺ کی اہمیت اجاگر کی اور انھی ایام محرم میں پیش آنے والے سانحہ کربلا کا ذکر کیا۔ اہلِ مغرب نے آزادیٔ اظہار رائے کی جو من پسند تعریف طے کر رکھی ہے، اس کا تجزیہ و دوسرا رخ بیان کیا۔ نیز عالمِ اسلام میں جاری احتجاج کے اجتماعات میں صبر وتحمل اور شرعی واخلاقی حدود کی پابندی پر زور دیا۔ خطبہ کی اہمیت کے پیش نظر الامارات چینل نے خلافِ معمول اسے ۲۴ رفروری کو پھر سے نشر کیا۔

اقراء چینل پر گزشتہ کئی برس سے ہر جمعہ کی عشاء کے بعد شیخ سید علی جفری کی علمی وفکری گفتگو پر مشتمل ایک گھنٹہ کا پروگرام ''المیزان'' براہِ راست آتا ہے۔ ڈاکٹر شیخ محمد بسام زین حفظہ اللہ [۲۰۸] میزبان ہوتے ہیں۔ ۱۷ رفروری ۲۰۰۶ء کو المیزان کا موضوع ''رسول اللہ ﷺ حیٌ فی قلوبنا'' تھا، جس میں آپ نے سانحہ ڈنمارک کی مذمت میں آج ہی بیالیس علماءِ اسلام کے جاری کردہ مشترکہ بیان کے متن پر گفتگو کی۔

المیہ ڈنمارک کے تناظر میں مبلغین اسلام کی دوسری پریس کانفرنس ۲۰ رفروری ۲۰۰۶ء کو اردن کے دارالحکومت عمان میں واقع شاہی مسجد عبداللہ اوّل سے ملحق ہال میں منعقد ہوئی۔ اس نوع کی پہلی پریس کانفرنس ۱۷ رفروری کو قاہرہ میں ہوئی تھی، جس میں مفتیٔ اعظم مصر ڈاکٹر شیخ علی جمعہ ومبلغ اسلام ڈاکٹر شیخ عمرو خالد وغیرہ علماء مصر نے شرکت کی تھی اور اسے اقراء وغیرہ نے براہِ راست نشر کیا تھا۔ اب دوسری کانفرنس دیگر اکابر علماء کی تھی، جن کے اسماءِ گرامی یہ ہیں:

مفتیٔ اعظم القدس الشریف شیخ عکرمہ صبری، مفکر اسلام ڈاکٹر شیخ محمد سعید رمضان بوطی، مفتیٔ اعظم اردن شیخ سعید حجاوی، مفتیٔ اعظم شام شیخ احمد بدرالدین حسون اور مبلغ اسلام

شیخ سید علی زین العابدین جفری۔

اس میں سانحہ ڈنمارک کی مذمت کی گئی نیز باہم مکالمہ کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ کانفرنس تقریباً دو گھنٹے جاری رہی، پہلے ان چھ شرکاء نے اس بارے اپنے تاثرات بیان کیے پھر صحافیوں کے سوالات کے جوابات دیے۔ ڈاکٹر شیخ عمرو خالد نے لندن سے بذریعہ فون شرکت کی۔ اس کی مکمل کارروائی اردن کے چینل ''الرسالة'' نیز ''اقراء'' نے براہ راست نشر کی، علاوہ ازیں عربی کے دس کے قریب ٹیلی ویژن چینلو نیز عربی اخبارات کے نمائندگان موجود تھے۔ اظہارِ رائے کی آزادی کا غل مچانے والے امریکی و یورپی میڈیا کے نمائندگان اس اہم عالمی پریس کانفرنس میں نظر نہیں آئے۔

الرسالة چینل ہر جمعہ کو عشاء کے بعد ناظرین کے دینی سوالات پر مبنی پروگرام ''فاسألوا اهل الذکر'' نشر کرتا ہے۔ شیخ سید علی جفری ۲۴ رفروری کو اس میں واحد مہمان تھے اور موضوع سانحہ ڈنمارک تھا۔ آپ نے فرمایا آئندہ کچھ ہی دنوں میں میلاد النبی ﷺ کے دن کی آمد آمد ہے، ہمارے حکام پر لازم ہے کہ اس برس منعقد ہونے والی محافل میلاد و نعت میں بطورِ خاص حاضر ہوں تاکہ عوام بالخصوص نئی نسل کے دلوں میں نبی ﷺ کی محبت کا جذبہ اجاگر ہو نیز مخالفین کو یہ پیغام ملے کہ ہم آپ ﷺ سے ہر لحظہ و کس درجہ محبت کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس سانحہ کے احتجاج میں پیش آنے والے پرتشدد واقعات کی مذمت کی اور ساتھ ہی ان اسباب کے علاج کی ضرورت پر زور دیا، جس باعث یہ تشدد فروغ پایا۔

اردنی ٹیلی ویژن پر یہ پروگرام ۲۴ رفروری کو ریکارڈ شدہ پیش کیا گیا لیکن جیسے ہی ختم ہوا آپ تھوڑی دیر بعد اقراء چینل کے ''المیزان'' میں موجود تھے، جو براہ راست آرہا تھا اور یہی موضوع زیر بحث تھا۔ پروگرام کا عنوان ''رسول اللہ ﷺ حیٌ فی قلوبنا'' تھا اور شیخ سید علی جفری نے فرمایا:

''سانحہ ڈنمارک کی مذمت و تردید کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ نئی نسل میں محبت رسول ﷺ راسخ کرنے کے لیے ہر گھر میں ایک بچے کا نام محمد رکھنا

لازم کرلیں پھر اسی حیلہ سے افرادِ خانہ کو بتائیں کہ یہ نام کیوں رکھا گیا نیز محمد ﷺ کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟ علاوہ ازیں اپنے گھروں میں گنبدِ خضراء، مواجہہ شریف اور مسجد نبوی کی تصاویر نمایاں آویزاں کریں تاکہ بچوں کے ذہن آپ ﷺ کی جانب راغب ہوتے رہیں''---

۳ر مارچ ۲۰۰۶ء کے المیزان کا موضوع وعنوان بھی یہ تھا۔ مزید یہ کہ گنبد خضراء کی رنگین تصویر جس پر ''حیٌ فی قلوبنا'' کے الفاظ درج تھے۔ اکثر اوقات سکرین کے ایک کونہ میں دورانِ پروگرام موجود رہی۔ شیخ سید علی جفری کی گفتگو جاری تھی کہ ملک شام کے دارالحکومت دمشق سے احمد کفتارو اکیڈیمی [۲۰۹] کے صدر ڈاکٹر شیخ صلاح الدین بن احمد کفتارو کے تاثرات براہِ راست پیش کیے گئے۔ پھر ابوظبی سے ڈاکٹر شیخ جمال فاروق ازہری کا فون آیا، جنھوں نے سانحہ ڈنمارک کی مذمت کے ساتھ واضح کیا کہ المیزان کے اس پروگرام کے عنوان سے یہ نہیں خیال کرنا چاہیے کہ آپ ﷺ فقط ہمارے دلوں میں ہی زندہ ہیں پھر انھوں نے رسول اللہ ﷺ و دیگر انبیاء علیہم السلام کی برزخی زندگی کا ثبوت احادیثِ صحیحہ سے پیش کیا۔ اگلے مرحلہ میں روس کے دارالحکومت ماسکو سے مفتیٔ اعظم روس شیخ احمد صخرۃ اللہ سعد عظیموف کا تصویری بیان دکھایا گیا، جس میں انھوں نے روسی مسلمانوں کی طرف سے جاری سانحہ ڈنمارک کی مذمت کا ذکر کیا نیز اس بارے حکومت روس کا موقف قابلِ اطمینان قرار دیا نیز روس میں مسلمانوں کی تعداد اڑھائی کروڑ بتائی۔ اس موقع پر شیخ سید علی جفری نے توجہ دلائی کہ اسلام اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں مثبت انداز کی کتب روسی زبان میں ترجمہ کی ضرورت ہے۔

اگلے مرحلہ کے المیزان میں مدرسہ دار المصطفیٰ تریم یمن میں شعبہ دار الافتاء کے رکن شیخ موسیٰ کاظم بن جعفر سقاف شافعی (ولادت ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۸ء) کا بیان سنایا گیا، انھوں نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس سے محبت کے باعث سانحہ ڈنمارک پر مسلمانانِ عالم کا غضب ناک ہونا فطری تقاضا تھا۔ لیکن اسی کے ساتھ احتجاج میں شرعی حدود کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر اقراء نے المیزان کا یہ خاص پروگرام

دس مارچ کو انھی اوقات میں پھر سے نشر کیا۔

شیخ سید علی زین العابدین جفری نے سانحہ ڈنمارک کی مذمت وتردید پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ دشمنانِ اسلام ومخالفین کا سامنا کرنے کے لیے ڈنمارک کے دارالحکومت کوپن ہیگن جا پہنچے۔ کویت کے ڈاکٹر شیخ طارق سویدان اور مصر کے ڈاکٹر شیخ عمرو خالد بھی وہاں پہنچے، جہاں دس مارچ کو وزارتِ خارجہ ڈنمارک کے زیر اہتمام ایک کانفرنس منعقد ہوئی۔ الجزیرہ چینل نے اس کانفرنس کے بارے میں شام کی خبروں میں بتایا کہ یہ ثقافتی ودینی کانفرنس تھی، جس میں سانحہ ڈنمارک کے پس منظر میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت وکردار بیان کرنا اصل ہدف تھا۔ اس میں ان تینوں مسلم مبلغین کے علاوہ، ڈنمارک کے اہم پادری، دانش ور، یونی ورسٹی اساتذہ، نوجوان مسلم اور نوجوان غیر مسلم کے نمائندگان، خواتین وحضرات نے شرکت کی۔ مسلم زعماء نے حقائق بیان کرنے کے علاوہ تین تجاویز پیش کیں۔ اوّل کوپن ہیگن میں اسلامک ریسرچ سنٹر کا قیام تاکہ لوگ اسلام کے بارے میں براہِ راست معلومات حاصل کرسکیں، دوم ڈنمارک کے تعلیمی نصاب میں اسلام اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں مضامین کی شمولیت، سوم فریقین کی طرف سے اس موضوع پر لیکچر، تقاریر ودروس کا وسیع اہتمام کیا جائے۔ اس کانفرنس کے تین اجلاس ہوئے۔

۱۷ رمارچ ۲۰۰۶ کو براہِ راست نشر کیے گئے اقراء کے پروگرام ''المیزان'' جو ابوظہبی سٹوڈیو سے پیش کیا گیا، اس کا موضوع ''ماذا جری فی کوبن ھاجن'' تھا، جس میں شیخ سید علی جفری نے سفرِ کوپن ہیگن کی تفصیلات ناظرین تک پہنچائیں اور اس بارے میزبان ڈاکٹر محمد بسام زین کے پیش کردہ سوالات کے جواب دیے۔ آپ نے بتایا کہ ہم لوگ وہاں افہام وتفہیم کی بنیاد پر مذاکرات کے لیے گئے تھے۔ اس کے لیے قبل ازیں مفتیٔ اعظم مصر ڈاکٹر شیخ علی جمعہ، ڈاکٹر شیخ محمد سعید رمضان بوطی وغیرہ اکابر علماء کرام سے مشاورت کی گئی، پھر یہ قدم اٹھایا گیا۔ وہاں پہنچ کر ہم نے پہلے مرحلہ میں ڈنمارکی معاشرہ سے تعلق رکھنے والے مختلف طبقات کے نمائندگان سے ملاقات ومکالمہ کیا، جس میں نوجوان نسل کے لڑکے لڑکیاں،

یونی ورسٹی اساتذہ، مستشرقین اور پادری شریک تھے۔ اس اجلاس میں باہم تبادلہ خیالات و آراء کیا اور ایک دوسرے کے موقف ونظریہ کو جاننے کی کوشش کی۔ پھر دائیں بازو کے انتہا پسند افراد کے نمائندگان پادریوں سے مناظرہ کی مجلس قائم ہوئی۔ سانحہ کارٹون کے بارے میں ان کا کہنا تھا کہ جس طرح تم مسلمانوں کے ہاں رسول اللہ ﷺ کا احترام ایک مسلمہ وطے شدہ امر ہے اور اس پر کوئی بات نہیں ہوسکتی۔ یوں ہی ہم اہلِ ڈنمارک کے ہاں اظہارِ رائے کی آزادی کی حیثیت ہے، جس پر کسی لچک کا مظاہرہ نہیں کیا جاسکتا۔ شیخ سید علی جفری نے مزید بتایا کہ ان کے مؤقف کا ہماری طرف سے جواب دیا گیا کہ ہاں یہ بالکل درست ہے کہ آپ ﷺ کا احترام کرنا ہم ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے ہاں ضروری ہے اور اس پر کوئی اختلاف نہیں۔ لیکن آپ کا یہ دعویٰ درست نہیں کہ اہلِ ڈنمارک ومغرب کے نزدیک اظہارِ رائے کی آزادی لامحدود ہے۔ اوّلاً ڈنمارک کے آئین میں یہ شق موجود ہے کہ ایسی آزادی کہ جس سے نسلی ودینی تعصب ونفرت کے جذبہ کو ہوا ملے، وہ خلافِ قانون ہوگی، دوم حقوقِ انسانی کی تنظیموں کے ہاں اس کی گنجائش نہیں، سوم اقوامِ متحدہ کا چارٹر بھی اس نوع کی آزادی کی سند نہیں دیتا۔

پھر کہا گیا کہ مسلمانوں کا حکومتِ ڈنمارک ومتعلقہ اخبارات سے معذرت طلب کرنا اس بچے کی مانند ہے، جو اپنی غیر معقول بات منوانے کے لیے رونا وضد شروع کردے۔ شیخ سید علی جفری نے المیزان ناظرین کو بتایا کہ مناظرہ کی اس مجلس میں ڈنمارک کے مسلم وغیر مسلم ہر عمر کے مرد وخواتین موجود تھیں۔ اس بات پر ڈنمارک کی ایک مقامی بزرگ نو مسلم خاتون مناظرہ کے سامعین میں سے اٹھ کھڑی ہوئیں اور برملا کہا، یہ حجت درست نہیں، مسلمانوں کا مؤقف صحیح ہے، اس کے برعکس حکومت ڈنمارک نیز اخبار کے ذمہ داران کا رویہ اس بچے کی طرح ہے، مسلمانوں کا نہیں۔

قبل ازیں پہلے اجلاس میں ڈنمارک گرجا کے اعلیٰ نمائندہ اس کارٹون کی اشاعت کی مذمت کر چکے تھے۔

ڈنمارک میں مقیم شام کے ڈاکٹر شیخ محمد فواد برازی کی دعوت پر شیخ سید علی جفری نے ۱۰ر مارچ کو کوپن ہیگن کی سب سے بڑی مسجد میں خطبہ جمعہ دیا۔

شیخ سید علی جفری و دیگر مبلغین کے دورۂ ڈنمارک کے اجلاس کی ریکارڈنگ ''الجزیرۃ مباشر'' نامی قطر کے عربی ٹیلی ویژن چینل نے ۱۹ر مارچ کو عشاء کے بعد ''الحوار الثقافی و الدینی فی الدنمارك'' نام سے نشر کی۔

۲۶ر اکتوبر ۲۰۰۶ء کے عالمی ذرائع ابلاغ میں خبر تھی کہ ڈنمارک کی عدالت نے وہ مقدمہ آج خارج کر دیا ہے، جو اس سانحہ کے ذمہ دار اخبار پر ڈنمارک کے مسلمانوں نے دائر کیا تھا۔

اگلے روز یعنی ستائیس اکتوبر کی شام ''المیزان'' نشر کیا گیا تو موضوع یہی سانحہ تھا۔ شیخ سید علی جفری اور میزبان ڈاکٹر شیخ محمد بسام زین حسب معمول اقراء کے سٹوڈیو میں موجود تھے۔ جب کہ مفتیٔ اعظم مصر ڈاکٹر شیخ علی جمعہ، مفتیٔ اعظم شام شیخ احمد بدرالدین حسون، مفکر اسلام ڈاکٹر شیخ محمد سعید رمضان بوطی نے بذریعہ فون پروگرام میں حصہ لیا۔ اس کا عنوان ''رسول اللہ ﷺ حیٌ فی قلوبنا'' بتایا گیا، پھر حقوقِ انسانی و آزادیٔ اظہارِ رائے پر ڈنمارک کے آئین نیز اقوامِ متحدہ کے دستور کی روشنی میں گفتگو کی گئی۔

سانحہ ڈنمارک کے نتیجہ میں ابھی عالمی فضا مسموم تھی کہ سولہویں پاپائے روم نے جرمنی کی ایک یونی ورسٹی میں لیکچر کے دوران اسلام کے خلاف زبانِ طعن دراز کر کے مغرب میں جاری اس مذموم مہم کو مزید بڑھاوا دیا، جس کا اسلامی دنیا میں رد و احتجاج جاری ہے [۲۱۰] اس ضمن میں ۱۵ر ستمبر ۲۰۰۶ء کے المیزان میں شیخ سید علی جفری کا موضوع پوپ کا یہی بیان تھا۔ آپ نے تاریخی حوالوں سے اس کا محاسبہ کیا۔ بعد ازاں ابوظبی کے ایک ہال میں اس بارے لیکچر دیا، جسے رمضان مبارک کے دوسرے عشرہ میں نمازِ تراویح کے بعد الامارات چینل نے ۱۱ر اکتوبر و اگلے روز دو اقساط میں نشر کیا۔

علمِ حدیث کے شعبہ میں سید علی جفری کی خدمات میں سے ہے کہ رمضان ۱۴۲۶ھ کو مسجد شیخ حمدان بن محمد نہیان ابوظبی میں روزانہ بعد عصر صحیح بخاری کی کتاب الصیام کا درس

دیتے رہے، جو آپ کی ویب سائٹ پر بھی آتا رہا۔

ابوظبی کی ہی مسجد سعد بن وقاص میں اپریل ۲۰۰۶ء کے ہر اتوار کی شام آپ حلقہ درس منعقد کرتے رہے۔ اسی مسجد میں ۱۷ر نومبر کو میاں بیوی کے ایک دوسرے پر حقوق پر خطبہ جمعہ نیز امامت فرمائی جسے ''الامارات'' چینل نے براہِ راست نشر کیا۔

اقــراء چینل جو لاتعداد مفید پروگرام پیش کر چکا ہے اور یہ سلسلہ اسی معیار سے جاری وساری ہے، ان میں ''نسمات من طيبة'' نامی پروگرام روحانی غذا کا درجہ رکھتا ہے۔ آدھ گھنٹا سے بھی کم دورانیہ کا یہ پروگرام ہفت روزہ ہے، جب کہ رمضان کریم کے ایام میں ہر روز اور بوقتِ سحر پیش کیا جاتا ہے۔ کئی ماہ جاری رہنے کے بعد کچھ عرصہ کے لیے غائب ہو جاتا ہے اور کچھ ہی وقفہ کے بعد نئے ولولہ وعزم کے ساتھ پھر سے ناظرین کے سامنے ہوتا ہے۔ اس کا موضوع سیرت النبی ﷺ، تاریخ وفضائلِ مدینہ منورہ اور اسلامی اخلاق وآداب ہوتا ہے اور مختلف علماء کرام، مبلغین، مفکرین، محققین، مؤرخین تشریف لاکر طے شدہ موضوع پر جدید ترین معلومات پیش کر۔تے ہیں۔ شیخ سید علی زین العابدین جفری ۱۷ر اکتوبر ۲۰۰۵ء کو نسمات من طيبة میں واحد مہمان تھے اور آپ نے رؤیا صالحہ پر گفتگو کی۔

حج ۱۴۲۶ھ کی ادائیگی کے موقع پر اقراء نے خصوصی نشریات کا اہتمام کیا، جس کی تفصیلات راقم نے ڈاکٹر شیخ علی جمعہ کے تذکرہ میں درج کی ہیں۔ اس میں شیخ سید علی جفری بھی فعال رہے۔ آپ نے اقراء سٹوڈیو کیمپ میں موجود رہتے ہوئے مناسک حج ادا کیے۔ اسی کے ساتھ حج ودیگر موضوعات پر جاری نشریات میں حصہ لیا اور ۹ر ذوالحجہ کو قیامِ عرفات کے دوران پہلے مفتیٔ اعظم ڈاکٹر شیخ علی جمعہ اور پھر مبلغ اسلام شیخ سید علی جفری نے خصوصی دعائیں کیں، جنھیں براہِ راست نشر کیا گیا۔

اُردن کے بادشاہ سید عبداللہ دوم کے حکم پر وزارتِ اوقاف نے رمضان ۱۴۲۶ھ کو ''المجالس العلمية الهاشمية'' میں شرکت وخطاب کے لیے عالم اسلام کی جن علمی شخصیات کو اپنے ہاں مدعو کیا، ان میں شیخ سید علی جفری بھی شامل تھے۔ آپ ۲۱ر اکتوبر ۲۰۰۵ء کو منعقدہ مجلس کے

نئی مقررین میں سے تھے۔ اس روز کا موضوع اور دیگر مقررین کے اسماءِ گرامی راقم نے ڈاکٹر شیخ احمد عمر ہاشم کے تذکرہ میں پیش کر دیے ہیں۔ نیز یہ کہ اس کی مکمل کارروائی الاردنیة نے براہِ راست ہم تک پہنچائی۔

اُردن کے دارالحکومت عمان میں منعقدہ اس ہاشمی مجلس میں شرکت وخطاب سے دوروز قبل آپ ابوظہی میں تھے، جہاں ۱۹ر اکتوبر کو الامارات چینل کے پروگرام ''و ذکر'' میں تشریف فرما تھے۔ اب اُردن آنے کی اصل غرض وغایت تو المجالس العلمية الهاشمية کے مذکورہ اجلاس میں شمولیت تھی، لیکن اس کے انعقاد سے قبل اسی روز مزید اعمال انجام دیے اور بوقتِ سحر مصر کے ٹیلی ویژن چینل ''الیوم'' کو انٹرویو دیا، جو اس کے ''القاهرة اليوم'' نامی پروگرام میں براہِ راست نشر کیا گیا۔

الیوم کے میزبان اپنے قاہرہ سٹوڈیو سے سوالات کرتے رہے اور شیخ سید علی جفری نے عمان سے جواب پیش کیے۔ آج ۲۱ر اکتوبر سے کچھ ہی روز قبل ۸ر اکتوبر کو پاکستان وکشمیر میں ہول ناک زلزلہ آچکا تھا، جس کے نتیجہ میں ہزاروں افراد لقمۂ اجل اور لاکھوں زخمی و بے گھر ہو چکے تھے، انٹرویو کے خاتمہ پر آپ نے دعا فرمائی تو زلزلہ متاثرین کی مغفرت ومصائب سے نجات کے لیے بطورِ خاص دعا کی۔ شیخ سید علی جفری کا یہ انٹرویو الیوم کے علاوہ ORBIT نامی مشہور چینل نے براہِ راست نشر کیا۔

۲۱ر اکتوبر ۲۰۰۵ء کو ہی عمان شہر کی شاہی مسجد عبداللہ شہید میں خطبہ جمعہ دیا جس کا اہتمام وزارت اوقاف نے کیا۔ دمشق کے عالم جلیل ڈاکٹر شیخ محمد سعید رمضان بوطی جو آج کی ہاشمی مجلس کے دوسرے مقرر تھے، وہ بھی مسجد میں مدعو تھے۔ پہلے انھوں نے تقریر فرمائی پھر شیخ سید علی جفری نے نماز جمعہ کا خطبہ وامامت فرمائی۔ اس اجتماع کی مکمل کارروائی الاردنية پر براہِ راست نشر کی گئی۔ میزبان نے آخر میں اعلان کیا کہ آج شام نو بجے ثقافتی محل میں شیخ سید علی جفری کا حلقہ درس منعقد ہوگا۔

آپ کی تبلیغی سرگرمیوں کی کثرت کا فقط ۲۱ر اکتوبر کی ہی مصروفیات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جس روز بوقتِ سحر انٹرویو، پھر نمازِ جمعہ کی امامت وخطابت، تقریباً دو گھنٹہ بعد

المجالس العلمية الهاشمية میں خطاب اور رات کو حلقۂ درس کا انعقاد وغیرہ معمولات کی انجام دہی۔
رمضان ۱۴۲۷ھ کو شیخ سید علی جفری پھر سے المجالس العلمية الهاشمية میں مدعو کیے گئے۔ ۱۳/اکتوبر ۲۰۰۶ء کے جمعہ کو منعقدہ مجلس میں حسبِ ذیل چار مہمان ومقرر علماءِ کرام موجود تھے، جامعہ ازہر قاہرہ کے سابق صدر ڈاکٹر شیخ احمد عمر ہاشم اور سوڈان کے سابق وزیرِ اوقاف ڈاکٹر شیخ عصام بشیر، مدرسہ دار المصطفیٰ تریم کے بانی وپرنسپل شیخ عمر بن سالم حفیظ [۲۱۱] نیز وائس پرنسپل ومبلغ اسلام شیخ سید علی زین العابدین جفری۔ آج کا موضوع ''انسان اور اسلام'' تھا، جس کے تحت انسان کا مقام ومرتبہ، انسان کے دوسروں پر حقوق، تحمل وبردباری، برداشت ودرگزر، افرادی واجتماعی قومی ونسلی، علاقائی وعالمی سطح پر ایک دوسرے کے وجود وافکار برداشت کرنے کے اساسی نکتہ پر گفتگو ہوئی۔ اُردن کے عالم جلیل ڈاکٹر شیخ عبد الرحمٰن سٹیج سیکرٹری تھے، جب کہ بادشاہ کی نمائندگی دیوانِ شاہی کے منیجر نے کی اور تین ممالک کے وزراءِ اوقاف بھی موجود تھے۔ سوڈان کے سابق وزیر ڈاکٹر شیخ عصام بشیر بحیثیت مقرر، اردن کے وزیر ڈاکٹر شیخ عبد السلام عبادی، مصر کے سابق وزیر ڈاکٹر شیخ محمد احمدی ابو النور جنھوں نے آج شاہی مسجد میں نمازِ جمعہ کی امامت وخطابت فرمائی تھی۔ مجلس کے خاتمہ پر اعلان کیا گیا کہ آج نمازِ تراویح کے بعد ثقافتی محل میں سیمینار منعقد ہوگا، جس میں یہ چاروں مہمان علماءِ کرام شرکت وخطاب فرمائیں گے۔ مجلس کی اس نشست کی تمام کارروائی ''الاردنية'' نے حسبِ معمول براہِ راست نشر کی۔
پاکستان وکشمیر میں زلزلہ متاثرین کی مدد وہمت افزائی کے لیے اردن کے بادشاہ کے حکم پر رمضان کے آخری جمعہ مطابق ۲۸/اکتوبر ۲۰۰۵ء کو ملک بھر میں عطیات جمع کرنے کی ایک روزہ مہم چلائی گئی، جس کے لیے الاردنية چینل پر فون کے ذریعے دن بھر عطیات پیش کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ ناظرین ورعایا کو اس کارِ خیر کی ترغیب دینے کے لیے چینل نے اردن و دیگر مقامات کے مشہور علماء سے رابطہ کر رکھا تھا، جو اپنی گفتگو کے ذریعے عوام کو اس جانب راغب کرنے کی خدمت انجام دے رہے تھے۔ شیخ سید علی جفری اس روز مکہ مکرمہ میں تھے، جہاں سے فون کے ذریعے الاردنية کی سکرین پر اہلِ اردن سے زلزلہ متاثرین کی مدد کی

درخواست کی نیز زد میں آنے والوں کے لیے رقت آمیز دعا کی۔ پاکستان کا سرکاری چینل PTV WORLD اس مہم بارے الاسادنیۃ کی نشریات اخذ کر کے وقفہ وقفہ سے اردو ترجمہ کے ساتھ دکھاتا رہا۔ شیخ سید علی جفری کی یہ گفتگو ترجمہ سمیت یہاں نشر کی گئی۔

مسئلۂ فلسطین سے بھی آپ غافل نہیں، جیسا کہ ۲۱ را پریل ۲۰۰۶ء کو جہادِ آزادیٔ فلسطین میں فعال سب سے اہم تنظیم ''حماس'' کے بانی شیخ احمد یٰسین شہید رحمۃ اللہ علیہ [۲۱۲] اوران کے نائب ڈاکٹر عبدالعزیز رنتیسی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کی برسی دمشق کے ایک وسیع میدان میں منائی گئی۔ جس کے پنڈال میں سیکڑوں مرد وخواتین موجود تھے۔ اس اجتماع سے فلسطین کے وزیر خارجہ ڈاکٹر محمود زھار، شام میں مقیم حماس کے نمائندہ شیخ خالد مشعل وغیرہ زعماء نے خطاب کیا۔ شیخ سید علی جفری اس اجتماع میں حاضر ہوئے اور خطاب فرمایا۔ یہ تقریب ان عالمی حالات میں منعقد ہوئی، جب یورپ، امریکہ واسرائیل نے فلسطین میں قائم حماس کی منتخب حکومت کو اپنی راہ پر ڈالنے کے عزائم سے اس کا سیاسی واقتصادی مقاطعہ کر رکھا تھا۔ ''الجزیرۃ مباشر'' نے اس کی تمام کارروائی براہِ راست نشر کی۔

شیخ سید علی جفری کی مزید تبلیغی خدمات میں سے ہے کہ اقراء چینل پر ہر جمعہ کی شام ایک گھنٹہ پر مشتمل مستقل پروگرام ''المیزان'' میں ۳۰ را کتوبر ۲۰۰۵ء کو ''واقع الخطاب الاسلامی فی وسائل الاعلام'' کے زیر عنوان گفتگو کی، یہ موضوع چار اقساط پر مشتمل اور آج دوسری قسط تھی، جب کہ ۲۰ ر نومبر کو آخری قسط نشر کی گئی۔ اس میں جدید عالمی صحافت کے مختلف ذرائع کے توسط سے جاری تبلیغِ دینِ حنیف کے اسلوب کی اصلاح ومعیار نیز دائرۂ کار میں مزید وسعت لانے کی ضرورت وغیرہ پہلو پر گفتگو کی۔ ۲ ر دسمبر ۲۰۰۵ء کے المیزان کا موضوع ''غیاب التزکیۃ فی اعداد القائمین علی الخطاب الاسلامی'' تھا، جس میں مبلغین کی اہلیت وکردار پر اصلاحی پہلو سے فکر انگیز گفتگو کی۔ اور ۳۱ ر مارچ ۲۰۰۶ء کے المیزان میں ''موقع المرأۃ فی الخطاب الاسلامی'' کے زیر عنوان تبلیغِ اسلام میں عورت کی شمولیت وکردار بڑھانے کی جانب گفتگو کا رخ رہا۔

۱۱؍نومبر بروز ہفتہ کی ظہر کے بعد المیزان نشر کیا گیا، تو یہ ''واقع الخطاب الاسلامی فی وسائل الاعلام'' سلسلہ کی ہی قسط تھی، اس روز فرمایا:

''مقامِ افسوس ہے کہ اسلامی دنیا میں ایسا کوئی قابلِ ذکر ادارہ نہیں، جو آج کے ذرائع ابلاغ، ٹیلی ویژن، ریڈیو، انٹرنیٹ وغیرہ کے توسط سے اسلامی تعلیمات ناظرین وسامعین تک پہنچانے کے لیے افراد کی تربیت کر رہا ہو۔ ضرورت ہے کہ اسلامی حکومتیں اور دینی ادارے اسلامی ذہن کے صحافی اور ریڈیو، ٹیلی ویژن کے لیے مقررین تیار کریں''۔۔۔

مزید فرمایا:

''ٹیلی ویژن کے لیے دینی پروگرام تیار کرنے والے ایک ہدایت کار نے مجھ سے کہا، ہمارے لیے سب سے مشکل کام دینی شخصیت کی تلاش اور پھر اس سے زیادہ مشکل مرحلہ پروگرام کی تیاری کا ہوتا ہے۔ بعض دفعہ یہ سب کچھ کرنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ ساری محنت وکوشش رایگاں گئی اور جو شخصیت دینی پروگرام کے لیے دست یاب ہوئی، وہ موجودہ دور کے تقاضوں پر ہی آگاہ نہیں''۔۔۔

شیخ سید علی جفری نے بتایا، اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ہمارے ہاں دار المصطفیٰ تریم میں جلد ہی مروجہ صحافت کی جملہ اقسام کے لیے افراد تیار کرنے کی غرض سے مستقل شعبہ قائم کیا جا رہا ہے۔ اسی نوع کا اقدام دمشق کے ایک دینی ادارہ کی طرف سے بھی سامنے آ رہا ہے۔ بے شک یہ اقدامات درست سمت ہوں گے۔ گلوبل ولیج کے اس دور میں اسلامی قیادت کو اس جانب بھرپور توجہ دینا ہوگی۔

۱۹؍اکتوبر ۲۰۰۵ء کو ''الامـــارات'' چینل پر بوقتِ عصر براہِ راست پیش کیے گئے پروگرام ''وَ ذَکِّر'' میں شیخ سید علی جفری نے ''المرجعية الفقهية'' کے موضوع پر گفتگو کی، اس میں مفتی کی اہلیت وذمہ داری نیز دورِ حاضر میں دینی شعبہ میں قیادت ورہنمائی جیسے اہم وحساس کام کے مختلف پہلو کا جائزہ لیا۔

اس سے چار روز قبل ۱۵؍اکتوبر کو لبنان کے نجی چینل ''المنار'' پر ظہر وعصر کے درمیان

آپ کا ایک گھنٹہ پر مشتمل خطاب "حاجة الامة الی عمارة المسجد" نشر ہوا، جس میں مسجد کی تعمیر کی ترغیب اور اس کے فضائل واحکام بیان کیے۔

ابوظبی کی مشہور مسجد حمدان بن خلیفہ نہیان میں ۳۰ر ستمبر ۲۰۰۵ء کو خطبہ جمعہ دیا، جسے الامارات چینل نے براہِ راست نشر کیا۔ یہ شعبان المعظم کا آخری جمعہ تھا، اس مناسبت سے استقبال وفضائلِ رمضان پر خطاب کیا۔

شیخ سید علی زین العابدین جفری درمیانی جسامت کے مالک ہیں، گھنی وسیاہ داڑھی، سفید جبّہ وعمامہ دائمی لباس ہیں۔ بعض اوقات یمنی واسلامی ثقافت کی علامت شال دائیں کاندھے پر ڈالتے ہیں، جو بالعموم ہرے رنگ کی ہوتی ہے۔ جیسا کہ ۱۹ر اکتوبر کو الامارات کے مذکورہ پروگرام میں تشریف لائے تو سفید لباس کے ساتھ ہری شال آراستہ کیے ہوئے تھے۔ آپ شافعی ہیں، جو اہلِ حضر موت کا عمومی مذہب ہے۔

مذکورہ بالا تبلیغی مصروفیات کے ساتھ تصنیفی شغل بھی اپنائے ہوئے ہیں، چھ مطبوعہ تصنیفات کے نام یہ ہیں:

کیف احب اصحاب محمد محمدا ﷺ، الاقتصاد الربانی، تربیة الاولاد، توبة النصوح، المشاکل بین الزوج و الزوجة، معالم السلوك للمرأة المسلمة

اسی کے ساتھ آپ کی ویب سائٹ بھی فعال ہے [۲۱۳] مزید یہ کہ دروس وخطبات کے آڈیو ویڈیو کیسٹ نیز سی ڈی کی وسیع اشاعت کا بھی اہتمام ہے۔ "وفاة الرسول محمد ﷺ" نام سے مطبوعہ ایک سی ڈی سیٹ راقم کے پیش نظر ہے۔ [۲۱۴]

شیخ الاسلام ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ [۲۱۵] نے قصیدہ بردہ [۲۱۶] کی شرح "العمدة فی شرح البردة" لکھی تھی، جس کے قلمی نسخہ پر شیخ بسام محمد بارود نے تحقیق انجام دی اور ڈاکٹر شیخ محمد سلمان فرج ازہری نے تقریظ لکھی، جب کہ شیخ سید علی زین العابدین جفری نے تقدیم قلم بند کی، پھر یہ کتاب ۲۰۰۳ء کو ۱۹۷ صفحات پر دبئی سے شائع ہوئی۔

آپ نے علمی وتبلیغی اغراض سے مشرق وسطیٰ کے متعدد ممالک، امریکہ ویورپ

نیز بنگلہ دیش، سری لنکا و ہندوستان کے دورے کیے۔

شیخ حبیب علی جفری کی یہ سرگرمیاں اہلِ سنت و جماعت کے مخالفین کو ایک آنکھ نہیں بھا رہیں، لہٰذا انھیں مخالفت و مصائب کا سامنا ہے۔ اکتوبر ۲۰۰۴ء کو المستقلة چینل کے مالک و میزبان ڈاکٹر محمد ہاشمی حامدی کے توسط سے وہابیہ نجد نے اس کی سکرین کو آپ کے خلاف بھرپور استعمال کیا۔ نیز تحریر، کیسٹ و انٹرنیٹ کے ذریعے یہ مہم جاری ہے۔ اس پر شیخ علی جفری کے محبین و مؤیدین بھی فعال ہوئے، چناں چہ آپ کے دفاع میں ایک آڈیو کیسٹ بعنوان ''کشف الستار عن مدعی الحوار'' تیار کی گئی۔ نیز شیخ سید عبدالرحمٰن سلامی نے ۱۱۶ رصفحات کی کتاب ''الجفری فی المیزان'' تالیف کی۔ یہ کیسٹ و کتاب ان دنوں فرزوقی نامی ویب سائٹ پر موجود ہے۔ [۲۱۷]

آپ کے استاذ گرامی محدث اعظم حجاز شیخ سید محمد بن علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۷۸ء کو ہندوستان کے صوبہ کیرلا و مالا بار میں جس مدرسہ کی بنیاد رکھی تھی، ۲۰۰۵ء کو اس کے سالانہ جلسہ تقسیم اسناد میں شرکت کے لیے ان کے بھائی شیخ الدلائل شیخ سید عباس بن علوی مالکی سمیت عرب دنیا کے جو اکابرین مدرسہ میں تشریف لائے، ان میں شیخ سید علی جفری بھی شامل تھے۔ آپ ۲۳ رفروری بروز جمعرات کی شام ہندوستان کے کالی کٹ ائیر پورٹ پر اترے، تو اس مدرسہ ''سنی ثقافتی اسلامی مرکز'' کے سربراہ مولانا ابوبکر بن احمد قادری نے استقبال کیا۔ اگلے روز اس شہر میں واقع مبلغ اسلام مرشد السالکین صاحب تصانیف شیخ سید شیخ بن محمد جفری شافعی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۲۲ھ/ ۱۸۰۸ء) کے مزار پر حاضری دی، جو آپ کے وطن تریم کے قریب گاؤں الحاوی سے ہجرت کر کے یہاں آئے تھے [۲۱۸] شیخ علی جفری پھر کالی کٹ سے باہر مذکورہ مدرسہ پہنچے، جہاں نمازِ جمعہ کی امامت و خطابت فرمائی، جس میں ہزاروں افراد شریک ہوئے۔ بعد ازاں مولانا ابوبکر بن احمد قادری کی معیت میں ان کے استاذ عارفِ کامل مولانا محمد ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے، پھر مدرسہ کے طلباء نے ایک عظیم الشان جلوس کا اہتمام کیا، شیخ علی جفری اس کے قائدین میں سے تھے۔ جلوس کے واپس مدرسہ آمد پر

ب اکابرین نے مل کر مدرسہ کا جھنڈا بلند کیا۔ اگلے مرحلہ میں سالانہ اجتماع کا پہلا جلسہ منعقد ہوا، جس میں تلاوت کے بعد اوّلیں خطاب شیخ سید علی جفری نے کیا۔ جمعہ ہی کو نمازِ مغرب کے بعد دوسرا جلسہ شروع ہوا، جس میں دو لاکھ سے زائد افراد موجود تھے، اس میں عرب دنیا و ہند و پاک کے علماء نے خطاب کیا، آخری تقریر و دعا کا مرحلہ آپ کے ذمہ تھا۔ آپ نے طلباء کو حصولِ علم کے دوران پیش آنے والی مشکلات و مصائب کے موقع پر صبر سے کام لینے کے موضوع پر خطاب کیا اور اکابر علماءِ کرام کی مثالیں بیان کیں، جنھوں نے طلب عالم میں تمام تر جہد و صبر کے بعد منزلِ مقصود پائی۔ پھر تبلیغ کے آداب و تقاضے اور مبلغ کے مطلوبہ کردار کا خصوصی اجلاس ہوا، اس میں متعدد علماء نے اظہارِ خیال کیا، شیخ سید علی جفری نے علماء اور ان کی ذمہ داریاں کا موضوع اپنایا۔ اتوار کو آخری و مرکزی اجتماع ہوا، جس میں تقریباً دس لاکھ افراد شریک ہوئے، اس میں جملہ اکابرین کے علاوہ شیخ علی جفری نے خطاب کیا۔ قبل ازیں تقسیمِ اسناد و دستار فضیلت کی خصوصی مجلس منعقد ہوئی، جس میں آپ نے سند عمامہ بیان کی۔ [۲۱۹]

مولانا محمد امداد حسین پیرزادہ کی دعوت پر عرب علماء و مشائخ کے وفد نے شیخ سید علی زین العابدین جفری کی قیادت میں ۱۷ر دسمبر ۲۰۰۵ء کو جامعہ الکرم برطانیہ کا دورہ کیا، جس دوران دیارِ فرنگ میں مدرسہ کے کردار کو سراہا نیز تجاویز پیش کیں اور اس کے سرپرستِ اعلیٰ جسٹس مولانا پیر محمد کرم شاہ ازہری رحمۃ اللہ علیہ کے لیے فاتحہ پڑھی۔ [۲۲۰]

• ڈاکٹر شیخ عیسیٰ بن عبد اللہ بن مانع حُمَیری

متحدہ عرب امارات کی ریاست دبئی کے مالکی عالم، خطیب، نعت گو شاعر، نعت خواں، مبلغ اسلام، نظم و نثر میں متعدد تصنیفات، امام مالک شریعت کالج کے پرنسپل، محکمہ اوقاف دبئی کے سابق مدیر اعلیٰ بدرجہ وزیر۔

محکمہ اوقاف دبئی ۱۹۷۸ء سے ایک علمی معیاری ماہ نامہ "الضیاء" شائع کر رہا ہے۔ جن دنوں شیخ عیسیٰ مانع اس محکمہ و رسالہ کے سربراہ تھے، آپ کے مضامین، نعتیہ کلام،

نئی تصانیف کا تعارف اور مصروفیات بارے خبریں اس میں شائع ہوتی رہیں۔ ایک شمارہ میں آپ سے متعلق حسبِ ذیل خبریں موجود ہیں:

شیخ عیسیٰ بن عبداللہ بن مانع حمیری نے معہد الفتح الاسلامی دمشق میں ایک شعبہ کے مدیر و مرکزِ افتاء شام کے مدرس فضیلۃ الشیخ حسام الدین فرفور [۲۲۱] کا اپنے دفتر میں استقبال کیا۔ اس ملاقات میں باہم تعاون کے موضوعات پر تبادلہ خیالات کیا گیا نیز آپ نے معزز مہمان کو محکمہ اوقاف کی شائع کردہ بعض کتب بطورِ تحفہ پیش کیں۔

دوسری خبر ہے کہ نئے ہجری سال کے طلوع ہونے پر محکمہ اوقاف دبئی نے مسجد راشدیہ کبیر میں ہجرتِ نبی ﷺ کی یاد میں ایک عظیم الشان محفل منعقد کی، جس میں شیخ عیسیٰ حمیری وغیرہ نے واقعہ ہجرت پر خطاب کیا۔ مزید خبر میں قارئینِ الضیاء کو اطلاع دی گئی کہ محکمہ اوقاف کے زیرِ اہتمام تعلیم و تربیت پانے والے انچاس علماء و خطباء کی تقریبِ تقسیمِ اسناد مسجد بور سعید جدید میں منعقد ہوئی، جس میں علماء و مشائخ کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ اس موقع پر شیخ عیسیٰ مانع حمیری نے خطاب میں ائمہ و خطباء مساجد کی تربیت کی ضرورت و اہمیت کو اجاگر کیا نیز فارغ ہونے والے علماء و خطباء کی سلامتیٔ فکر نیز کتاب و سنت سے جڑے رہنے کی دعا کی۔ آخر میں اسناد و انعامات تقسیم کیے۔

ایک اور خبر ہے کہ شیخ عیسیٰ مانع حمیری کی سربراہی میں محکمہ اوقاف کا حج وفد مناسک ادا کرنے کے بعد بخیریت واپس پہنچ گیا ہے۔ اس دوران حجاج کو روزانہ صبح و شام حج و سیرت کے بارے میں دروس دیے جاتے رہے۔

اسی شمارہ میں خبر ہے کہ یکم مارچ سے ۲۵ رمئی ۱۹۹۸ء تک تقریباً تین ماہ کے عرصہ میں محکمہ اوقاف دبئی کے متعلقہ شعبہ میں چودہ ممالک کے ۸۴ رمرد و خواتین نے اسلام قبول کیا۔ [۲۲۲]

شیخ عیسیٰ حمیری کے دبئی کی مختلف مساجد میں دیے گئے خطباتِ جمعہ ریاست کے ٹیلی ویژن و ریڈیو چینل براہِ راست نشر کرتے رہے۔ ۲۷ رفروری ۱۹۹۸ء کو آپ نے مسجد ابوعبیدہ بن الجراح میں نمازِ جمعہ ادا کی تو محکمہ اوقاف کے اہم خطیب نے خطبہ دیا،

جس میں رسول اللہ ﷺ سے محبت، تعظیم وتکریم، درود شریف کے فضائل، محبت اہل بیت پر خطاب کیا۔ نمازِ جمعہ ادا کرنے کے بعد پہلی صف میں موجود شیخ عیسیٰ مائیک پر تشریف لائے اور خطبہ جمعہ کو سراہتے ہوئے اس کی تائید میں چند الفاظ کہے۔ ۲۷/اگست ۱۹۹۹ء کو مسجد کبیر ڈیرہ دبئ میں ''الصوفية في الميزان'' عنوان سے شیخ عیسیٰ حمیری نے خود خطبہ دیا اور ۱۰/ستمبر ۱۹۹۹ء کو اسی مسجد میں ''التصوف في الميزان'' کے موضوع پر خطبہ دیا۔ آئندہ دنوں میں ریاست کی ایک مرکزی مسجد میں ''الوقوف عند الظاهر المفهوم طريق المشئوم'' کے عنوان سے آپ نے خطبہ میں مناقب وفضائلِ اہلِ بیتِ اطہار نیز اتحاد بین المسلمین کی جانب توجہ دلائی اور فرمایا، انتہا پسندی نے مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچایا۔ یہ اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ اب میلادالنبی ﷺ کی مناسبت سے منعقد کی جانے والی محافل کے مسئلہ کو ہی لیجیے، بعض لوگ انھیں منعقد کرنے والوں کو بدعتی وکافر و نہ جانے کیا کچھ کہہ دیتے ہیں۔ ہم بیسیوں بار منبر پر ان محافل کے انعقاد پر دلائل ذکر کر چکے ہیں، نیز اس موضوع پر سیر حاصل لکھا بھی، لیکن ضد و ہٹ دھرمی کی کیفیت جوں کی توں ہے، بلکہ انتہا پسندی کی حد یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ دینی تعلیمات کی پابندی کا دعویٰ کرنے والے یہ لوگ، محافلِ میلاد منانے والوں کو سلام کہنا یا اس کا جواب دینا ناجائز خیال کرتے ہیں۔ شیخ عیسیٰ مانع حمیری کے مذکورہ بالا تمام خطباتِ جمعہ دبئ نامی ٹیلی ویژن چینل نے ڈاکٹر شیخ فتحی موسیٰ زبیدی کی میزبانی میں براہِ راست نشر کیے۔

جشنِ میلادالنبی ﷺ پر ڈاکٹر شیخ عیسیٰ مانع حمیری نے کتب تصنیف کیں، جن میں سے ایک ''بلوغ المأمول في الاحتفاء و الاحتفال بمولد الرسول ﷺ'' ہے، جو ساٹھ صفحات پر شائع ہوئی۔ دوسری ''جمانة الربيع في مولد الشفيع'' منظوم و ۸۵/صفحات پر طبع ہوئی۔ نیز اس مولودنامہ کو اپنی آواز میں ترنم سے دو آڈیو کیسٹ میں ریکارڈ کرایا۔

ڈاکٹر شیخ عیسیٰ مانع کی علمی خدمات میں سے ہے کہ نورانیتِ مصطفیٰ ﷺ ونفیٔ سایہ پر مبنی احادیث، کتاب ''مصنف عبد الرزاق'' کی پہلی جلد کے دس گم گشتہ ابواب [۲۲۳] پر

تحقیق انجام دی نیز مقدمہ لکھا، پھر یہ مفقود حصہ کتابی صورت میں ''الجزء المفقود من الجزء الاوّل من المصنف'' نام سے پہلی بار بیروت سے ۲۰۰۵ء کو شائع کرایا۔ آپ کی دیگر تصنیفات میں الاجهاض علی منکری المجاز [۲۲۴] البدعة الحسنة اصل من اصول التشریع، اتمام النصیحة لمرید العقیدة الصحیحة، التامل فی حقیقة التوسل وغیرہ مطبوعہ کتب ہیں۔

سعودی عرب کے مفتی شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کا وسیلہ و تبرک کے انکار پر مضمون ''ابن باز یبیّن بعض احکام التوسل و التبرك'' ہفت روزہ اخبار ''المسلمون'' میں چھپا، جس کے تعاقب میں شیخ عیسیٰ مانع حمیری نے مضمون ''الرد علی من منع التوسل و التبرك'' لکھا۔ پھر سماع موتی کے انکار پر بن باز کا قول ''الموتٰی لا یسمعون'' اسی اخبار میں چھپا، اس کے رد میں ڈاکٹر شیخ عیسیٰ مانع حمیری نے مضمون ''الرد علی من انکر سماع الموتٰی'' قلم بند کیا۔

شیخ عیسیٰ کے یہ دونوں مضامین ''ردود و شبهات فی اربع رسائل مهمة'' نامی کتاب میں شامل ہیں، جو محکمہ اوقاف دبئ نے شائع کی۔[۲۲۵]

رمضان ۱۴۲۷ھ کے ایام میں آپ نے ملک الجزائر کا دورہ کیا، وہاں شہر وہران کے علاقہ سیدی معروف میں عرب دنیا کے مشہور عارف کامل امام الصوفیہ سیدی محمد بلقائد رحمۃ اللہ علیہ [۲۲۶] کا مزار واقع ہے، جن کے مقام و مرتبہ کا کسی قدر اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ مصر کے وزیر اوقاف و مشہور مبلغ اسلام و مفسر قرآن شیخ محمد متولی شعراوی رحمۃ اللہ علیہ [۲۲۷] جیسے اکابرین ان کے مریدین میں سے تھے۔ سیدی محمد بلقائد کے مزار پر بہت بڑا گنبد تعمیر اور ساتھ عظیم الشان مسجد ہے۔ آج کی عرب دنیا میں ''خانقاہ'' کے لیے بالعموم ''زاویہ'' کی اصطلاح رائج ہے [۲۲۸] لہٰذا یہ علمی و روحانی مرکز ''زاویة سیدی محمد بلقائد'' کے نام سے مشہور اور اب سیدی شیخ محمد عبداللطیف بلقائد سجادہ نشین نیز ان کے تبلیغی اعمال کو بخوبی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اس ضمن میں ہر سال ماہِ رمضان کو زاویہ کی مسجد میں عالمی سطح کے حلقاتِ دروس کا

اہتمام کیا جاتا ہے ہے، جنھیں ''الدروس المحمدیة'' کا نام دیا گیا ہے۔ یہ درس روزانہ ایک بار منعقد ہوتا، جس میں الجزائر کے جید علماءِ کرام نیز دیگر ممالک مراکش، مصر، تونس وغیرہ سے مدعو کیے جاتے ہیں، جو اسلامی موضوعات بالخصوص تصوف پر درس دیتے ہیں، جسے ''الجزائر'' نامی ٹیلی ویژن چینل ناظرین تک پہنچاتا ہے۔

۲۱ر اکتوبر ۲۰۰۶ء، بروز ہفتہ رمضان کریم کے آخری ایام میں مذکورہ چینل نے رات کو یہ درس نشر کیا۔ اس روز مسجد سامعین سے پر تھی اور تقریباً تمام حاضرین سفید لباس پہنے و سر ڈھانپے مؤدب بیٹھے ہوئے تھے۔ پہلی صف کے درمیان سجادہ نشین سید محمد عبداللطیف بلقائد تشریف فرما تھے، جن کی داڑھی مکمل سفید اور عمر تقریباً ساٹھ برس ہوگی۔ مسجد ہال میں عربوں کی روایتی خوشبویات کے مرغولے ماحول کو مزید حسین بنا رہے تھے۔ تب تلاوتِ قرآنِ مجید سے درس کا افتتاح ہوا، پھر مسجد کے امام وخطیب ڈاکٹر شیخ حبیب بن عودہ نے آج کے مقرر و مدرس کے نام نیز موضوع کا اعلان کیا۔ مراکش میں علومِ تصوف کے استاذ ڈاکٹر محمد تہامی حراق مقرر تھے، جنھوں نے ''الی دور المزید الصوفیة فی زمن العولمة، مقارنة اولیة'' کے موضوع پر درس دیا، جس کا خاتمہ دعا اور شیخ محمد متولی شعراوی کے تین اشعار پر کیا، جو انھوں نے یہاں آمد کے موقع پر زاویہ کی مدح میں موزوں کیے تھے[۲۲۹] ۲۱ر اکتوبر کے اس درس میں ڈاکٹر شیخ عیسیٰ بن عبداللہ بن مانع حمیری موجود اور سجادہ نشین سیدی محمد عبداللطیف بلقائد کی نشست سے ملحق بائیں جانب بیٹھے نظر آئے۔

دو روز بعد ۲۳ر اکتوبر ۲۰۰۶ء کو الجزائر ٹیلی ویژن نے الدروس المحمدیة کی کارروائی نشر کی تو خود شیخ عیسیٰ مانع حمیری کا درس ہوا، جنھیں ''رمضان خیر قاری و مقری للحضارة الانسانیة'' کا موضوع دیا گیا۔ آپ نے درس کے ضمن میں قصیدہ بردہ کے حوالہ سے علوم مصطفیٰ ﷺ کی وسعت کا بھی ذکر کیا۔ علاوہ ازیں ان احادیث کے متن بیان کیے، جن میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا اور جس نے خواب میں میری زیارت کی، اسے حالتِ بیداری میں بھی یہ نعمت نصیب ہوگی۔ ان کا درس تقریباً

چالیس منٹ جاری رہا اور سیدی محمد عبداللطیف بلقائد حسبِ معمول میرِ محفل تھے۔

پاکستان میں ڈاکٹر شیخ عیسیٰ مانع حمیری کا نام و خدمات بخوبی متعارف ہیں۔ آپ برکاتی فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام ہونے والی عالمی میلاد کانفرنس میں شرکت کی غرض سے دو بار ۲۹ر جنوری ۲۰۰۱ء [۲۳۰] اور پھر ۲۳ر دسمبر ۲۰۰۶ء کو کراچی تشریف لائے۔ قبل ازیں ۲۲ر اگست ۱۹۹۷ء کو دبئی کی مسجد ابو عبیدہ بن الجراح میں ''بدعتِ حسنہ کے اصول اور ان کی تشریح'' کے موضوع پر خطبہ جمعہ دیا تھا، جسے دبئی چینل نے براہِ راست نشر کیا۔ اس کا مختصر اردو ترجمہ ضیائے حرم وغیرہ میں چھپا [۲۳۱] مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ عیسیٰ مانع حمیری کی تحریر کا اردو ترجمہ ''خواب میں دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہاریں قیامت تک جاری رہیں گی'' عنوان سے کیا، جو ضیائے حرم [۲۳۲] اور پھر کتابی صورت میں رضا اکیڈمی لاہور [۲۳۳] نیز صفہ فاؤنڈیشن لاہور نے شائع کیا۔ مفتی محمد خان قادری نے ایک اور تحریر ''القول المبین فی بیان علو مقام خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم'' کا اردو ترجمہ ''قصیدہ بردہ پر اعتراضات کا علمی جواب'' عنوان سے کیا، جسے کاروانِ اسلام پبلی کیشنز لاہور نے شائع کیا اور مولانا علی عمران صدیقی نے ایک تحریر کا ترجمہ و تشریح و تخریج کی، جو کراچی اور پھر ''سوئے حجاز'' میں ''دینی مسائل'' کے عنوان سے قسط وار شائع ہوئی [۲۳۴] نورانیتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بارے امام عبدالرزاق صنعانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کے جس مذکورہ بالا مفقود حصہ پر شیخ عیسیٰ مانع حمیری نے تحقیق انجام دے کر شائع کرایا تھا، اس کے اشاعت کی اطلاع ''نور الحبیب'' نے دی [۲۳۵] جب کہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری نے اردو ترجمہ کیا نیز تقدیم لکھ کر ''مصنف عبدالرزاق'' کے نام سے کتابی صورت میں لاہور سے ۱۶۶ر صفحات پر شائع کرایا۔ دوسرا ترجمہ علامہ سید ذاکر حسین سیالوی نے کیا، جو ۱۵۳ر صفحات پر راولپنڈی سے شائع کیا گیا۔ [۲۳۶]

ڈاکٹر شیخ عیسیٰ حمیری نے وسیلہ کے جواز و اثبات پر ۵۱۱ صفحات کی مستقل کتاب ''التأمّل فی حقیقة التوسل'' میں دورانِ تالیف، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے ناظم مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء) کی عربی کتاب

"التوسل" سے اخذ کیا۔[۲۳۷]

پاکستان کے نجی ٹیلی ویژن چینل QTV نے ربیع الاوّل ۱۴۲۷ھ کے ایام میں ایک عربی محفلِ نعت نشر کی، اس میں دبئی کے سابق مدیر محکمہ اوقاف بدرجہ وزیر، شیخ عیسیٰ مانع حمیری اور وہاں کے عرب نعت خوانوں کی ایک جماعت نیز پاکستان کے نعت خواں محمد اویس رضا قادری نے شرکت کی۔ محفل کا آغاز حمدیہ کلام سے ہوا، پھر شیخ عیسیٰ حمیری نے ترنم سے خود نعت پڑھی، ان کے بعد عرب نعت خوانوں نے مل کر دف کے ساتھ اور جھوم جھوم کر متعدد نعتیں پڑھیں، جن میں سے بعض شیخ عیسیٰ حمیری کا کلام تھا۔ آخر میں محمد اویس رضا قادری نے چند نعتیہ اشعار پڑھے پھر تمام حاضرین نے کھڑے ہو کر عربی و اردو میں سلام پڑھا۔ محفل کے لیے جو سٹیج آراستہ کی گئی تھی، اس کے عقب میں ایک کتبہ آویزاں تھا، جس پر پہلی سطر میں بسم الله الرحمٰن الرحیم، دوسری کے وسط میں کلمہ طیبہ اور جانبین میں یا اللہ، یارسول اللہ، پھر نیچے دو سطور میں الصلاۃ والسلام علیك یا رسول الله، الصلاۃ و السلام علیك یا حبیب الله کے الفاظ جلی قلم سے لکھے گئے تھے۔ یہ محفل غالباً دبئی میں پاکستانی تارکینِ وطن کے زیرِ اہتمام منعقد ہوئی تھی۔

شیخ عیسیٰ مانع حمیری جن دنوں محکمہ اوقاف کے سربراہ تھے، محدثِ اعظم حجاز شیخ سید محمد بن علوی مالکی کی عظیم تصنیف مفاهیم یجب ان تصحح کے اجزاء اس کے ترجمان رسالہ الضیاء میں شائع ہوتے رہے[۲۳۸] مزید برآں شیخ عیسیٰ حمیری نے اس کتاب پر تقدیم لکھ کر محکمہ اوقاف کی طرف سے مکمل شائع کر کے پوری اسلامی دنیا تک پہنچائی[۲۳۹] علاوہ ازیں محدثِ اعظم حجاز کی دیگر تصنیفات شفاء الفواد فی زیارۃ خیر العباد وغیرہ محکمہ اوقاف کی طرف سے شائع کرنے کا اہتمام کیا۔

• ڈاکٹر شیخ احمد بن محمد نور سیف

آپ کے والد شیخ محمد نور بن سیف بن ہلال مہیری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء) جلیل القدر علماء میں سے تھے، جو دبئی میں پیدا ہوئے، پھر مکہ مکرمہ ہجرت کی اور وہیں وفات پائی۔ دبئی میں "مدرسہ احمدیہ" کے سرپرست و روحِ رواں تھے، جو آج تک فعال ہے۔ دبئی کی

مشہور شخصیت شیخ احمد بن دل موک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مدرسہ قائم کیا، جس کی تعمیر جاری تھی کہ وفات پائی، جس پر ان کے فرزند شیخ محمد بن احمد دل موک نے ۱۹۱۲ء کو اسے مکمل کرایا تا آں کہ ۱۹۳۳ء کو مالی وسائل کی کمی کے باعث اس میں تدریس کا سلسلہ موقوف ہو گیا، پھر ۱۹۳۸ء کو حاکم دبئی نے دوبارہ کھولنے کا حکم دیا اور اسے چلانے کی ذمہ داری شیخ محمد نور سیف کو سونپی، جو دبئی سے مکہ مکرمہ ہجرت کے باوجود عمر بھر مدرسہ احمدیہ سے وابستہ رہے اور اب ان کی اولاد اس کی خدمت میں فعال ہے اور یہ دبئی کی قدیم و مشہور درس گاہ ہے۔[۲۴۰]

ڈاکٹر شیخ احمد سیف علمِ حدیث، رجال حدیث، فقہی علوم کے ماہر اور صاحبِ تصانیف ہیں۔ آپ نے ۱۳۹۲ھ کو اُمّ القریٰ یونی ورسٹی مکہ مکرمہ سے فقہ مالکی پر ایم فل کیا، ان کا تحقیقی مقالہ ''عمل اهل المدينة بين مصطلحات مالك و آراء الاصوليين'' نام سے ۱۳۹۷ھ کو قاہرہ سے ۳۹۵ صفحات پر چھپا۔ نیز جرح و تعدیل کے موضوع پر امام المحدثین شیخ ابوزکریا یحییٰ بن معین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۲۳۳ھ/۸۴۸ء) کے آثار پر تحقیق انجام دے کر شائع کرایا۔[۲۴۱]

ان دنوں آپ دبئی سے شائع ہونے والے اسلامی تحقیقی مجلّہ ''الاحمدية'' کے[۲۴۲] سربراہ و چیف ایڈیٹر، نیز اس کے تحقیقی ادارہ دار البحوث للدراسات الاسلامية و احياء التراث کے ڈائریکٹر جنرل اور محکمہ اوقاف دبئی کے چیئرمین ہیں۔

المنهل وغیرہ علمی رسائل میں ڈاکٹر احمد سیف کے مضامین نظر آتے ہیں، جیسا کہ پیشِ نظر شمارے میں علمِ حدیث پر ''مجالس الذاكرة و اهميتها في حفظ السنة و نقدها'' درج ہے۔[۲۴۳]

ادھر مکتبہ حرمِ مکی میں آپ کی تقاریر و دروس کے متعدد آڈیو کیسٹ محفوظ ہیں۔[۲۴۴]

المیہ ڈنمارک کی مذمت میں اسلامی دنیا کے مختلف مکاتب فکر کے جن علماء و مبلغین نے مشترکہ بیان جاری کیا، ان میں ڈاکٹر شیخ احمد نور سیف بھی شامل ہیں۔

● شیخ حسین بن عاتق غریبی

۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور ام القریٰ یونی ورسٹی سے مروّجہ تعلیمی مراحل

طے کیے، پھر تدریس کے شعبہ سے وابستگی اختیار کی۔ ادیب و شاعر، ماہرِ تعلیم، متعدد تعلیمی و تربیتی اداروں کے رکن و سرپرست، مدرسہ محمدیہ مکہ مکرمہ جہاں خود تعلیم پائی بعدازاں طویل عرصہ اسی میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ ان کی تصنیفات میں القیادة التربوية فی المدرسة الابتدائية، من تجاربی التربوية وغیرہ کتب ہیں نیز حجازی اخبارات میں مختلف موضوعات بالخصوص تربیت بارے لکھتے ہیں۔ [۲۴۵]

الندوۃ میں ان دنوں آپ کا مستقل کالم ''شمعة مضيئة'' عنوان سے شائع ہوتا ہے، جیسا کہ جرمنی کے شہر فرنیکفرٹ میں مقیم عربوں کے مسائل و سرگرمیوں پر کالم ''العرب فی فرانكفورت'' طبع ہوا۔ [۲۴۶]

• ڈاکٹر سید ربیع بن صادق دحلان

دحلان خاندان مکہ مکرمہ کے اہم علمی گھرانوں میں سے ہے، جس کا سلسلۂ نسب سیدنا عبدالقادر جیلانی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۵۶۱ھ/۱۱۶۶ء) سے جا ملتا ہے۔ دحلان گھرانہ کی پانچ اہم شخصیات کے نام یہ ہیں:

- شیخ سید احمد بن زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء)

مفتیٔ شافعیہ مکہ مکرمہ و شیخ العلماء، صاحبِ تصانیف کثیرہ، مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ [۲۴۷]

- شیخ سید حسین بن صادق بن زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء)

حافظِ قرآن، ادیب و شاعر، انڈونیشیا میں وفات پائی۔ [۲۴۸]

- شیخ سید عبداللہ بن صادق بن زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء)

مدرس مسجد حرم، صاحبِ تصانیف، انڈونیشیا میں وفات پائی۔ [۲۴۹]

- شیخ سید احمد بن عبداللہ بن صادق بن زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء)

مدرس مدرسہ صولتیہ، مدیر مکتبہ حرم، صاحبِ تصانیف، ماہرِ فلکیات، مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ [۲۵۰]

- شیخ سید صادق بن عبداللہ بن صادق بن زینی دحلان (ولادت ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء)

سعودی مجلسِ شوریٰ کے وائس چیئرمین۔[۲۵۱]

جب کہ ڈاکٹر سید ربیع بن صادق بن عبداللہ بن صادق بن زینی دحلان نے فلسفہ میں امریکہ سے ایم اے اور تجارت و اقتصادیات پر ۱۹۸۷ء کو قاہرہ یونی ورسٹی سے پی ایچ ڈی کی، پھر وطن کے سرکاری ادارہ میں ملازمت اختیار کی تا آں کہ مغربی علاقوں تبوک وغیرہ میں محکمہ ٹیلی فون کے جنرل منیجر ہوئے، بعد ازاں گورنر ہاؤس مکہ مکرمہ میں اعلیٰ منصب پر فائز ہوئے۔[۲۵۲]

ڈاکٹر سید ربیع دحلان کے دوسرے بھائی انجینئر سید عماد دحلان بین الاقوامی نمائش گاہ جدہ کے ڈائریکٹر ہوئے[۲۵۳] اور تیسرے بھائی ڈاکٹر سید عبداللہ دحلان روزنامہ البلاد شائع کرنے والے ادارہ کے صدر ہیں، جن کا تعارف باب دوم میں گزر چکا۔

- **ڈاکٹر سید زہیر بن محمد جمیل کُتبی**

آپ کے دادا شیخ سید محمد ابراہیم بن محمد عبداللہ کتبی علیہ الرحمہ ہندوستان کے شہر فیض آباد سے ہجرت کر کے بغداد کے راستہ حجازِ مقدس پہنچے اور مکہ مکرمہ میں سکونت اختیار کی تا آں کہ وہیں پر وفات پائی۔ انھوں نے مکہ مکرمہ میں کتابوں کی تجارت کے ذریعے علم کی اشاعت انجام دی، اسی مناسبت سے یہ گھرانہ ''کتبی'' کہلایا۔ آج ان کی نسل مکہ مکرمہ کے علاوہ مدینہ منورہ میں آباد ہے اور حجازِ مقدس میں اس خاندان کی مشہور شخصیات کے نام یہ ہیں:

- شیخ سید محمد ابراہیم بن محمد عبداللہ کتبی (وفات ۱۳۶۸ھ/ ۱۹۴۹ء)۔[۲۵۴]
- شیخ سید محمد نور بن محمد ابراہیم بن محمد عبداللہ کتبی (وفات ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء)

امام مسجد حرمِ مکی، قاضی، مصنف، محکمہ امر بالمعروف مکہ مکرمہ شاخ کے صدر۔[۲۵۵]

- سید انس بن یعقوب بن محمد ابراہیم بن محمد عبداللہ کتبی (ولادت ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء)

مدینہ منورہ، اعلام من ارض النبوۃ وغیرہ کتب کے مصنف۔[۲۵۶]

ڈاکٹر زہیر بن محمد جمیل بن محمد ابراہیم بن محمد عبداللہ کتبی ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۵ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، ام القریٰ یونی ورسٹی میں تعلیم پائی، پھر تدریس کا پیشہ اپنایا۔ ادیب، جغرافیہ دان،

متعدد ادبی و تحقیقی عالمی تنظیموں کے رکن، تصنیف و تالیف اور شعبہ صحافت سے گہرا شغف ہے،
بیالیس سے زائد تصنیفات ہیں، جن میں پچیس سے زائد شائع ہوئیں۔ ان میں مكة المكرمة
الوضع الفريد، رجال من مكة المكرمة (پانچ جلد)، العطار عميد الادب، الفقي
فيلسوف الحجاز، الفودة رائد الحكمة، المليباري حارس العربية، احمد محمد جمال
رجل الدعوة و الفكر، لا تقرأوا هذا الكتاب، ابو العلاء شاعر الاصالة و الصدق،
محمد عمر توفيق العقل الكبير، المالكي عالم الحجاز وغیرہ مطبوعہ کتب ہیں۔
اوّل الذکر کا انگریزی ترجمہ شائع ہوا۔[۲۵۷]

الندوة میں الاتفاق مع الذات کے مستقل عنوان سے کالم لکھتے ہیں، جس میں
"مدارس البنات و خلق الوعي" [۲۵۸]، "المسلسلات العربية" [۲۵۹] وغیرہ
عنوانات سے معاشرہ کو درپیش مسائل پر لکھا۔ علاوہ ازیں الاربعاء میں ان کی تحریریں
"قراءات و رؤى" کے مستقل عنوان سے چھپتی ہیں، جیسا کہ ایک تحریر "تقدير المثقف
واجب وطني" کے ذیلی عنوان سے شائع ہوئی، جس میں ملک کے دانش ور طبقہ کی قدر و منزلت
جانب توجہ دلاتے ہوئے اسے قومی ذمہ داری قرار دیا[۲۶۰] ڈاکٹر زہیر کتبی کے والد
۲۰۰۶ء میں زندہ و صاحبِ فراش ہیں۔

• ڈاکٹر سعید بن مصلح سریحی

شعروادب کے مطالعہ پر ایک تصنیف "الكتابة خارج الاقواس" ۱۹۸۶ء میں
شائع ہوئی[۲۶۱] دیگر کتب میں "حجاب العادة" اہم ہے۔ ان دنوں عکاظ میں "ثرثرة" کے
مستقل عنوان سے حالاتِ حاضرہ پر کالم لکھتے ہیں۔ نقاد، صحافی، تجدد پسند تحریک کے داعی ہیں۔
۳/اگست ۲۰۰۷ء کو "العربية" چینل کے مقبول ہفت روزہ پروگرام "اضاءات" میں
انٹرویو نشر ہوا۔

• ڈاکٹر عاصم حمدان علی غامدی

مدینہ منورہ کے باشندہ جو جدہ یونی ورسٹی میں پروفیسر ہیں۔ مدینہ منورہ کی تاریخ و آثار

محفوظ کرنے کے داعی واہم محرک ہیں، اس کے لیے قلم مسلسل فعال ہے، نیز وہاں دوسروں کو اس کی تحریک دینے میں شہرت رکھتے ہیں۔ اس موضوع پر حسبِ ذیل چار مطبوعہ تصنیفات ہیں:

① صفحات من تاریخ الابداع الادبی بالمدینۃ المنورۃ

طبع اوّل ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء، شرکۃ المدینۃ المنورۃ للطباعۃ جدہ۔[۲۶۲]

② حارۃ الاغوات—صورۃ ادبیۃ للمدینۃ المنورۃ القرن الرابع عشر الھجری

صفحات ۱۴۳، جس پر جدہ یونی ورسٹی کے سابق وائس پرنسپل و اسلامی اقتصادی ریسرچ سنٹر کے صدر ڈاکٹر غازی عبید مدنی نے تقدیم لکھی۔[۲۶۳]

③ حارۃ المناخۃ—صورۃ ادبیۃ للمدینۃ المنورۃ فی القرن الرابع عشر الھجری

صفحات ۱۰۶، اس پر سعودی عرب مجلسِ شوریٰ کے رکن و وزارتِ خارجہ میں ایک شعبہ کے مدیر ڈاکٹر سید نزار عبید مدنی نے تقدیم قلم بند کی۔

مذکورہ کتب میں مدینہ منورہ کی متعدد نادر تصاویر بھی شامل کی گئیں اور انھیں ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی کے قائم کردہ اشاعتی ادارے نے شائع کیا۔

④ المدینۃ المنورۃ بین الادب و التاریخ

صفحات ۱۴۲، جس پر جدہ یونی ورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر جمیل محمود مغربی کی تقدیم درج ہے، مجموعہ مضامین۔

ڈاکٹر عاصم حمدان نے دیگر موضوعات پر بھی کتب تصنیف کیں، جیسا کہ مسئلہ فلسطین پر "التآمر الصھیونی الصلیبی علی الاسلام"، جو ۱۴۰۹ھ کو رابطۂ عالمِ اسلامی نے شائع کی۔[۲۶۴]

گزشتہ تیس سال سے زائد روزنامہ المدینۃ میں لکھ رہے ہیں، جس میں آپ کا کالم "رؤیۃ فکریۃ" کے مستقل عنوان سے حالاتِ حاضرہ، شہر مدینہ منورہ اور اہلِ سنت کے افکار و نظریات کی وضاحت و دفاع وغیرہ موضوعات پر شائع ہوتا ہے۔ اس اخبار میں مدینہ منورہ کے بارے میں شائع ہونے والی ان کی چند تحریروں کے عنوانات یہ ہیں:

- ابراھیم العیاشی، موسوعۃ المدینۃ التاریخیۃ

- ابوبکر المراغی و کتابه تحقیق النصرة
- اضواء علی التاریخ و المؤرخین للمدینة المنورة فی العصر الحدیث
- جوانب من الحیاة الاجتماعیة فی المدینة و صور من شعر المدنیین فی القرن الثانی عشر
- شعراء المدینة المنورة و الشعر الملحمی فی القرن الثانی عشر
- قصة تحفة الدهر و نفحة الزهر فی اعیان المدینة من اهل العصر[۲۶۵]

سعودی ائیرلائن اپنے مسافروں میں عربی وانگریزی ماہ نامہ ''اهلاً و سهلاً'' بطورِ تحفہ پیش کرتی ہے۔ اس میں ڈاکٹر عاصم حمدان کا مضمون ''منطلقات الحضارة و الفکر فی تاریخ المدینة المنورة'' طبع ہوا۔[۲۶۶]

وزارتِ حج مکہ مکرمہ کی طرف سے شائع ہونے والے عربی ماہ نامہ ''الحج'' کی تین رکنی مجلسِ ادارت کے ڈاکٹر عاصم حمدان ۱۹۹۵ء میں رکن تھے۔ مذکورہ برس ربیع الاوّل کے شمارہ کے سرِ ورق پر گنبدِ خضراء کی رنگین تصویر اور اس کے عین وسط میں درود شریف پڑھنے کے حکم پر مبنی قرآن مجید کی آیت درج ہے نیز سرِ ورق کے نصف آخر پر مسجد نبوی و مواجہہ شریف کی رنگین تصاویر ہیں، جب کہ سرورق کے اندرونی صفحہ پر قرآن مجید کی مذکورہ آیت جلی قلم سے پورے صفحہ پر نمایاں ہے اور آخری اندونی صفحہ مواجہہ شریف کی بڑی و رنگین تصویر سے مزین ہے۔ علاوہ ازیں الحج کے مینجنگ ایڈیٹر خالد بن محمود علوی کا مختصر مضمون ''محبة الرسول ﷺ'' اس شمارے کی اختتامی تحریر کے طور پر درج ہے۔[۲۶۷]

ڈاکٹر عاصم حمدان مدینہ منورہ کے آثارِ مقدسہ کی حفاظت کے لیے آواز بلند کیے ہوئے ہیں۔ خلافتِ عثمانیہ اور پھر مملکتِ ہاشمیہ کے خاتمہ و سعودی حکومت کے قیام کے فوری بعد حجازِ مقدس و دیگر مقامات پر صدیوں سے موجود تمام مزارات و پختہ قبور کو شرک و بت پرستی کے ذرائع قرار دے کر مسمار و زمین کے برابر کر دیا گیا۔ آئندہ برسوں میں وہاں پر رسول اللہ ﷺ، اہلِ بیت اطہار و صحابہ کرام، اولیاءِ عظام سے منسوب ہر مقام کو منہدم کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا، جو آج تک

جاری ہے اور اس فعل کی لپیٹ میں سیکڑوں مقامات آچکے ہیں۔ اب اس کارروائی سے مساجد بھی محفوظ نہیں۔ جیسا کہ مدینہ منورہ کی ''مسجد بنی قریظہ'' جہاں آپ ﷺ نے نماز ادا فرمائی تھی اور اموی خلیفہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ جو ۸۷ھ سے ۹۱ھ تک مدینہ منورہ کے گورنر رہے، انھوں نے ایسے مقامات پر مساجد تعمیر کرا دی تھیں، جہاں آپ ﷺ سجدہ ریز ہوئے، مسجد قریظہ بھی انھی میں سے ایک تھی، جس کی بارہ صدیوں کے دوران تعمیرِ جدید ہوتی رہی۔ ربیع الاوّل ۱۴۲۲ھ کو سعودی محکمہ اوقاف نے اس تاریخی مسجد کو ہموار کر دیا۔

مدینہ منورہ سے تقریباً چھ کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک گاؤں عریضی نام کا تھا۔ یہ جگہ حضرت سید جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت علی عریضی رضی اللہ عنہ (وفات ۲۱۰ھ/ ۸۲۵ء) کی ملکیت وقیام گاہ تھی۔ یہاں پر آپ سے منسوب مسجد عریضی اور اس سے ملحق حضرت علی عریضی نیز ان کے احباب کی قبور تھیں، اب یہ جگہ مدینہ منورہ شہر کے اندر سما چکی ہے۔ ۴-۵ر جمادی الاخریٰ ۱۴۲۳ھ کو مسجد عریضی نیز اس کے پہلو میں صدیوں سے موجود قبور سب کچھ زمین سے صاف کر دیا گیا۔

غزوۂ خندق کے مقام پر حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی بنوائی گئی متعدد مساجد میں ایک ''مسجد ابوبکر صدیق'' تھی، جہاں آپ رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق کے موقع پر خیمہ زن تھے، اس مسجد کو نئے سرے سے تعمیر کے وعدہ واعلان کے ساتھ حال ہی میں گرا دیا گیا، لیکن جدید تعمیر کا وعدہ پورا نہیں کیا گیا اور اب مسجد کی زمین پر کسی بنک نے ATM نصب کر رکھا ہے۔

مساجد و نبوی آثار کے ساتھ یہ سلوک کرنے پر حجازِ مقدس کے متعدد اہلِ علم نے احتجاج کیا نیز آثار و تبرکات کی شرعی حیثیت واضح کرتے ہوئے انہدام کے اس فعل کو اسلامی تعلیمات کے منافی قرار دیا۔

ڈاکٹر عاصم حمدان نے مسجد عریضی گرائے جانے بارے احتجاج پر مبنی تار سعودی وزیر اوقاف شیخ صالح نجدی کو ارسال کیا نیز ان واقعات پر حجازی اخبارات میں فریقین کی جانب سے ہونے والی بحث میں بھر پور حصہ لیا اور اخبار المدینۃ المنورۃ میں متعدد مضامین لکھے۔

مسجد بنی قریظہ، مسجد ابوبکر صدیق، مسجد عریضی وملحقہ قبور کے انہدام بارے فریقین کی جو تحریریں حجازی اخبارات میں چھپیں، مکہ مکرمہ کے ڈاکٹر شیخ عمر عبداللہ کامل نقشبندی مجددی ﷾، جنھوں نے خود بھی اس میں حصہ لیا تھا، انھوں نے یہ مضامین جمع و کتابی صورت میں مرتب کر کے "لا ذرائع لهدم آثار النبوة، مقالات و ردود بين المؤيدين و المعارضين" نام سے ۲۳۹ صفحات پر شائع کرائے، جس میں ڈاکٹر عاصم حمدان کے حسبِ ذیل نو کالم شامل ہیں:

- مداخلة علمية مع الدكتور السحيمي
- مذهب اهل السنة و الجماعة و وسطيته
- السلفية الحقيقية و دعوة الامير عبد الله للوسطية
- الفكر السلفي و منطلقاته الدينية الصحيحة و المعتدلة
- كيف نعذر من شجعوا على ثقافة التشدد و انحازوا للرائي الواحد
- و كفى بها من موعظة هلّا شققت على قلبه
- تشدد بعض المؤسسات الدينية و اثره على مسيرة الامة
- حوار الذات ام الحوار مع الآخر
- مخاطر الجفوة و الغلظة و سوء الظن بعقائد الآخرين۔[۲٦٨]

ربیع الاوّل ۱۴۲۷ھ، مطابق اپریل ۲۰۰٦ء کے روزنامہ المدینۃ کے کسی شمارہ میں ڈاکٹر عاصم حمدان نے اپنے کالم رؤية فكرية میں "الأمير ماجد بن عبد العزيز و الحفاظ على مكتسبات التاريخ" عنوان سے لکھا، جو گورنر مدینہ منورہ کے نام کھلا خط تھا، جس میں ان کی توجہ مدینہ منورہ کی تاریخ و آثار محفوظ کرنے کی ضرورت جانب دلائی۔ اس تجویز و گزارش کی تائید میں معاصر روزنامہ البلاد کے کالم نویس شیخ مصطفیٰ محمد کتوعہ نے اگلے ہفتہ اپنے کالم "على الدرب" کا عنوان "المدينة المنورة، حتىٰ لا بخور على تاريخها" رکھا اور اس میں ڈاکٹر عاصم حمدان کے کھلے خط کی بھرپور تائید کرتے ہوئے

موضوع کو مزید آگے بڑھایا۔[۲۶۹]

حالاتِ حاضرہ کے بارے میں ڈاکٹر عاصم حمدان کے کالم جن دیگر موضوعات پر شائع ہوئے، ان میں سے ایک ''الصحافة الغربية و الصورة المشوهة عن العربي'' کے ذیلی عنوان سے ہے، جس میں امریکی و یورپی صحافت میں جاری آج کے عربوں کی کردارکشی کے معاندانہ رویہ پر اظہارِ خیال کیا۔[۲۷۰]

ہفت روزہ الاربعاء میں بھی آپ کے مضمون بالعموم دیکھنے کو ملتے ہیں، جیسا کہ مکہ مکرمہ کے ادیب و شاعر حمزہ محمد شحاتہ (وفات ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۲ء) کی شاعری پر مضمون ''بيان حمزة شحاته الشعري'' کئی اقساط میں شائع ہوا۔[۲۷۱]

ہفت روزہ اخبار المسلمون میں بھی تحریریں شائع ہوتی رہیں۔ مغربی دنیا میں جاری نسلی امتیاز کے بارے میں ''الغرب و نبرة اعداء السامية'' اس کے صفحات پر ہے۔[۲۷۲]

ڈاکٹر عاصم حمدان کے دو بھائی زہیر و عبدالمعین بھی جدہ یونی ورسٹی میں لیکچرار ہیں۔[۲۷۳]

محدث اعظم حجاز شیخ سید محمد بن علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی پر ڈاکٹر عاصم حمدان کی دو تحریریں صفحات مشرقة میں شامل ہیں۔[۲۷۴]

• شیخ عبد الرحمٰن عربی مغربی

۱۳۸۶ھ/ ۶۷-۱۹۶۶ء کو طائف میں پیدا ہوئے اور چار سال کی عمر میں تیز بخار کے نتیجہ میں بائیں ٹانگ میں خلل آ گیا، جس باعث عمر بھر کے لیے معذور ہو گئے اور عصا کے سہارا بغیر چل نہیں سکتے، لیکن یہ آپ کے عزائم میں آڑے نہیں آ سکی اور ام القریٰ یونی ورسٹی سے تعلیم مکمل کی۔ ڈاکٹر عاصم حمدان آپ کے والد کے اہم احباب میں سے تھے، انھوں نے تعلیمی میدان میں ترغیب و ہمت بڑھائی، چناں چہ تعلیم جاری رکھنے کے ساتھ ہوٹل انٹر کانٹی نینٹل مکہ مکرمہ میں چھ برس تک ملازمت کی پھر شاہ خالد نیشنل گارڈ اسپتال سے منسلک ہوئے، جس دوران برطانیہ جا کر انگریزی زبان سیکھی، پھر اسی اسپتال کے شعبہ تعلقاتِ عامہ کے مدیر ہوئے اور ۲۰۰۶ء کے آغاز تک اسی منصب سے وابستہ تھے۔ آپ کی اہلیہ مذکورہ اسپتال میں

ذیابطس کی ماہر ڈاکٹر ہیں۔

مغربی ابھی میٹرک کے طالب علم تھے کہ المدینۃ میں لکھنا شروع کیا اور پہلا مضمون سترہ برس کی عمر میں شائع ہوا۔ پھر سیرتِ رسول اللہ ﷺ بالخصوص شمائل، علماءِ کرام کے سوانح، معذوروں کے مسائل پر بکثرت لکھا نیز لاتعداد کتب پر تبصرہ و تعارف قلم بند کیا۔ آپ کی تحریریں المدینۃ نیز اس کی ہفتہ وار اشاعت الاربعاء میں تسلسل سے چھپتی ہیں۔ مکہ مکرمہ کے چالیس کے قریب علماء پر مضامین لکھے، جو الاربعاء میں چھپے اور پسند کیے گئے، ان میں شیخ عربی تبانی، شیخ عبداللہ لحجی، شیخ محمد نور سیف نیز محدثِ حجاز کے والد سید علوی مالکی رحمہم اللہ شامل ہیں۔ علاوہ ازیں سعودی ریڈیو و ٹیلی ویژن کی نشریات میں شریک ہوئے۔

شیخ عبدالرحمٰن مغربی ملازمت و علمی مشاغل کے ساتھ سماجی مسائل میں سرگرم ہیں اور معذور افراد کی رہنمائی کے لیے فعال اداروں نیز حجازِ مقدس میں ذیابطس کے مریضوں کی مدد کے لیے قائم تنظیم کے اہم کارکن ہیں۔

اقـــــــراء ٹیلی ویژن نے ایسے معذور افراد کے انٹرویو پر ایک مستقل پروگرام ''یستحقون الوسام'' شروع کیا، جنھوں نے زندگی کے کسی شعبہ میں نمایاں مقام پایا۔ اس میں عبدالرحمٰن مغربی بھی مدعو کیے گئے اور آدھ گھنٹہ دورانیہ کے پروگرام میں اپنی زندگی کی کہانی خود بیان کی۔ یہ تین بار ۲، ۹، ۱۳؍ فروری ۲۰۰۶ء کو نشر کیا گیا۔

سعودی فٹ بال ٹیم کی تازہ کارکردگی پر ان کا مضمون ''الاقصاء و التھمیش للاقویاء، لماذا'' پیشِ نظر ہے۔ [۲۷۵]

• ڈاکٹر عبد العزیز بن احمد سرحان

ٹیچر ٹریننگ کالج مکہ مکرمہ کے پرنسپل ہیں اور الندوۃ میں ''رأی بصراحۃ'' نام سے کالم لکھتے ہیں، غزوۂ بدر کی یاد میں سترہ رمضان کے شمارہ میں کالم ''بدر الکبریٰ و حال المسلمین الیوم'' عنوان سے قسط وار شائع ہوا [۲۷۶] ادھر عکاظ میں بھی تحریریں نظر آتی ہیں، جہاں ''ھل حقا عشنا رمضان و العید'' مضمون کے ذریعے رمضان مبارک اور

عید کے حقوق جانب توجہ دلائی۔[۲۷۷]

• شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن جفری

۱۳۵۸ھ/ ۱۹۳۹ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، وہیں پر ایف اے تک تعلیم پائی۔ زمانہ طالب علمی سے ہی اخبارات میں لکھنا شروع کیا، پھر وزارت اطلاعات ونشریات میں ملازمت اختیار کی، جہاں ہفت روزہ اخبار کے ایڈیٹر بنائے گئے، جو دنیا بھر کے سعودی سفارت خانوں میں بھیجنے کے لیے طبع کیا جاتا تھا۔ بعدازاں متعدد غیر سرکاری اخبارات البلاد، عکاظ، المدینة المنورة، الشرق الاوسط وغیرہ میں سیکرٹری ایڈیٹر یا چیف ایڈیٹر رہے۔ حجازِ مقدس کے نام ور صحافی، ادیب، ناول وافسانہ نگار ہیں۔ پندرہ سے زائد تصنیفات میں حیاة جائعة، انفاس علی جدار القلب، الزیدان نزور بالقرن العشرین ہیں[۲۷۸] تیونس کی ایک ادبی تنظیم نے تصنیف ''حوار فی الحزن الدافی'' پر ۱۹۸۵ء کو ایوارڈ پیش کیا۔ مزید ایوارڈ بھی ملے۔[۲۷۹]

عکاظ میں ان کا کالم ''ظلال'' نام سے چھپتا ہے، جس میں دو تحریریں ''الاعمال الکاملة للرواد'' [۲۸۰] اور ''الصدیق العزیز الی نفسی'' [۲۸۱] عنوان سے شائع ہوئیں۔ ایک اور تحریر جدہ میں پانی کی قلت بارے ''عطشان یا صبایا'' طبع ہوئی۔[۲۸۲]

ادھر البلاد میں آپ کے مضامین چھپ رہے ہیں، جہاں ایک تحریر ''عن التربیة و التعلیم، طبق الاصل'' عنوان سے طبع ہوئی۔[۲۸۳]

• شیخ عبد اللہ بن عمر خیاط

۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، وہیں پر کالج سطح تک تعلیم پائی۔ ادیب، صحافی، مصنف، تاجر، گزشتہ تقریباً نصف صدی سے اُسلامی، ادبی ودیگر موضوعات پر مضامین ملک کے مختلف اخبارات ورسائل میں شائع ہو رہے ہیں۔ البلاد اور پھر عکاظ کے ایڈیٹر نیز آخر الذکر اخبار شائع کرنے والے ادارہ کے رکن رہے۔ جدہ میں نصب آپ کا پرنٹنگ پریس مطابع سحر اہلِ سنت کی علمی واشاعتی سرگرمیوں میں پیش پیش ہے۔ پانچ سے زائد تصنیفات میں

النبی و خلفاء ہ، رفیق المسافر شامل ہیں۔[۲۸۴]

عکاظ میں آپ کا کالم ''مع الفجر'' کے مستقل نام سے شائع ہو رہا ہے، جیسا کہ نئے ہجری سال کے آغاز کی مناسبت سے ایک تحریر [۲۸۵] اور سعودی عرب میں ڈاک کے نئے نظام بارے ''البرید و الرسوم المفروضة'' [۲۸۶] نیز مدینہ منورہ کے وفات پانے والے ادیب کے متعلق ''عزیز ضیاء'' [۲۸۷] کے علاوہ ''جائزة نایف للسنة النبویة'' وغیرہ۔[۲۸۸]

عبداللہ عمر خیاط کے چند مضامین کا اردو ترجمہ اردو نیوز میں ''رویت ہلال'' [۲۸۹] اور ''عدل وانصاف'' [۲۹۰] وغیرہ عنوانات سے شائع ہوا۔

ان کی تصنیف ''النبی ﷺ و خلفاء ہ رضی اللہ عنہم'' چھ سو صفحات پر چھپی۔

محدث اعظم حجاز کو جب جامعہ ازہر قاہرہ نے پروفیسر کا اعزازی لقب وسند پیش کی تو شیخ عبداللہ عمر خیاط نے اخبار میں ایک کالم کے ذریعے اس پر مسرت کا اظہار کیا۔[۲۹۱]

• شیخ سید عبد اللہ فراج شریف

مکہ مکرمہ کے بزرگ باشندہ، مصنف، مفکر و مبلغِ اسلام۔ اقراء چینل نے اسلامی آداب واخلاق اور تزکیۂ نفس بارے ایک ہفت روزہ پروگرام ''طریق المساکین'' نام سے شروع کیا، جو ہر جمعرات کو عشاء کے بعد پیش کیا جاتا رہا۔ اس میں حجازِ مقدس کے مشہور نقشبندی پیر طریقت ومتعدد کتب کے مصنف ڈاکٹر شیخ عمر بن عبد اللہ کامل اور شیخ عبد اللہ فراج شریف عبدلی مستقل مہمان ہوتے اور دونوں باری باری متعلقہ موضوع پر مختصر گفتگو کے ذریعے پروگرام کو آگے بڑھاتے۔ اس میں چھ جنوری ۲۰۰۶ء کا موضوع ''حقیقتِ توبہ'' تھا، یہی قسط ۲۰ر اپریل کو دوبارہ نشر کی گئی اور ۲۰ر جنوری کے پروگرام میں ''حسنِ خلق'' پر گفتگو کی گئی، جب کہ ۹ر فروری کے طریق المساکین کا موضوع ''شکر'' تھا۔ اس روز شیخ سید عبداللہ نے اَقوالِ صوفیہ بھی بیان کیے۔ یہی قسط ۲۳ر فروری کو پھر سے نشر کی گئی۔ اس پروگرام کی خاصیت وانفرادیت یہ تھی کہ ہر قسط کے خاتمہ پر میزبان اور مہمان تینوں اجتماعی دعا مانگتے، جس کی نمائندگی ڈاکٹر عمر کامل کیا کرتے۔

معلوم رہے ڈاکٹر عمر بن عبداللہ کامل نے ''طریق المساکین'' نام سے ایک کتاب

بھی تالیف کی، جو ۲۰۰۳ء کو ۳۴۹ صفحات پر شائع ہوئی۔ [۲۹۲]

محکوم عراق کے ٹیلی ویژن چینل ''الحرۃ'' نے ۱۵/ اپریل ۲۰۰۷ء کو رات گئے اپنے پروگرام ''ساعۃ حرۃ'' میں حالاتِ حاضرہ پر ایک مذاکرہ براہِ راست پیش کیا، جس میں تین ماہرین نے شرکت کی۔ شیخ عبداللہ فراج ان میں ایک تھے، جنھوں نے جدہ سٹوڈیو سے گفتگو میں حصہ لیا۔ آپ نے انتہا پسندی وفتنۂ تکفیر کی تردید و مذمت کی اور ان کے اسباب ذکر کیے۔ اس ضمن میں بتایا کہ سعودی حکومت نے ملک کے تعلیمی نصاب کو اعتدال کی راہ پر ڈالنے اور دوسروں کے احترام کی جانب لانے کے لیے کمیٹی قائم کر دی ہے، جو کام شروع کر چکی ہے۔

شیخ ابنِ تیمیہ اور ان کے متبعین کا قول ہے کہ اہلِ مکہ مکرمہ کا عمرہ ادا کرنا بدعت ہے، انھیں فقط طواف کرنا چاہیے، جو افضل ہے۔ شیخ عبداللہ فراج شریف نے اس قول کے رد و تعاقب میں کتاب ''عمرۃ المکی بین المؤیدین و المعارضین'' لکھی، جو ۲۰۰۴ء کو ۷۷/ صفحات پر چھپی، جس میں اہلِ مکہ کا عمرہ کرنا درست و جائز ثابت کیا۔ ایک اور کتاب ''عاشوراء بین السنۃ و الابتداع'' اسی برس سولہ صفحات پر چھپی، جس میں ہر سال دس محرم کو روافض کی جانب سے حزن و ملال اور نواصب کی طرف سے مسرت کے مظاہر کا شرعی دلائل کی روشنی میں رد کیا، نیز اعتدال کی راہ اپنانے کی ترغیب دی۔

فروری ۲۰۰۵ء کو جو عرب علماء و مشائخ سنی ثقافت مرکز کالی کٹ کے سالانہ جلسہ دستارِ فضیلت میں شرکت کی غرض سے ہندوستان تشریف لائے، ان میں یہ دونوں اکابرین یعنی شیخ عمر کامل اور شیخ سید عبداللہ فراج شریف شامل تھے۔

واضح رہے آج کے حجازِ مقدس میں شیخ عبداللہ فراج شریف نام کی دو علمی شخصیات ہیں۔

• ڈاکٹر شیخ عبد اللہ بن مبشر طرازی

آپ کے والد شیخ سید مبشر بن محمد طرازی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء) ترکستان کے باشندہ واہم عالم تھے اور ملک پر روسی قبضہ کے بعد جہاد کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے، جس کی پاداش میں قید کیے گئے۔ بعد ازاں پھر سے جہادی کارروائیوں میں فعال رہے،

بالآخر ہجرت کر کے افغانستان آ گئے، جہاں سے کچھ عرصہ بعد مصر کی راہ لی اور قاہرہ میں قیام دوفات پائی۔ انھوں نے عربی، فارسی، ترکی زبانوں میں پچاس سے زائد کتب تصنیف کیں۔ عرب وعجم کی جامعات میں ان کے احوال وآثار پر کام جاری ہے۔ مولانا ضیاء الدین سیال کوٹی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے قادری سلسلہ میں خلافت پائی۔ [۲۹۳]

ان کے فرزند ڈاکٹر عبداللہ طرازی ۱۳۵۸ھ/ ۱۹۳۸ء میں پیدا ہوئے اور ازہر یونی ورسٹی، قاہرہ یونی ورسٹی نیز کراچی یونی ورسٹی میں تعلیم پائی، پھر ان تینوں اور الجزائر یونی ورسٹی میں پروفیسر رہے۔ محدثِ حجاز کی وفات کے دنوں میں جدہ یونی ورسٹی کے شعبہ ادب سے وابستہ تھے۔ ادیب، مؤرخ، محقق نیز عربی فارسی، ترکی، انگریزی واردو زبانوں کے ماہر ہیں۔ آپ نے تاریخ پاکستان کے مختلف پہلو پر عربی میں دس سے زائد کتب تصنیف کیں، جن میں بعض لاہور سے شائع ہوئیں۔ نیز ''موسوعة التاريخ الاسلامي والحضارة الاسلامية لبلاد السند و البنجاب (باكستان الحالية) في عهد العرب'' اس خطہ کی قدیم تاریخ پر اہم عربی کتاب ہے، جو دو جلد کے ۹۸۷ صفحات پر جدہ سے شائع ہوئی۔ [۲۹۴]

''المجلة العربية'' میں تاریخِ پاکستان بارے ان کا عربی مضمون ''الفاتح محمد بن القاسم الثقفي، مؤسس اوّل دولة اسلامية في الهند'' طبع ہوا۔ [۲۹۵]

• شیخ علی بن احمد ملا

۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۶ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور مسجد حرم مکی کے حلقاتِ دروس، مقامی مدارس اور جدہ وریاض میں تعلیم پائی، ام القریٰ یونی ورسٹی سے بی اے کیا۔ آپ کے والد مکہ مکرمہ میں چاندی کے کاریگر وتاجر تھے، لہٰذا ابتدائے عمر سے اس پیشہ میں والد کے معاون ہوئے۔ علاوہ ازیں آپ کے والد، دو چچا، دادا ونانا مسجد حرم مکی میں مؤذن رہ چکے تھے۔ شیخ علی ملا کے والد نے وفات پائی تو ان کی جگہ ۱۳۹۵ھ کو مؤذن تعینات کیے گئے۔ اس وقت مسجد حرم مکی کے مؤذنین میں خوب صورت وبلند آواز کے باعث سب سے اوّل ہیں۔ نیز عبداللہ بن زبیر سکول مکہ مکرمہ میں استاذ رہے، جہاں سے چند برس قبل پنشن یاب ہوئے۔ قدیم وتاریخی اشیاء

جمع کرنے کے شیدائی ہیں، جن کے لیے گھر میں چھوٹا سا عجائب خانہ بنا رکھا ہے۔[۲۹۶]

العربیة چینل پر رمضان کے ایام میں ایک دینی پروگرام "علی خُطی الرسول ﷺ" نام سے پیش کیا جاتا رہا، جس میں ۴؍ نومبر ۲۰۰۵ء کی شام "حلقة الاذان" عنوان سے مسجد حرم مکی و مسجد نبوی میں اذان کی تاریخ بیان کی گئی۔ اس میں مفتیٔ اعظم مصر ڈاکٹر شیخ علی جمعہ، شیخ علی ملا اور مسجد نبوی کے مؤذنین شیخ عصام بخاری و شیخ عبدالرحمٰن خاشُقجی نے موضوع کی مناسبت سے گفتگو کی نیز ان تینوں کی اذان کے نمونے سنائے گئے۔ آخر میں بتایا گیا کہ یہ پروگرام جلد ہی DVD پر بازار میں دست یاب ہوگا۔

• شیخ فواد بن عبد الحمید عنقاوی

۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور ۱۹۵۷ء کو قاہرہ یونی ورسٹی سے تعلیم مکمل کی جب کہ ۱۹۷۰ء کو تعلقاتِ عامہ پر لندن سے ڈپلومہ کیا۔ صحافی، کہانی نویس، کھیلوں سے خصوصی دل چسپی، سات سے زائد تصنیفات میں لا ظل تحت الجبل، ایام مبعثرة، تراب و دماء شامل ہیں۔ وزارتِ اطلاعات اور وزارتِ تعلیم میں مختلف عہدوں پر فائز رہے تا آں کہ اوّل الذکر وزارت میں مشیر کے منصب سے پنشن یاب ہوئے، پھر ذاتی کاروبار اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہوئے۔ کچھ عرصہ رسالہ "قریش" سے وابستہ رہے جس کا پہلا شمارہ نومبر ۱۹۵۹ء کو شائع ہوا۔ الندوۃ سے بھی تعلق رہا، جب کہ ۱۹۶۰ء کو کھیل سے متعلق خبروں پر مشتمل اخبار "الریاضة" جاری کیا، جو ۱۹۶۴ء تک چھپتا رہا اور کھیل پر سعودی عرب سے جاری ہونے والا پہلا مستقل اخبار تھا۔[۲۹۷]

ان دنوں المدینة میں "صدی و مدی" عنوان سے کالم لکھتے ہیں، جہاں ایک تحریر "ملاحظات رمضانیة" عنوان سے قسط وار شائع ہوئی، جس میں رمضان مبارک کے دوران مسجد حرم مکی میں ہونے والی سرگرمیوں کا جائزہ لیا۔[۲۹۸]

• شیخ فواد بن محمد عمر توفیق

آپ کے حالات و تعارف دست یاب نہیں ہو سکا، لیکن ان کا خاندان حجازِ مقدس

بلکہ ملک بھر میں جانا جاتا ہے۔ شیخ فواد کے والد محمد عمر توفیق (وفات ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور ریاض میں وفات پائی۔ وہ مکہ مکرمہ یتیم خانہ کے مدیر، ام القریٰ اخبار سے وابستہ، البلاد اخبار کے مکہ مکرمہ دفتر کے مدیر، شاعر، مکہ مکرمہ میں شاہی مشیر، سعودی وزیر مواصلات، قائم مقام وزیر حج و اوقاف رہے۔ ان کی مطبوعہ تصنیفات مذکرات مسافر، طه حسین و الشیخان، ایام فی المستشفی، الزوجة و الصدیق ہیں۔ ان کی شخصیت پر ڈاکٹر زہیر محمد جمیل کتبی نے ضخیم کتاب ''محمد عمر توفیق العقل الکبیر''، لکھی، جو شائع ہوئی۔[۲۹۹]

رجال من مكة المكرمة کی تیسری جلد پر فواد بن عمر توفیق نے تقدیم لکھی، جس سے عیاں ہے کہ آپ مکہ مکرمہ کے سابق میئر ہیں۔

• شیخ ماجد بن مسعود کیرانوی

یہ گھرانہ اپنی علمی خدمات کے باعث عرب دنیا و برصغیر میں معروف ہے۔ دہلی سے ملحق ضلع مظفر نگر کے گاؤں کیرانہ کے ایک عالم جلیل مولانا رحمت اللہ بن خلیل الرحمٰن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۰۸ھ/ ۱۸۹۱ء) وطن سے ہجرت کر کے ۱۲۷۴ھ/ ۱۸۵۸ء کو مکہ مکرمہ پہنچے اور وہاں ۱۲۹۰ھ/ ۱۸۷۳ء کو ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ یہ کلکتہ کی ایک خاتون صولت النساء رحمۃ اللہ علیہا (ولادت ۱۸۳۲ء) کے سفرِ حج و زیارت کے دوران ان کی مالی اعانت سے قائم و اسی مناسبت سے ''مدرسہ صولتیة'' کہلایا۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی اس کے اوّلین ناظم تھے[۳۰۰] یہ مدرسہ اب تک فعال ہے، جہاں دینی علوم کے علاوہ مڈل تک تعلیم کا اہتمام ہے اور آپ کے بھائی حکیم علی اکبر بن خلیل الرحمٰن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی نسل اس کی سرپرست و ناظم چلی آرہی ہے۔ اس خاندان کی اہم شخصیات کے نام یہ ہیں:

- شیخ محمد سعید بن محمد صدیق بن حکیم علی اکبر رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء) صاحبِ تصانیف، مدرسہ صولتیہ کے دوسرے ناظم اعلیٰ۔[۳۰۱]
- شیخ محمد سلیم بن محمد سعید بن محمد صدیق بن حکیم علی اکبر (وفات ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۶ء)

صاحبِ تصانیف، مدرسہ کے تیسرے ناظم۔[۳۰۲]

- شیخ محمد مسعود بن محمد سلیم بن محمد سعید بن محمد صدیق بن حکیم علی اکبر (وفات ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء) مدرسہ صولتیہ کے چوتھے ناظم اعلیٰ۔[۳۰۳]
- حکیم شیخ محمد نعیم بن محمد سعید بن محمد صدیق بن حکیم علی اکبر (وفات ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) صاحبِ تصانیف، ریڈیو جدہ کے اردو شعبہ کے بانی رکن۔[۳۰۴]
- شیخ محمد سعید بن محمد نعیم بن محمد سعید بن محمد صدیق بن حکیم علی اکبر (وفات ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۸ء) علماء ہند سے گہرے روابط تھے۔[۳۰۵]

مدرسہ صولتیہ کی ویب سائٹ فعال ہے۔[۳۰۶]

محدثِ اعظم حجاز شیخ سید محمد مالکی نے بھی مدرسہ صولتیہ میں تعلیم پائی[۳۰۷] اور وفات کے دنوں میں شیخ ماجد بن محمد مسعود بن محمد سلیم بن محمد سعید بن محمد صدیق بن حکیم علی اکبر اس کے پانچویں ناظمِ اعلیٰ تھے۔[۳۰۸]

● شیخ محمد احمد حسانی

۱۳۶۸ھ/ ۱۹۴۹ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، وہیں پر تعلیم پائی۔ ادیب و شاعر، صحافی۔ مکہ مکرمہ سے رابطہ عالم اسلامی کے شائع ہونے والے ہفت روزہ اخبار ''اخبار العالم الاسلامی'' کے ایڈیٹر رہے نیز رابطہ کے ہی شعبہ نشر و اشاعت کے مدیر اور پھر خارجہ امور سے متعلق شعبہ کے مدیر رہے۔ ایک دیوان ''رعشۃ الرماد'' اور دوسرا ''الموعد و المساء'' شائع ہو چکے ہیں۔ متعدد مقامی و عالمی کانفرنسوں میں شریک ہوئے۔[۳۰۹]

ان دنوں عکاظ میں ''علی خفیف'' نام سے کالم لکھتے ہیں، جس کے تحت ایک تحریر ''اساءات قولیۃ و عملیۃ ایھما اشد وانکی ؟'' چھپی، جو مغرب میں توہینِ اسلام بارے جاری مہم کے تعاقب میں ہے[۳۱۰] ایک اور تحریر ''تحدید ساعات العمل'' عنوان سے ہے، جس کے ذریعے سعودی عرب میں کام کے اوقات کی پابندی پر زور دیا نیز مزدور سے حسنِ معاملہ کی ترغیب دی اور وقت سے زیادہ کام لینے کی حوصلہ شکنی کی[۳۱۱] ایک اور کالم

"وانا مع الشیخ فیما قیل" عنوان سے چھپا۔[۳۱۲]

محمد حسانی کی چند تحریروں کا اردو ترجمہ اردو نیوز میں چھپا، جن کے عنوانات "تعلیمی ادارے اور بچے" [۳۱۳]، "تربیت کے اصول" [۳۱۴]، "خفیہ شادیوں کے نتائج" [۳۱۵] اور "قابل توجہ امر" [۳۱۶] وغیرہ ہیں۔

• ڈاکٹر محمد خضر بن محمد رشید عریف

۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۷ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور ازہر یونی ورسٹی قاہرہ نیز ام القریٰ یونی ورسٹی مکہ مکرمہ میں تعلیم پائی، پھر کیلی فورنیا یونی ورسٹی امریکہ سے ۱۹۸۲ء کو "الترکیب اللغوی للخطاب العربی" عنوان سے تحقیق پر ایم فل اور لاس اینجلس یونی ورسٹی امریکہ سے ۱۹۸۶ء کو "الاتجاهات اللسانية و المنهجية المعاصرة في تعليم العربية لغير الناطقين بها" عنوان سے پی ایچ ڈی کی۔ جدہ یونی ورسٹی میں پروفیسر، ادیب وشاعر، صحافی، لغوی، محقق، عربی کے علاوہ انگریزی، فرنچ، ہسپانوی وعبرانی زبانوں کے ماہر ہیں۔ دس سے زائد تصنیفات میں شعری مجموعہ "الشموع و الدموع" کے علاوہ "مقدمة في علم اللغة التطبيقي، امريكا سرى للغاية" وغیرہ ہیں۔ نیز اقراء، الاربعاء، المدینۃ، الندوۃ وغیرہ میں کالم ومضامین چھپتے ہیں۔ ملک کے انگریزی اخبار RIYADH DAILY[۳۱۷] اور SAUDI GAZETTE[۳۱۸] کے کالم نگار ہیں اور سعودی ریڈیو پر عربی وانگریزی تقاریر نشر ہوتی ہیں۔[۳۱۹]

مکتبہ حرم مکی بارے آپ کا ایک مضمون "تاریخ مکتبة الحرم المکی" شائع ہوا[۳۲۰] ایک تحریر کا اردو ترجمہ "پاسبان کون ہے؟" عنوان سے چھپا، جس کے ذریعے سعودی عرب میں لاوارث بچوں، جنھیں فقہی اصطلاح میں "لقیط" کہا جاتا ہے، ان کی نگہداشت کرنے کے لیے ادارے قائم کرنے کی ضرورت پر توجہ دلائی۔[۳۲۱]

• ڈاکٹر محمود حسن زینی

۱۳۵۸ھ/ ۱۹۳۹ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۸۹ھ کو برطانیہ سے پی ایچ ڈی کی۔

پھر ام القریٰ یونی ورسٹی مکہ مکرمہ میں تدریس سے وابستہ ہوئے، جس دوران شریعت کالج کے پرنسپل، عربی زبان پر تحقیق کرنے والے مرکز کے سربراہ، یونی ورسٹی کی طرف سے شائع ہونے والے متعدد رسائل کے چیف ایڈیٹر رہے نیز متعدد طلباء نے آپ کی نگرانی میں پی ایچ ڈی وغیرہ کے لیے تحقیق انجام دی۔ ادبی سرگرمیوں میں فعال، مکہ مکرمہ ثقافتی کلب کے بانی رکن نیز صحافت، ریڈیو، ٹیلی ویژن پر زبان وقلم کے ذریعے علم کی خدمت اور اندرون وبیرون ملک ادبی و ثقافتی موضوعات پر منعقد ہونے والی متعدد کانفرنسوں میں شرکت کی۔ چند تصنیفات ہیں۔

صحابیِ جلیل حضرت کعب بن زُہیر رضی اللہ عنہ (وفات ۲۶ھ/ ۶۴۵ء) کے نعتیہ قصیدہ بردہ المعروف بہ بانت سعاد کی ایک شرح شیخ ابوالبرکات عبدالرحمٰن بن کمال الدین انباری بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۵۷۷ھ/ ۱۱۸۱ء) نے لکھی تھی۔ ڈاکٹر محمود زینی نے اس شرح پر تحقیق انجام دی، پھر مکتبہ تُہامہ جدہ نے اسے ''شرح قصیدة البردة'' نام سے ۱۴۰۰ھ کو ۱۴۸ صفحات پر شائع کیا۔

ڈاکٹر محمود زینی کی دیگر مطبوعہ تصانیف میں الحركة الفكرية ضد الاسلام اور دراسات فی ادب الدعوة الاسلامية شامل ہیں۔ اوّل الذکر اُمّ القریٰ یونی ورسٹی نے شائع کی۔ [۳۲۲]

• شیخ ہاشم جحدلی

آپ پیشہ صحافت کی ذمہ داریوں کے ساتھ شاعری سے لگاؤ رکھتے ہیں۔ عکاظ میں ایک آزاد نظم ''معلقة المرأة'' عنوان سے تقریباً ایک عشرہ قبل شائع ہوئی۔ [۳۲۳]

• شیخ صبری الصبری

ان کا کلام حجازی اخبارات کی زینت بنتا رہتا ہے۔ رمضان مبارک کے آخر عشرہ میں اس مناسبت سے ایک نظم ''رباعیات رمضان'' [۳۲۴] اور حج کے موقع پر ''رباعیاتِ حج'' طبع ہوئی۔ [۳۲۵]

• ڈاکٹر عبد اللہ بن محمد باشراحیل

۱۳۷۰ھ/ 1951ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، مقامی مدارس اور پھر ۱۹۷۵ء کو قاہرہ

یونی ورسٹی سے فارغ ہوئے۔ بین الاقوامی قوانین میں ایم اے اور فلسفہ میں پی ایچ ڈی کی۔
پھر تجارت کا پیشہ اپنایا تا آں کہ باشراحیل گروپ کے چیئر مین ہوئے۔ باشراحیل اسپتال
مکہ مکرمہ کے منتظم اعلیٰ، مکہ مکرمہ ریس کلب کے صدر، حجازِ مقدس کے اہم وفعال ادیب وشاعر۔
مقامی اخبارات میں آپ کا کلام بالعموم شائع ہوتا ہے نیز پانچ شعری مجموعے معذبتی،
لهوى قدرى، النبع الظامى، الخوف، قصائد من احداث الخليج شائع ہوئے اور
ادبی حلقوں میں سراہے گئے۔ اسکندریہ یونی ورسٹی مصر کے ڈاکٹر زین الدین خویسکی نے
ان کی شاعری پر کتاب "الجملة المثبتة فى وطنيات الشاعر عبد الله باشراحيل" لکھی۔ [۳۲۶]

- **شیخ محمد کامل خجا**

۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، وہیں پر تعلیم پائی۔ انفرادی صحافت
کے دور میں عکاظ کے ایڈیٹر رہے۔ انھی ایام میں ملک کے مشرقی صوبہ کے شہر الاحساء سے
شائع ہونے والے رسالہ "الخليج العربى" کے ایڈیٹر ہوئے۔ بعد ازاں وزارتِ اطلاعات کے
مدینہ منورہ دفتر میں سکریٹری رہے نیز ریڈیو پر ہفت روزہ ادبی پروگرام "کاتب و کتاب"
پیش کرتے رہے۔ مدینہ منورہ کے ادبی کلب نیز قاہرہ میں قائم ادباء کی عالمی تنظیم کے رکن ہیں۔
چارسے زیادہ تصنیفات میں افكار من المدينة المنورة، دور الاعلام الاسلامى فى
بناء الانسان المثالى اور شعری مجموعہ الامل الغارب شامل ہیں۔ [۳۲۷]

ان دنوں البلاد میں آپ کا کالم "النافذة الحرة" نام سے شائع ہوتا ہے، جہاں
ایک تحریر "الغزو القادم من الفضاء" عنوان سے چھپی، جس میں سیٹلائٹ چینلو کے ذریعے
عرب دنیا کے ہر گھر پر ہونے والی ثقافتی فحاشی وسیاسی یلغار جانب توجہ دلائی اور اس کا
سدباب کرنے کی ترغیب دلائی [۳۲۸] معلوم رہے موجودہ ایام میں فقط عربی ٹیلی ویژن چینلو
کی تعداد ۲۶۵ سے زائد ہے۔

- **شیخ احمد بن محمد صلاح جمجوم**

۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء کو جدہ میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ فلاح جدہ میں ابتدائی تعلیم اور

۱۹۴۹ء کو قاہرہ یونی ورسٹی سے تجارتی امور میں بی اے نیز ۱۹۵۴ء کو ہاورڈ یونی ورسٹی امریکہ سے ڈپلومہ کیا۔ پھر عرب بنک کی جدہ شاخ کے منیجر، محکمہ زکوٰۃ کے جنرل منیجر، سیمنٹ فیکٹری جدہ کے چیئرمین، دو بار سعودی عرب کے وزیر تجارت، سعودی ایئر لائن کے سربراہ، نجوم موٹر کمپنی کے جنرل منیجر، مختلف اوقات میں رہے۔ حجازِ مقدس کی اہم کاروباری و سماجی شخصیت ہیں۔ جدہ یونی ورسٹی کے بانی رکن، جمعیة الخیریة لتحفیظ القرآن الکریم جدہ کے سرپرست رکن، نیز المدینة اخبار شائع کرنے والے ادارہ کے تین بار جنرل منیجر منتخب ہوئے تا آں کہ خود مستعفی ہوئے۔ تمام مصروفیات کے ساتھ اخباراتِ میں دورِ حاضر کے مسائل پر بھی اظہارِ رائے کرتے ہیں[۳۲۹] جدہ میں حفظِ قرآنِ مجید کے لیے فعال مذکورہ بالا تنظیم کے ماضی وحال پر ایک تحریر "هــي من ابدع صـور الدعوة" عنوان سے چھپی۔[۳۳۰]

• انجینئر حارث بن محمد صالح با حارث

آپ کے حالات وتعارف دست یاب نہیں، البتہ ان کے والد محمد صالح باحارث ملک کی مشہور شخصیت ہیں، جو ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۵ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، وہیں پر تعلیم پائی، پھر مدرسہ فیصلیہ مکہ مکرمہ میں استاذ ہوئے، بعدازاں سعودی وزارتِ خزانہ میں ملازمت اختیار کی اور ترقی کرتے ہوئے وزیرِ خزانہ کے دفتر میں مدیر ہوئے۔ مشہور تعمیراتی کمپنی موٴسسة بن لادن کے بانی و مالک شیخ محمد عوض بن لادن نے وفات پائی تو اس کے سربراہ ہوئے۔ ڈاکٹر حامد مُطبقانی کے ساتھ مل کر ۱۹۶۵ء کو جدہ میں نیشنل اسپتال اور ۱۹۸۲ء کو دوسرا اسپتال بنوایا۔ نیز کھیل کی تربیت وفروغ کے لیے جدہ میں ہی ایک مرکز بنوایا۔ سعودی حکومت اور تیل کمپنی آرامکو کے درمیان ہونے والے ابتدائی مذاکرات میں شامل تھے، یہی کمپنی آج تک سعودی تیل نکال رہی ہے۔ علاوہ ازیں سعودی عرب سے لبنان کی بندرگاہ صیدا تک بچھائی گئی تیل پائپ لائن کے معاہدہ میں شریک تھے اور ۱۹۵۴ء کو سعودی عرب کے بادشاہ سعود بن عبدالعزیز آل سعود (وفات ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۹ء) پاکستان آئے تو ان کے وفد میں شامل تھے۔ جمعیة الخیریة

لتحفیظ القرآن الکریم جدہ اور پھر محکمہ اوقاف جدہ کے صدر رہے۔[۳۳۱]

• شیخ سامی بن جعفر فقیہ

مدینہ منورہ میں علم و تجارت سے وابستہ نمایاں خاندان کے فرد، جو فقیہ کہلاتا ہے۔ آپ کے والد شیخ جعفر بن ابراہیم فقیہ رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء) نے مسجد نبوی کے باب رحمت پر تجارتی بنیاد پر مکتبة الاخاء قائم کیا، جس کا دوسرا نام مکتبة الفقیه تھا۔[۳۳۲]

محدثِ حجاز کی وفات پر مدینہ منورہ کے جس ''مؤسسة الاهلية للادلاء'' نامی ادارے نے تعزیت کا اشتہار اخبار میں دیا تھا، سامی بن جعفر فقیہ اس کے سیکرٹری جنرل ہیں۔

الاَدِلاء سے مراد مدینہ منورہ کے وہ باشندے ہیں، جو آثار نبویہ کے اماکن و وجود بارے وسیع معلومات رکھتے ہیں اور وہاں حاضر ہونے والے مسلمانانِ عالم کی روضۂ اقدس پر حاضری و سلام نیز دیگر آثار، جبلِ اُحد، غزوۂ خندق، تاریخی مساجد و کنوئیں، قبرستان بقیع کے اہم مزارات کی زیارت میں رہنمائی کرتے ہیں۔ ابتدائی صدیوں میں اہلِ مدینہ، میزبان اور رسول اللہ ﷺ کے ہمسائے ہونے کے جذبہ سے مدینہ منورہ وارد ہونے والے زائرین کو یہ خدمات رضا کارانہ طور پر اور اجر و ثواب کی غرض سے مہیا کرتے تھے، جوں جوں اسلام پھیلتا گیا اور زائرین کی مدینہ منورہ آمد و حاضری میں اضافہ ہوا، یہ عمل و رہنمائی ایک پیشہ کی شکل اختیار کر گیا، چناں چہ کچھ خاندان صدیوں سے نسل در نسل اسے اپنائے ہوئے ہیں۔ موجودہ دور میں اسے تجارتی شعبہ کی حیثیت دے کر ایک مرکزی ادارہ ''مؤسسة الاهلية للادلاء'' کے تحت کیا گیا ہے۔ اب یہی ادلاء حضرات، زائرینِ مدینہ منورہ کی آمد و استقبال، رہائش و دیگر ضروری سہولیات کا بندوبست اور واپسی کے انتظامات کرنے کے ذمہ دار ہیں۔[۳۳۳]

مدینہ منورہ میں یہ خدمات انجام دینے والے ''ادلاء'' اور مکہ مکرمہ میں ''مطوّف'' کہلاتے ہیں، جنھیں پاک و ہند کی اصطلاح میں ''معلّم'' کہتے ہیں۔

مکہ مکرمہ میں اس شعبہ کو منظم و فعال بنانے کے لیے اسلامی دنیا کی جغرافیائی ترتیب کے اعتبار سے اس نوع کے چار پانچ مرکزی اداروں میں تقسیم کیا گیا، جن میں عرب دنیا کے

اج کی خدمت ورہنمائی کے لیے قائم ادارہ کا نام ”مؤسسة مطوفي حجاج الدول العربية“ ہے۔ اس کی جانب سے بھی محدثِ حجاز کی وفات پر تعزیت کا اشتہار دیا گیا۔

• انجینیئر عبد العزیز حنفی

جمعية الخيرية لتحفيظ القرآن الكريم جدہ کے صدر ہیں۔ یہ تنظیم ۱۳۹۶ھ کو جدہ کی چند تاجر و سماجی شخصیات نے قائم کی، آگے چل کر حکومت بھی معاون ہوئی۔ اب جدہ اور اس کے گرد و نواح کے بیس سے زائد چھوٹے شہر و دیہات کی سیکڑوں مساجد میں اس کے زیر اہتمام حفظ قرآنِ مجید کے شعبے قائم ہیں، جہاں بیس برس کے عرصہ میں ۲۶۳۰ طلباء و طالبات نے قرآنِ مجید حفظ کیا[۳۳۴] اور ۱۴۲۵ھ کے ماہِ رمضان مبارک میں اس کے ۹۳ حفاظ نے مختلف مساجد میں نمازِ تراویح پڑھائی۔[۳۳۵]

• شیخ احمد زکی بن حسن یمانی

آپ کے والد اور دو چچا نیز دادا محترم مکہ کرمہ کے جلیل القدر علماء میں سے تھے، جن کے اسماء گرامی یہ ہیں:

- شیخ محمد سعید بن محمد یمانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۶ء) شمالی یمن کے مقام اخلیدی میں پیدا ہوئے اور ۱۲۹۴ھ کو مکہ مکرمہ ہجرت کی، وہیں پر وفات پائی۔ مسجد حرم میں شوافع کے امام، شاعر، زاہد و عابد۔[۳۳۶]
- شیخ محمد صالح بن محمد سعید یمانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۵ء) مسجد حرم میں مدرس، سعودی مجلس شوریٰ کے رکن، انڈونیشیا میں تبلیغی خدمات ہیں۔[۳۳۷]
- شیخ حسن بن محمد سعید یمانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۲ء) فقیہ شافعی، مدرس مسجد حرم، قاضی، انڈونیشیا و ملائشیا میں خدمات ہیں، محدثِ حجاز کے استاذ۔[۳۳۸]
- شیخ محمد علی بن محمد سعید یمانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۲ء) حافظ و قاری، مدرس مسجد حرم، قاضی، نکاح خواں، مبلغِ اسلام، پاکستان وغیرہ ممالک کے دورے کیے۔[۳۳۹]

اور شیخ احمد زکی بن حسن بن محمد سعید یمانی ۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۰ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے،
امریکہ سے قانون کے موضوع پر ایم فل کیا، پھر ۱۹۶۲ء سے ۱۹۸۶ء تک تقریباً ربع صدی
سعودی عرب کے وزیر پٹرول رہے، تا آں کہ خود مستعفی ہوئے۔ تیل کی پیداوار و قیمت نیز
متعلقہ معاملات پر نظر رکھنے والی عالمی تنظیم اوپیک (OPEC) کے بانی رکن [۳۴۰]
اس سے تعلق کے موضوع پر لندن میں مقیم امریکی مصنف جیفری رابنسن نے انگریزی میں
ضخیم کتاب ۱۹۸۸ء میں تصنیف کی، جس کا عربی ترجمہ عجلتون لبنان سے ''الیمانی۔
القصة من الداخل'' نام سے شائع ہوا۔

وزارت سے الگ ہونے کے بعد ایک اشاعتی ادارہ ''مؤسسة الفرقان للتراث
الاسلامی'' قائم کیا، جس کا صدر دفتر لندن میں ہے۔ یہ مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کی تاریخ و
دیگر تحقیقی موضوعات پر اہم کتب شائع کر رہا ہے۔

علاوہ ازیں خود بھی ادبی و تحقیقی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ اٹھارہ فروری ۱۹۹۸ء
بدھ کی شام ''صالون ابو العلاء الادبی'' کے زیر اہتمام مکہ مکرمہ کے محلہ رصیفہ کے ایک
تفریحی ہال میں آپ کا لیکچر ''السیاسة الدولیة قبل الاسلام و دور مکة المکرمة فی
التجارة'' عنوان سے طے تھا۔ [۳۴۱]

شیخ احمد زکی یمانی کا حال ہی میں ایک طویل انٹرویو الجزیرۃ چینل نے نشر کیا، جو
لندن کے نواح میں واقع آپ کے تاریخی گھر میں ریکارڈ کیا گیا۔ اس میں بتایا کہ حجاز مقدس میں
سعودی حکومت قائم ہونے کے ایام میں جان و مال کے خوف سے میرے دادا و خاندان کے
دیگر بزرگ مکہ مکرمہ سے انڈونیشیا ہجرت کر گئے تھے، بعد ازاں واپس آئے۔ میری والدہ
حافظہ قرآن تھیں اور انھوں نے ایک سو تین برس عمر پائی اور میں ان کی آخری اولاد ہوں۔
مزید بتایا کہ میں نے مکہ مکرمہ کے علاوہ قاہرہ یونی ورسٹی و ازہر یونی ورسٹی نیز یورپ و امریکہ میں
تعلیم پائی۔ قیام قاہرہ کے دوران اشتراکیوں سے میل جول بڑھایا اور ان کے افکار و
نظریات پر آگاہی حاصل کی، پھر اخوان المسلمون کی متعدد شخصیات سے تعلق استوار کیا اور

ان کی منہج کا قریب سے مشاہدہ کیا۔ نیز مصر کی دیگر سیاسی جماعتوں اور اہم شخصیات ڈاکٹر طٰہ حسین [۳۴۲] وغیرہ کے افکار کو جانچا، لیکن کسی بھی مرحلہ پر وہاں کی اشترا کی جماعت یا اخوان المسلمون کی رکنیت اختیار نہیں کی۔ قاہرہ کے میرے اساتذہ میں شیخ عبد الوہاب خلاف رحمۃ اللہ علیہ [۳۴۳] بطورِ خاص قابلِ ذکر ہیں۔

قاہرہ یونی ورسٹی نے گزشتہ برس میرے اعزاز میں ایک مستقل تقریب منعقد کی۔ قبل ازیں یورپ و امریکہ و مشرقِ وسطیٰ کی متعدد جامعات نے مجھے پی ایچ ڈی کی اعزازی اسناد عطا کیں لیکن قاہرہ یونی ورسٹی کی یہ تقریب میرے لیے ان سب سے بڑھ کر ہے۔

شیخ احمد زکی یمانی نے الجزیرۃ کے اس انٹرویو میں تیل کی سیاست پر گفتگو کرتے ہوئے کہا، عرب اس حال میں نہیں کہ تیل کو بطورِ ہتھیار استعمال کر سکیں، اگر تیل پیدا کرنے والے کسی عرب ملک نے پیداوار کم کرنے کے اقدامات اٹھائے تو جواباً اسے امریکہ وغیرہ کی طرف سے حصار کا سامنا کرنا ہوگا، جس طرح لیبیا و عراق کے ساتھ ہوا اور اب ایران ہدف ہے۔

انٹرویو کے آغاز میں شیخ احمد زکی یمانی نے واضح کیا کہ گفتگو کے دوران بعض موضوعات زیرِ بیان آئیں گے، جن کے بارے میں اپنی آراء کا اظہار کروں گا۔ جس کا ناظرین کو یہ مطلب نہیں لینا چاہیے کہ میں حزبِ اختلاف یا کسی جماعت کی نمائندگی کر رہا ہوں، بلکہ میری تنقید و رائے کی حیثیت نصیحت کی سی ہوگی۔ لہٰذا سامعین کو مخالفت و نصیحت کے درمیان فرق کو ملحوظ رکھنا ہوگا۔

پھر کہا، میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جشن اور غزوۂ اُحد وغیرہ ایام کی یاد منانے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ اسلام سے متعلق ان واقعات کی مناسبت سے جمع ہونا ضروری ہے، تاکہ لوگوں کے دلوں میں اسلام سے تعلق تازہ و اجاگر ہوتا رہے۔

اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ مکہ مکرمہ میں وہ گھر جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی عشرے زندگی بسر کی، اسے منہدم کر دیا گیا ہے۔ اس گھر سے متعلق کئی تصاویر و تاریخی آثار میرے پاس محفوظ ہیں، جن میں چکی کا پاٹ بطورِ خاص قابلِ ذکر ہے، جس پر سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا

تاتیار کیا کرتی تھیں۔ شیخ احمد زکی یمانی نے مزید کہا، سعودی عرب میں اظہار رائے کی آزادی
ب سے بڑا مسئلہ ہے، جو دی جانی چاہیے، نیز بعض حدود وقیود کا اٹھایا جانا اور اسلامی آثار کی
حفاظت و بقا پر توجہ کی ضرورت ہے۔

احمد زکی یمانی ایک منجھے ہوئے عالمی سیاست دان، بین الاقوامی حلقہ احباب کے حامل،
ماہر قوانین، شاعر، مصنف، مادری زبان کے علاوہ انگریزی و فرنچ کے ماہر، سعودی
پٹرولیم یونی ورسٹی کے بانی رکن، صوفیہ کرام کے معتقد وغیرہ اوصاف رکھتے ہیں۔

ان دنوں لندن کے نواح میں واقع اپنے وسیع و عریض گھر میں مقیم ہیں، جو انگلینڈ کے
شاہی خاندان کا ایک قدیم محل تھا، جسے چند عشرے قبل زر کثیر کے عوض خرید کر مرمت و تزئین کرائی۔
یہ محل برطانیہ کی اہم تاریخی عمارات میں سے ہے اور ارد گرد کا علاقہ اسی کے نام سے مشہور ہے۔

آپ کی تصنیفات میں الارهاب، الاسلام و المرأة شائع ہوئیں۔ ان میں اوّل الذکر
دہشت گردی کے موضوع پر اور دوسری اسلام میں عورت کے حقوق پر ہے۔ ان دنوں مکہ مکرمہ و
مدینہ منورہ کے بارے میں انسائی کلو پیڈیا تصنیف کر رہے ہیں [۳۴۴]، جو جدہ یونی ورسٹی کے
پروفیسر ڈاکٹر عباس طاش کندی کی نگرانی میں طبع ہوگا۔ تیسری مطبوعہ کتاب ''الشريعة الخالدة و
مشكلات العصر'' ہے، جس میں اسلامی نظام کا عمومی تعارف و ہیئت بیان کی گئی ہے نیز
دیگر مروّجہ نظام بالخصوص اشتراکی اور سرمایہ داری نظام سے موازنہ کرنے کے بعد اسلام کو
موجودہ و ہر دور کے تقاضوں کے عین مطابق قرار دیا [۳۴۵] ان اعمال کے علاوہ آپ کی
ویب سائٹ بھی موجود ہے۔ [۳۴۶]

سعودی عرب کے سابق وزیر پٹرولیم احمد زکی یمانی کی دو بیٹیاں علم سے وابستہ اور
دونوں پی ایچ ڈی ہیں۔ ان میں ایک ڈاکٹر می یمانی ہیں، جن کی تصنیف ''مهد الاسلام،
الحجاز، و السعى نحو هوية عربية'' لندن سے شائع ہوئی۔ الجزیرۃ چینل نے
ستمبر ۲۰۰۴ء کے کسی پروگرام میں ڈاکٹر می یمانی کی اس کتاب پر تعارف و تبصرہ نشر کیا۔
مصنفہ نے حجازِ مقدس کے باشندوں، جو ان کے بقول اہلِ سنت و جماعت اور صوفیہ کے

معتقدات پر ہیں، انھیں مذہبی وفکری آزادی دی جائے، اس پہلو پر زور دیا۔

اس کتاب کے مندرجات وہابیہ کے لیے کہاں قابلِ برداشت تھے، چناں چہ ان کے خلاف مہم چلائی۔ اس ضمن میں ام القریٰ یونی ورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر شریف حاتم بن عارف عونی جو حجازی باشندے ہیں، انھیں آگے لایا گیا، جنھوں نے وہابیہ کی ترجمانی میں اخبار کے پورے صفحہ کا مضمون لکھا، جسے حجازی اخبارات کی بجائے خطہ نجد کے اخبار میں جگہ ملی، جو "الحجاز و التسامح الديني، في الرد علي دعوة مي يماني لإرجاع التصوف للحجاز" کے جلی عنوان سے شائع کیا گیا۔ [۳۴۷]

● ڈاکٹر ابوبکر احمد باقادر

۱۳۷۰ھ/۵۱-۱۹۵۰ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۹۹ھ کو امریکہ سے پی ایچ ڈی کی، پھر جدہ یونی ورسٹی میں پروفیسر ہوئے۔ ادب و ثقافت اور معاشرتی علوم سے گہرا لگاؤ ہے۔ چار سے زائد مطبوعہ تصنیفات و تراجم میں علم الاجتماع و الاسلام اور الاسلام من و جهة نظر علم الاناسة شامل ہیں۔ [۳۴۸]

اقراء ٹیلی ویژن کے پروگرام البينة میں آئے اور "الجد و الهزل في قضايا الامة الاسلامية" کے عنوان سے امتِ اسلامیہ کو درپیش عالمی مسائل پر گفتگو کی۔

محدثِ اعظم کی وفات کے دنوں میں سعودی وزیرِ حج کے مشیر تھے، بعد ازاں وزارتِ اطلاعات وثقافت کے اعلیٰ نمائندہ بنائے گئے۔

● شیخ سید ابوبکر بن صالح شطا

آپ کا تعارف دست یاب نہیں ہو سکا، فقط اتنا معلوم ہے کہ سعودی مجلسِ شوریٰ کے رکن اور پھر چیئرمین رہے، لیکن شطا خاندان، جس کے آپ فرد ہیں، مکہ مکرمہ کا مشہور علمی وسیاسی گھرانہ ہے، اس کے اہم افراد کے نام یہ ہیں:

● شیخ سید محمد زین العابدین بن محمود شطا دمیاطی ازہری رحمۃ اللہ علیہ

(وفات ۱۲۶۶ھ/۱۸۵۰ء) مکہ مکرمہ میں شطا خاندان کے جداعلیٰ، حافظ قرآن مجید،

شافعی عالم، مدرس مسجد حرم۔[۳۴۹]

- شیخ عثمان بن محمد زین العابدین شطا (وفات ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء)

حافظ کتاب اللہ، امام وخطیب ومدرس مسجد حرم، صاحب تصنیف۔[۳۵۰]

- شیخ ابوبکر بن محمد زین العابدین شطا (وفات ۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۳ء)

حافظ قرآن کریم، قاری، مفسر، فقیہ شافعی، مدرس مسجد حرم، متعدد تصنیفات ہیں، صاحب اعانۃ الطالبین۔[۳۵۱]

- شیخ عمر بن محمد زین العابدین شطا (وفات ۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۳ء)

مدرس مسجد حرم۔[۳۵۲]

- شیخ احمد بن ابوبکر بن محمد زین العابدین شطا (وفات ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۴ء)

مدرس مسجد حرم۔[۳۵۳]

- شیخ حسین بن ابوبکر بن محمد زین العابدین شطا

(وفات ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء) مدرس مسجد حرم۔[۳۵۴]

- شیخ صالح بن ابوبکر بن محمد زین العابدین شطا (وفات ۱۳۶۹ھ/ ۱۹۴۹ء)

امام نمازِ تراویح ومدرس مسجد حرم، سعودی مجلسِ شوریٰ کے وائس چیئرمین، اہلِ نجد کے معتمد خاص وشاہی مشیر۔[۳۵۵]

- شیخ ہاشم بن عبداللہ بن عمر بن محمد زین العابدین شطا (وفات ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۱ء)

مدرس مسجد حرم ومدرسہ صولتیہ۔[۳۵۶]

- شیخ احمد بن صالح بن ابوبکر بن محمد زین العابدین شطا (وفات ۱۳۹۲ھ/ ۱۹۷۲ء)

سعودی عرب کے وزیر تجارت۔[۳۵۷]

- شیخ محمود بن صالح بن ابوبکر بن محمد زین العابدین شطا (وفات ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء)

مجلس شوریٰ کے رکن۔[۳۵۸]

- ڈاکٹر شیخ محمد بن احمد بن ابوبکر بن محمد زین العابدین شطا (ولادت ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء)

عالم، ادیب، ۱۹۳۲ء کو قاہرہ سے پی ایچ ڈی کی، سعودی ریڈیو کے منیجر۔ [۳۵۹]

- شیخ محمد سعید بن عثمان بن محمد زین العابدین شطا
امام وخطیب مسجد حرم، صاحب تصنیف۔ [۳۶۰]
- بریگیڈیر ریٹائرڈ ابراہیم بن ہاشم بن عبداللہ بن عمر بن محمد زین العابدین شطا
(ولادت ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء) ادیب وشاعر۔ [۳۶۱]

• ڈاکٹر حامد بن محمد هرسانی

تقریباً ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۶ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ فلاح مکہ مکرمہ میں تعلیم کے دوران محدثِ حجاز کے والد گرامی کے شاگرد ہوئے۔ بعدازاں قاہرہ یونی ورسٹی سے طب میں ڈاکٹریٹ کی۔ الندوۃ شائع کرنے والے ادارہ کے رکن [۳۶۲] اور پھر ملک کے وزیر صحت رہے۔

محدثِ اعظم حجاز کے والد پر مضمون لکھا، جو "صفحات مشرقة" میں شامل ہے۔ [۳۶۳]

• ڈاکٹر عبد اللہ عمر نصیف

۱۳۵۸ھ/ ۱۹۳۹ء کو جدہ میں پیدا ہوئے اور ۱۹۶۴ء کو ریاض یونی ورسٹی سے جیالوجی میں بی اے کیا، پھر اسی میں استاذ تعینات کیے گئے۔ ۱۹۷۱ء کو لیڈز یونی ورسٹی انگلینڈ سے جیالوجی میں ہی پی ایچ ڈی کی۔ ۱۹۷۳ء کو رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سیکرٹری بنائے گئے اور تقریباً دو عشرے اس پر فائز رہے۔ بعدازاں سعودی مجلس شوریٰ کے وائس چیئرمین ہوئے۔ الندوة العالمية للشباب الاسلامی ریاض کے رکن نیز پاکستان سمیت متعدد ممالک کی جامعات کے بورڈ آف ڈائریکٹر کے رکن ہیں۔ مختلف موضوعات بالخصوص جیالوجی پر عربی وانگریزی میں دس سے زائد تصنیفات ہیں، جن میں الاسلام و الشیوعیة، العلم و الشریعة و التعلیم شامل ہیں [۳۶۴] خدمت اسلام کی بنیاد پر ۱۹۹۰ء میں شاہ فیصل عالمی ایوارڈ سے نوازے گئے۔ جدہ کا نصیف خاندان شہر کا سب سے اہم سیاسی گھرانہ اور حکومت کا معتمد ومعاون چلا آرہا ہے۔

• شیخ الازہر ڈاکٹر شیخ سید محمد طنطاوی

۱۹۲۸ء کو مصر میں پیدا ہوئے اور ''بنو اسرائیل فی القرآن و السنة'' عنوان سے مقالہ پر پی ایچ ڈی کی۔ پھر ۱۹۸۶ء سے ۱۹۹۴ء تک ملک کے مفتیٔ اعظم تعینات رہے اور ۱۹۹۴ء سے اب ۲۰۰۹ء میں شیخ الازہر کے اعلیٰ ترین منصب پر فائز ہیں۔ [۳۶۵]

جامعہ ازہر کی طرف سے شائع ہونے والے ماہ نامہ الازہر [۳۶۶] نے ربیع الاوّل ۱۴۱۹ھ، مطابق جولائی ۱۹۹۸ء کو جشن میلاد النبی ﷺ کی مناسبت سے شیخ الازہر طنطاوی کی تصنیف ''الرحمة المهداة محمد ﷺ'' ۱۰۴ رصفحات پر الگ طبع کرا کے رسالہ کے ہر خریدار کو اس شمارہ کے ساتھ بطورِ ہدیہ پیش کی۔

۲۱ راگست ۲۰۰۵ء کو مصر کے سیاحتی شہر شرم الشیخ میں اقـــــراء ٹیلی ویژن چینل کی انتظامیہ کے زیر اہتمام جو عالمی کانفرنس ''فقہ اسلامی اور دہشت گردی'' نام سے منعقد ہوئی، اس میں خطاب فرمایا۔

۲۳ رستمبر ۲۰۰۵ء کو شیخ الازہر طنطاوی نے مصر کے دقهـلية علاقہ کے گاؤں بطرہ کی مسجد ابوبکر صدیقؓ میں نمازِ جمعہ کا خطبہ و امامت فرمائی، جو ۲۰۰۵ء کے مصر کا مثالی گاؤں قرار دیا گیا، اسی مناسبت سے آج یہاں تقریب منعقد ہوئی، جس میں علاقہ کے کمشنر وغیرہ تشریف لائے۔ آپ نے ''تعمیر مساجد اور نماز کا اہتمام'' موضوع پر خطبہ دیا، جسے مصر کے انتہائی اہم ٹیلی ویژن چینل المصرية نے براہِ راست نشر کیا۔ یہ مسجد وسیع و عریض اور نئی تعمیر شدہ نیز ہرے رنگ کے بڑے گنبد سے آراستہ نظر آئی، جس کے پہلو میں مسجد نبوی سے مشابہ منار تھا۔

مراکش کے بادشاہ سید حسن دوم، جو خود بھی عالم دین تھے، انھوں نے طرح ڈالی تھی کہ ہر سال ماہِ رمضان مبارک میں پوری اسلامی دنیا کے اکابر علماء کرام کو اپنے ہاں مدعو کرتے، پھر ہر شام محل کے اندر دربار منعقد کیا کرتے، جس میں بادشاہ و شہزادگان، اعلیٰ عہدیداران، فوجی افسران، سفراء موجود ہوتے۔ تب مہمان علماء میں سے کوئی ایک طے شدہ اسلامی موضوع پر

درس دیا کرتے۔ اس شاہی اجتماع کو "الدروس الحسنية" کا نام دیا گیا اور مذکورہ بادشاہ کی وفات کے بعد ان کے فرزند و مراکش کے موجودہ بادشاہ محمد ششم نے اس مبارک سلسلہ کو جاری رکھا۔ چناں چہ ۲۰۰۵ء کے ماہِ رمضان میں عالم اسلامی سے جو علماء مدعو کیے گئے ان میں شیخ الازہر طنطاوی بھی شامل تھے۔

آپ نے ۱۱ر اکتوبر ۲۰۰۵ء کی شام مراکش کے شاہی محل میں خطاب کیا، جسے وہاں کے المغربية ٹیلی ویژن چینل نے براہِ راست نشر کیا۔ آپ بھاری بھرکم کرسی پر براجمان تھے اور بادشاہ سمیت تمام حاضرین زمین پر مؤدب بیٹھے یہ خطاب سماعت کر رہے تھے۔ آخر میں بادشاہ نے خود اجتماعی دعا کی۔

یاد رہے محدثِ اعظم حجاز شیخ سید محمد بن علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ بھی الدروس الحسنية میں مدعو کیے جاتے رہے۔

ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی کے دو رکنی وفد مولانا وجاہت رسول قادری و مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری نے ۲۰۰۰ء کو قاہرہ کا دورہ کیا تو شیخ الازہر طنطاوی سے ملاقات و تبادلہ خیالات کیا۔ [۳۶۷]

● ڈاکٹر محمّد عبدہ یمانی

۱۳۵۹ھ/ ۱۹۴۰ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ فلاح مکہ مکرمہ سے ایف اے، پھر ریاض یونی ورسٹی سے بی اے اور امریکہ میں ارضیات و اقتصادیات کے موضوعات پر ایم اے و پی ایچ ڈی کی۔ آپ کے مقالہ ڈاکٹریٹ کا عنوان "الجیولوجیا الاقتصادية و اقتصادیات المعادن فی المملكة العربية السعودية" ہے۔ علاوہ ازیں امریکہ سے ہی یونی ورسٹی ایڈمنسٹریشن میں ڈپلومہ کیا، پھر ریاض یونی ورسٹی کے سائنس کالج میں لیکچرار ہوئے تا آں کہ جدہ یونی ورسٹی کے وائس چانسلر بنائے گئے اور ترتیب کے اعتبار سے یہ منصب سنبھالنے والے دوسرے فرد تھے [۳۶۸] پھر ۱۹۷۵ء سے ۱۹۸۳ء تک سعودی عرب کے وزیر اطلاعات رہے۔ ماہر اقتصادیات و ارضیات، ادیب، مبلغ و مفکر اسلام، سماجی کارکن،

تاجر، مقرر، عربی و انگریزی میں متعدد مضامین و کتب کے مصنف اور اسلامی دنیا کی مشہور شخصیات میں سے ہیں۔

آپ نے تصنیف و تالیف کا آغاز اقتصادی و سائنسی موضوعات سے کیا، پھر اسلامی افسانے واصلاحی کہانیاں لکھنے لگے، بالآخر اسلامی موضوعات کی جانب توجہ ہوئی۔ اب پچیس سے زائد تصنیفات ہیں۔ پہلی کتاب ۱۳۹۱ھ میں ریاض یونی ورسٹی نے شائع کی، جس کا نام ''مستقبل الثروة المعدنية فى المملكة العربية السعودية'' ہے۔ اڑن طشتری کی حقیقت پر ''الاطباق الطائر حقيقة أم خيال''، دم دار ستارہ بارے ''وداعاهالي'' کتب شائع ہوئیں اور امرأة فى الظلال، جراح البحر، فتاة من حائل، اليد السفلى نامی مطبوعہ تصنیفات افسانہ و کہانی کے مجموعہ ہیں۔

اسلامی کتب میں علموا اولادكم ذكر الله، بأبى أنت و أمى يا رسول الله ﷺ، علمو اولادكم محبة رسول الله ﷺ، علمو اولادكم محبة اهل بيت رسول الله ﷺ، علموا اولادكم محبة صحابة رسول الله ﷺ، انها فاطمة الزهراء رضی اللہ عنہا، هكذا حج رسول الله ﷺ، هكذا صام رسول الله ﷺ، بدر الكبرىٰ، التامين بالدعاء، لبابية، حوار مع البهائيين وغیرہ مطبوعہ عربی وانگریزی کتب ہیں۔[۳۶۹]

ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی کے والد شیخ عبداللہ عبدہ یمانی رحمۃ اللہ علیہ زاہد و عابد نیز مکہ مکرمہ کی سماجی شخصیت تھے، انھوں نے جمعرات، چھ شوال ۱۴۲۰ھ، مطابق ۱۳ر جنوری ۲۰۰۰ء کو مکہ مکرمہ میں وفات پائی[۳۷۰]، تو اس دور کے ولی عہد شہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز آل سعود نیز شاہی خاندان کے متعدد ذمہ داران نے بذریعہ فون آپ سے تعزیت کی، جب کہ کمشنر جدہ شہزادہ مشعل بن ماجد بن عبدالعزیز آل سعود گھر آئے اور مجلس شوریٰ کے وائس چیئر مین ڈاکٹر عبداللہ نصیف نیز مسجد حرم مکی و مسجد نبوی امور کے نگرانِ اعلیٰ و امام و خطیب مسجد حرم شیخ محمد عبداللہ سُبَیِّل وغیرہ نے تعزیت کی[۳۷۱] عکاظ نے وفات کی خبر جلی قلم سے چوتھائی صفحہ پر شائع کی[۳۷۲] الریاض اخبار شائع کرنے والے ادارہ نے پورے صفحہ کا تعزیتی اشتہار

دیا[۳۷۳] دلہ البرکۃ کمپنی کے چیئرمین نیز اس سے وابستہ جملہ کارکنان کی طرف سے چوتھائی صفحہ کا تعزیتی اشتہار دیا گیا۔[۳۷۴]

سرکاری مناصب کو خیر باد کہنے کے بعد ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی تین شعبوں تجارت، سماجی خدمات اور اسلامی تعلیمات کی جملہ ذرائع سے تبلیغ واشاعت میں فعال ہوئے اور یہ اعمال آج تک جاری ہیں۔ مکہ مکرمہ کے علاوہ جدہ شہر میں گھر واقع ہے اور آپ کی سرگرمیاں بطورِ خاص ان دونوں مقامات تک پھیلی ہوئی ہیں۔

قرآنِ مجید کی خدمت کے لیے جدہ میں ۱۹۷۶ء سے قائم سماجی تنظیم ''جمعیۃ الخیریۃ لتحفیظ القرآن الکریم'' کے ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی صدر رہے نیز اہم معاونین میں سے ہیں۔ اس کے قیام کے اغراض ومقاصد میں لوگوں کو تجوید وحفظِ قرآن کریم کی رغبت دینا، اس کے لیے مدارس کا قیام، مساجد وسکول میں تعلیم کا اہتمام، ائمہ ومؤذنین کی تربیت، انعامی مقابلوں کا انعقاد، جیلوں میں تعلیم قرآن کا انتظام شامل ہیں۔ ابتدائی بیس برسوں میں اس تنظیم نے ۹۲ ملین ریال خرچ کیے۔[۳۷۵]

حافظ برادران نے اپنے والد وچچا کی یاد میں قرآنِ مجید حفظ وتجوید کے لیے جس انعامی مقابلہ کا اجراء کیا اور اس میں اوّل آنے والے طلباء کو ''علی عثمان حافظ ایوارڈ'' پیش کیے جاتے ہیں، اس کی چوتھی سالانہ تقریب فروری ۱۹۹۸ء کو جدہ میں ہوئی، جس میں ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی مہمانِ خصوصی تھے۔[۳۷۶]

اقــــراء ٹیلی ویژن چینل پر ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی کی تقاریر پر مبنی ایک عربی پروگرام ''الکلمۃ الطیبۃ'' عرصہ سے نشر ہو رہا ہے۔ اس میں ۴؍مارچ ۲۰۰۵ء بروز ہفتہ، بعد ظہر نشر کی گئی تقریر کا موضوع ''قرآنِ مجید سے تعلق'' تھا، جس کا تحریر شدہ انگریزی ترجمہ سکرین پر دیا جاتا رہا، اسے ۲۵؍مارچ کو پھر سے نشر کیا گیا۔

سیرت النبی ﷺ پر آپ نے متعدد کتب تصنیف وشائع کیں، جن میں سے اکثر پہلے مختلف اخبارات بالخصوص ''الشرق الاوسط'' میں قسط وار شائع ہوئیں۔ علاوہ ازیں

اقراء چینل پر جاری پروگرام الکلمۃ الطیبۃ کا موضوع بھی بالعموم سیرت ہوتا ہے، جیسا کہ ۲۸/اگست ۲۰۰۵ء، بروز اتوار کو نشر کی گئی قسط میں تھا۔ اس پروگرام کی انفرادیت وخاصیت یہ ہے کہ آدھ گھنٹہ کے ہر پروگرام کے آغاز وخاتمہ پر نعتیہ قطعہ ''طلع البدر علینا'' عربی آوازوں میں ترنم وموسیقی کے ساتھ سنایا جاتا ہے۔ اسی چینل پر رمضان مبارک ۱۴۲۶ھ کے ایام میں بوقت سحر ذاتِ مصطفیٰ ﷺ پر ایک حسین وجمیل پروگرام ''نسمات من طیبۃ'' پیش کیا جاتا رہا، جس میں اہلِ سنت علماء ومفکرین شریک ہوتے رہے۔ اس میں ۱۹/اور پھر ۲۰/اکتوبر ۲۰۰۵ء کو ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی موجود تھے اور موضوع کی مناسبت سے گفتگو کی۔

سولہویں پاپائے روم نے بارہ ستمبر ۲۰۰۶ء کو جرمنی کی ایک یونی ورسٹی میں کسی اور موضوع پر لیکچر کے دوران اسلام اور رسول اللہ ﷺ پر اظہارِ خیال کیا، جسے مسلمانانِ عالم نے توہین پر مبنی قرار دیا، جس پر عرب وعجم میں احتجاج شروع ہوا تو پوپ نے چند دن بعد بیان جاری کیا کہ مسلمانوں کو میری گفتگو سمجھنے میں غلطی ہوئی، اس بیان کو مسلم رہنماؤں نے مضحکہ خیز مانتے ہوئے مسترد کر دیا اور احتجاج جاری رہا۔ مزید چند دن بعد پوپ نے مبہم وغیر واضح انداز میں معذرت کی۔

اس مرحلہ پر اقراء چینل کا ہفت روزہ پروگرام ''البیـــنۃ'' ۲۱/ستمبر ۲۰۰۶ء کی شام براہِ راست نشر کیا گیا تو موضوع ''اوضح البیان فی الرد علی بابا الفاتیکان'' تھا، جس میں ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی مہمان ومقرر تھے۔ انھوں نے اس مذموم حرکت وروبیہ کی تازہ ترین صورت حال پر گفتگو کرتے ہوئے پوپ کی معذرت کو ناکافی بتایا اور کہا کہ وہ کتاب اللہ قرآن کریم اور نبی اللہ ﷺ کی اہانت کے مرتکب ہوئے اور اس پر معذرت کی بجائے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کریں۔

مزید کہا کہ یہ سب سوچی سمجھی تدبیر کے تحت ہو رہا ہے، پوپ جیسی اہم دینی شخصیت اور سات اہم زبانوں کے ماہر کے متعلق یہ نہیں تسلیم کیا جا سکتا کہ اسلام بارے کم علمی کے نتیجہ میں رائے دی یا یہ زبان کی لغزش تھی اور معذرت تو لغزش پر کی جاتی ہے، کوئی فعل

عمداً انجام دینے کے بعد معذرت خواہ ہونے پر اس سے پہنچنے والی تکلیف کا ازالہ نہیں ہو سکتا۔

ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی نے مزید کہا، ۱۹۷۴ء کو سعودی علماء و مفکرین کے وفد نے، جس کا میں بھی رکن تھا، اٹلی کے شہر روم میں واقع پوپ کی قیام گاہ و مرکز ویٹی کن میں پندرھویں پوپ سے ملاقات کی تھی، جو احترام ادیان کے قائل بلکہ داعی تھے، انھوں نے دورانِ گفتگو اسلام کے بارے میں اچھے تاثرات کا اظہار کیا اور جب نماز کا وقت ہو گیا تو ان کی اجازت پر وفد نے وہیں پر نماز ادا کی۔

المیہ ڈنمارک اور پھر سولہویں پوپ کی افسوس ناک رائے سامنے آنے کے فوری بعد اس تناظر میں اقراء چینل پر ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی کے دروس پر مبنی ایک نیا پروگرام ''علّموا اولادکم محبة رسول الله ﷺ'' نام سے شروع کیا گیا۔ بیس منٹ کے پروگرام میں آپ کی نشست کے پیچھے بلندی پر آیہ مبارکہ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ [۲۱/۱۰۷] کا کتبہ آویزاں ہوتا ہے، جب کہ آغاز و اختتام پر مسجد نبوی و گنبد خضراء کی رنگین تصویر دکھائی اور پسِ منظر میں ''طلع البدر علینا'' کی آوازیں سنائی جاتی ہیں۔ ۳/ اکتوبر ۲۰۰۶ء، بروز منگل، بوقت ظہر پروگرام نشر کیا گیا اور یہ رمضان کا پہلا عشرہ تھا۔ پھر ۹/ نومبر، بروز جمعرات کو بھی انھی اوقات میں دیکھا گیا۔

رمضان مبارک کے دوسرے عشرہ ۹/ اکتوبر کو یہ بوقت سحر نشر کیا گیا، تو اس قسط میں ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی نے حدیث نبوی شریف پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا، جو لوگ قرآن مجید سے ہدایت کے داعی اور علم حدیث کے منکر ہیں، وہ غلطی پر ہیں۔ کیا علم حدیث کی اہمیت و ضرورت بارے فقط اتنا کہہ دینا کافی نہیں کہ علماءِ امت نے ہر دور میں اس کی حفاظت و اشاعت میں اعلیٰ درجہ کا اہتمام کیا۔ بے شک علم حدیث سے استفادہ کے بغیر ایمان کی تکمیل ممکن نہیں۔ نیز رسول اللہ ﷺ سے محبت کے مظاہر میں سے ہے کہ ہم علم حدیث سے وابستگی مضبوط رکھیں اور اپنی اولادوں کو اس کے اہتمام کی ترغیب و نصیحت کرتے رہیں۔

ریڈیو جدہ ان دنوں ایک پروگرام ''علی خُطی المصطفیٰ ﷺ'' نشر کر رہا ہے،

جس میں ۱۰ر نومبر ۲۰۰۶ء، بروز جمعہ کی شام ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی کی تقریر پیش کی گئی۔

عرب دنیا میں ہر سال سترہ رمضان کو کئی روز تک غزوۂ بدر کی یاد منائی جاتی ہے اور تاریخ اسلامی کے اس اہم واقعہ کی مناسبت سے محافل ومجالس منعقد ہوتی، نیز ذرائع ابلاغ میں تقاریر ومضامین شائع ہوتے ہیں۔ رمضان ۱۴۲۶ھ، مطابق ۲۱/اکتوبر ۲۰۰۵ء کو اقراء چینل کے پروگرام "نسمات من طيبة" کا موضوع غزوۂ بدر تھا اور اس میں ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی نیز جدہ میں مقیم حلب شام کے عالم شیخ مجد مکی نے اس مناسبت سے گفتگو کی۔ اگلے برس ۱۷ر رمضان ۱۴۲۷ھ، مطابق ۱۰/اکتوبر ۲۰۰۶ء کو سعودی عرب کے سرکاری عربی ٹیلی ویژن چینل نے رات گئے غزوہ بدر کی یاد میں ایک مذاکرہ بعنوان "معركة بدر الكبرىٰ المكان و الزمان" براہِ راست نشر کیا، جس میں حجاز ونجد کے چار اہلِ علم نے شرکت کی، جن میں ڈاکٹر یمانی ایک تھے۔ آپ نے جدہ سٹوڈیو سے گفتگو میں حصہ لیا اور آغاز میں میزبان سے کہا کہ آج دیگر معاملات میں حد درجہ مشغول تھا، لیکن جب اس مذاکرہ میں شرکت کی دعوت ملی تو مجھے دلی مسرت ہوئی اور دیگر تمام مصروفیات معطل ومؤخر کر کے یہاں حاضر ہوا۔

غزوۂ بدر پر ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی کی مستقل ضخیم کتاب شائع ہو چکی ہے، نیز مضامین حجازی اخبارات میں طبع ہو رہے ہیں، جیسا کہ عکاظ میں "معركة بدر" عنوان سے شائع ہوا[۳۷۸] ادھر الندوۃ کے ۱۷ر رمضان ۱۴۱۸ھ کے شمارہ میں ڈاکٹر یمانی کی غزوہ بدر بارے کتاب پر ابنِ حسن کا قلم بند کردہ طویل تعارف وتبصرہ بعنوان "بدر انتصار للاسلام" شائع ہوا۔[۳۷۹]

رمضان مبارک کے ہی آخری عشرہ میں فتح مکہ کی یاد تازہ کی جاتی ہے، اس مناسبت سے ۱۴۱۸ھ کے ماہِ رمضان، مطابق ۲۷ر جنوری ۱۹۹۸ء کی رات ART نامی عربی ٹیلی ویژن چینل نے ایک گھنٹہ پر محیط مذاکرہ بعنوان "ندوة الفتح المبين" نشر کیا، جس میں ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف اور ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی مقررین تھے۔

نیا ہجری سال طلوع ہونے پر عرب دنیا میں ہجرتِ رسول اللہ ﷺ کی یاد کا

، مع اہتمام کیا جاتا ہے۔ جب ۱۴۲۰ھ کا آغاز ہوا تو ڈاکٹر یمانی کا مضمون "علموا اولادکم اسرار الهجرة و معالمها" عکاظ میں چھپا۔[۳۸۰]

جشن میلاد النبی ﷺ کے جواز پر اپنی تصانیف میں لکھا، نیز ہر سال ۱۲ر ربیع الاول کے اخبارات بالخصوص الشرق الاوسط میں اس بارے آپ کے مضامین اکثر شائع ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں سیرت النبی ﷺ کے مختلف پہلو پر تحریریں متعدد ممالک کے اخبارات ورسائل میں شائع ہو رہی ہیں، جن میں سے بعض کے عنوانات یہ ہیں:

- الاحتفاء بالمولد النبوی الشریف۔[۳۸۱]
- السلام علیك یا رسول اللّٰه۔[۳۸۲]
- بأبی انت و امی یا رسول اللّٰه۔[۳۸۳]
- علموا اولادکم کیف یصلون علی النبی ﷺ۔[۳۸۴]

اہلِ بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فضائل وسوانح پر آپ کی دو کتب شائع ہو چکی ہیں نیز اقراء چینل پر ایک پروگرام "سیدات بیت النبوة" نام سے آتا رہا، جس میں ۲۲ر اگست ۲۰۰۶ء، بروز منگل بوقت صبح نشر کی گئی قسط میں فضائل حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا پر گفتگو کی اور مضمون "آل بیت رسول اللّٰه ﷺ هل تحق لهم الصدقة" طبع ہوا۔[۳۸۵]

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے میں ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی کی مستقل کتاب چھپ چکی ہے، نیز ان دنوں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر کتاب زیر تصنیف ہے اور ۱۰ر اکتوبر ۲۰۰۶ء کو اقراء چینل کے پروگرام "علموا اولادکم محبة رسول اللّٰه ﷺ" میں ظاہر ہوئے تو احادیث کی تدوین میں صحابہ کرام کی جہد پر گفتگو کی نیز ناظرین کی توجہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت جذب دلائی۔ قبل ازیں اس موضوع پر حسبِ ذیل عنوانات سے مضامین الشرق الاوسط میں اشاعت پذیر ہوئے:

- زهد الصحابة و ورعهم۔[۳۸۶]

- کرامات الصحابة۔[۳۸۷]
- وقائع من کرامات الصحابة۔[۳۸۸]
- اذكار الصحابة۔[۳۸۹]
- الصحابة یتنافسون فی الاعمال الصالحة۔[۳۹۰]
- انفاق الصحابة۔[۳۹۱]

اسلام کے اہم رکن روزہ پر آپ نے مستقل کتاب لکھی، نیز الندوة کے نمائندہ نوری جعفر نے آمدِ رمضان پر اس مناسبت سے انٹرویو لے کر قارئین تک پہنچایا[۳۹۲] اور ان ایام میں لوگوں کو عبادت کی مزید رغبت دلانے کے لیے ایک مضمون "النبی ﷺ و الذکر فی رمضان" شائع ہوا۔[۳۹۳]

حج جیسے اہم رکن اسلام پر عربی کتاب تصنیف کی اور اردو نیوز کے نمائندہ عبدالمقصود مرزا نے مسائلِ حج بارے انٹرویو لے کر قارئین تک معلومات پہنچائیں[۳۹۴] حج ۱۴۲۶ھ کے ایام میں آپ اقراء چینل پر روزانہ مناسکِ حج بتاتے نظر آئے، بلکہ ۳۱ر دسمبر ۲۰۰۵ء، بروز ہفتہ بعد مغرب اس چینل پر حج معلومات پر مبنی ان کی انگریزی تقریر نشر کی گئی۔ ۸ر جنوری ۲۰۰۶ء کی صبح آپ اقراء پر عربی میں حج بارے گفتگو کر رہے تھے اور حج کے ایام میں طواف کے دوران حجرِ اسود کو چومنے کے لیے ہونے والی دھکم پیل کے عمومی رویہ پر حجاج کو نصیحت پر مضمون "ایها المسلمون لا تتزاحموا بعنف علی الحجر الاسود" عنوان سے شائع ہوا۔[۳۹۵]

اصلاحِ اعمال اور تزکیہ نفس کی دعوت بھی آپ کی تقاریر و تحریر کے موضوعات میں شامل ہیں۔ اقراء چینل کے پروگرام "الکلمة الطیبة" میں ۱۳ر جنوری ۲۰۰۵ء کو "عباد الرحمٰن" کے اوصاف بیان کیے، یہ ۲۲ر اپریل کو پھر سے نشر کیا گیا اور ۱۱ر مارچ ۲۰۰۶ء کو اس پروگرام میں "توبہ" پر گفتگو کی۔ اسی ضمن میں نشہ سے بچاؤ اور نجات کے لیے ایک مضمون "نعم للمخدرات" طبع ہوا۔[۳۹۶]

تبلیغ اسلام و تعلیم کو عام کرنے کے لیے جدہ کے دلة البرکة گروپ نے ایک خیراتی ادارہ

"جمعية اقراء الخيرية" قائم کیا، جس کے ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی صدر ہیں[۳۹۷]علاوہ ازیں جدہ میں ہی اسلامک ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی سعی سے فلپائن کے متعدد باشندوں نے اسلام قبول کیا، آپ اس کے سالانہ اجلاس میں شریک ہوئے اور خطاب فرمایا نیز ان نومسلم کو تحائف پیش کیے[۳۹۸] آپ مسلم اقلیت پر مشتمل ممالک میں مسلمانوں کی خدمت بالخصوص تعلیم عام کرنے میں فعال ہیں، اس غرض سے روس وچین کے سفر کیے[۳۹۹]اور وہاں کے مسلمانوں سے ان کے مسائل پر آگاہی حاصل کی، پھر یہ معلومات ومشاہدات قلم بند کر کے سفرِ چین کتابی صورت میں شائع کرایا۔ ادھر امریکہ وکینیڈا میں ایک تنظیم اسلام کے فروغ اور مسلمانوں کے حقوق کے لیے وسیع پیمانہ پر فعال ہے، جس کا نام CAIR اور واشنگٹن میں صدر دفتر ہے، جہاں ایک عرب عالم ڈاکٹر شیخ نہاد عوض شعبہ تعلقاتِ عامہ کے سربراہ ہیں۔ ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی اس تنظیم کے معاونین میں سے ہیں[۴۰۰] مسلم اقلیتوں کے مسائل اور ان کا حل جاننے کے لیے "الشرق الاوسط" نے بعض مفکرین کی آراء حاصل کیں، جن میں آپ بھی شامل تھے۔ آپ نے اقلیتی معاشرہ میں مسلم عورت کی تعلیم وتربیت جانب توجہ دلائی، تاکہ وہ اپنا کردار وذمہ داریاں بہتر طور پر انجام دے سکے۔[۴۰۱]

امت مسلمہ کی زبوں حالی اور اس کیفیت سے نکلنے کی ممکنہ صورتوں بارے آپ کے افکار وتجاویز بھی سامنے آتی رہی ہیں، جیسا کہ اسلامی اقتصاد کے موضوع پر انٹرویو شائع ہوا[۴۰۲] اور اسلامی ممالک کے ریڈیو سٹیشن ونشریات کے درمیان رابطہ کے لیے قائم تنظیم "منظمة اذاعات الدول الاسلامية" کے جنرل سیکرٹری حسین عسکری نے ایک سیمینار منعقد کرایا، جس میں تین دانش ور ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی، شیخ احمد صلاح جمجوم اور ڈاکٹر ایمن حبیب مدعو کیے گئے۔ پھر اس سوال کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کی گئی کہ مغرب دنیا، مسلمانانِ عالم کے ہاں اپنی صورت بہتر ودرست کرنے میں لاپرواہی وغفلت کا مظاہرہ کیوں کر رہی ہے[۴۰۳] اسلامی دنیا کو ان دنوں جس انتہا پسندی ودہشت گردی کا شدت سے سامنے ہے، اس کی شرعی حیثیت وعلاج جاننے کے لیے اقراء چینل کے زیر اہتمام ۲۱ راگست ۲۰۰۵ء کو مصر کے

باحتی شہر شرم الشیخ میں علماء و مفکرین اسلام کی جو دو روزہ عالمی کانفرنس منعقد ہوئی، آپ نے اس میں شرکت کی۔

جدہ یونی ورسٹی سے اعزازی پروفیسر کے طور پر آج تک وابستہ ہیں نیز دیگر تعلیمی اداروں میں آپ کے لیکچر کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں ۱۸ر نومبر ۱۹۹۷ء کی شام ریاض کے ادبی کلب میں لیکچر دیا، جس کی ذرائع ابلاغ میں وسیع تشہیر و چرچا رہا۔ اس کا موضوع "کیف تدخل القرن القادم" (ہم آئندہ صدی میں کیسے داخل ہوں؟) تھا۔ اس میں ان شعبوں کی نشان دہی کی، جن میں سعودی عرب و دیگر ممالک کو بھرپور جدوجہد کی ضرورت ہے، تاکہ وقت کے تقاضے پورے ہوں اور آنے والے دور میں سر اُٹھا کر جی سکیں۔ اس اجتماع میں دانش ور و مفکر طبقہ نے بکثرت شرکت کی اور لیکچر سنا نیز موضوع کی مناسبت سے سوالات کیے، اسے علمی طبقہ میں سراہا گیا۔ [۴۰۴]

جدہ و مکہ مکرمہ کی شاید ہی کوئی اہم تقریب و تنظیم ہو، جو ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی کے وجود سے خالی ہو۔ جدہ کی ایک علمی شخصیت و اہم تاجر عبد المقصود بن محمد سعید بن عبد المقصود خوجہ، جو مکہ مکرمہ کے باشندہ ہیں، انھوں نے نومبر ۱۹۸۲ء میں طرح ڈالی کہ ہر پیر کی شام گھر پر ادباء و شعراء و مفکرین کی مجلس منعقد کیا کرتے۔ پیر کو عربی میں "الاثنین" کہتے ہیں، اسی مناسبت سے یہ اجتماع "الاثنينيّة" کہلایا [۴۰۵]، جسے اتنی مقبولیت و پذیرائی ملی کہ اب عبد المقصود خوجہ ہر سال عالمِ اسلام کی کسی اہم علمی و ادبی شخصیت یا ادارہ کو مدعو کر کے ان کے اعزاز و تکریم میں بہت بڑی تقریب منعقد کرتے ہیں، جس میں ان کی خدمات کا اعتراف و خراجِ تحسین پیش کیا جاتا ہے، پھر اس کی روداد "الاثنينية" نام سے خوب صورت کتاب کی شکل میں شائع کی جاتی ہے۔ اس تقریب کے ۱۱ر مئی ۱۹۹۲ء اجتماع میں ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی اہم مقرر کے طور پر شامل تھے۔ [۴۰۶]

ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی شعراء کی انفرادی سطح پر حوصلہ افزائی و رہنمائی کرتے ہیں [۴۰۷]

مدینہ منورہ کے مشہور ادیب و شاعر و صحافی عزیز ضیاء نے وفات پائی تو "و رحل عزیز فی

الادب'' عنوان سے مضمون قلم بند و شائع ہوا[۴۰۸] علاوہ ازیں مکہ مکرمہ کے '' صالون ابوالعلاء الادبی'' سے وابستہ ہیں[۴۰۹] نیز اسلامی ادباء کی عالمی تنظیم'' رابطة الادب الاسلامی العالمیة'' کے صدر ہیں۔[۴۱۰]

چودھویں صدی ہجری میں اسلامی دنیا کو جن مصائب کا سامنا کرنا پڑا، ان میں القدس الشریف پر صیہونی قبضہ اور فلسطینی باشندوں کی نسل کشی سب سے بڑی مصیبت ہے۔ ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی نے اس تناظر میں ایک طویل کہانی '' مشرد بلا خطیئة'' لکھی، جو اس درد سے آشنا ہونے کے لیے اہم ہے۔[۴۱۱]

صحت مند ذہن و معاشرہ کے لیے کھیل کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ چناں چہ آپ مکہ مکرمہ میں کھیلوں کے فروغ کے لیے قائم کلب '' نادی الوحدة الریاضی'' کی اعزازی کونسل کے رکن [۴۱۲] اور جدہ میں ریس کلب کے صدر نیز گھوڑا دوڑ کے مقابلوں میں مہمانِ خصوصی ہوتے ہیں[۴۱۳] ادھر مکہ مکرمہ کے ٹیچر ٹریننگ کالج سے ایک گروہ جسمانی تربیت پا کر فارغ ہوا تو تقریب تقسیم اسناد میں شمولیت کے لیے آپ کو مدعو کیا گیا۔[۴۱۴]

ڈاکٹر یمانی نے ۱۴۰۴ھ کو جدہ میں ایک اشاعتی ادارہ '' دار القبلة للثقافة الاسلامیة'' قائم کیا[۴۱۵]، جس نے قرآنِ مجید کے الگ الگ سپارے اعلیٰ طباعتی معیار نیز اسلامی موضوعات پر متعدد کتب خوب صورت انداز میں شائع کیں اور اس تحریر کے دوسرے باب میں آچکا ہے کہ آپ الندوۃ اخبار شائع کرنے والے ادارہ کے سرپرست ہیں۔

آپ کی تصانیف عرب و عجم میں مقبول ہوئیں اور اسلامی موضوعات پر بعض کتب مختلف اخبارات بالخصوص الشرق الاوسط میں قسط وار شائع ہوئیں، پھر اسی اخبار کے ادارہ نے انھیں کتابی صورت میں شائع کر کے ان کے اشتہار دیے۔ یوں ان کتب کی اشاعت کا وسیع اہتمام کیا گیا، ان میں '' علموا اولادکم محبة رسول الله ﷺ '' سر فہرست ہے اور '' هكذا حج رسول الله ﷺ '' بھی اسی اخبار نے شائع کی، جس کا اشتہار جلی قلم سے '' المسلمون'' کے چوتھائی صفحہ پر دیا۔[۴۱۶]

حجازِ مقدس کے مشہور صحافی فارق لقمان جو عرب نیوز، ملیالم نیوز، اردو نیوز وغیرہ روزناموں کے ایڈیٹر رہے، انھوں نے آپ کی تصانیف بارے ایک مضمون "مع الدکتور یمانی" لکھا، جس میں تازہ کتب علموا اولادکم محبة رسول اللہ ﷺ اور علموا اولادکم محبة آل بیت النبی ﷺ کے مندرجات کو سراہا۔[۴۱۷]

اور ابن حسین نے آپ کی تصنیف "بدر الکبریٰ المدینة و الغزوة" کا طویل تعارف وتبصرہ "بدر انتصار للاسلام" عنوان سے لکھا۔[۴۱۸]

عرب دنیا کے قدیم ترین وکثیر الاشاعت اخبار روزنامہ "الاھرام" قاہرہ کے شعبہ مذہبی امور کے ایڈیٹر شیخ محمود مہدی[۴۱۹] نے "انھا فاطمة الزھراء رضی اللہ عنہا" پر طویل تبصرہ وتعارف لکھا اور کتاب نیز اسلامی موضوعات پر آپ کی دیگر تصانیف کو سراہا[۴۲۰] ادھر الندوۃ نے اس کی اشاعت بارے خبر دی اور اسلامی ادب میں اضافہ کی کامیاب کوشش قرار دیا[۴۲۱]، جب کہ سمیر رزق اللہ نے الحیاۃ میں اس کتاب کا تفصیلی تعارف پیش کیا۔[۴۲۲]

ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی کی سماجی خدمات کا دائرۂ عمل زندگی کے تمام شعبوں تک پھیلا ہوا ہے۔ سعودی عرب میں ذیابطیس کا مرض بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے، اس کی روک تھام اور شکار افراد کی ممکنہ رہنمائی ومدد کے لیے ایک تنظیم "جمعیة اصدقاء مرضی السکر" فعال ہے، آپ اس کی مجلس منتظمہ کے رکن، جب کہ حجازِ مقدس کے متعدد اسپتال اور اہم ڈاکٹر اس کارِ خیر میں شامل ہیں۔[۴۲۳]

اسلامک انٹرنیشنل ریلیف کونسل کی طرف سے عطیات جمع کرنے کے لیے ایک ہفتہ کی دوسری سالانہ مہم کا آغاز کیا گیا تو مکہ مکرمہ کے الوحدۃ کلب کے میدان میں مرکز بنایا گیا۔ ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی نے مالی وجسمانی ہر طرح سے مہم میں بھرپور حصہ لیا اور اس کا افتتاح کرتے ہوئے ایک لاکھ ریال کا عطیہ اپنی جیب خاص سے دیا، جو حاضرین میں سب سے بڑھ کر تھا۔ یہ تنظیم اسلامی دنیا میں غرباء کی مالی امداد، سستے علاج کے مراکز کا قیام، یتیموں کی کفالت وغیرہ خدمات انجام دے رہی ہے۔[۴۲۴]

ان مشاغل کے ساتھ آپ رابطہ عالم اسلامی کے بانی رکن، شاہ فیصل فاؤنڈیشن کے رکن، ملک کی متعدد جامعات کے بورڈ آف ڈائریکٹر کے رکن، نیز ملکی و بین الاقوامی، اسلامی، ادبی، ثقافتی، سائنسی، زرعی، طبی، معدنیات، کھیل اور اشاعتی اداروں وتنظیموں کے صدر یا رکن ہیں۔

تجارت کے شعبہ میں آپ حجازِ مقدس کے ''دلة البركة گروپ'' کے نائب صدر ہیں [۴۲۵] جب کہ شیخ صالح بن عبداللہ کامل اس کے صدر ہیں، جن کی بہن ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی کی اہلیہ ہیں [۴۲۶] علاوہ ازیں ''فتحی کمپنی'' کے رکن ہیں، جس کی تجارتی سرگرمیاں سعودی عرب اور امریکہ ویورپ کے بڑے شہروں تک پھیلی ہوئی ہیں۔ [۴۲۷]

ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی کی دینی سرگرمیاں آغاز سے ہی مخالفین کو کھٹک رہی ہیں۔ چناں چہ وہابیہ اور شیعہ دونوں کی طرف سے مخالفت کا سامنا ہے۔ جیسا کہ خطہ نجد کے عالم وصحافی شیخ حمد الجاسر کے ساتھ قلمی معرکہ برپا ہوا [۴۲۸] نیز شیخ صالح فوزان نے مضمون ''بابی انت و امی یا رسول اللہ ﷺ'' کے خلاف قلم اٹھایا۔ ادھر شمالی یمن کے زیدی شیعہ عالم شیخ مجدالدین بن محمد مؤیدی نے ''علموا اولادكم محبة آل بيت النبي ﷺ'' کا جزوی رد لکھا۔ [۴۲۹]

فروری ۲۰۰۶ء کو سعودی دارالحکومت ریاض میں کتابوں کا عالمی میلہ منعقد ہوا، جس میں شرکاء کے لیے مختلف موضوعات پر ملک کی اہم علمی شخصیات کے لیکچر کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ ایک شام ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی کا لیکچر تھا، جس کے لیے آپ ہال میں پہنچے تو سامعین میں موجود وہابیہ کے ایک گروہ نے ہنگامہ آرائی کے ذریعہ کارروائی روکنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اس واقعہ کا ملکی پریس میں کئی دن تک چرچا رہا، تا آں کہ المستقلة چینل نے لندن سے اس تناظر میں دو پروگرام پیش کیے۔ ایک ۹/مارچ کی رات ''معرض الرياض و ترسيخ تقاليد الحوار بين النخب السعودية'' اور دوسرا ''معرض للكتاب و آفاق الحوار بين النخب السعودية'' نام سے ۱۲/مارچ کو براہِ راست نشر کیے گئے، جن میں کتاب میلہ اور اس واقعہ پر گفتگو کی گئی۔

اسلامیانِ پاک وہند سے ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی کا علمی تعلق استوار ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کے

تحفظ کے لیے کام کرنے والی تنظیمیں وادارے آپ سے رابطہ میں ہیں[۴۳۰] نیز آپ مفکر پاکستان علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت و افکار سے لگاؤ رکھتے ہیں اور جدہ میں "پاکستان رائٹرز فورم" کے تحت یوم اقبال کی مناسبت سے منعقدہ تقاریب میں بالعموم مہمانِ خصوصی کے طور پر شریک ہوتے اور علامہ اقبال کے بارے اظہارِ خیال کرتے ہیں۔ ایسی ہی ایک تقریب میں علامہ کے پوتا آزاد اقبال بھی موجود تھے، اس موقع پر ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی نے خطاب میں کہا:

"علامہ محمد اقبال عشقِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار تھے اور مغربی دنیا میں قیام کے دوران بھی وہاں کے نظام یا باشندوں سے مرعوب نہیں ہوئے"---[۴۳۱]

ریڈیو جدہ سے وابستہ میرٹھ ہندوستان کے محمد لئیق اللہ خان نے آپ کی دو تصانیف "هكذا حج رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم" اور "هكذا صام رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم" کے اردو تراجم کیے، جو جدہ ہی سے شائع ہوئے۔[۴۳۲]

پاکستان میں آپ کی ایک تصنیف کا عربی ایڈیشن ملتان سے شائع ہوا۔ نیز مفتی محمد محب اللہ نوری، علامہ محمد حسین ساجد ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر محمد مبارز ملک وغیرہ نے ان کے مضامین و کتب کے اردو تراجم کیے، جو الاشرف، ضیائے حرم[۴۳۳]، نعت، نور الحبیب وغیرہ رسائل میں چھپے نیز دو سے زائد کتب کے مکمل اردو تراجم لاہور سے شائع ہوئے۔

محدثِ اعظم حجاز شیخ سید محمد بن علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی پر ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی نے مضمون لکھا، جو صفحات مشرقة میں شامل ہے[۴۳۴] اور محدث حجاز کی وفات کے بعد، فضیلت ذکر اللہ کے بیان پر شائع ہونے والی اپنی تازہ کتاب علموا اولادكم ذكر الله کا انتساب، اپنی نو محبوب شخصیات کے نام کیا، جن میں محدث حجاز نیز ان کے والد ماجد و دادا گرامی قدر کے نام شامل ہیں۔

• ڈاکٹر محمود بن محمد سفر

۱۳۵۸ھ/ ۱۹۳۹ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور ۱۹۷۲ء کو امریکہ سے انجینئرنگ کے

شعبہ میں پی ایچ ڈی کی، پھر انجینئرنگ کالج ریاض میں پروفیسر، وزارتِ تعلیم میں مشیر اور ۱۹۹۳ء کو وزیر حج بنائے گئے۔

ملک کے اہم مفکرین میں شمار ہوتے ہیں اور مختلف موضوعات انجینئرنگ، معاشرتی وتہذیبی نیز اسلامی وغیرہ پر لکھتے ہیں۔ سات سے زائد تصنیفات میں الحضارة تحد، الاعلام موقف، ثقب فی جدار التخلف، ثغرة فی الطریق المسدود شامل ہیں۔[۴۳۵]

اخبارات و رسائل میں حالات حاضرہ پر تحریریں چھپتی ہیں، جیسا کہ ایک مضمون ''شبابنا و شبابهم'' چھپا، جس میں عرب واسلامی دنیا کی نوجوان نسل کو ان کی ذمہ داریاں یاد و احساس دلائیں۔[۴۳۶]

• ڈاکٹر شیخ سعود بن ابراهیم شُریم

۱۳۸۶ھ/ ۶۷-۱۹۶۶ء کو ریاض میں پیدا ہوئے، وہیں پر حفظ قرآن مجید، تجوید اور پھر ۱۴۱۳ھ میں اسلامی قوانین میں ایم فل کیا۔ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز نیز شیخ صالح بن فوزان کے شاگرد۔ ریاض کے لاء انسٹی ٹیوٹ میں ۱۴۱۰ھ کو استاذ مقرر ہوئے اور ۱۴۱۲ھ کو شاہی فرمان کے ذریعے مسجد حرم مکہ مکرمہ کے امام وخطیب تعینات کیے گئے۔ نیز ۱۴۱۳ھ کو مکہ مکرمہ کی ہی ایک عدالت میں کچھ عرصہ قاضی رہے۔ ۱۴۱۴ھ میں مسجد حرم مکی میں مدرس ہوئے۔ ۱۴۱۶ھ کو ام القریٰ یونی ورسٹی سے پی ایچ ڈی شروع کی۔ دس سے زائد تصنیفات میں کرامات الاولیاء، حاشیة علی لامیة ابن القیم، خالص الجمان تهذیب المناسك من اضواء البیان شامل ہیں۔ ان دنوں مسجد حرم مکی کے چھ ائمہ وخطباء میں سے ایک نیز شریعت کالج ام القریٰ یونی ورسٹی کے پرنسپل ہیں۔[۴۳۷]

• شیخ صالح بن عبد الرحمٰن حصین

۲۰۰۵ء کو انھیں خدمت اسلام کی بنیاد پر شاہ فیصل عالمی ایوارڈ سے نوازا گیا[۴۳۸] محدثِ حجاز کی وفات کے ایام میں مسجد حرم مکی و مسجد نبوی سے متعلق جملہ امور کے نگراں بدرجہ وزیر تھے۔

• شیخ صالح بن سعد لُحَیدان

۱۳۲۹ھ/۱۹۵۰ء کو ریاض میں پیدا ہوئے اور ۱۹۷۴ء کو وہیں کے شریعت کالج سے تعلیم مکمل کی۔ پھر تحقیق و تبلیغ سے وابستہ ہوئے۔ اندرون ملک و بیرونی دنیا امریکہ، ہندوستان، مراکش وغیرہ میں متعدد کانفرنس میں شریک ہوئے۔ پانچ سے زائد تصنیفات میں الجهاد في الاسلام بين الطلب و الدفاع، حال المتهم في المجلس القضاء، نقد اصول الشيوعية اور مجموعہ فتاویٰ آٹھ جلد شامل ہیں۔[۴۳۹]

معلوم رہے ان دنوں سعودی عرب میں صالح لحیدان نام کے دو مشہور علماءِ نجد ہیں، دوسرے شیخ صالح بن محمد لحیدان (پیدائش ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء) ملک کے چیف جسٹس رہے۔[۴۴۰]

• شیخ صالح بن عبد اللّٰہ بن محمّد حُمَید

۱۳۶۹ھ/۱۹۴۹ء کو حجاز و نجد کے درمیان علاقہ قصیم کے اہم شہر بریدہ میں پیدا ہوئے اور والد کے علاوہ مقامی علماء سے تعلیم پائی نیز قرآن مجید حفظ کیا پھر ام القریٰ یونی ورسٹی سے "القيود الواردة على الملكية في الشريعة الاسلامية" مقالہ پر ایم فل نیز "رفع الحرج في الشريعة ضوابطه و تطبيقاته" پر ۱۴۰۲ھ میں پی ایچ ڈی کی۔ آخر الذکر مقالہ اسی یونی ورسٹی نے شائع کیا۔ علاوہ ازیں شیخ ابن تیمیہ و شیخ ابن عبد الوہاب کی تصنیفات بطورِ خاص پڑھیں۔ شریعت کالج مکہ مکرمہ نیز ابن سعود یونی ورسٹی ریاض میں استاذ ہوئے اور ۱۴۰۲ھ کو مسجد حرم میں مدرس پھر ۱۴۰۴ھ کو اس کے امام و خطیب تعینات ہوئے نیز ۱۴۰۵ھ میں کچھ عرصہ شریعت کالج مکہ مکرمہ کے پرنسپل رہے اور ۱۴۱۱ھ میں مسجد حرم مکی و مسجد نبوی امور محکمہ کے نائب سربراہ بنائے گئے، پھر ۱۴۱۴ھ میں سعودی مجلس شوریٰ کے رکن تعینات کیے گئے۔ ۱۴ر فروری ۲۰۰۹ء، مطابق ۲۰ر صفر ۱۴۳۰ھ کو شیخ صالح بن محمد لحیدان کی جگہ ملک کے چیف جسٹس بنائے گئے۔ دس سے زائد تصنیفات ہیں، جن میں سے "ادب الخلاف" کا اردو ترجمہ ۱۴۱۲ھ کو ہندوستان سے چھپا۔

محدث حجاز کی وفات کے ایام میں بدستور مسجد حرم مکی کے امام و خطیب نیز سعودی مجلس شوریٰ کے چیئرمین تھے۔ بعد ازاں اسی حیثیت سے سینٹ آف پاکستان کے چیئرمین

کی دعوت پر سولہ مئی ۲۰۰۶ء کو پاکستان کے دورہ پر آئے۔[۴۴۱]

• شیخ محمّد بن عبد اللہ سُبَیّل

۱۳۴۵ھ/ ۲۷-۱۹۲۶ء کو علاقہ قصیم کے قصبہ بکیریّہ میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد و علاقہ کے علماء سے تعلیم پائی اور قرآنِ مجید حفظ کیا۔ شیخ عبداللہ بن محمد بن حمید کے خاص شاگرد ہیں۔ پھر تدریس سے وابستہ ہوئے تا آں کہ بریدہ شہر کے اہم مدرسہ میں استاذ ہوئے، اور ۱۳۸۵ھ کو شاہی فرمان کے ذریعے مسجد حرم مکی کے امام وخطیب و مدرس اور ۱۳۹۰ھ کو مسجد حرم کے دینی امور سے متعلق ادارہ کے نائب صدر، ۱۳۹۳ھ میں مسجد حرم کے جملہ امور ادارہ کے نائب سربراہ ہوئے۔ اگلے مرحلہ میں مسجد حرم مکی و مسجد نبوی کے جملہ امور کے نگران ادارہ کے ۱۴۱۱ھ سے ۱۴۲۳ھ تک سربراہ بدرجہ وزیر رہے۔ علماء سپریم کونسل کے رکن نیز رابطہ عالم اسلامی کے ذیلی ادارہ فقہ اکیڈیمی کے رکن ہیں۔ مختلف ممالک کے متعدد تبلیغی دورے کیے، نیز کانفرنس میں شرکت کی۔ نظم ونثر میں چند تصنیفات ہیں، جن میں رسالة فی حکم الاستعانة بغیر المسلمین فی الجهاد، رسالة فی حکم التجنس بجنسية دولة غير اسلامية، من منبر المسجد الحرام شامل ہیں۔[۴۴۲]

ان کے بیٹے ڈاکٹر شیخ عمر بن محمد سُبَیِّل (وفات ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء) بھی مسجد حرم مکی کے امام وخطیب تھے۔ محدث حجاز کی وفات کے دنوں میں شیخ محمد سبیل مسجد حرم کے بدستور امام وخطیب اور انھیں اس پر تعینات ہوئے چالیس برس ہو چکے تھے۔

• شاہ فہد بن عبد العزیز ال سعود

۱۳۴۲ھ/ ۱۹۲۳ء کو ریاض میں پیدا ہوئے اور ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء کو وہیں پر وفات پائی۔ اپنے والد و مقامی علماء سے تعلیم حاصل کی اور ۱۹۵۳ء کے آخر میں سعودی وزارت تعلیم تشکیل پائی تو اس کا قلم دان سنبھالا پھر ۱۹۶۱ء تک وزیر تعلیم رہے اور ۱۹۶۲ء میں وزیر داخلہ ہوئے، اسی کے ساتھ ۱۹۶۷ء کو نائب دوم وزیر اعظم ہوئے تا آں کہ ۱۹۷۵ء کو شاہ خالد کے ولی عہد نیز نائب اوّل وزیر اعظم بنائے گئے اور ان کے انتقال پر ۱۹۸۲ء میں سعودی عرب کے

بادشاہ و وزیر اعظم ہوئے، ۱۹۸۳ء میں خدمت اسلام کی بنیاد پر شاہ فیصل عالمی ایوارڈ ملا۔ مملکت سعودی عرب کے قیام سے بادشاہ کے لیے سرکاری لقب ''جلالۃ الملک'' تھا، شاہ فہد نے ۱۹۸۶ء کو اس کی جگہ ''خادم الحرمین الشریفین'' اختیار کیا۔ ۲۰۰۲ء میں انھیں تخت سنبھالے بیس برس ہوئے تو سال بھر ملک میں جشن منایا گیا۔ [۴۴۳]

محدثِ حجاز کی وفات کے تقریباً دس ماہ بعد شاہ فہد بھی چل بسے۔

• شاہ عبد اللہ بن عبد العزیز ال سعود

۱۹۲۴ء کو ریاض میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد و مقامی علماء سے تعلیم پائی۔ نیشنل گارڈ کے سربراہ اور ۱۹۸۲ء کو ولی عہد و نائب اوّل وزیر اعظم ہوئے۔ ۲۰۰۵ء میں شاہ فہد کی جگہ ملک کے بادشاہ ہوئے۔ آپ ترتیب کے لحاظ سے سعودی عرب کے چھٹے حکمران ہیں۔ قبل ازیں ان کے والد اور پھر چار بڑے بھائی بادشاہ ہوئے۔ ان کے بھائیوں کی مجموعی تعداد چھتیس سے زائد ہے۔

• شہزادہ سلطان بن عبد العزیز ال سعود

۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء کو ریاض میں پیدا ہوئے، وہیں پر تعلیم پائی اور ۱۹۴۷ء کو دارالحکومت ریاض کے گورنر پھر ۱۹۵۳ء میں ملک کے وزیر زراعت اور ۱۹۵۵ء میں وزیر مواصلات ہوئے۔ ۱۹۶۲ء میں وزیر دفاع، ۱۹۸۲ء کو نائب دوم وزیر اعظم اور ۲۰۰۵ء میں ولی عہد بنائے گئے۔ ان دنوں تین مناصب وزیر دفاع، نائب اوّل وزیر اعظم نیز ولی عہد سے وابستہ ہیں، جن میں اوّل الذکر منصب گزشتہ تقریباً نصف صدی سے آپ کے سپرد ہے۔ [۴۴۴]

دیگر عرب شخصیات کا تعارف

محدث اعظم حجاز شیخ سید محمد بن علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی مناسبت سے جن شخصیات کا ذکر سعودی صحافت میں آیا، ان کے اسماء کی فہرست نیز ممکنہ تعارف و حالات باب چہارم میں قارئین کی نذر کیے گئے۔ یہاں ان عرب شخصیات کے ناموں کی فہرست اور پھر دست یاب حالات پیش ہیں، جن کا سعودی صحافت سے تو کوئی تعلق نہیں، لیکن محدث حجاز

کے سانحہ وفات یا شخصیت کے حوالہ سے ان کا ذکر اس تحریر کے پہلے باب میں آیا:

- شیخ حسن عبد الحی قزاز، محدث حجاز کی زندگی میں ان کے حالات اپنی تصنیف ''اھل الحجاز بعبقھم التاریخی ''میں قلم بند کیے۔
- کرنل ریٹائرڈ عاتق بن غیث بلادی، اپنی تصنیف ''نشر الریاحین فی تاریخ البلد الامین ''میں آپ کے حالات قلم بند کیے۔
- ملک شام کے ادیب و محقق عبد اللہ بن احمد زنجیر، حجازِ مقدس سے بذریعہ فون آپ کی وفات پر المستقلۃ ٹیلی ویژن چینل لندن کو مطلع کیا۔
- ڈاکٹر محمد ہاشمی حامدی، المستقلۃ پر وفات کی خبر نشر کی۔
- بحرین کے عالم جلیل شیخ راشد بن ابراہیم مریخی، بحرین سے مکہ مکرمہ پہنچ کر نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔
- ڈاکٹر شیخ عبد اللہ بن مکی کتانی، نمازِ جنازہ میں شرکت کی غرض سے آئے۔
- شیخ سید علی بن عبد الرحمٰن آل خلیفہ احسائی، نماز جنازہ میں شریک تھے۔
- محقق، مسند شیخ محمد بن عبد اللہ رشید، نماز جنازہ میں شرکت کی غرض سے ریاض سے مکہ مکرمہ پہنچے۔
- مبلغ اسلام پیر طریقت کویت کے سابق وزیر اوقاف شیخ سید یوسف ہاشم رفاعی، تعزیت کے لیے کویت سے مکہ مکرمہ پہنچے۔
- جدہ یونی ورسٹی کے پروفیسر شیخ محمد بشیر بن محمد عبد الحسن حداد، اقراء ٹیلی ویژن چینل پر وفات کی مناسبت سے پیش کیے گئے خصوصی پروگرام کے میزبان۔

● شیخ حسن بن عبد الحیٔ قزاز

۱۳۳۸ھ/ ۱۹۲۰ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء کو وفات پائی۔ مدرسہ فلاح وغیرہ مقامی مدارس و علماء سے تعلیم پائی، پھر ملک کے اہم صحافی نیز تاجر ہوئے۔ سعودی وزارتِ خزانہ کے شعبہ معلومات و اشاعت کے مدیر رہے، پھر ۱۹۵۷ء کو جدہ سے

ہفت روزہ ''عرفات'' جاری کیا، جو ملک کا پہلا اخبار ہے، جس نے اصلاحی اغراض سے کارٹون کی اشاعت شروع کی۔ شیخ احمد صلاح ججوم اور شیخ احمد زکی یمانی، عرفات کے اہم قلمی معاونین میں سے تھے، یہ ۱۹۵۹ء کے آغاز تک شائع ہوتا رہا۔

۱۹۵۸ء کو اخبار ''البلاد'' جاری کیا نیز اس کے چیف ایڈیٹر پھر شائع کرنے والے ادارہ کے رکن رہے۔ صحافی کی حیثیت سے امریکہ و یورپ کے دورے کیے اور سان فرانسسکو کے میئر نے شہر کی چابی پیش کی نیز فرنچ صحافت کی عالمی تنظیم کے رکن رہے۔ تین سے زائد تصنیفات میں اهل الحجاز بعبقهم التاريخي، الامن الذي نعيشه، مشواري مع الكلمة شامل ہیں، جن میں آخری کتاب آپ بیتی ہے اور دوسری کے انگریزی و فرنچ میں تراجم ہوئے۔[۴۴۵]

محدث حجاز کے دادا کے حالات اپنی اوّل الذکر کتاب میں شامل کیے [۴۴۶] اور آپ کے والد گرامی پر مضمون لکھا، جو صفحات مشرقہ میں درج ہے [۴۴۷] نیز اهل الحجاز میں ہی خود محدث حجاز کے حالات قلم بند کیے [۴۴۸] جنھیں بعد ازاں ہاشم محمد لی نے انٹرویو میں شامل کیا [۴۴۹] اور ان دنوں ایک ویب سائٹ پر بھی موجود ہیں۔

شیخ قزاز کی خواہش پر ان کی کتاب اهل الحجاز کا ایک باب محدث حجاز نے تحریر کیا۔[۴۵۰]

• کرنل عاتق بن غیث بلادی

۱۳۵۲ھ/۱۹۳۴ء کو مکہ مکرمہ کے شمال میں واقع گاؤں مسر میں پیدا ہوئے۔ مسجد حرم مکہ مکرمہ نیز دیگر مقامی مدارس اور ملٹری اکیڈمی طائف میں تعلیم پائی۔ ۱۹۷۷ء کو سعودی افواج سے کرنل کے عہدہ پر پنشن یاب ہوئے۔ فوجی ملازمت کے دوران عمان اردن میں مقیم تھے تو صحافت میں ڈپلومہ کیا۔ مؤرخ، سیاح، شاعر، جغرافیہ داں، ماہر انساب نیز آثارِ قدیمہ کے ماہرین میں سے ہیں۔ ملکی اخبارات میں متعدد مضامین طبع ہوئے نیز ۱۹۷۹ء کو مکہ مکرمہ میں ایک اشاعتی ادارہ ''دار مكة للنشر و التوزيع'' نام سے قائم کیا، جس نے آپ اور دیگر مصنفین کی متعدد کتب شائع کیں۔ ادبی کلب مکہ مکرمہ کے اہم رکن ہیں۔

بتیس سے زائد تصنیفات نظم و نثر میں ہیں، جن میں چوبیس سے زائد شائع ہوئی، ان میں اکثر سیرت النبی ﷺ، حجاز مقدس کی تاریخ و جغرافیہ، وہاں کی معاشرتی زندگی اور حجازی قبائل کے انساب پر ہیں۔ نعت و دیگر موضوعات پر آپ کی شاعری کے نمونے هديل الحمام میں درج ہیں۔ مطبوعہ تصنیفات میں معجم المعالم الجغرافية فى السيرة النبوية، معجم معالم الحجاز دس جلد، معالم مكة التاريخية و الأثرية، على طريق الهجرة، فضائل مكة المكرمة و حرمة البيت الحرام، معجم قبائل الحجاز، اودية مكة، قلب الحجاز، فى قلب جزيرة العرب، الادب الشعبى فى الحجاز، بين مكة و اليمن، نشر الرياحين فى تاريخ البلد الامين، هديل الحمام فى تاريخ البلد الحرام، الرحلة النجدية، على ربى نجد شامل ہیں۔[۴۵۱]

ہندوستان کے مولانا اسرار الحق نعیمی نے "معجم المعالم الجغرافية فى السيرة النبوية" کا اردو ترجمہ کیا۔

محدث حجاز کے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات هديل الحمام میں لکھے، جو صفحات مشرقة میں بھی طبع ہوئے۔[۴۵۲]

• شیخ عبد اللہ بن احمد زنجیر

۸۶-۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۶ء کو ملک شام کے شہر حلب میں پیدا ہوئے، جب کہ جدہ میں مقیم اور اشاعتی ادارہ "مركز الراية للتنمية الفكرية" کے مدیر، جس کے دفاتر دمشق و جدہ میں ہیں۔ ادیب، محقق، صحافی، "رابطہ ادباء شام" کے بانی رکن اور آٹھ سے زائد کتب کے مصنف و مؤلف ہیں، جن میں افكار بلا اسوار، اوراق مسلم، على الطنطاوى على بصيرة، فواصل ثقافية شامل ہیں۔ نیز مختلف اخبارات میں ادب و سیاست اور اصلاحی موضوعات پر مضامین طبع ہوئے۔[۴۵۳]

• ڈاکٹر محمد ہاشمی بن یوسف حامدی

۱۳۸۳ھ/۱۹۶۴ء کو ملک تیونس میں پیدا ہوئے، وہیں پر تعلیم حاصل کی پھر لندن سے

ایم فل و پی ایچ ڈی کی اور اخبار ''الشرق الاوسط'' سے بطورِ صحافی وابستہ ہوئے۔ بعدازاں لندن سے خود عربی اخبار ''المستقلة'' جاری کیا اور ۱۹۹۹ء کو وہیں سے عربی ٹیلی ویژن چینل ''المستقلة'' قائم کیا۔ عربی میں اسلامی موضوعات پر دو تین تصنیفات ہیں، جن میں ''محمد مصطفیٰ ﷺ للقرية العالم'' مشہور ہے۔ علماءِ نجد، ڈاکٹر عائض قرنی وغیرہ نیز وہاں کے حکام سے گہرے روابط ہیں۔ مذکورہ تصنیف کے آخر میں ان کا مختصر تعارف درج ہے۔

پاکستان کے ایک غیر مقلد ناشر عبدالمالک مجاہد کے زیر اہتمام اس کتاب کے اردو، انگریزی و فرنچ زبانوں میں تراجم مکتبہ دارالسلام ریاض کے ہاں زیر اشاعت ہیں۔ [۴۵۴]

• شیخ راشد بن ابراهیم مریخی

بحرین کے مشہور مالکی عالم، مسجد شیخ عیسیٰ بن آل خلیفہ الکبیر بمقام محرق کے امام و خطیب و مدرس، نعت خواں، نقشبندی سلسلہ سے وابستہ و مجاز، کلمہ حق کہنے میں جری، بحرین میں سعودی عرب کے سرکاری مبلغین کے تعاقب میں فعال رہے۔ پچیس سے زائد حج ادا کیے اور بکثرت مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور وہاں محافلِ میلاد و نعت منعقد کیں۔ سیدنا عبدالقادر جیلانی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر اولیاء کرام کے مزارات کی زیارت کے ارادہ سے بحرین سے بغداد بیس سے زائد بار گئے اور ۱۳۶۵ھ کو اس غرض کے لیے عراق گئے تو واسط و بصرہ کے درمیان واقع مقام ام عبیدہ میں صوفیہ کے سلسلہ رفاعیہ کے سرتاج سیدنا احمد کبیر رفاعی حسینی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۵۷۸ھ/۱۱۸۲ء) کے مزار پر پہلی بار حاضر ہوئے۔ ان ایام میں ذرائع آمد و رفت کی فراوانی نہیں تھی، لہٰذا طویل مسافت پیدل طے کر کے وہاں پہنچے۔ علاوہ ازیں کراچی آ چکے ہیں، آپ کے شاگردوں میں بحرین کے اہم عالم ڈاکٹر شیخ ناجی عربی نمایاں نام ہے۔

شیخ راشد مریخی کی دو مطبوعہ تصنیفات اعلام النبيل بما في شرح الجزائري من التلبيس و التضليل، البشارة في اعمال الحج و العمرة و الزيارة نام کی ہیں۔ علاوہ ازیں دیگر علماءِ اہلِ سنت کی چند کتب شائع کیں۔

فلسطین کے عالم جلیل شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء) نے اسماء اللہ الحسنیٰ کو منظوم کیا تھا، آپ نے یہ البشارۃ کے آخر میں شامل کیے [۴۵۵] امام محمد بن سلیمان جزولی سملالی شاذلی مالکی مراکشی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۸۷۰ھ/ ۱۴۶۵ء) کے مرتب کردہ مشہور زمانہ مجموعہ درود شریف "دلائل الخیرات" کے عثمانی عہد کے خوب صورت کتابت سے آراستہ ایڈیشن کا عکس مختلف رنگوں سے مزین کر کے اعلیٰ کاغذ پر پھر سے طبع کرایا، جس میں قصیدہ بردہ اور درود مشیشیہ [۴۵۶] وغیرہ اوراد بھی شامل ہیں [۴۵۷] نیز امام سید علی بن محمد حبشی علوی حضرمی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۵ء) کے مولود نامہ "ریاض سمط الدرر فی اخبار مولد سید البشر" کے ساتھ دیگر شعراء کے حمدیہ و نعتیہ کلام کا انتخاب اور مناقب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ شامل کر کے یک جا شائع کیا [۴۵۸] شیخ سید عبداللہ بن طاہر حداد علوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۷ء) نے طلباء کی آسانی کے لیے اسلامی آداب کو نظم میں ڈھال کر "حلیة الطلاب بجواهر الآداب من السنة و الكتاب" کا نام دیا، شیخ راشد مریخی نے اس کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ [۴۵۹]

آپ کے بیٹے ڈاکٹر شیخ ابراہیم مریخی بھی جلیل القدر عالم، محقق، مصنف، نعت خواں ہیں اور زیتونہ یونی ورسٹی تیونس سے پی ایچ ڈی کی، اب بحرین کے چیف جسٹس ہیں۔ ڈاکٹر ابراہیم مریخی نے مراکش کے محدثِ کبیر شیخ سید محمد عبدالحی بن عبدالکبیر کتانی ادریسی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) کی تصنیف "اليواقت الثمينة فی الاحاديث القاضية بظهور سكة الحديد و وصولها الی المدينة" پر تحقیق انجام دے کر شائع کرائی، اس کتاب کا ایک باب وسعت علومِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان پر مشتمل ہے [۴۶۰] رمضان مبارک ۱۴۲۶ھ کو متحدہ عرب امارات کے صدر نے عرب دنیا کے جن علماء کو تبلیغ و ارشاد کے لیے اپنے ہاں مدعو کیا، ان میں ڈاکٹر شیخ ابراہیم مریخی نیز ڈاکٹر شیخ ناجی عربی بھی شامل تھے اور المیہ ڈنمارک کی مذمت میں اسلامی دنیا سے مختلف مکاتب فکر کے جن علماء و مبلغین نے مشترکہ بیان جاری کیا، ان میں ڈاکٹر شیخ ابراہیم مریخی بھی شامل ہیں۔

محدث حجاز اور شیخ راشد مریخی کے درمیان مشترکہ علمی سرگرمیوں کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

• شیخ محمد بن عبد اللہ ال رشید

۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۱ء کو ریاض میں پیدا ہوئے، جب کہ تاریخی شہر حائل کے باشندہ ہیں۔ ریاض میں تعلیم پائی نیز اندرون و بیرون ممالک کے لاتعداد اکابر علماء و مشائخ سے استفادہ کیا۔ حبیب العلماء، حنفی عالم، محقق و نقاد، مسند، اسماء الرجال و علم روایت کے ماہر، نیز ۱۹۸۵ء کو ریاض میں اشاعتی ادارہ مکتبہ امام شافعی قائم کیا، جس نے عرب و عجم کے علماءِ اہلِ سنت و فقہاءِ احناف کی متعدد کتب نئے انداز سے شائع کیں۔ جب کہ اپنی مطبوعہ تصنیفات یہ ہیں، امداد الفتاح بأسانيد و مرويات الشيخ عبد الفتاح، العلامة المحدث الشيخ بدر الدين الحسني بأقلام تلامذته و عارفيه، الاعلام بتصحيح كتاب الاعلام، قرأة نقدية لذيل الاعلام للعلاونة، الايضاح و التبيين للاوهام الواردة في طبقات النسابين، فتح العلام بأسانيد و مرويات مسند الشام، العلامة محمد بن عبد الهادي المنوني، الامام محمد زاهد الكوثري و اسهاماته في علم الرواية و الاسناد، مزید غیر مطبوعہ تصنیفات بھی ہیں۔ کراچی اور لاہور نیز ہندوستان کا دورہ کیا۔ [۴۶۱]

محدثِ حجاز کے والد گرامی کا مختصر تعارف اور اہم سلاسل روایت کی تفصیل امداد الفتاح میں دی ہے، جب کہ خود محدث حجاز بارے ایک تحریر "من اعلام المسندين المعاصرين" عنوان سے ان دنوں مذکورہ ذیل ویب سائٹ پر موجود ہے۔ [۴۶۲]

• شیخ سید یوسف بن ہاشم رفاعی

۱۳۵۱ھ/ ۱۹۳۲ء کو کویت میں پیدا ہوئے، وہیں پر تعلیم پائی اور کویت یونی ورسٹی کے شعبہ ادب سے ۱۹۷۰ء میں ایم فل کیا۔ کچھ عرصہ سرکاری ملازمت کی اور ۱۹۶۳ء کو کویت کی پہلی پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہوئے، ۱۹۶۴ء میں وزیر مواصلات ہوئے اور ۱۹۶۵ء سے ۱۹۷۰ء تک کابینہ امور کے وزیر رہے، جب کہ ۱۹۷۴ء تک پارلیمنٹ کے رکن رہے۔ اسلامی دنیا کے مشہور مفکر و مبلغِ اسلام، فقیہ شافعی، شاعر، قائد اہلِ سنت، صوفیہ کے سلسلہ

رفاعیہ کے مرشد کبیر نیز سلسلہ کے سرتاج سیدنا احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی کی نسل سے ہیں۔
مطبوعہ تصنیفات میں ادلہ اھل السنة و الجماعة او الرد المحکم المنیع علی منکرات و شبهات ابن منیع، الامام السید الرفاعی مؤسس الطریقة الرفاعیة، خواطر فی السیاسة و المجتمع، الصوفیة و التصوف فی ضوء الکتاب و السنة، نصیحة لاخواننا علماء نجد اور دیوان زهرة المصطفیٰ علیها و علی ابیها ازکی السلام ہیں۔ نیز کویت سے جاری کیے گئے ہفت روزہ رسالہ "البلاغ" کے بانی رکن ہیں۔

ملک شام کے عالم جلیل و عارف کامل ڈاکٹر شیخ سید عبدالحمید کندح صیادی رفاعی ﷾ کی تالیف "بحر الحقائق و لب الرقائق" ۲۰۰۶ء کو ۲۰۲ صفحات پر شائع ہوئی، جس پر شیخ سید یوسف رفاعی ﷾ کی تقریظ درج ہے۔ مصنف نے کتاب کے مندرجات بارے شرعی حکم جاننے کے لیے اس کا قلمی نسخہ جامعہ ازہر کے تحقیقی ادارہ اسلامک ریسرچ اکیڈیمی کو ارسال کیا، جس کے اراکین نے جائزہ لے کر سند جاری کی کہ اس کتاب میں دینی و علمی اعتبار سے ایسی کوئی بات درج نہیں، جو قرآن وسنت کے خلاف ہو۔ اس سند کا عکس کتاب کے آغاز میں شامل ہے، جب کہ شیخ عبدالحمید رفاعی نے کتاب میں محافلِ میلاد کے انعقاد، رسول اللہ ﷺ کو سیدنا کہنا، روضۂ اطہر کی زیارت کے ارادہ سے سفر کرنا، روضہ اطہر کے سامنے دعا، آثار وتبرکات، ایصالِ ثواب، تلقینِ میت، اہلِ فضل کے ہاتھ چومنا، تصوف کی حقیقت واہمیت، فضیلت شبِ براءت، وسیلہ، اوراد واذکار، کراماتِ اولیاء، نمازِ ظہر احتیاط، چلہ کشی، بدعت کی تعریف، تعداد رکعات نماز تراویح کے اختلافی موضوعات پر اہلِ سنت و جماعت کے دلائل پیش کیے ہیں۔ دورانِ تصنیف جن کتب سے استفادہ کیا گیا، ان میں محدث حجاز کی ابواب الفرج، حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف اور مفاهیم یجب ان تصحح شامل ہیں۔

سید یوسف رفاعی گزشتہ تین عشروں سے برصغیر کے مسلمانوں سے رابطہ میں ہیں اور بارہا یہاں تشریف لائے۔ ۱۹۸۰ء کو بنگلہ دیش کے مسلمانوں کی مدد، وہاں مدارس، اسپتال اور مساجد کی تعمیر کرنے کے لیے ایک تنظیم قائم کی، جب کہ ۲۰۰۰ء کو کراچی یونی ورسٹی سے

پی ایچ ڈی کی [۴۶۳] ورلڈ اسلامک مشن کراچی سے وابستہ نیز اس کی طرف سے شائع ہونے والے عربی ماہ نامہ "الـــدعوۃ" کی مجلسِ ادارت میں شامل رہے [۴۶۴] پاکستان میں آپ کی تازہ ترین آمد چند ماہ قبل ہوئی، جب ۲۵/ مارچ ۲۰۰۶ء کو کراچی میں امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس میں مہمان خصوصی کے طور پر شرکت کی نیز خطاب فرمایا۔ [۴۶۵]

شیخ یوسف رفاعی کی عربی تحریریں الـــدعوۃ میں شائع ہوتی رہیں [۴۶۶] جب کہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری نے آپ کی تصنیف ادلة اهل السنة و الجماعة کا اور مولانا ابوعثمان قادری نے نصیحة لإخواننا کا اردو ترجمہ کیا، جو لاہور سے شائع ہوئے۔ موخرالذکر کا ترجمہ ۲۰۰۴ء میں فقیہ اعظم پبلی کیشنز بصیر پور نے بھی بڑے اہتمام سے شائع کیا، آغاز میں صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری نے کتاب اور صاحب کتاب کا تعارف بہت خوب صورت انداز میں پیش کیا ہے۔ نیز پروفیسر محمد اقبال نقشبندی نے الصوفية و التصوف کے ایک باب [۴۶۷] اور پروفیسر ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی ازہری ﷾ نے ایک مضمون کا ترجمہ کیا۔ [۴۶۸]

محدثِ حجاز کی وفات پر تعزیت کے لیے کویت سے مکہ مکرمہ گئے، تو آپ کے فرزند سید خالد رفاعی اور داماد سید حامد رفاعی و دیگر احباب ہمراہ تھے، نیز وفات کی خبر و تعزیتی بیان آپ کی ویب سائٹ پر نشر کیے گئے، جو ڈیڑھ صفحہ پر مشتمل تھا۔

• ڈاکٹر شیخ محمد بشیر بن محمد عبدالمحسن حداد

ملک شام کے علمی و اسلامی ثقافت کے آئینہ دار شہر حلب کے باشندہ جو جدہ یونی ورسٹی میں اسلامک سٹڈیز کے پروفیسر ہیں۔

ان کے دادا شیخ محمد بشیر بن احمد حداد رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳ء) عالم جلیل، فقیہ وقاری تھے، جن کی قبر مدینہ منورہ کے تاریخی قبرستان بقیع [۴۶۹] میں واقع ہے، انہوں نے مولانا ضیاء الدین سیالکوٹی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت و خلافت پائی [۴۷۰] الحكم العطائية کے متن کا جو اہم ایڈیشن راقم کے پیش نظر ہے، یہ آپ کے والد شیخ محمد عبدالمحسن حداد رحمۃ اللہ علیہ

کے اشتراک سے شائع ہوا۔

ڈاکٹر محمد بشیر مذکورہ یونی ورسٹی میں تدریسی خدمات انجام دینے کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کی قراءت وتجوید کی تربیت بارے اقراء ٹیلی ویژن چینل پر رابطہ عالم اسلامی کی حفظ قرآن کریم کمیٹی کے تعاون سے پیش کیے جانے والے ہفت روزہ پروگرام ''کیف نقراء القرآن'' میں استاذ کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ یہ ہفتہ کی شام براہِ راست اور نماز جمعہ سے قبل دوبارہ نشر کیا جاتا ہے۔ شام کے ہی ایک اور عالم وقاری ڈاکٹر شیخ ایمن رشدی سوید (پیدائش ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۵ء) اس میں دوسرے استاذ ہیں۔ پروگرام میں یہ سہولت بھی میسر ہے کہ ناظرین بذریعہ فون تلاوت وتجوید کی اصلاح وتربیت لے سکتے ہیں۔

حج ۱۴۲۶ھ کے ایام میں اقراء چینل پر حج بارے معلومات پر مبنی ڈاکٹر محمد بشیر حداد کی تقاریر ''السبیل الی الحج'' نام سے روزانہ نشر کی جاتی رہیں، جن کے ساتھ تحریری انگریزی ترجمہ بھی سکرین پر دیا گیا۔ ۲۹ر دسمبر ۲۰۰۵ء کو اس سلسلہ کی گیارھویں تقریر بوقت دوپہر نشر کی گئی۔

اقراء چینل نے حج ۱۴۲۶ھ کے موقع پر میدان منیٰ، مزدلفہ، عرفات سے ادائیگیِ حج کی پانچ روزہ خصوصی نشریات براہِ راست پیش کیں اور ان میں مفتیِ اعظم مصر ڈاکٹر شیخ علی جمعہ وغیرہ علماء نے شرکت کی۔ ان نشریات کے دوران ڈاکٹر شیخ محمد بشیر حداد بطورِ میزبان شامل تھے۔

❀❀❀❀

بابِ پنجم

محدث حجاز کا مسلک

محدث حجاز کا مسلک

شیخ سید محمد مالکی رحمۃ اللہ علیہ کسی سیاسی جماعت، مذہبی وفلاحی تنظیم یا کسی مشہور تحریک کے رہنما وسربراہ نہیں تھے اور نہ ہی اعلیٰ سرکاری عہدہ پر متمکن تھے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ایسا ملک جس کے حکام اور سرکاری مذہبی قیادت آپ کے افکار ومعتقدات کے نہ صرف بالمقابل بلکہ اپنے نظریات وعقائد دوسروں پر بزور قوت مسلط کرنے میں تاریخ ساز شہرت رکھتے ہیں۔ اسی معاشرہ ونظام میں آپ کی وفات ہوئی تو آخری رسومات میں شرکت کے لیے ایک زمانہ کھنچا چلا آیا نیز ملکی اخبارات ورسائل اس سانحہ بارے تحریروں سے اٹ گئے، جن میں صف اوّل کے صحافی، اشاعتی ادارے، عزیز واقارب، اہلِ محلہ، علماء، دانش ور، مفکرین، مسجد حرم مکی کے ائمہ وخطباء، مجلس شوریٰ کے صدر، رابطہ عالم اسلامی کے سابق جنرل سیکرٹری، شیخ الازھر، سابق رئیس الازھر، مفتی اعظم مصر، یونی ورسٹی اساتذہ، وزارت اوقاف دبئی کے مدیر اعلیٰ، غیر ملکی وزراء وجج، ملک کے بادشاہ، ولی عہد ونائب اوّل وزیر اعظم، نائب دوم وزیر اعظم ووزیر دفاع، وزیر داخلہ، گورنر مکہ مکرمہ، شہزادگان، ایران ولبنان وسعودی عرب کے

شیعہ اکابر علماء، لاکھوں عوام غرضیکہ بھی طبقات و مکاتب فکر کے افراد شامل ہیں۔

کسی فرد کے افکار و نظریات پر آ گاہی کے لیے اس کے اقوال وتحریریں ہی بنیادی حیثیت رکھتی ہیں اور محدث حجاز کی دسیوں تصنیفات و ان کے اردو تراجم با آسانی دستیاب ہیں، نیز دروس کے سمعی و بصری کیسٹ بھی محفوظ و متداول ہیں، جو رہتی دنیا تک انسانیت کی رہنمائی و آپ کی منہج وفکر جاننے کے لیے کافی ہیں۔ جن اہل علم کو دروس یا تصنیفات کے سننے و پڑھنے کا موقع میسر آیا، انہیں مزید کچھ بتانے کی حاجت نہیں، لیکن جو لوگ ان کی شخصیت سے فقط نام کی حد تک متعارف ہیں یا سفر آخرت بارے مندرجہ بالا معلومات کے ذریعے جانا، عین ممکن ہے ان کے ذہن میں یہ خیال جنم لے کہ آپ ''صلح کُل'' تھے، جس باعث وفات کے مرحلہ پر جملہ مکاتب فکر سے پذیرائی ملی۔ اس ممکنہ وہم واعتراض کے ازالہ کے لیے یہاں فقط ان مصائب نیز مؤیدین ومخالفین کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے جن کی مدد سے محدث حجاز کا مسلک و منہج سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

فتاویٰ سید علوی مالکی

مالکی گھرانہ گزشتہ ایک صدی سے مکہ مکرمہ کے مشہور زمانہ علمی گھرانوں میں سے ہے۔ محدث حجاز کے والد گرامی نے تحریر وتقریر کے ذریعے عمر بھر سواد اعظم اہلِ سنت و جماعت کی خدمت و ترجمانی کی اور چند کتب تالیف کرنے کے علاوہ متعدد فتاوے جاری کیے، جنہیں محدث حجاز نے جمع کر کے ''مجموع فتاویٰ ورسائل'' نام سے ۲۶۴ صفحات پر دس ہزار کی تعداد میں طبع کرا کے عام کیا، جس میں متعدد مسائل بارے مسلک اہل سنت بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً علم غیب والہام، محافل میلاد النبی ﷺ کا انعقاد، والدہ مصطفیٰ ﷺ، تقلید، تبرک کی غرض سے میت کو دوبارہ غسل دینا، احترام زم زم، نماز کی نیت الفاظ میں کرنا، نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا، رؤیت ہلال، تعداد رکعاتِ نماز تراویح، تلقین میت، نماز جمعہ سے قبل سنت ادا کرنا، ایصال ثواب، داڑھی کی شرعی حیثیت، تمباکو نوشی، فضائل اعمال پر مبنی ضعیف احادیث پر عمل اور وحدۃ الوجود وغیرہ۔ [۴۷۱]

اتحاف ذوی الھمم کی اشاعت

۱۹۶۷ء کو جب کہ محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عمر بیس برس تھی، ان کی ایک مختصر تصنیف "اتحاف ذوی الھمم العلیة برفع اسانید والدی السنیة" دمشق سے شائع ہوئی، جس میں اپنے والد گرامی شیخ سید علوی مالکی کے سلسلہ روایت واسناد کی تفصیلات درج کیں۔ اس کتاب میں جن علماء کرام کا ذکر کیا، ان میں سے تین کے اسماء گرامی یہ ہیں:

- مفتی شافعیہ و شیخ العلماء مکہ مکرمہ شیخ سید احمد بن زینی دحلان جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء)
- قاضی بیروت شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء)
- خلافت عثمانیہ استنبول کے نائب شیخ الاسلام شیخ محمد زاہد بن حسن کوثری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء)

محدث حجاز کے والد ماجد کا سلسلہ روایت ایک واسطہ و متعدد طرق سے علامہ دحلان سے متصل جب کہ شیخ نبہانی و شیخ کوثری سے انہوں نے براہ راست اخذ کیا تھا، اسی مناسبت سے محدث حجاز نے اتحاف ذوی الھمم میں دیگر علماء کے ساتھ ان تینوں کا ذکر خیر کیا تھا۔ یہ علماء چودھویں صدی ہجری کی عرب دنیا میں سوادِ اعظم اہلِ سنت و جماعت کے اکابرین میں سے تھے، جن کا علمی مقام و خدمات کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ انہوں نے اپنی تصانیف کے ذریعے اسلامی تعلیمات کی توضیح و تشریح اور عقائد اسلامیہ کے دفاع میں عمر بھر تمام تر جہد سے کام لیا۔ مزید یہ کہ وہابی فکر کے رد و تعاقب میں تینوں کا کام و نام نمایاں ہے۔ ان میں سے علامہ دحلان کا کسی قدر تعارف حاشیہ نمبر ۲۴۷ میں آ چکا۔ جب کہ شیخ نبہانی کی اہم تصنیف "حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين صلی اللہ علیہ وسلم" کا عربی ایڈیشن فیصل آباد [۴۷۲] سے شائع ہوا [۴۷۳] نیز آٹھ کتب کے اردو تراجم لاہور سے طبع ہوئے، جن کے نام یہ ہیں:

برکات آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ الشرف المؤبد لآل سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم،

فضائل النبی ﷺ ترجمہ جواہر البحار فضائل النبی المختار (چار جلد)، معجزات سید المرسلین ﷺ ترجمہ حجۃ اللّٰہ علی العالمین (دو جلد)، فضائل درود ترجمہ افضل الصلوات علی سید السادات، سعادۃ دارین (دو جلد)، شمائل رسول ترجمہ وسائل الوصول الی شمائل الرسول ﷺ، شواہد الحق فی الاستغاثۃ لسید الخلق ﷺ، جامع کرامات اولیاء (تین جلد)۔

علاوہ ازیں ان کے احوال پر علامہ خلیل احمد رانا کی مستقل اردو تصنیف ''نابغۂ فلسطین'' لاہور سے شائع ہوئی۔

علامہ کوثری جو خلافت عثمانیہ کے خاتمہ پر استنبول سے ہجرت کر کے دمشق پھر قاہرہ پہنچے اور وہیں وفات پائی، ان کی دس سے زائد عربی تصنیفات کراچی وملتان سے شائع ہوئیں، جن کے نام یہ ہیں:

احقاق الحق بابطال الباطل فی مغیث الخلق، الاشتقاق علی احکام الطلاق، الامتاع فی سیرۃ الامامین الحسن بن زیاد و صاحبہ محمد بن شجاع، بلوغ الامانی فی سیرۃ الامام محمد بن الحسن الشیبانی، تانیب الخطیب علی ما ساقہ فی ترجمۃ ابی حنیفۃ من الأکاذیب، حسن التقاضی فی سیرۃ الامام ابی یوسف القاضی، فقہ اہل العراق و حدیثھم، لمحات النظر فی سیرۃ الامام زفر، مقالات الکوثری، النکت الطریفۃ فی التحدث عن ردود ابن ابی شیبۃ علی ابی حنیفۃ وغیرہ۔ نیز ایک مختصر مگر اہم تصنیف ''محق التقول فی مسئلۃ التوسل'' کا اردو ترجمہ مبارک پور ہندوستان سے بنام ''وسیلہ دلائل کی روشنی میں'' اور لاہور سے ''ذات مصطفیٰ ﷺ کا وسیلہ شرک نہیں'' نامی مجموعہ میں شائع ہوا۔ مزید یہ کہ شیخ کوثری کے حالات پر ان کے شاگرد قاہرہ کے شیخ سید احمد بن خیری پاشا رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۸۷ھ/ ۱۹۶۷ء) کی [۴۷۴] مستقل عربی کتاب قاہرہ وکراچی سے بارہا چھپی۔

اتحاف ذوی الھمم میں ان اکابرین اہل سنت کا ذکر کرتے ہوئے محدث حجاز نے

ایک مقام پر علامہ دحلان کا تعارف ان الفاظ میں کرایا:

"شیخ الاسلام و مفتی الانام، و أحد مجددی هٰذا الدین الحنیف، و اساطینه، باعث النهضة العلمیة المتینة فی الحجاز، العابد الزاهد الناسك، الامام، الحجة، المشارك، السید احمد بن زینی دحلان المولود بمکة سنة ۱۲۳۱ھ، المتوفی بالمدینة سنة ۱۳۰۴ھ، تولی الافتاء بمکة و اشتغل بالعلوم و التدریس، و قامت بجهوده فی عصره نهضات علمیة، فانشئت اوّل مطبعة بمکة فی ایامه و اکن متولیا نظارتها، و قد تخرج علی یده علماء اماثل، فهو استاذ امة، و مربی جیل، و له فی کل العلوم باع طویل، و قدم راسخة، و مؤلف او رسالة، و من اهم مؤلفاته الفتوحات، و خلاصة الکلام فی امراء البلد الحرام"---[۴۷۵]

دوسرے مقام پر علامہ نبہانی کے بارے میں یہ الفاظ لکھے:

"العلامة ابو المحاسن یوسف بن اسماعیل بن حسن النبهانی، الشامی، الشافعی مذهبا، المولود سنة ۱۲۶۶ھ المتوفی ۱۳۵۰ھ، حسان آل البیت، و بوصیری عصره، الشاعر، المفلق، الذائع الصیت، محب آل البیت، متمکن فی اللغة العربیة، و الفنون الادبیة، مداوم المطالعة، و لم یشتغل بالتالیف فی العلوم الادبیة مع تبحره فیها، بل اقتصر علی المدائح النبویة، و الموضوعات الدینیة، و اوّل ما ظهر من مؤلفاته الشرف المؤبد لآل سیدنا محمد ﷺ"---[۴۷۶]

تیسری جگہ علامہ کوثری کے اوصاف وتعارف میں حسب ذیل عبارت قلم بند کی:

"العلامة السید محمد زاهد بن العلامة حسن الحلمی بن علی الکوثری المتوفی بمصر سنة ۱۳۷۱ھ، المولود سنة ۱۲۹۶ھ، المحدث

الشهير، الامام، الناقد، البصير، حجة لا يبارى في علم الرجال، بارع في الحديث و رجاله، ماهر في علم الكلام، اديب في النقاش و الجدال، مجاهد بقلمه و لسانه في بلاده تركيا و في مصر، مؤلفاته التي سار بها الركبان، و تحدث عنها الاعيان دليل عظيم واضح على علو كتب هذا الامام، و رسوخ قدميه، و طول باعه في العلوم مع تحقيق و تدقيق و تحبير و تحرير، و له المقالات الكبرى، و المؤلفات العديدة رحمه الله رحمة واسعة"---[۴۷۷]

محدث حجاز کے قلم سے اکابرین اہل سنت کا ان شان دار الفاظ میں تذکرہ، اعلیٰ القاب وتصنیفات کی مدح وتحسین، مخالفین کوایک آنکھ نہیں بھایا۔اسی کیفیت میں اتحاف ذوی الھمم کی اشاعت پرتقریباچار برس گزرے تھے کہ ۱۹۷۱ءکوآپ کے والدشیخ سید علوی بن عباس مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی۔

والدگرامی کی علمی سرگرمیوں کوانہی کی نہج پرآپ نے آگے بڑھایااورحجازی معاشرہ کی تربیت ورہنمائی نہ صرف جاری رکھی بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ اس کادائرہ عمل مزید پھیلایا۔ محدث حجاز کے عزائم اور بڑھتی ہوئی تبلیغی سرگرمیاں حجاز مقدس میں سرکاری مناصب پرتعینات علماءنجداوران کے حواریوں کوکھٹکنے لگیں۔بالآخرآپ کی آوازوقلم کوروکنے یاپھرہم نوابنانے کی کارروائیوں کاآغازہوا۔

اتحاف ذوی الھمم کی اشاعت پرتقریباآٹھ برس ہونے کوتھےاورمحدث حجاز شریعت کالج مکہ مکرمہ میں پروفیسرنیزمسجدحرم میں والدکی جگہ مدرس تھے کہ اس کتاب کی مندرجہ بالاتین عبارات کوبنیادبناکرشیخ عبدالقادرسندھی نے مخالفت وتردیدمیں قلم اٹھایا۔

شیخ عبدالقادر سندھی

شیخ عبدالقادر بن حبیب اللہ سندھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۶۸ھ/ ۴۹-۱۹۴۸ء کو مدینہ منورہ ہجرت کی، جہاں مدرس مسجدنبوی وبانی دارالعلوم سلفیہ شیخ رشیداحمد بن ابراہیم ہندی

(وفات ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۲ء) سے تعلیم کے نتیجہ میں وہابیت اختیار کی۔ پھر مدینہ منورہ یونی ورسٹی سے تعلیم مکمل کی اور مکہ مکرمہ میں مسجد حرم کے تابع تعلیمی ادارہ میں مدرس ہوئے۔ تب اتحاف ذوی الھمم کی ان عبارات کے خلاف انہوں نے دو طویل مضامین لکھے جو مدینہ منورہ کی سرکاری یونی ورسٹی کی طرف سے شائع ہونے والے سہ ماہی رسالہ کے تین شماروں میں حسبِ ذیل عنوانات سے شائع ہوئے:

- عرض و نقد لما کتبه الدکتور محمد علوی المالکی حول الکوثری و الدحلان۔[۴۷۸]
- إلقاء الضوء القرآنی علی کتابة الدکتور علوی حول النبهانی۔[۴۷۹]
- الضوء القرآنی علی کتابة العلوی حول النبهانی۔[۴۸۰]

شیخ عبدالقادر سندھی نے ان مضامین میں علامہ دحلان و علامہ کوثری کی تصنیفات کو کفر و الحاد و شر کا مجموعہ اور ان کی مدح و تحسین میں محدث حجاز کی عبارات کو سفید جھوٹ، شہرت کا ذریعہ اور الحاد و کفر و زندقہ کی خبیث دعوت، جب کہ علامہ نبہانی کی تصنیف ''شواھد الحق بالاستغاثة لسید الخلق'' کو گمراہ کن و کفر صریح کا پلندہ اور اس کا نام ''شواھد الضلال و الکفر'' قرار دیا۔ ادھر عثمانی عہد، جن کے دور میں علامہ نبہانی قاضی تعینات رہے تھے، انہیں کفریہ مناصب اور قبول کرنا گناہ کبیرہ بتایا۔ جب کہ علماء نجد و امراء آل سعود کی منہج و خدمات کو خوب سراہا۔

محدث حجاز اور علامہ دحلان، علامہ نبہانی، علامہ کوثری رحمہم اللہ کے خلاف مزید بہت کچھ لکھنے کے بعد شیخ عبدالقادر سندھی کا قلم ہندوستان کے مشہور عالم مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ (وفات ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کی شخصیت تک پہنچا اور انہیں خطہ ہند پر اپنے معتقدات کا سب سے بڑا دشمن لکھا۔

علامہ نبہانی کی شخصیت و افکار کی تنقیص و اہانت پر مشتمل شیخ عبدالقادر کا یہ مضمون

علماء نجد کو بطور خاص پسند آیا، لہٰذا مصنف کے مزید اضافہ و تکمیل کے بعد اسے ریاض میں واقع سرکاری عالمی تبلیغی ادارہ دارالافتاء نے ۱۴۰۵ھ کو "الضوء القرانی و السنی علی عقیدۃ النبھانی" نام سے کتابی صورت میں ۷۵ صفحات پر [۴۸۱] بڑی تعداد میں طبع کرا کے مفت تقسیم کیا۔ اگلے مرحلہ میں شیخ سندھی نے تصوف اسلامی و اکابر صوفیہ کرام کے انکار و تکفیر پر ضخیم عربی کتاب "التصوف فی میزان البحث و التحقیق و الرد علی ابن عربی الصوفی فی ضوء الکتاب و السنۃ" تصنیف کی، جس پر ۱۹۸۹ء کو مسجد نبوی کے امام و خطیب و مدینہ منورہ عدالت کے نائب جج شیخ عبداللہ بن محمد زاحم نے تقدیم لکھی اور یہ ۱۹۹۰ء کو بڑی تقطیع کے ۷۷۶ صفحات پر شائع کی گئی۔

قبل ازیں محدث حجاز قول و تحریر کے ذریعے واضح اعلان کر چکے تھے کہ "ادعیۃ و صلوات" نامی کتاب میری تصنیف نہیں، کسی نے میرے نام منسوب کر کے شائع کی ہے [۴۸۲] لیکن اس وضاحت کے دس برس کے طویل عرصہ بعد شیخ عبدالقادر سندھی کی مذکورہ کتاب ایک جج کی تقدیم کے ساتھ منظر عام پر آئی تو انصاف و تحقیق کے تقاضا و معیار کو خیر باد کہتے ہوئے اس میں ادعیۃ و صلوات کی تردید میں متعدد صفحات مختص کیے گئے اور محدث حجاز سید محمد بن علوی مالکی حسنی کو ہی اس کے مصنف بتایا گیا [۴۸۳] پھر کتاب کی مذمت میں تمام تر سخت الفاظ لکھے گئے اور اس کے مندرجات کی آڑ میں شیخ عبدالقادر سندھی نے محدث حجاز کے بارے میں لکھا کہ اگر ابن علوی کا آج بھی یہی عقیدہ ہے جو کتاب سے عیاں ہے تو وہ ملحد، زندیق، کافر و فاجر و فاسق نیز واجب القتل ہیں۔ شیخ سندھی کے الفاظ یہ ہیں:

"لو کان العلوی یعتقد بما فیھا و ھو لا یزال علیٰ ھذہ العقیدۃ فإنہ ملحد زندیق کافر و فاجر و فاسق یجب قتلہ" --- [۴۸۴]

اس تحریر کے ذریعے شیخ سندھی نے عوام کو محدث حجاز کے قتل کی ترغیب دی۔ علاوہ ازیں کویت کے سابق وزیر شیخ سید یوسف رفاعی حفظہ اللہ جنہوں نے عقائد و معمولات اہل سنت کے دفاع و محدث حجاز کی تائید میں قلم اٹھایا، ان پر برہمی کا اظہار کیا۔ [۴۸۵]

مولد ابن دیبع پر تحقیق و اشاعت

میلاد النبی ﷺ جیسی نعمت کبریٰ کے فرحت وانبساط پر عربی زبان میں نظم ونثر پر مشتمل جولاتعداد مستقل کتب مختلف ادوار میں لکھی گئیں، ان میں سے بعض کو عالم گیر شہرت و پذیرائی ملی۔ یمن کے شہر زبید کے مشہور محدث و شافعی عالم ومؤرخ، صاحب تیسیر الوصول شیخ ابوالفرج وجیہ الدین عبدالرحمن بن علی شیبانی المعروف بہ حافظ ابن دیبع رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۹۴۴ھ/ ۱۵۳۷ء) کی اس موضوع پر مختصر کتاب ''المولد الشریف'' پہلی بار ۱۳۱۲ھ کو مکہ مکرمہ کے سرکاری مطبع میں اور پھر اسی برس بمبئی سے چھپی۔ بعد ازاں عرب وعجم سے بارہا شائع ہوئی یہ ''مولد ابن دیبع'' کے نام سے مشہور اور حجاز مقدس سمیت عرب دنیا کے مختلف علاقوں میں محافل میلاد النبی ﷺ میں پڑھی جانے والی اہم کتب میں سے ہے۔[۴۸۶]

محدث حجاز شیخ سید محمد بن علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۷۷ء میں مولد ابن دیبع پر تحقیق انجام دے کر جدید انداز میں ''مختصر السیرة النبویة'' نام سے ۱۹۷۸ء کو جدہ سے ۵۴ صفحات پر طبع کرائی [۴۸۷] جدہ ہی سے ۱۹۸۱ء کو اس کا ایک اور ایڈیشن طبع کرایا۔[۴۸۸]

ان دنوں جو علماء نجد محافل میلاد النبی ﷺ کے انکار و مذمت میں فعال تھے، ان میں دو شیخ عبداللہ بن محمد بن حمید اور شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز اہم نام ہیں، جو ملک کے اعلیٰ ترین سرکاری مناصب پر تعینات، جب کہ اوّل الذکر مکہ مکرمہ میں ہی مقیم تھے۔

شیخ عبد اللہ بن حُمَید

شیخ عبداللہ بن محمد بن حمید ۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء کو ریاض میں پیدا ہوئے اور ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء کو طائف میں وفات پائی، مکہ مکرمہ میں دفن کیے گئے۔ بچپن میں نابینا ہوگئے، ریاض میں تعلیم پائی پھر وہیں پر نیز خطہ نجد کے دیگر شہروں میں جج تعینات رہے۔ حکومت نے ۱۹۴۶ء کو مسجد حرم مکی میں دینی امور کا نگراں ادارہ ''الرئاسة العامة للاشراف الدینی علی المسجد الحرام'' تشکیل دیا تو اس کے سربراہ بنائے گئے نیز مسجد حرم میں مدرس ہوئے۔ اور ۱۹۷۵ء کو ''المجلس الاعلیٰ للقضاء'' کے چیف جج مقرر ہوئے، جس پر وفات تک فائز رہے۔ رابطہ عالم اسلامی کے بانی رکن نیز اس کے ذیلی ادارہ فقہ اکیڈمی کے صدر، سعودی علماء سپریم کونسل

کے رکن۔ اٹھارہ کے قریب تصنیفات، تالیفات میں تبیان الادلة فی اثبات الاهلة، حکم اللحوم المستوردة و ذبائح اهل الکتاب، مجموعه فتاویٰ، هدایة الناسك الی اهم المناسك شامل ہیں [۴۸۹] ان کے سب سے اہم استاذ مفتیٔ اعظم سعودی عرب شیخ محمد (وفات ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء) بن ابراہیم بن عبد اللطیف بن عبد الرحمٰن بن حسن بن محمد بن عبد الوہاب نجدی بھی بچپن میں بینائی سے محروم ہو گئے تھے۔ [۴۹۰]

الغرض محدث حجاز کے والد گرامی کا محافل میلاد کے جواز پر فتویٰ اور پھر چند برس بعد خود محدث حجاز کا مولد ابن دیبع پر تحقیق انجام دے کر حجاز مقدس وغیرہ علاقوں میں پھیلانا، دوسری جانب مکہ مکرمہ میں مقیم چیف جسٹس شیخ عبد اللہ بن حمید نے محافل میلاد کے ناجائز و مذموم ہونے پر فتویٰ جاری کیا جو هدایة الناسك الی اهم المناسك میں شامل ہے، جس کی وسیع اشاعت سرکاری سطح پر کی گئی اور ۱۹۷۸ء کو سعودی وزارت انصاف و قانون نے اس کا ساتواں اور محض ایک ڈیڑھ برس بعد ۱۹۸۰ء کو اسی وزارت نے آٹھواں ایڈیشن طبع کرایا۔ [۴۹۱]

شیخ عبد العزیز بن باز

شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۱ء کو ریاض میں پیدا ہوئے اور ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء کو طائف میں وفات پائی۔ مکہ مکرمہ میں دفن کیے گئے۔ بچپن میں بینائی جاتی رہی، ریاض میں تعلیم پائی اور ۱۹۳۸ء کو الخرج شہر کے جج بنائے گئے پھر شریعت کالج ریاض کے پروفیسر اور ۱۹۶۱ء کو مدینہ منورہ یونی ورسٹی کے ڈپٹی ریکٹر و ۱۹۷۰ء میں ریکٹر بنائے گئے۔ ۱۹۷۵ء میں دار الافتاء ریاض کے سربراہ و مفتیٔ اعظم بدرجہ وزیر ہوئے، جس پر وفات تک تعینات رہے۔ علماء سپریم کونسل کے صدر، رابطہ عالم اسلامی کے بانی رکن و اس کے تابع فقہ اکیڈمی کے سربراہ رہے۔ خدمت اسلام کی بنیاد پر ۱۹۸۲ء کو شاہ فیصل عالمی ایوارڈ دیا گیا۔

متعدد تصنیفات میں مجموعه فتاویٰ، الادلة العقلیة و الحسیة علیٰ جریان الشمس و سکون الارض، نقد القومیة علی ضوء الاسلام و الواقع، التحذیر من البدع شامل ہیں۔ اہلِ نجد کے ہاں انہیں اعلیٰ درجہ کی تقدیس حاصل ہے، جس کی ایک جھلک

''نورالحبیب'' میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے[۴۹۲]ان کے اساتذہ میں شیخ محمد (وفات ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) بن عبداللطیف بن عبدالرحمٰن بن حسن بن محمد بن عبدالوہاب نجدی اہم نام ہے۔[۴۹۳]

شیخ عبدالعزیز بن باز جب مدینہ منورہ یونی ورسٹی کے سرپرست تھے تو محافل میلادالنبی ﷺ کے انکار پر ایک فتویٰ و مضمون جاری کیا جو پہلی بار اسی یونی ورسٹی کے رسالہ میں ۱۹۷۳ء کو ''حکم الاحتفال بالمولد النبوی وغیرہ'' نام سے طبع ہوا۔[۴۹۴]

محدث حجاز کی تحقیق و سعی سے مولد ابن دیبع شائع ہوئی تو شیخ بن باز ملک کے مفتیٔ اعظم تعینات تھے۔ اب انہوں نے محافل میلاد کے خلاف دوسرا فتویٰ جاری کیا جو اسی رسالہ میں ۱۹۷۹ء کو ربیع الاوّل کے شمارہ میں ''حکم الاحتفال بالمولد'' عنوان سے شائع کیا گیا۔[۴۹۵]

المورد الروی پر تحقیق و اشاعت

اب محدث حجاز نے مکہ مکرمہ کے ہی عالم جلیل محدث کبیر و مفسر و فقیہ حنفی، صاحب تصانیف شہیرہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۶ء) کی جشن میلادالنبی ﷺ کے جواز و تائید میں مستقل کتاب ''المورد الروی فی المولد النبوی'' پر تحقیق انجام دے کر ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء کو ۱۱۴ صفحات پر قاہرہ سے طبع کرائی۔[۴۹۶]

پندرھویں صدی هجری کا آغاز

المورد الروی کی اشاعت کے مرحلہ پر امت مسلمہ پندرہویں صدی ہجری میں داخل ہونے کو تھی، لہٰذا نئی ہجری صدی کے آغاز کی خوشی میں محدث حجاز اور وہاں کے باشندے اس مسرت و تشکر کے اظہار میں محافل میلاد کے انعقاد کا وسیع اہتمام کر رہے تھے۔

دوسری جانب مخالفین کی بذریعہ تحریر و تقریر بلکہ بزور قوت روکنے کی کوششیں بھی عروج پر پہنچیں۔ چناں چہ مفتیٔ اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز کا جاری کردہ مذکورہ بالا دوسرا فتویٰ ان کے دیگر مضامین کے ساتھ کتابی صورت میں ۱۴۰۰ھ کو ہی ''التحذیر من البدع'' نام سے مدینہ منورہ یونی ورسٹی نیز دارالافتاء ریاض کی طرف سے بائیس صفحات پر شائع کیا گیا[۴۹۷] پھر اس کے متعدد ایڈیشن نیز اردو سمیت لاتعداد زبانوں میں تراجم طبع کرا کے سرکاری اداروں

کی طرف سے مفت تقسیم کیے گئے اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ علاوہ ازیں حرمین شریفین کے سرکاری ائمہ وخطباء و مدرسین نے تقاریر و دروس کے ذریعے محافل میلاد وغیرہ معمولات سواد اعظم کی تردید ومذمت کی مہم شروع کی۔ ادھر محکمہ ''امر بالمعروف و النھی عن المنکر'' نے اسی ماحول وایام میں مدینہ منورہ وغیرہ سے محافل میلاد منعقد کرنے کے ''جرم'' میں مقامی وغیر ملکی افراد کی بڑی تعداد کو گرفتار کر کے ملک سے نکال باہر کیا یا جیل بند کیا اور تحریری سرزنش کی۔ اسی نوع کے واقعات کویت میں بھی پیش آئے اور یہ موضوع سعودی حدود تجاوز کر کے خلیجی ممالک نیز مصر وعراق وغیرہ کے علمی حلقوں وذرائع ابلاغ میں دیر تک زیر بحث رہا۔ اس دور کے اہم نشریاتی ادارہ بی بی سی لندن ریڈیو نے یہ خبر شیخ بن باز کے فتویٰ کے تناظر میں نشر کی۔

الذخائر المحمدیۃ کی اشاعت

محدث حجاز شیخ سید محمد بن علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا قلم رواں دواں رہا اور اس فضا میں اوراد ووظائف پر مبنی ان کی کتاب ''الصلوات المأثورۃ'' منظر عام پر آئی۔ پھر ۱۴۰۰ھ کے وسط میں قاہرہ سے ۳۵۴ صفحات پر مشتمل معرکۃ الآرا کتاب ''الذخائر المحمدیۃ'' طبع ہوئی، جس میں مقام مصطفیٰ ﷺ اجاگر کیا، اس ضمن میں وہابیہ کے ساتھ بعض اختلافی موضوعات، وسیلہ وشفاعت، برزخی زندگی، حالت بیداری میں زیارت رسول ﷺ، روضہ اقدس کی زیارت، علم غیب، حاضر ناظر، تبرک، میلاد، ایمان والدین مصطفیٰ ﷺ، کرامات اولیاء وغیرہ بھی مختصراً زیر قلم آئے۔

اب کیا تھا، الذخائر المحمدیۃ کی اشاعت پر ملک کے وہابی علماء بالخصوص سرکاری مناصب پر براجمان ومراعات یافتہ علماء کا پیمانۂ صبر وبرداشت لب ریز ہو گیا اور وہ روایتی انتہا پسندوں کی آخر حد پر جا پہنچے۔ علماء سپریم کونسل فوری طور پر حرکت میں آئی۔

علماء سپریم کونسل

۳۰ راگست ۱۹۷۱ء کو شاہی فرمان کے نتیجہ میں سعودی علماء سپریم کونسل کی تشکیل

قرار پائی [۴۹۸] آغاز میں اس کے ارکان میں سے معمر ترین عالم کو سربراہ کا درجہ حاصل رہا تا آں کہ ۱۹۸۳ء میں بادشاہ نے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز کو مستقل سربراہ وصدر مقرر کیا، جس پر وہ وفات یعنی ۱۹۹۹ء تک تعینات رہے۔ پھر شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ نجدی ملک کے مفتی اعظم ہوئے تو علماء سپریم کونسل کی سربراہی کا منصب بھی انہیں سونپا گیا [۴۹۹] مئی ۲۰۰۱ء کو ایک اور شاہی فرمان جاری ہوا کہ علماء سپریم کونسل کے ارکان کم از کم گیارہ اور زیادہ سے زیادہ اکیس ہوں گے۔ سربراہ کو چھوڑ کر کونسل کے کسی بھی رکن کی رکنیت کی مدت چار برس سے زیادہ نہ ہوگی، جب کہ شاہی فرمان پر کسی کی بھی رکنیت میں توسیع ہوسکتی ہے۔ ۱۴ فروری ۲۰۰۹ء کو بادشاہ نے ملک کے اعلیٰ سطحی انتظامی ڈھانچہ میں بڑے پیمانہ کی تبدیلیاں کیں تو اس ضمن میں کونسل کے سربراہ سمیت اراکین کی کل تعداد اکیس مقرر کی نیز ان کے ناموں کا اعلان کیا۔ [۵۰۰]

علماء سپریم کونسل کا اصل عربی نام "هيئة كبار العلماء" ہے، جس کی رکنیت وسربراہی کوئی مستقل منصب یا ملازمت نہیں، بلکہ اس کے اراکین مختلف سرکاری اداروں، وزارت تعلیم، وزارت انصاف، وزارت اوقاف، امر بالمعروف و النهي عن المنكر، دار الافتاء و الدعوة و الارشاد وغیرہ میں دیگر مناصب پر خدمات انجام دینے والے صف اوّل کے علماء میں سے ہی نامزد کیے جاتے ہیں اور یہ اضافی منصب ہے۔ لیکن اختیارات کے اعتبار سے علماء سپریم کونسل ملک کے تمام قانون ساز وشرعی اداروں پر فوقیت رکھتی ہے۔ اس کے سربراہ اپنی تجاویز، فتاوے وتحقیقات براہ راست کابینہ کے کسی بھی وزیر بلکہ بادشاہ تک پہنچانے کے مجاز ہوتے ہیں۔

علماء سپریم کونسل کی کارروائی

مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز کونسل کے اہم ترین رکن تھے، ان کی تحریک پر کونسل کے آئندہ اجلاس میں محدث اعظم حجاز کے افکار ومعتقدات پر بحث طے پائی۔

شوال ۱۴۰۰ھ کو علماء سپریم کونسل کا سولہواں اجلاس طائف شہر میں منعقد ہوا تو اس میں

آپ کی تصنیفات بالخصوص الذخائر المحمدیة کے مندرجات پر غور کیا گیا۔ اور طے ہوا کہ شیخ محمد علوی کی تبلیغ درست نہیں، وہ گمراہی و بدعات کو فروغ دینے میں مصروف، ان کی کتب خرافات سے پُر اور وہ شرک و بت پرستی کے مبلغ ہیں، لہٰذا ان کی اصلاح نیز اعلان توبہ کی ضرورت ہے، جس کے لیے وہ سپریم جوڈیشنل کونسل کے سربراہ چیف جسٹس شیخ عبداللہ بن حمید، مفتیٔ اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز، مسجد حرم مکی و مسجد نبوی میں دینی امور کے نگران اعلیٰ شیخ سلیمان بن عبید کے روبرو حاضر ہوں۔

سپریم جوڈیشنل کونسل میں طلبی و سماعت

سعودی عرب کی سپریم کورٹ جسے ''المحکمة الکبریٰ'' کہتے ہیں، اس کے تحت و چیف جسٹس کی سربراہی میں ایک مستقل ادارہ سپریم جوڈیشنل کونسل جسے ''المجلس الاعلیٰ للقضاء'' کا نام دیا گیا، قائم ہے۔ جو ملک بھر کے عدالتی نظام پر فوقیت رکھتا ہے اور گزشتہ صفحات پر آچکا کہ ان دنوں شیخ عبداللہ بن حمید اس کے سربراہ نیز علماء سپریم کونسل کے اہم ترین رکن اور مکہ مکرمہ میں مقیم تھے۔

۱۷ رشوال ۱۴۰۰ھ، مطابق ۲۸ راگست ۱۹۸۰ء کو محدث حجاز کے خلاف اس مقدمہ کی سماعت سپریم جوڈیشنل کونسل میں شروع ہوئی اور دو کتب الذخائر المحمدیة، الصلوات المأثورة کے مندرجات پر جرح ہوئی، جن کے بارے میں آپ نے وہاں اعتراف کیا کہ دونوں میری تصنیفات ہیں۔

سپریم جوڈیشنل کونسل نیز شیخ عبداللہ بن عبدالعزیز باز کی سرپرستی میں فتویٰ اجراء و شرعی مسائل پر تحقیق انجام دینے والی کمیٹی ''اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة و الافتاء'' نے اسی برس بارہ ذیقعد کو فیصلہ سناتے ہوئے کہا۔ آپ الذخائر المحمدیة کے مندرجات سے رجوع و توبہ کا اعلان اخبارات کے ذریعے کریں نیز ملک کے ریڈیو و ٹیلی ویژن پر توبہ و رجوع کا اظہار اپنی زبان سے کریں۔

اور اگر آپ نے اس فیصلہ پر عمل نہ کیا تو جملہ سرگرمیوں، مسجد حرم میں حلقہ درس کا انعقاد،

ریڈیو و ٹیلی ویژن پر تقاریر، اخبارات وغیرہ میں تحریروں کی اشاعت نیز بیرون ملک سفر پر پابندیاں عائد کی جاسکتی ہیں، تاکہ آپ اسلامی دنیا میں اپنے باطل نظریات نہ پھیلاسکیں۔

عدالت نے اس حکم پر عمل کے لیے چند دن کی مہلت دی اور حکم پر عمل کرنے کی ذمہ داری شیخ سلیمان بن عبید کو سونپی۔

شیخ سلیمان بن عبید

مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے مقامات مقدسہ میں دینی امور کی انجام دہی و نگرانی کے لیے حکومت سعودی عرب نے ۱۹۶۴ء کو دو ادارے قائم کیے، جن کے سربراہ ہم خیال علماء میں سے نامزد و مقرر کیے جاتے۔ اور دس جنوری ۱۹۷۸ء کو یہ دونوں محکمے یک جا کر کے اسے ''الرئاسة العامة لشئون الحرمین الشریفین'' نام نیز اس کے سربراہ کو وزیر کا درجہ دیا۔ پھر فروری ۱۹۸۷ء میں نام ''الرئاسة العامة لشئون المسجد الحرام و المسجد النبوی'' کر دیا۔ محدث حجاز بارے سپریم جوڈیشنل کونسل نے فیصلہ سنایا تو شیخ سلیمان بن عبید، حجاز مقدس میں واقع اس سب سے اہم سرکاری دینی ادارہ کے سربراہ اور مکہ مکرمہ میں مقیم تھے۔

شیخ سلیمان بن عبید ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۹ء کو مدینہ منورہ و ریاض کے درمیان میں واقع شہر بکیریہ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء کو طائف میں وفات پائی، مکہ مکرمہ میں دفن کیے گئے۔ وطن کے مدارس اور مدینہ منورہ و ریاض میں تعلیم پائی پھر عنیزہ و ریاض وغیرہ شہروں میں جج تعینات رہے اور مکہ مکرمہ کی اعلیٰ ترین عدالت کے چیف جج تھے کہ اٹھارہ شعبان ۱۴۰۰ھ، مطابق یکم جولائی ۱۹۸۰ء کو شاہی فرمان کے ذریعے ''الرئاسة العامة لشئون الحرمین الشریفین'' کے صدر بدرجہ وزیر بنائے گئے۔ علماء سپریم کونسل کے اہم رکن، ایوان شاہی کے مشیر، سپریم جوڈیشنل کونسل کے رکن، دو تین تصنیفات ہیں۔ مفتیٔ اعظم شیخ محمد بن ابراہیم نجدی کے اہم شاگرد۔ [۵۰۱]

مسلک سواد اعظم پر استقامت کی اعلیٰ مثال

محدث حجاز کے لیے یہ مرحلہ ایک کڑا امتحان تھا۔ ایک طرف مصائب کا طویل و

ختم نہ ہونے والا سلسلہ اور دوسری جانب پٹرول کی دولت سے مالا مال و عالمی طاقتوں کی حلیف حکومت کے معتقدات کی تائید کرنے پر دنیاوی مراعات و اعلیٰ مناصب کی امید و نوید۔ غرضیکہ اگلے چند روز میں محدث حجاز اور شیخ سلیمان بن عبید کے درمیان دو مجالس منعقد ہوئیں، جن کے نتیجہ میں شیخ سلیمان بن عبید نے چھبیس ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ، مطابق پانچ نومبر ۱۹۸۰ء کو مفتیٔ اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز کے نام لکھے گئے مراسلہ میں باقاعدہ اطلاع دی کہ آپ رجوع و اعلان توبہ کے لیے آمادہ نہیں۔

علماء سپریم کونسل کی مزید کارروائی

الذخائر المحمدیة شائع ہوئی تو مفتیٔ اعظم سعودی عرب شیخ بن باز کی تحریک و خواہش پر علماء سپریم کونسل اور پھر سپریم جوڈیشنل کونسل نے اس کے مصنف محدث اعظم حجاز شیخ سید محمد بن علوی مالکی کے خلاف مذکورہ بالا کارروائی کی، جس میں حسب منشاء کامیابی کی بجائے ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا، اب یہ معاملہ واپس شیخ بن باز کی میز پر تھا۔

رجب ۱۴۰۱ھ، مطابق مئی ۱۹۸۱ء کو علماء سپریم کونسل کا سترہواں اجلاس ریاض میں منعقد ہوا تو اس میں رجوع و اعلانِ توبہ سے انکار کے بعد کی صورت حال بارے لائحہ عمل طے کیا گیا اور الذخائر المحمدیة کی تیرہ قابل اعتراض عبارات نقل کرنے کے علاوہ محدث حجاز کے خلاف ہونے والی اب تک کی عدالتی کارروائی و نتیجہ کی روداد قلم بند کر کے یہ سارا معاملہ اٹھائیس رجب کو اس وقت کے ولی عہد و نائب وزیر اعظم شہزادہ فہد بن عبدالعزیز ال سعود کی خدمت میں ارسال کر دیا گیا۔

شوال ۱۴۰۱ھ میں اس کا اٹھارہواں اجلاس ہوا تو تازہ حالات ایک بار پھر زیر غور آئے اور کونسل نے تشویش کا اظہار کیا کہ شیخ محمد علوی مالکی ملک کے اندر و دیگر ممالک میں بدعات و گمراہی پھیلانے میں نہ صرف پہلے کی طرح فعال ہیں بلکہ ان کی سرگرمیوں میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے نیز کہا گیا کہ وہ اس ملک میں پھر سے بت پرستی، قبور و انبیاء کی عبادات کا دور واپس لانے کی کوشش میں ہیں۔

گیارہ ذیقعدہ ۱۴۰۱ھ کو علماء سپریم کونسل نے قرارداد نمبر ۸۶ منظور کی، جس کے ذریعے شیخ سید محمد علوی مالکی اوران کے افکار ونظریات کی مذمت کی گئی۔ [۵۰۲]

محدث حجاز کا قلم رواں دواں

۱۴۰۱ھ محدث حجاز کے خلاف علماء نجد کی سرگرمیوں واقدامات کے عین عروج کا سال تھا۔ ملک کی اعلیٰ ترین عدالت میں ایسے مکتب فکر کے اکابرین کا سامنا تھا جو اعلیٰ سرکاری عہدوں پر براجمان ہونے کے ساتھ پوری دنیا میں اس مکتب فکر کی اعلیٰ ترین مذہبی قیادت اور تشدد نیز دوسروں کے وجود کی مطلق نفی کرنے میں روز اوّل سے شہرت رکھتے تھے۔ اس پر طرفہ یہ کہ مدعی وفریق مخالف خود ہی منصف تھا۔ عدالت کے اندر کا یہ منظر اور باہر بھی دلائل واثبات کے تبادلہ وبیان کی بجائے طاقت واقتدار کے بل بوتے پر ہراساں وآواز دبانے کے جملہ ہتھکنڈے جاری تھے۔ لیکن آپ نے محض ایمان ویقین کی قوت سے اس صورت حال کا صبر وتحمل سے مقابلہ وسامنا کیا اور نہ تو زبان وقلم میں لرزش کا شائبہ آیا اور نہ ہی قدم کسی تردد کا شکار ہوئے، بلکہ استقامت واستحکام میں اضافہ ہوا۔ چناں چہ ۱۴۰۱ھ کے خاتمہ پر علماء سپریم کونسل، قرارداد کی کارروائی قلم بند کر رہی تھی تو دوسری جانب محدث حجاز کا قلم بدستور بڑے اطمینان ویقین سے رواں دواں تھا اور انہی ایام میں جشن میلاد النبی ﷺ پر مستقل کتاب ''حول الاحتفال بالمولد النبوی ﷺ'' تالیف کی، جس کا پہلا ایڈیشن ۱۴۰۲ھ کو چالیس صفحات پر چھاپا گیا۔

شیخ ابو بکر جابر الجزائری

شیخ ابوبکر بن جابر الجزائری اپنے وطن الجزائر سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے، جہاں سرکاری یونی ورسٹی کے پروفیسر ومسجد نبوی میں مدرس ہوئے۔ اوائل ۲۰۰۹ء میں زندہ لیکن مفلوج اور مدینہ منورہ میں ہی ہیں۔ متعدد تصنیفات ہیں، جن میں سے چند سرکاری اخراجات پر شائع ہوئیں نیز بعض کے اردو تراجم ہوئے۔

جشن میلاد النبی ﷺ کے جواز پر جیسے ہی محدث حجاز کی حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف منظر عام پر آئی، شیخ ابوبکر الجزائری نے عدم جواز پر ''الانصاف فیما قیل

فی المولد من الغلو و الاجحاف'' تصنیف کی، جو انہی ایام میں شائع کی گئی۔[۵۰۳]

آئندہ دنوں میں انہوں نے اس بارے مزید دو کتب ''کمال الامۃ فی صلاح عقیدتھا'' اور ''و جاؤوا یرکضون'' تصنیف و شائع کیں، جن کا ذکر آگے آئے گا۔

قلمی جنگ کا آغاز

محدث حجاز کے خلاف حکومت سعودی عرب کے جو اہم ادارے وان کے سربراہان حرکت میں آچکے تھے، ان میں علماء سپریم کونسل، سپریم جوڈیشنل کونسل، الرئاسۃ العامۃ لشئون الحرمین الشریفین، ادارہ امر بالمعروف و النھی عن المنکر قابل ذکر ہیں۔

الذخائر المحمدیۃ کی مصر سے اشاعت کے مرحلہ سے علماء سپریم کونسل کی قرارداد مذمت منظور کیے جانے تک، ان اداروں کی طرف سے جاری کارروائیوں پر ڈیڑھ برس سے زائد ہو چکا تھا، اتنے عرصہ سے مذکورہ اہم حکومتی اداروں اور مکہ مکرمہ کے اس عالم جلیل ومعزز شہری کے درمیان جاری اعتقادی معرکہ و اعصابی جنگ کا چرچا پوری اسلامی دنیا بالخصوص عرب ممالک کے علمی حلقوں میں ہونے لگا اور سواد اعظم اہلِ سنت و جماعت کے ہاں پریشانی و بے چینی کی کیفیت نمایاں ہونے لگی۔ ان میں الجزائر، تیونس، مراکش، لیبیا بطور خاص قابل ذکر ہیں، جہاں کے اہل علم میں آپ مالکی فقیہ وحجاز مقدس کے اہم اہل سنت عالم کے طور پر بخوبی متعارف تھے۔

علماء نجد کی ان عدالتی کارروائیوں سے چند ماہ قبل محدث حجاز نے مراکش کے شہر رباط میں وزارت اوقاف کے زیر اہتمام ۲۵ سے ۲۸/اپریل ۱۹۸۰ کو ہونے والے ''امام مالک عالمی سیمینار'' میں شرکت کی اور موطا امام مالک پر مقالہ پڑھا، جسے پذیرائی ملی۔[۵۰۴]

آپ کے خلاف علماء نجد کی کارروائیاں تمام اہم اداروں کو تجاوز کر کے یہ مقدمہ اعلیٰ قیادت تک پہنچایا گیا تو اس بارے حجازی باشندوں کا کہنا ہے کہ شاہی خاندان کے متعلقہ افراد نے عالم اسلام میں اس اعتقادی معرکہ کے پس منظر میں پائی جانے والی تشویش اور اہل مکہ کے جذبات کا خیال کرتے ہوئے محدث حجاز کے خلاف عدالتی عمل مزید

جاری رکھنے کی حوصلہ افزائی سے گریز کیا اور سرکاری علماء نجد کو تجویز و ترغیب دی کہ یہ مقدمہ علم و افکار سے متعلق ہے اور اسے اپنے انجام تک پہنچانے کا بہتر طریقہ یہ ہوگا کہ الذخائر المحمدیۃ وغیرہ آپ کی تصنیفات کا محاکمہ تحریر و تقریر کے ذریعے کیا جائے۔

تب یہ معرکہ اگلے مرحلہ میں داخل ہوا اور محدث حجاز کی شخصیت و افکار کے تعاقب و مذمت میں بڑے پیمانہ پر مضامین و کتب تصنیف کر کے نیز آڈیو کیسٹ وغیرہ مواد سرکاری سطح پر پوری اسلامی دنیا میں مفت تقسیم کرنے کا آغاز ہوا۔

شیخ عبد اللہ بن سلیمان منیع کی تصنیف

علماء سپریم کونسل کی طرف سے مذکورہ قرارداد منظور کیے جانے کے تقریباً چھ ماہ بعد ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء کے وسط میں مکہ مکرمہ عدالت کے چیف جج شیخ عبداللہ بن سلیمان منیع ملاقات کی غرض سے چیف جسٹس سپریم کورٹ شیخ عبداللہ بن حمید کے ہاں گئے تو انہوں نے محدث حجاز کی متنازع تصنیفات ان کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے رد لکھنے کا حکم دیا۔[۵۰۵]

شیخ عبداللہ بن سلیمان منیع خطہ نجد کے مرکزی شہر و دارالحکومت ریاض سے مغربی جانب دو سو کلومیٹر پر واقع شہر شقراء میں ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء کو پیدا ہوئے اور ابن سعود یونی ورسٹی کے لاء انسٹی ٹیوٹ سے ۱۹۶۹ء میں ایم فل کیا، جب کہ ۱۹۵۸ء سے دارالافتاء کے رکن ہیں اور ۱۹۷۶ء کو ملک کے نائب مفتیٔ اعظم بنائے گئے، نیز ۱۹۷۷ء کو مکہ مکرمہ کی اعلیٰ عدالت کے جج ہوئے جس پر تاحال تعینات ہیں، یوں گزشتہ تیس برس سے مکہ مکرمہ میں مقیم ہیں۔ علماء سپریم کونسل کے رکن، مدرسہ دارالحدیث مکہ مکرمہ کی مجلس اعلیٰ کے رکن نیز ۱۴ فروری ۲۰۰۹ء کو بادشاہ کے مشیر بدرجہ وزیر تعینات کیے گئے۔ دس کے قریب مصنفات ہیں، جن میں کرنسی نوٹ کی تاریخ و شرعی حیثیت پر ''الورق النقدی'' کے اردو تراجم پاک و ہند میں ہوئے۔[۵۰۶]

نائب مفتیٔ اعظم و جسٹس شیخ عبداللہ منیع نے ۱۹۸۲ء میں ہی محدث حجاز کے خلاف مستقل کتاب ''حوار مع المالکی فی رد منکراته و ضلالاته'' تصنیف کی، جس میں الذخائر المحمدیۃ اور حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف کا تعاقب کیا۔ شیخ عبدالعزیز

بن باز نے حوار مع المالکی پر تقدیم قلم بند کرائی اور شیخ بن باز سمیت خطہ نجد کے سرکاری عہدوں پر فائز آٹھ اکابر علماء نے تصنیف واشاعت کے مراحل میں شیخ عبداللہ منیع کی معاونت کی، جن کے نام کتاب کے آخر میں دیے گئے ہیں اور ان میں سے اکثر علماء سپریم کونسل کے رکن تھے۔[۵۰۷]

حوار مع المالکی سے قبل محدث حجاز کے خلاف شیخ عبداللہ بن حمید، شیخ عبدالعزیز بن باز، شیخ ابوبکر الجزائری نے فتاوے ومضامین وکتب لکھیں، جن میں آپ کا نام لیے بغیر فقط افکار ومعتقدات کا رد وتعاقب کیا گیا تھا، آپ کی شخصیت زیر قلم نہیں لائی گئی تھی البتہ شیخ عبدالقادر سندھی نے اپنی تحریروں میں شخصیت پر حملے کیے تھے لیکن عوام وخاص کے ہاں خود شیخ عبدالقادر سندھی کی اپنی کوئی اہمیت ونمایاں حیثیت نہیں تھی۔ یوں حوار مع المالکی پہلی اہم مطبوعہ کتاب ہے، جس کے ذریعے اکابر علماء نجد نے آپ کے نظریات کا تعاقب کرنے کے علاوہ شخصیت کا کھل کر محاکمہ کیا اور یہ انتہائی اہم سرکاری ادارہ دارالافتاء ریاض کے زیر اہتمام شائع کی گئی۔

دار الافتاء ریاض

اس کا پورا نام "الرئاسة العامة لإدارات البحوث العلمية و الافتاء و الدعوة و الارشاد" ہے۔ ریاض میں مرکزی دفتر اور ملک کے دیگر شہروں میں شاخیں موجود ہیں، جب کہ دائرہ عمل پوری زمین پر پھیلا ہوا ہے۔ اس کا کام ملک کے اندر و پوری دنیا میں وہابی فکر کی تبلیغ واشاعت جملہ ذرائع سے انجام دینا ہے، جس کے لیے مختلف ممالک کے سیکڑوں علماء و دیگر کارکن ملازم ہیں۔ نیز ملک بھر میں یہی ادارہ فتویٰ جاری کرنے، جدید مسائل پر تحقیق واجتہاد کرنے کا ذمہ دار ومجاز ہے۔ اس کا بجٹ کروڑوں ریال کا اور سربراہ کو وزیر کا درجہ حاصل ہے۔

۱۹۷۱ء کو شاہی فرمان کے ذریعے اس کے تحت ایک اعلیٰ سطح کی مستقل کمیٹی "اللجنة الدائمة للبحوث العلمية و الافتاء" قائم کی گئی، جس کا کام فتاویٰ وشرعی مسائل پر تحقیق

قرار پایا اور خطہ نجد کے کل چار اکابر علماء اس کے ارکان، جب کہ انہی میں سے ایک رکن سربراہ ہوئے، جنہیں رئیس اللجنة یا مفتیٔ اعظم سعودی عرب کہا گیا۔ ۱۴؍فروری ۲۰۰۹ء کو بادشاہ نے تعداد بڑھا کر سات کر دی۔ شیخ عبداللہ بن سلیمان منیع ۱۹۷۶ء سے ۲۰۰۹ء تک اس کمیٹی کے رکن نیز نائب مفتی اعظم رہے۔ [۵۰۸]

۱۹۷۵ء کو جب کہ شیخ عبدالعزیز بن باز مدینہ منورہ یونی ورسٹی کے وائس چانسلر تھے انہیں وہاں سے ریاض میں دارالافتاء کے سربراہ و مفتیٔ اعظم بنایا گیا، جس پر وہ ۱۹۹۹ء یعنی وفات تک تعینات رہے۔

سعودی عرب میں وزارت اوقاف کا وجود نہیں تھا اور اس کے جملہ معاملات دارالافتاء کے دائرہ اختیار میں تھے البتہ وزارت حج موجود، جو فقط حج و عمرہ امور کی وزارت ہے۔ آئندہ دنوں میں ۱۹۹۳ء کو دار الافتاء کے بطن سے وزارت اوقاف سامنے آئی، جسے ''وزارة الشؤون الاسلامية و الاوقاف و الدعوة و الارشاد'' نام دیا گیا اور شیخ محمد بن عبدالوہاب کی نسل سے ایک عالم وزیر اوقاف بنائے گئے۔ اس مرحلہ پر دارالافتاء کے دائرۂ عمل میں کمی لا کر اس کا نام ''الرئاسة العامة لادارات البحوث العلمية و الافتاء'' ہوا۔

دارالافتاء ریاض نے عربی و دنیا کی اہم زبانوں میں اپنے مخصوص افکار کی ترویج اور دوسروں کی نفی و مذمت میں جو سیکڑوں کتب لاکھوں کی تعداد میں طبع کرا کے پوری دنیا میں مفت تقسیم کیں، ان میں ''حوار مع المالكی'' سرفہرست ہے، جو ۱۹۸۲ء کو ۲۰۵ صفحات پر پہلی بار شائع کی گئی اور ۱۹۸۴ء تک کے مختصر عرصہ میں مزید پانچ ایڈیشن [۵۰۹] ہزاروں کی تعداد میں طبع کر کے عرب و عجم میں پہنچائے گئے اور بطور خاص مکہ مکرمہ میں مسجد حرم کے دروازوں پر سیکڑوں نسخے ڈھیر کر دیے گئے اور خانہ کعبہ حاضر ہونے والے ہر فرد کے ہاتھ میں تھمانے کا اہتمام کیا گیا۔

محدث حجاز کے خلاف علماء نجد نے سرکاری محکموں کے بل بوتے پر جو کارروائیاں انجام دیں، ان کا خلاصہ حوار مع المالكی کے آغاز میں دیا گیا پھر آپ کی دو کتب

ئر المحمدية، حول الاحتفال بالمولد النبوی الشريف کے مندرجات کا
کیا گیا۔ محدث حجاز نے مقام مصطفیٰ ﷺ کے بیان پر جو عبارات سلف صالحین کے
سے ان کتب میں نقل کیں، شیخ عبداللہ منیع نے ان کا انکار کیا اور اپنا موقف پر تشدد و
الفاظ میں درج کتاب کیا۔ مدینہ منورہ میں محافل میلاد کے وسیع اہتمام و انعقاد پر
تشویش کا اظہار کیا[۵۱۰] محدث حجاز کی ذات پر حملے کیے گئے، ان کے نسب پر شک و اعتراض
[۵۱۱] ابوجہل و ابولہب سے تشبیہ دی[۵۱۲] اور آپ کے معتقدات کو کھلا کفر قرار دیا[۵۱۳]
صفحات پر آچکا کہ علماء سپریم کونسل کے متعدد ارکان نے حوار مع المالکی کی
و اشاعت میں اس کے مصنف جسٹس و نائب مفتی اعظم شیخ عبداللہ بن سلیمان منیع کی
جب کہ مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز نے اس پر تقدیم قلم بند کرائی۔

حوار مع المالکی کی وسیع اشاعت کے ساتھ ہی حجاز و نجد کے درمیان برپا
جنگ نے پوری اسلامی دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور قلمی محاذ کھل گیا، عرب و عجم کے
سنت و سواد اعظم نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔ ادھر نجدی مکتب فکر کی طرف سے
ر المحمدية وغیرہ کے خلاف مزید دو کتب سامنے آئیں، جن میں ایک شیخ حمود بن
تویجری اور دوسری شیخ ابوبکر بن جابر الجزائری کی تصنیفات تھیں۔

حمود بن عبد اللہ تویجری

خطہ نجد کے شہر مجمعہ میں ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۵ء کو پیدا ہوئے اور ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۲ء کو ریاض میں
پائی۔ مشرقی صوبہ کے شہروں رحیمہ و راس تنورہ، پھر صوبہ نجد کے شہر زلفی میں
ت رہے لیکن جلد ہی منصب قضاء سے مستعفی ہو کر عمر بھر درس تدریس، تصنیف و
میں مشغول رہے۔ چالیس سے زائد تصنیفات ہیں، جن میں الاحتجاج بالاثر علیٰ
کر المهدی المنتظر، اعلان النكير علی المفتونين بالتصوير، تحريم
والرد علی من اباحه، الرد علی من اجاز تهذيب اللحية، عقيدة اهل
فی خلق آدم علی صورة الرحمٰن، القول البليغ فی التحذير من جماعة

التبلیغ وغیرہ مطبوعہ کتب ہیں۔ چیف جسٹس شیخ عبداللہ بن محمد بن حمید کے شاگرد۔[۵۱۴]

شیخ حمود تویجری نے ۱۹۸۲ء کو کتاب "الرد القوی علی الرفاعی و المجهول و ابن علوی و بیان اخطائهم فی المولد النبوی" تصنیف کی، جو ۱۹۸۳ء کو ریاض سے ۲۶۷ صفحات پر شائع کی گئی، جس میں شیخ عبدالعزیز بن باز کے فتویٰ میلاد کے خلاف لکھے گئے، شیخ سید یوسف بن ہاشم رفاعی کے مضمون نیز محدث حجاز کی حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف اور الذخائر المحمدیة کا تعاقب کیا گیا۔

جب کہ دوسری کتاب شیخ ابوبکر بن جابر الجزائری نے "کمال الامة فی صلاح عقیدتها" نام سے الذخائر المحمدیة کے خلاف لکھی۔ یہ ۱۹۸۳ء کو مدینہ منورہ سے ۶۲ صفحات پر شائع کی گئی[۵۱۵] پھر بریدہ شہر و قاہرہ سے مزید ایڈیشن سامنے آئے۔

میلاد النبی ﷺ پر مزید کتب

علماء نجد، حوار مع المالکی کی تصنیف و اشاعت میں مگن تھے تو دوسری جانب محدث حجاز کی نئی کتاب حجاز مقدس میں طبع ہو رہی تھی۔ اب آپ نے جشن میلاد النبی ﷺ پر دیگر مصنفین کی سات اہم کتب جمع و مرتب کیں اور اس موضوع پر اپنی کتاب ان کے آغاز میں شامل کی نیز مشہور شعراء کے نعتیہ کلام کا انتخاب تیار کیا اور یہ سارا مواد ایک مجموعہ کی صورت میں "باقة عطرة من صيغ المولد و المدائح النبوية الكريمة" نام سے ۱۹۸۳ء کو ۲۹۱ صفحات پر جدہ سے شائع کرایا۔ جس میں حسب ذیل کتب شامل ہیں:

- حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف، شیخ سید محمد بن علوی مالکی
- نظم مولد الحافظ عماد الدین ابن کثیر، شیخ سید محمد بن سالم بن حفیظ بن ابی بکر بن سالم (وفات ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۳ء)، شارح شیخ سید محمد بن علوی مالکی
- مولد النبی ﷺ، شیخ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی شیبانی المعروف بہ حافظ ابن دیبع (وفات ۹۴۴ھ/۱۵۳۷ء)
- مولد النبی ﷺ، نثر، شیخ سید جعفر بن حسن برزنجی مدنی (وفات ۱۱۷۷ھ/

۱۷۴۶ء)۔[۵۱۶]

- سمط الدرر فی اخبار مولد سید البشر، شیخ سید علی بن محمد حبشی علوی (وفات ۱۳۳۳ھ/1915ء)

۱ مولد النبی ﷺ، شیخ محمد بن محمد عزب مدنی (وفات ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء)

- مولد المصطفیٰ ﷺ، شیخ خیر الدین بن محمد علی وائلی دمشقی (وفات ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء)

باقة عطرة میں شامل ان کتب میں دو کی بطور خاص اہمیت ہے۔ایک مشہور محدث ومفسر ومؤرخ شیخ ابوالفداء عمادالدین حافظ اسمٰعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی (وفات ۷۷۴ھ/۱۳۷۳ء) جو علماء نجد کے ہاں ثقہ ومعتمد بلکہ امام تسلیم کیے جاتے ہیں[۵۱۷] اس موضوع پر ان کی کتاب کو شیخ محمد بن سالم حضرمی نے ۱۹۶۴ء کو حج وزیارت کے موقع پر مدینہ منورہ میں منظوم کیا۔

دوسری شیخ خیر الدین وائلی کی کتاب، جو دمشق کے معاصر وہابی عالم ومبلغ تھے[۵۱۸] اورانہوں نے میلاد النبی ﷺ بارے روایات صحیحہ کو رواج دینے کے ارادہ سے یہ کتاب تالیف کی اور دمشق کے چار اکابر علماء اہل سنت سے تقریظات لے کر شامل کیں۔

شیخ سید یوسف بن ہاشم رفاعی

سواد اعظم اہل سنت وجماعت کے معتقدات ومحدث حجاز کے دفاع میں اسلامی دنیا کے جن اکابر علماء کرام نے قلم ودیگر ذرائع سے خوب کام لیا، ان میں کویت کے سابق وزیر، قائد اہل سنت، مبلغ اسلام، صوفیہ کے سلسلہ رفاعیہ کے مرشد، شیخ یوسف بن ہاشم رفاعی اہم نام ہے۔آپ نے محافل میلاد کے انکار پر شیخ عبدالعزیز بن باز کے جاری کردہ فتویٰ کے تعاقب میں مضمون لکھا، جو ”حول موضوع شرعية الاحتفال بالمولد النبوی“ عنوان سے کویت کے کثیر الاشاعت اخبار ”السیـــــاسة“ [۵۱۹] کے دو شماروں ۱۲، ۲۳ ربیع الاوّل ۱۴۰۲ھ میں شائع ہوا۔

حوار مع المالكی کے رد وتعاقب میں مستقل کتاب ”ادلة اهل السنة و الجماعة والرد المحكم المنيع علىٰ منكرات و شبهات ابن منيع“ لکھی، جو ۱۹۸۴ء کو

۱۶۰ صفحات پر شائع کی گئی پھر یہ انڈونیشیا، مراکش، مصر، یمن سے چھپی، تا آں کہ ۱۹۹۰ء کو ساتواں ایڈیشن کویت سے شائع ہوا۔ نیز ان دنوں آپ کی ویب سائٹ پر موجود ہے اور دیگر زبانوں میں تراجم ہوئے۔

شیخ سید یونس بن ابراهیم سامرائی

۱۳۵۳ھ/ ۱۹۳۴ء کو عراق کے تاریخی شہر سامراء میں پیدا ہوئے پھر دارالحکومت بغداد ہجرت کی، جہاں ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء کو وفات پائی۔ وزارت اوقاف میں امام وخطیب، مساجد بغداد کے نگران اعلیٰ، مجلس علمی وزارت اوقاف کے رکن، مبلغ اسلام، صحافی، ماہر انساب، مؤرخ، صوفی، چودھویں صدی ہجری کے علماء عراق میں کثرت تصانیف کے باعث آپ کا نام سرفہرست ہے۔ مختلف موضوعات پر ۹۷ سے زائد کتب ہیں، جن میں سے اکثر شائع ہوئیں۔ پاک وہند کے متعدد سفر کیے اور یہاں کے اکابر علماء ومشائخ اہل سنت سے علمی روابط استوار تھے نیز اسلامیان پاک وہند بارے عربی میں تین کتب تصنیف وشائع کیں۔ چند مطبوعہ کتب کے نام یہ ہیں۔

اللہ جل جلالہ، الاحادیث القدسیة، حکمة التشریع الاسلامی، ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ بقلم علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حقائق عن آل البیت و الصحابة، تاریخ الطرق الصوفیة، لا صلح مع اسرائیل، تاریخ علماء بغداد فی القرن الرابع عشر الهجری، نظم الدرر فی رجال القرن الرابع عشر، تاریخ مساجد بغداد، مجالس بغداد، القبائل العراقیة، تاریخ الصحافة الاسلامیة، اعلام العرب الفاتحون فی شبه القارة الهندیة، علماء العرب فی شبه القارة الهندیة، ملوك و امراء العرب فی شبه القارة الهندیة۔ [۵۲۰]

شیخ عبدالعزیز بن باز کے فتویٰ محافل میلاد کے رد وتعاقب اور شیخ یوسف رفاعی کے مضمون کی تائید وحمایت میں شیخ یونس سامرائی نے مضمون لکھا جو "تایید للرد علی فتویٰ الشیخ عبد العزیز ابن باز" عنوان سے چھپا [۵۲۱] نیز اس مسئلہ پر مستقل کتاب

"تاریخ الاحتفال بمولد سید الرجال" لکھی [۵۲۲] جو تا حال شائع نہیں ہوئی۔

شیخ راشد بن ابراھیم مریخی

محدث حجاز کی الذخائر المحمدیۃ کے خلاف لکھی گئی دو کتب شیخ ابو بکر الجزائری کی کمال الامۃ فی صلاح عقیدتھا اور شیخ عبداللہ منیع کی حوار مع المالکی کے جواب میں شیخ راشد مریخی نے مستقل کتاب "اعلام النبیل بما فی شرح الجزائری من التلبیس والتضلیل" تالیف کی، جس پر مراکش کے محدث اعظم شیخ سید عبدالعزیز بن محمد بن صدیق غماری نے پندرہ صفحات کی تقریظ لکھی اور یہ ۱۹۸۴ء کو بحرین سے ۱۱۶ صفحات پر شائع کی گئی، پھر یمن وغیرہ سے مزید ایڈیشن سامنے آئے۔ شیخ راشد مریخی نے اگلے برس یعنی ۱۹۸۵ء کو مولد ابن دیبع بھی بحرین سے شائع کی، جس پر محدث حجاز نے تحقیق انجام دے کر جدہ سے "مختصر فی السیرۃ النبویۃ" نام سے طبع کرایا تھا۔ شیخ راشد مریخی، محدث حجاز کی تبلیغی وعلمی سرگرمیوں سے ان کی زندگی کے آخری دم تک وابستہ رہے۔

مراکش کے دو جلیل القدر علماء

مکہ مکرمہ سے ہزاروں کلومیٹر دور یورپ کی سرحد پر واقع اسلامی وعربی ملک مراکش کے اکابرین علماء اہل سنت اس اعتقادی جنگ میں پیچھے نہیں رہے اور طویل مسافت انہیں بے خبر ولاتعلق نہیں رکھ سکی۔ ان میں دو علماء کرام شیخ عبدالحی عمروی، شیخ عبدالکریم مراد بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

شیخ عبدالحی عمروی، مراکش کے شہر فاس میں واقع اسلامی دنیا کی قدیم ترین یونی ورسٹی قرویین سے فارغ التحصیل نیز اس کے قدیم طلباء کی تنظیم کے سیکرٹری، رابطۃ العلماء کے فاس شہر میں نائب صدر اور وزارت تربیت میں عربی زبان کی تعلیم کے نگراں ہیں۔

شیخ عبدالکریم مراد بھی قرویین یونی ورسٹی فاس کے فارغ التحصیل، اس کی مسجد میں واعظ، شہر کی اہم مسجد بن سودہ کے خطیب، رابطۃ العلماء کے اہم رکن، مذکورہ وزارت میں عربی تعلیم کے نگران اور یہ دونوں علماء کرام ۲۰۰۹ء میں زندہ ہیں۔

شیخ عبدالحیٔ عمروی وشیخ عبدالکریم مراد نے مل کر محدث حجاز شیخ سید محمد بن علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے دفاع میں متعدد کتب تالیف کیں۔ چناں چہ حوار مع المالکی کے جواب میں ان کی مشترکہ تصنیف ''التحذیر من الاغترار بما جاء فی کتاب الحوار'' مراکش سے ۱۹۸۴ء کو ۱۶۸ صفحات پر شائع ہوئی، جس پر وہاں کے دو انتہائی اہم علماء محدث کبیر شیخ سید ابوالفضل عبداللہ بن محمد صدیق غماری رحمۃ اللہ علیہ اور محدث کبیر شیخ سید ادریس بن محمد بن عابد عراقی رحمۃ اللہ علیہ (پیدائش ۱۳۳۶ھ/ ۱۹۱۸ء) کی تقاریظ درج ہیں۔ نیز مصنفین نے بتایا کہ ہمیں مزید تقریظات قدرے تاخیر سے موصول ہوئیں لہٰذا آئندہ ایڈیشن میں شامل کی جاسکیں گی۔ [۵۲۳]

سال بھر کے عرصہ میں عرب دنیا کے علماء کی طرف سے حوار مع المالکی کے جواب میں تین اہم کتب منظر عام پر آئیں۔ کویت سے شیخ یوسف رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی الرد المحکم المنیع، بحرین سے شیخ راشد مریخی کی اعلام النبیل، مراکش سے شیخ عبدالحیٔ عمروی وشیخ عبدالکریم مراد کی التحذیر من الاغترار۔ ادھر مخالف حلقہ حوار مع المالکی کے مزید ایڈیشن بڑی تعداد میں پھیلا رہا تھا۔ تو اسی کے ساتھ شیخ ابوبکر الجزائری نے ان تینوں کتب کے خلاف ایک کتابچہ ''وجاؤوا یرکضون مهلا یا دعاة الضلالة'' لکھا، جو ۱۹۸۵ء کو مدینہ منورہ سے چھوٹی تقطیع کے ۱۶۰ صفحات پر شائع کیا گیا۔ [۵۲۴]

اب شیخ عبدالحیٔ عمروی وشیخ عبدالکریم مراد نے التحذیر من الاغترار کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۲ء کو مراکش سے ہی ۱۶۰ صفحات پر طبع کرایا، جس سے دونوں تقاریظ حذف کر کے ان اوراق پر شیخ ابوبکر الجزائری کے اس کتابچہ کا جزوی رد لکھا، نیز بتایا کہ اس کے تعاقب میں ہماری مستقل کتاب زیر تالیف ہے۔ جو ۱۹۹۶ء کو ''واعِظ غیر متّعِظ'' نام سے مراکش سے ۱۰۶ صفحات پر شائع کی گئی۔

شیخ حسن طنون

سوڈان کے عالم جلیل ومبلغ اسلام جنہوں نے ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۲ء کو وفات پائی [۵۲۵] مدینہ منورہ مقیم رہے اور محدث حجاز سے روابط تھے۔ شیخ ابوبکر الجزائری کا رد وتعاقب کرنے والے

علماء اہل سنت میں اہم نام ہے۔ آپ نے تقریر و مناظرہ کے ذریعے شیخ الجزائری کو عاجز کر دیا، جس پر مخالفین روایتی تشدد پر اتر آئے اور سڑک حادثہ کے ذریعے ختم کرنے کی کوشش کی جس کے نتیجہ میں جسم کا نچلا دھڑ مفلوج ہو گیا اور ترک مدینہ منورہ پر مجبور ہوئے۔ پھر خلیجی ممالک کویت و متحدہ عرب امارات میں معذوروں کی کرسی پر بیٹھے تقریباً دس برس دعوت و تبلیغ انجام دینے کے بعد وفات پائی۔

شیخ مصطفیٰ بن عبد القادر عطا

شیخ ابو بکر الجزائری نے محافل وجشن میلاد کے انکار پر کتاب ''الإنصاف فيما قيل في المولد من الغلو و الاجحاف'' تصنیف کی تو اس کے آخری چند صفحات پر صاحب تفسیر جلالین و در منثور امام حافظ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابو بکر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۹۱۱ھ/ ۱۵۰۵ء) کی محافل میلاد کے جواز پر کتاب ''حسن المقصد في عمل المولد'' کا[۵۲۶] بطور خاص رد، اس حجت کے ساتھ لکھا کہ انہوں نے ہی مسئلہ محافل میلاد کو اجاگر کیا اور لوگوں کو اس عمل پر ابھارا۔

اس کے جواب میں مصر کے اہم و مشہور محقق شیخ مصطفیٰ بن عبد القادر عطا نے حسن المقصد پر تحقیق انجام دی نیز طویل مقدمہ لکھا، جس میں شیخ ابو بکر الجزائری کے شبہات و اعتراضات کا ازالہ کیا۔ علامہ سیوطی کی یہ کتاب ۱۹۸۵ء کو بیروت سے ۸۷ صفحات پر شائع کی گئی۔

شیخ عبد الرحمٰن بن ابو بکر الملا

۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۶ء کو الاحساء میں پیدا ہوئے اور ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۱ء کو وہیں وفات پائی۔ آپ کے جد اعلیٰ ملک شام کے تاریخی شہر حلب کے قریب مقام عنتاب سے بسلسلہ تدریس و افتاء ہجرت کر کے نویں صدی ہجری کو الاحساء شہر جسے ہفوف بھی کہتے ہیں، وہاں تشریف لائے۔ یہ شہران دنوں سعودی عرب کے مشرقی صوبہ میں واقع اور علماء و مشائخ اہل سنت کا اہم مرکز ہے۔ ملا خاندان وہاں کے علمی گھرانوں میں بطور خاص نمایاں ہے۔ شیخ عبد الرحمٰن آل ملا نے مقامی علماء سے تعلیم پائی پھر مکہ مکرمہ کی راہ لی، جہاں مدرسہ صولتیہ و شہر مقدس کے دیگر علماء

نیز وہاں اسلامی دنیا سے وارد ہونے والے متعدد اہل علم سے استفادہ کیا۔ پھر محدث، فقیہ حنفی، زاہد و عابد، مسند، شاعر ہوئے۔ وطن کے سرکاری مدرسہ میں استاذ ہوئے۔ جہاں بلاتنخواہ علم کی خدمت انجام دی اور کچھ عرصہ بعد یہ ملازمت ترک کر کے شہر کی آبائی مسجد میں امام و خطیب و مدرس ہوئے۔ حکومت نے بارہا سرکاری مناصب مدرس مسجد حرم مکی و قاضی وغیرہ پیش کیے لیکن آپ نے معذرت کر دی اور عمر بھر بلا معاوضہ علمی خدمات انجام دیں اور گزر بسر کے لیے تجارت کو ذریعہ بنایا۔ ان کے شاگردوں میں علماء وصوفیہ، وزراء وسفراء شامل ہیں۔ طویل عمر پائی اور مدینہ منورہ کے بکثرت سفر کیے۔

۱۴۱۵ھ کو الاحساء میں آپ کے اعزاز میں عظیم الشان تقریب منعقد کی گئی۔ چند تصنیفات میں شعری مجموعہ روضة الازهار کے علاوہ النُبذَ فی اصول الحدیث، مطبوع، نزهة العینین فی الرد علی من انکر الدعاء بعد الحدیث والوعظ و رفع الیدین کے نام ہیں۔ [۵۲۷]

شیخ عبدالرحمٰن آل ملا نے محدث حجاز کے والد نیز دادا کی شاگردی اختیار کی۔ محدث حجاز کی ولادت پر تہنیتی اشعار موزوں کیے اور جب یہ اعتقادی معرکہ برپا ہوا تو شیخ سید یوسف ہاشم رفاعی اور ان کی کتاب ''الرد المحکم المتیع'' کی مدح و تائید اور مخالفین کی مذمت میں ''بذل المساعی لمساندة الرفاعی'' عنوان سے باون اشعار موزوں کیے۔

محدث حجاز کی اہم و یادگار کتاب

الذخائر المحمدیة کی اشاعت پر مخالفین نے عدالتی کارروائی کے دوران اور پھر حوار مع المالکی وغیرہ کتب میں جو اعتراضات کیے تھے، ان کے جواب میں محدث حجاز نے خود قلم اٹھایا اور مستقل کتاب ''مفاهیم یجب ان تصحح'' تالیف کی، جو اس موضوع و جدل میں اہم و یادگار کتاب ثابت ہوئی۔ یہ ۱۹۸۴ء میں مکمل کی گئی اور ۱۹۸۵ء کو پہلا ایڈیشن قاہرہ مصر سے ۲۳۸ صفحات پر چھپا۔ پھر مصنف کی وفات تک لاہور، ابوظہبی، دبئ وغیرہ مقامات سے گیارہ سے زائد ایڈیشن سامنے آئے۔ اس پر عرب و عجم کے اٹھاون علماء نے

تقدیم، تقریظات، تصدیقات لکھیں، جو مختلف ایڈیشن میں شامل یا ان کا ذکر خود محدث حجاز نے کتاب میں کیا ہے۔ نیز سوڈان کے بعض علماء نے مفاهیم یجب ان تصحح کی اکیس عبارات کی مزید توضیح وتشریح پر ضمیمہ لکھا، جو ابوظہی ایڈیشن میں بعنوان ''ملحق بالكتاب، يشمل علىٰ بعض تعليقات و استدراكات و رد على بعض المفاهيم الخاطئة، بقلم بعض كبار علماء السودان'' شامل ہیں، جس پر ان علماء سوڈان کے نام درج نہیں۔

مفاهيم يجب ان تصحح میں مسئلہ تکفیر، توحید، خالق ومخلوق کا مقام، خاتم النبیین ﷺ کا مقام، توسل، شفاعت، آثار و مشاہد کی برکات، زیارت قبور، برزخی زندگی اور میلاد النبی ﷺ کے مسائل پر لکھا گیا۔

اس کتاب کا اہم ہدف علماء نجد، سعودی عوام و حکام تھا، چناں چہ تالیف و ترتیب و اشاعت میں اعلیٰ درجہ کی فہم وفراست سے کام لیا گیا۔ کتاب کا مواد مدلل لیکن انداز بیان نرم ملائم الفاظ، احترام باہمی کے اصول پر رکھا گیا۔ پھر پوری اسلامی دنیا کے مشہور واہم علماء سے بکمال حکمت تقریظات حاصل کیں، جن میں سواد اعظم اہل سنت وجماعت کے اکابر علماء کرام، یمن کے زیدی اور پاکستان کے دیوبندی اکابرین شامل ہیں۔

جن ممالک کے علماء سے تقاریظ لی گئیں ان میں ریاست ابوظہی، انڈونیشیا، بحرین، پاکستان، تیونس، جزائر قمر، چاڈ، دبئی، سعودی عرب، سوڈان، شمالی وجنوبی یمن، کویت، مراکش، مصر، موریتانیہ شامل ہیں۔

تقاریظ حاصل کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا گیا کہ مقرظ علماء کا کسی حوالہ سے سعودی عوام یا حکمران طبقہ سے تعلق رہا ہو یا وہ اپنے ممالک میں محکمہ عدل وانصاف، افتاء جیسی اعلیٰ شرعی ذمہ داریاں نبھا رہے ہوں۔ جیسا کہ ان میں سے متعدد علماء ''رابطہ عالم اسلامی'' کے اراکین تھے، جس کے قیام میں سعودی حکومت اور علماء نجد پیش پیش تھے۔ اس کا مرکزی دفتر انہی کے ہاں جدہ ومکہ مکرمہ میں، جب کہ سعودی حکومت اس اہم ادارہ کی مالی معاون اور اس کی باگ ڈور علماء نجد کے ہاتھوں میں تھی۔ یونہی ''شاہ فیصل عالمی ایوارڈ'' جو سعودی

شاہی خاندان کا جاری کردہ ہے، بعض مقرظ علماء اس ایوارڈ کے لیے اسلامی دنیا سے نام منتخب کرنے والی کمیٹی کے رکن یا خود یہ ایوارڈ حاصل کر چکے تھے۔ علاوہ ازیں بعض مقرظین سعودی جامعات میں اسلامی علوم کے پروفیسر رہ چکے تھے۔ کچھ مقرظین دار الافتاء ریاض کے منظور نظر تھے۔ ادھر دیگر مقرظ علماء اپنے ممالک میں وزراء اوقاف، مفتیٔ اعظم، شرعی عدالتوں کے جج، اسلامی تحقیقاتی اداروں کے رکن یا سربراہ، اسلامی جامعات میں پروفیسر یا صدر شعبہ تھے۔ یہاں مفاهيم يجب ان تصحح کے چند مقرظین کا تعارف قارئین کی نذر ہے:

مفاهيم يجب ان تصحح کے چند مقرظین

• ڈاکٹر شیخ حسینی بن عبد المجید ہاشم رحمۃ اللہ علیہ

مصر کے مشرقی صوبہ میں ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۵ء کو پیدا ہوئے اور ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۶ء میں وفات پائی۔ محدث، محقق، حافظ قرآن کریم، جامعہ ازہر قاہرہ سے پی ایچ ڈی کی، پھر عمر بھر اسی سے وابستہ رہے۔ پہلے پروفیسر پھر یونی ورسٹی کے نمائندہ اور آخر میں اس کے تحت کام کرنے والے اسلامی تحقیقی ادارہ مجمع البحوث الاسلامية کے جنرل سیکرٹری رہے۔ لاتعداد مضامین عرب دنیا کے اخبارات و رسائل میں چھپے نیز دس سے زائد کتب میں الامام البخاری محدثاً و فقيهاً، اصول الحديث النبوی، حجة الاسلام الامام الغزالی، مفاهيم اسلامية شامل ہیں۔ [۵۲۸]

• شیخ عبد الغنی بن عوض راجحی رحمۃ اللہ علیہ

مصر کے علاقہ دقہلیہ میں ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۳ء کو پیدا ہوئے اور ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۸ء کو قاہرہ میں وفات پائی۔ عالم جلیل و شاعر، جامعہ ازہر قاہرہ میں تعلیم پائی پھر وہیں پر اعلیٰ تعلیم کے پروفیسر رہے نیز ام القریٰ یونی ورسٹی مکہ مکرمہ اور اردن کی ایک یونی ورسٹی میں پڑھاتے رہے۔ تصنیفات کے نام یہ ہیں۔ الاسلام و منهجه فی الاقتصاد و الادخار، القرآن و العلم، الشمس و القمر من منظور الفكر الاسلامی، موسیٰ علیه السلام و العبد الصالح من خلال سورة الكهف۔ [۵۲۹]

• شیخ عبد اللہ بن عبد الصمد کنون حسنی رحمۃ اللہ علیہ

مراکش کے تاریخی شہر فاس میں ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء کو پیدا ہوئے اور ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء کو وفات پائی۔ والد کے ہمراہ وہیں کے شہر طنجہ ہجرت کی، جہاں تعلیم پائی نیز میڈرڈ یونی ورسٹی سپین نے ۱۹۳۹ء کو ادب کے شعبہ میں پی ایچ ڈی کی اعزازی ڈگری پیش کی۔ حافظ قرآن و عالم جلیل، ادیب و شاعر، لغوی، صحافی، محقق، طنجہ میں اسلامک انسٹی ٹیوٹ کے بانی، مراکشی علماء کی ملک گیر جماعت رابطہ علماء مغرب کے صدر، ملک کے وزیر قانون وانصاف، گورنر طنجہ، تحریک آزادی مراکش کے لیے فعال جماعت جمعیة الوطنية کے بانی رکن، تہذیب وثقافت پر تحقیق کے لیے قائم رائل اکیڈیمی المجمع الملكي لبحوث الحضارة کے رکن، اردن کے دار الحکومت عمان نیز قاہرہ مصر اور بغداد عراق، دمشق شام میں عربی لغت پر تحقیق کے لیے قائم عرب دنیا کے چار اہم اداروں کے رکن، جامعہ ازہر قاہرہ کے تحت اسلامی تحقیقات کے ادارہ مجمع البحوث الاسلامية کے رکن اور رابطہ عالم اسلامی کے بانی رکن رہے۔ پچاس سے زائد تصنیفات میں قرآن مجید کی بعض سورتوں کی تفسیر کے علاوہ الرد القرآني على كتيب هل يمكن الاعتقاد بالقرآن، ادب الفقهاء، جولات في الفكر الاسلامي، مفاهيم اسلامية، نظرة في منجد الآداب و العلوم، الحبيش المجلب على المدهش المطرب، لقمان الحكيم، القاضي عياض بين العلم و الأدب، ابن بطوطة، ابو موسى جزولي، احمد زروق، الامام ادريس شامل ہیں۔ [۵۳۰]

شیخ عبداللہ کنون کا ذخیرہ کتب ملک کے اہم ذاتی کتب خانوں میں سے ہے، جسے آپ نے زندگی میں ہی عوام وخواص کے استفادہ کے لیے وقف کردیا، جو طنجہ شہر میں واقع اور مکتبہ کنونیہ کے نام سے مشرق وسطی ویورپ میں مشہور ہے۔ اس میں موجود قلمی کتب کی فہرست، اس کے مدیر شیخ عبد الصمد عشاب نے مرتب کی، جسے شاہِ مراکش سید حسن دوم مرحوم کے حکم پر وزارتِ اوقاف نے ''فهرس مخطوطات مكتبة عبد الله كنون'' نام سے ۱۹۹۶ء کو ۵۲۷ صفحات پر شائع کیا، جس پر وزیرِ اوقاف مراکش و عالم جلیل ڈاکٹر شیخ عبد الکبیر علوی مدغری کی تقدیم موجود ہے۔

• شیخ حسنین بن محمد مخلوف عدوی رحمۃ اللہ علیہ

قاہرہ میں ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء کو پیدا ہوئے اور ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء میں وفات پائی۔ مقامی مدارس نیز جامعہ ازہر میں تعلیم پائی۔ محدث، فقیہ مالکی، اصولی، صوفی، معمر، وزارت انصاف و قانون میں ایک شعبہ کے سربراہ رہے، جس دوران بعض ملکی قوانین کی توضیح وتشریح میں حصہ لیا نیز سپریم کورٹ کے نائب چیف جسٹس رہے۔ حکومت مصر نے دو بار مفتیٔ اعظم تعینات کیا نیز جامعہ ازہر کے تحقیقی ادارہ مجمع البحوث الاسلامیۃ کے رکن، مصری علماء کی سپریم کونسل کے رکن، مدینہ منورہ یونی ورسٹی کے بانی رکن، رابطہ عالم اسلامی کے بانی رکن تھے۔ حکومت مصر نے ایوارڈ پیش کیے نیز خدمت اسلام کی بنیاد پر ۱۹۸۳ء کو شاہ فیصل عالمی ایوارڈ پیش کیا گیا۔ متعدد تصنیفات میں کلمات القرآن تفسیر و بیان، صفوۃ البیان لمعانی القرآن، الفتاویٰ الشرعیۃ، آداب تلاوۃ القرآن و سماعہ، نفحات زکیۃ من السیرۃ النبویۃ، شرح تشطیر البردۃ، شرح جالیۃ الکدر بنظم اسماء اہل بدر، اسماء اللہ الحسنیٰ و الآیات الکریمۃ الواردۃ فیھا، تفسیر سورۃ یٰس، تفسیر سورۃ الضحیٰ، حکم الشریعۃ فی مأتم لیلۃ الاربعین و فیما یعملہ الاحیاء للاموات من الطاعات، فضائل نصف شعبان شامل ہیں نیز قادیانیت کے تعاقب میں فعال رہے۔ [۵۳۱]

• ڈاکٹر شیخ محمد طیب نجار رحمۃ اللہ علیہ

مصر کے مشرقی صوبہ کے گاؤں عزبہ نجار میں ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۶ء کو پیدا ہوئے اور علاج کے دوران واشنگٹن میں ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء کو وفات پائی۔ عالم جلیل و مبلغ اسلام، مؤرخ، حافظ قرآن کریم، جامعہ ازہر قاہرہ سے پی ایچ ڈی کی، پھر وہیں پر نیز بغداد یونی ورسٹی، ابن سعود یونی ورسٹی ریاض میں پروفیسر رہے تا آں کہ ازہر یونی ورسٹی کے صدر ہوئے اور اس کے اسلامی تحقیقی ادارہ کے رکن رہے۔ فیصل اسلامی بنک جدہ کی نگراں کمیٹی کے رکن، افریقی ممالک میں تبلیغی خدمات ہیں، نیز ریڈیو و ٹیلی ویژن کے ذریعے تبلیغ انجام دی۔

رت اوقاف مصر کے تحت عرب دنیا کے اہم تحقیقی و تبلیغی ادارہ المجلس الاعلیٰ للشئون
سلامیۃ قاہرہ میں شعبہ سیرت النبی ﷺ کے سربراہ، حکومت مصر نے ان خدمات جلیلہ
بنیاد پر ۱۹۸۱ء کو اعلیٰ ترین ایوارڈ پیش کیا۔ شاہ فیصل عالمی ایوارڈ کے لیے نام تجویز کرنے والی
ٹی کے رکن رہے۔ متعدد تصنیفات میں مقالہ ڈاکٹریٹ الموالی فی العصر الاموی کے علاوہ
اء الصادق فی تفسیر سورۃ الانفال، تدوین السنۃ النبویۃ، من وحی البلد الامین،
یخ الأنبیاء فی ضوء القرآن الکریم، القول المبین فی سیرۃ سید المرسلین،
ہیر الأئمۃ فی الفقہ و الحدیث، نظرات فی عصر الخلفاء الراشدین، الصلیبیون
لاح الدین شامل ہیں۔ [۵۳۲]

شیخ محمد عبد الواحد احمد رحمۃ اللہ علیہ

مصر کے علاقہ بنی سویف میں ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۵ء کو پیدا ہوئے اور حج کے موقع پر
۱ھ/۱۹۹۲ء کو حجاز مقدس میں وفات پائی۔ جامعہ ازہر قاہرہ سے تعلیم مکمل کی۔ مبلغ اسلام،
ی کبیر، محکمہ اوقاف پورٹ سعید شہر کے مدیر پھر اسی میں مبلغین و وعاظ کے نگراں اوّل رہے۔
لس الاعلیٰ للشئون الاسلامیۃ قاہرہ کے رکن، مسلم نوجوانوں کی اہم تنظیم المجلس
لیٰ للشباب الاسلامی کے رکن، مصری صوفیہ کرام کی ملک گیر و مؤثر تنظیم المجلس
لیٰ للطرق الصوفیۃ کے رکن، تنزانیا کے دار الحکومت دار السلام میں اسلامی مرکز کے
راہ رہے۔ پھر وزیر اوقاف مصر کے اعزازی مشیر رہے۔ متعدد تصنیفات میں لبیک
لبیک، المسلم فی ظلام، التوبۃ وسیلۃ و غایۃ، الإیمان ینزع القلق و ینشر
ں شامل ہیں۔ [۵۳۳]

شیخ عبد اللہ بن محمد بن صدیق غماری رحمۃ اللہ علیہ

مراکش کے شہر طنجہ میں ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء کو پیدا ہوئے اور وہیں پر ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳ء میں
ت پائی۔ قروبین یونی ورسٹی فاس اور ازہر یونی ورسٹی قاہرہ وغیرہ میں تعلیم پائی پھر

طویل عرصہ قاہرہ مقیم رہے، جہاں مذکورہ یونی ورسٹی میں استاذ نیز شہر کی دیگر علمی تنظیموں کے ساتھ تبلیغی سرگرمیوں میں فعال رہے۔ اپنے دور میں مراکش کے محدث اعظم، حافظ قرآن کریم، فقیہ، محقق، متکلم، مسند، صوفیہ کے سلسلہ شاذلیہ صدیقیہ سے وابستہ۔ متعدد بار حج و زیارت کے لیے حاضر ہوئے، جس دوران عرب و عجم کے لاتعداد علماء نے اخذ کیا۔ بکثرت تصانیف میں سے چند کے نام یہ ہیں:

اتقان الصنعة فی تحقیق معنی البدعة، ارشاد الجاهل الغبی الی وجوب اعتقاد ان آدم نبی، ارغام المبتدع الغبی بجواز التوسل بالنبی، اتحاف الأذكياء بجواز التوسل بالأنبياء والأولياء، اعلام الراكع الساجد بمعنى اتخاذ القبور مساجد، اعلام النبيل بجواز التقبيل، الإعلام بأن التصوف من شريعة الإسلام، بينى و بين الشيخ بكر ابو زيد، تفسير القرآن الكريم، التحقيق الباهر فى معنى الإيمان بالله و اليوم الآخر، توضيح البيان بوصول ثواب القرآن، حسن البيان فى ليلة النصف من شعبان، الحجج البينات فى إثبات الكرامات، دلالة القرآن المبين على ان النبى ﷺ افضل العالمين، الرد المحكم المتين على كتاب القول المبين، الرؤيا فى القرآن و السنة، سبيل التوفيق فى ترجمة عبد الله بن الصديق، القول المقنع فى الرد على الالبانى المبتدع، كمال الإيمان فى التداوى بالقرآن، مصباح الزجاجة فى صلاة الحاجة، المعارف الذوقية فى أذكار الطريقة الصديقية، النفحة الإلهية فى الصلاة على خير البرية، نهاية الآمال فى صحة و شرح حديث عرض الأعمال۔

آخر الذکر کا اردو ترجمہ لاہور سے چھپا اور قادیانیت کے تعاقب میں دو کتب

إقامة البرهان على نزول عيسىٰ عليه السلام فى آخر الزمان، عقيدة اهل الإسلام فى نزول عيسىٰ عليه السلام لکھیں، جو شائع ہوئیں۔ [۵۳۴]

- **شیخ ابراھیم بن عمر بن عقیل علوی رحمۃ اللہ علیہ**

جنوبی یمن کے علاقہ حضرموت کے مقام مسیلہ میں ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء کو پیدا ہوئے اور ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء کو وفات پائی۔ فقیہ شافعی، مسند، شاعر، علاقہ تعز کے مفتیِ اعظم تعینات رہے۔ حج وزیارت کے لیے بکثرت سفر کیے، جس دوران لاتعداد اہل علم نے آپ سے اخذ کیا۔ ایک منظومہ ''مشرع المدد القوی نظم السنن العلوی'' عنوان سے ہے۔[۵۳۵]

- **شیخ محمد ابو الوفا بن محمد غنیمی تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ**

مصر کے مشرقی صوبہ کے گاؤں کفر غنیمی میں ۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۰ء کو پیدا ہوئے اور ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء کو وفات پائی۔ قاہرہ یونی ورسٹی سے پی ایچ ڈی کی، پھر اسی میں فلسفہ کے پروفیسر نیز شعبہ تحقیق کے نائب صدر رہے۔ صوفیہ کے سلسلہ خلوتیہ کے مرشد کبیر، مبلغ و فلسفیِ اسلام، محقق، صوفیہ کرام کی ملک گیر و مؤقر تنظیم ''المجلس الأعلیٰ للطرق الصوفیة'' جس کا صدر دفتر قاہرہ میں ہے، اس کے منتخب صدر رہے۔ اس منصب کو ''شیخ مشایخ الطرق الصوفیة'' کہا جاتا ہے۔ نیز تنظیم کے ترجمان رسالہ ''التصوف الإسلامی'' کے سربراہ تھے۔ مصری مجلس شوریٰ کے رکن، وزارت اوقاف کے ذیلی تحقیقی و تبلیغی ادارہ المجلس الاعلیٰ للشئون الإسلامیة کے رکن، کیمبرج یونی ورسٹی میں واقع اسلامک اکیڈمی کے رکن، بیلجیم میں فلاسفہ کی عالمی تنظیم کے رکن رہے۔ نیز بیروت، قطر، کویت کی جامعات میں اعزازی پروفیسر رہے۔ حکومت مصر نے ۱۹۸۵ء کو اور حکومت پاکستان نے ۱۹۸۹ء کو اعلیٰ ترین ایوارڈ پیش کیے۔ متعدد تصنیفات ہیں، جن میں مقالہ برائے ایم فل ابن عطاء اللّٰہ السکندری وتصوفه اور مقالہ ڈاکٹریٹ ابن سبعین و فلسفته کے علاوہ مدخل الی التصوف الاسلامی، منهج اسلامی لتدریس الفلسفة الأوروبية الحديثة و المعاصرة فی الجامعة، دراسات فی الفلسفة الإسلامية شامل ہیں۔ آپ نے ۱۹۸۸ء کو لندن میں منعقدہ منہاج القرآن انٹرنیشنل کانفرنس میں شرکت کی۔[۵۳۶]

• شیخ محمد فال بن احمد بنانی رحمۃ اللہ علیہ

موریتانیہ کے عالم جلیل جو ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۱ء کو پیدا ہوئے اور ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء کو فوت ہوئے۔ مبلغ اسلام، رابطہ عالم اسلامی کے رکن اور دار الحکومت نواکشوط میں واقع اس کے دفتر کے سربراہ، ایوان صدر کے مشیر، مشرق وسطیٰ میں ملک کے گشتی سفیر، فقہ، سیرت، شعر، تاریخ کے موضوعات پر متعدد تصنیفات ہیں۔ [۵۳۷]

• شیخ عبد العزیز بن محمد بن صدیق غماری رحمۃ اللہ علیہ

مراکش کے ساحلی شہر طنجہ میں ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۲۰ء کو پیدا ہوئے اور ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء کو فوت ہوئے۔ مقامی علماء اور جامعہ ازہر قاہرہ میں تعلیم پائی۔ محدث، محقق، مسند، مبلغ اسلام، صوفیہ کے سلسلہ شاذلیہ صدیقیہ کے مرشد، کثیر التصانیف، جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:

اتحاف ذوی الفضائل المشتهرة بما وقع من الزيادات من نظم المتناثر على الازهار المتناثرة، البغية في ترتيب احاديث الحلية الأولياء، تعريف المؤتسي بأحوال نفسي، الجامع المصنف لما في الميزان من حديث الراوي المضعف، سراج الدلجة في فضل طنجة، وجوب اتحاد المسلمين في الصوم و الإفطار وغیرہ۔ [۵۳۸]

• شیخ محمد شاذلی بن محمد صادق نیفر رحمۃ اللہ علیہ

تیونس میں ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۱ء کو پیدا ہوئے اور ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء میں فوت ہوئے۔ زیتونہ یونی ورسٹی تیونس میں تعلیم پائی، آگے چل کر اسی کے شعبہ اسلامیات کے صدر ہوئے۔ ملک کے نامور عالم، محقق، صحافی، حافظ قرآن کریم، امام وخطیب، فقیہ، مؤرخ و شاعر، پارلیمنٹ کے رکن، تحریک آزادی کے رہنما، ملکی آئین بنانے میں فعال رہے۔ رابطہ عالم اسلامی کے بانی رکن نیز فقہ اکیڈیمی کے رکن، مراکش و تیونس کی حکومتوں نے خدمات کے اعتراف میں ایوارڈ پیش کیے۔ تیس سے زائد تصنیفات میں سے بعض کے نام یہ ہیں:

البوصیری حیاتہ و ادبہ فی المدیح النبوی، شرح ھمزیۃ البوصیری، التجدید فی الإسلام، الحرکۃ الأدبیۃ بتونس فی القرن الرابع عشر، علماء سوسۃ، عمل اھل المدینۃ معناہ و حجیتہ، مختصر تاریخ الزیتونۃ، المصلحۃ المرسلۃ۔[۵۳۹]

• شیخ حسن بن فاتح بن قریب اللہ عباسی ﷫

سوڈان کے مشہور عالم جو غالباً زندہ ہیں۔ حافظ قرآن کریم، ام درمان یونی ورسٹی سوڈان نیز قاہرہ یونی ورسٹی سے بی اے اور خرطوم یونی ورسٹی سے ادب میں ایم فل، پھر اڈنبرہ یونی ورسٹی برطانیہ سے فلسفہ میں پی ایچ ڈی کی اور مختلف اوقات میں سوڈانی کالجز کے ادب، شریعت، فلسفہ شعبہ جات کے صدر رہے۔ پھر ام درمان اسلامی یونی ورسٹی کے سربراہ ہوئے۔ نیز اعلیٰ تعلیم کے ام درمان انسٹی ٹیوٹ کے صدر رہے، جسے بعد ازاں یونی ورسٹی کا درجہ دے کر قرآن و اسلامی علوم یونی ورسٹی کا نام دیا گیا۔ متعدد عالمی و مقامی علمی کانفرنسز میں شریک ہوئے۔ عربی لغت اکیڈیمی مصر نیز سوڈان کے رکن، جامعات کے اتحاد کی عالمی تنظیم کے رکن، صوفیہ کے سلسلہ قادریہ سمانیہ سے وابستہ، ان کی نگرانی میں بکثرت طلباء نے ایم فل اور پی ایچ ڈی کی۔ حکومت مصر نے حسن کارکردگی کا ایوارڈ درجہ اوّل پیش کیا۔ پچاس سے زائد تصنیفات ہیں، جن میں سے ایک ''السبحۃ مشروعیّتھا أدلتھا'' پیش نظر ہے، جو ۸۸ صفحات پر بیروت سے چھپی۔ بعض لوگ اوراد و وظائف پڑھنے کے لیے گٹھلیوں و تسبیح کے دانوں کا استعمال ناجائز و بدعت قرار دیتے ہیں، یہ کتاب اسی فکر و اعتراض کے جواب و تسبیح کے شرعی جواز پر لکھی گئی۔[۵۴۰]

●●●●

محدث حجاز شیخ سید محمد بن علوی مالکی ﷫ کی عظیم و یادگار کتاب مفاھیم یجب ان تصحح کے مقرظ و مؤید اٹھاون علماء کرام میں سے مزید چند کے اسماء گرامی یہ ہیں:

انڈونیشیا میں اسلامک سنٹر کے سربراہ شیخ محمد بن علی حبشی ﷫ (وفات ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء)

جن کی نماز جنازہ میں ملک کے صدر و وزراء نیز سفراء نے شرکت کی[۵۴۱] بحرین میں سپریم کورٹ کے جج و رابطہ عالم اسلامی کے رکن شیخ یوسف بن احمد صدیقی، جنوبی یمن میں حضر موت کے مفتیٔ اعظم و معمر شیخ عبدالقادر بن احمد بن عبدالرحمٰن سقاف رحمۃ اللہ علیہ (پیدائش ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء)، مقیم جدہ[۵۴۲] شمالی یمن کے اہم زیدی عالم و ملک کے مفتیٔ اعظم شیخ احمدؒ بن محمد زبارہ رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء)[۵۴۳] چاڈ کے اہم عالم و رابطہ عالم اسلامی کے رُکن شیخ موسیٰ ضیف اللہ، سوڈان میں سپریم کورٹ کے جج و مفتیٔ اعظم سوڈان شیخ احمد عوض مدنی، کویت کے سابق وزیر و مشہور مبلغ اسلام شیخ سید یوسف بن ہاشم رفاعی، متحدہ عرب امارات کے عالم جلیل و وزیر اوقاف شیخ محمد بن احمد خزرجی رحمۃ اللہ علیہ جو قبل ازیں ریاست ابوظبی کے چیف جسٹس تھے، متحدہ عرب امارات کے صدر کے مشیر مذہبی امور شیخ سید علی بن عبدالرحمن ہاشمی، محکمہ اوقاف دبئی کے مدیر بدرجہ وزیر ڈاکٹر شیخ عیسیٰ بن عبداللہ مانع حمیری، مراکش میں علماء کی جماعت مجلس العلماء کے صدر و رائل اکیڈمی کے رکن شیخ رحالی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء)[۵۴۴] مصر کے سابق وزیر اوقاف شیخ ابراہیم دسوقی مرعی اور جامعہ ازہر کے صدر ڈاکٹر شیخ احمد عمر ہاشم، موریتانیہ کے چیف جسٹس سپریم کورٹ نیز رابطہ عالم اسلامی کے ذیلی ادارہ فقہ اکیڈمی کے رکن شیخ محمد سالم بن محمد علی بن عبدالودود جو بعد ازاں ملک کے وزیر ثقافت و اسلامی امور ہوئے، مکہ مکرمہ کے شیخ احمد عبدالغفور عطار جو قبل ازیں شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی مدح وستائش میں مستقل کتاب لکھ چکے تھے۔

گزشتہ صفحات پر آ چکا کہ محدث حجاز کے خلاف لکھی گئی کتاب ''حوار مع المالکی'' سعودی حکومتی ادارہ کی طرف سے شائع کی گئی۔ اس عمل کا جواب اہل سنت و جماعت کی طرف سے یوں دیا گیا کہ متحدہ عرب امارات حکومت نے مفاہیم یجب ان تصحح کی اشاعت میں حصہ لیا، چناں چہ وزارت انصاف ابوظبی اور محکمہ اوقاف دبئی نے الگ الگ اس کے متعدد ایڈیشن طبع کرا کے دنیا بھر میں پھیلائے۔

مفاهیم یجب ان تصحح کی تالیف، ترتیب، اشاعت، ہر مرحلہ پر اس اعلیٰ اہتمام کے اثرات ونتائج سامنے آئے۔ مخالفین کے حوصلے وعزائم پست ہوئے۔ اس کے بعد علماءِ اہل سنت وعلماءِ نجد کے درمیان برپا اعتقادی معرکہ گوکہ جاری رہا لیکن اس میں پہلی سی تیزی نہ رہی، شاید ان کی ترکش میں مزید کوئی کارگر تیر باقی نہ رہا۔

سعودی وزیر اوقاف

شیخ محمد بن عبدالوہاب کے افکار ومعتقدات کے دفاع کے لیے اب انہی کی نسل سے ایک عالم شیخ صالح بن عبدالعزیز بن محمد بن ابراہیم نجدی سامنے آئے، جو بعدازاں ۱۹۹۳ء کو وزارتِ مذہبی امور واوقاف وتبلیغ تشکیل پانے پر اس کے اوّلیں وزیر تعینات ہوئے، جس پر تاحال متمکن ہیں۔ انہوں نے ۱۹۸۵ء کے اختتام پر مفاهیم یجب ان تصحح کے خلاف مستقل کتاب "ھذہ مفاھیمنا"، لکھی، جس کا پہلا ایڈیشن بریدہ شہر سے ۲۵۲ صفحات پر شائع ہوا، پھر ۱۹۸۶ء کو ہی مدینہ منورہ یونی ورسٹی اور دارالافتاء نے الگ الگ مزید ایڈیشن طبع کرائے، آخرالذکر نے ۱۹۹۱ء کو پھر شائع کی۔ [۵۴۵]

شیخ اسمٰعیل بن محمد انصاری

صحرائے افریقہ میں ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء کو پیدا ہوئے، پھر سعودی عرب ہجرت کی اور ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء کو وفات پائی۔ پہلے مسجد حرم مکی نیز مدرسہ صولتیہ میں مدرس رہے پھر ریاض کی راہ لی۔ بالآخر دارالافتاء میں محقق تعینات کیے گئے۔ متعدد تصنیفات میں سے چند کے نام یہ ہیں:

الالمام بشرح عمدة الأحكام، تصحيح حديث صلاة التراويح عشرين ركعة و الرد على الالبانى فى تضعيفه، تعقبات على سلسلة الأحاديث الضعيفة و الموضوعة للألبانى، رسالة فى شأن الخضر عليه السلام، سند قصيدة بانت سعاد و التحقيق العلمى فى رجاله۔ [۵۴۶]

شیخ اسمٰعیل انصاری نے دارالافتاء ریاض کی سرپرستی میں محدث حجاز کی حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف وغیرہ کتب ومضامین کے جواب ومحافل میلاد کے انکار پر مستقل وضخیم کتاب ''القول الفصل فی حکم الاحتفال بمولد خیر الرسل'' لکھی، جو دارالافتاء نے ہی ۱۴۰۵ھ، مطابق 1985ء کو ۳۳۱ صفحات پر طبع کرا کے عرب وعجم میں تقسیم کی۔

شیخ سید ابی الحسنین عبد اللہ حسنی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

مکہ مکرمہ کے عالم جلیل وصوفی کامل جو ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۱ کو پیدا ہوئے اور ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء میں وفات پائی۔ آٹھویں صدی ہجری سے اب تک جن مشہور علماء نے محافل میلاد کے انعقاد کا انکار کیا، اس کے ردو شکوک کے ازالہ میں آپ نے ''الاحتفال بالمولد النبوی بین المؤیدین و المعارضین مناقشات و ردود'' لکھی، جو ۱۹۹۶ء کو ۱۶۱ صفحات پر چھپی۔ اور یہ نجد وحجاز کے درمیان جاری اس فکری واعتقادی جدل کے تناظر میں لکھی گئی فیصلہ کن کتاب ہے۔

محدث حجاز کی معرکۃ الآراء مزید تصنیفات

خاتم النبیین والمرسلین سیدنا محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کے ارادہ سے مدینہ منورہ کا سفر کرنا سواد اعظم کے نزدیک اعظم اعمال میں سے ہے، جب کہ وہابیہ اسے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ محدث حجاز نے اس اہم مسئلہ میں اہل سنت کی ہر طرح سے ترجمانی کی۔ اپنی تصانیف کے سرورق کو روضہ اقدس ومواجہہ شریف کی رنگین تصاویر سے آراستہ کیا۔ گھر میں درس وتدریس کے لیے بنائے گئے وسیع ہال میں ایسی تصاویر نمایاں مقام بلکہ اپنی نشست کے پیچھے دیوار پر آویزاں کرائیں۔ زیارت کی غرض سے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کے لاتعداد اعلانیہ سفر کیے، نیز مستقل کتب لکھیں۔ اس موضوع پر پہلی کتاب ''شفاء الفواد بزیارۃ خیر العباد'' ہے، جس پر متحدہ عرب امارات کے وزیر انصاف شیخ محمد بن احمد خزرجی رحمۃ اللہ علیہ نے تقدیم لکھی اور پہلا ایڈیشن ۱۹۹۱ء میں وزارت اوقاف ابوظبی نے ۲۴۶ صفحات پر شائع کیا۔ پھر دبئی، قاہرہ، بیروت، مراکش، سنگاپور سے مزید ایڈیشن سامنے آئے۔ ۱۹۹۶ء کو مدینہ منورہ قیام کے دوران اس بارے دوسری کتاب ''الزیارۃ النبویۃ بین الشرعیۃ و

البدعیة" تالیف کی، جو اسی برس ۱۵۷ صفحات پر چھپی۔

حج ۱۴۱۹ھ، مطابق ۱۹۹۹ء کے موقع پر زیارتِ روضہ اقدس کے منکرین ومخالفین نے اس مسئلہ پر ایک کتابچہ حجاج میں تقسیم کیا جو محدث حجاز تک پہنچا۔ اس کے جواب میں آپ نے پھر قلم اٹھایا اور الزیارۃ النبویة بین الشرعیة و البدعیة میں اضافہ کرتے ہوئے مزید اعتراضات وشکوک کا ازالہ کیا۔ اب یہ کتاب ۲۳۴ صفحات پر ۱۹۹۹ء کو ہی، نیز ۲۰۰۳ء میں عمان، اردن سے شائع کی گئی۔

نجدی مکتب فکر، نعت گوئی پر بھی یقین نہیں رکھتا۔ محدث حجاز نے اپنی محافل کو نعت خوانی سے ہمیشہ آراستہ کیا اور آپ کے بھائی اسی باعث بلبلِ حجاز کہلائے۔ نیز مسلمانانِ عالم کو مدحت مصطفیٰ ﷺ کی ترغیب دینے کے لیے مستقل کتاب "المدح النبوی بین الغلوّ و الإنصاف" لکھی جو ۲۱۳ صفحات پر چھپی۔

اہل سنت ووہابیہ کے درمیان ایک اور اہم اختلافی موضوع، میت سے متعلق اعمال و ایصال ثواب ہے۔ اس پر محدث حجاز نے ایک سے زائد کتب لکھیں، جیسا کہ "تحقیق الآمال فیما ینفع المیت من الأعمال" جو ۱۵۸ صفحات پر قاہرہ اور اب یمن سے شائع ہوئی۔ جس میں ایصال ثواب، قبر کے نزدیک قرآن خوانی، تلقین میت، تعزیت کے لیے مرحوم کے گھر جمع ہونا و فاتحہ خوانی کے مسائل پر مسلک اہل سنت کا بیان ہے۔

جشن میلاد النبی ﷺ پر حول الاحتفال کے متعدد ایڈیشن چھپ چکے تھے، نیز آپ کی تحقیق وحواشی سے متقدمین کی بعض کتب بھی منظر عام پر آ چکی تھیں۔ تب اس موضوع پر ایک اور مستقل کتاب "البیان و التعریف فی ذکری المولد النبوی الشریف" تالیف کی، جو ۱۹۹۵ء کو ۱۲۱ صفحات پر چھپی۔

مسئلہ میلاد وقیام پر کتب کی تحقیق وتصنیف واشاعت کے ساتھ محدث حجاز نے بانگ دہل اپنی رہائش گاہ نیز مکہ مکرمہ کے دیگر مقامات اور مدینہ منورہ نیز دنیا بھر میں جہاں بھی گئے محافل میلاد منعقد کیں۔ جیسا کہ ۳/ذوالحجہ ۱۴۲۰ھ، مطابق ۹/مارچ ۲۰۰۰ء، بروز جمعرات کو

مغرب وعشاء کے درمیان آپ کے گھر محفل میلاد منعقد ہوئی، جو دو گھنٹے جاری رہی، جس میں راقم السطور موجود تھا۔ اس کی مختصر روداد یہ ہے کہ نماز مغرب وہیں پر با جماعت ادا کرنے کے بعد اجتماعی دعا ہوئی پھر کلمہ طیبہ نیز اللہ ھو کا اجتماعی ذکر با آواز بلند، تلاوت قرآن مجید اجتماعی لیکن بیک آواز، پھر میزبان یعنی محدث حجاز شیخ سید محمد بن علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے خطاب فرمایا، جن کے بعد عراق سے آئے ہوئے عالم شیخ ابو بکر سامرائی نیز ملک شام کے مہمان علماء اور حجاز مقدس کے مقامی علماء نے مختصر خطاب فرمایا۔ جس کے بعد نعت خوانی کا آغاز ہوا اور آپ کے بھائی شیخ سید عباس بن علوی مالکی وغیرہ نے ترنم سے نعتیں پیش کیں۔ اس دوران قصیدہ بردہ ومولود برزنجی کے منتخب اشعار بھی پڑھے گئے۔ آخر میں جملہ حاضرین نے مؤدب کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام بصیغہ یا نبی سلام علیك مل کر پڑھا، پھر اسی کیفیت میں اجتماعی دعا ہوئی۔ اب وہیں پر نماز عشاء ادا کی گئی، جس کے فوری بعد گھر کے وسیع وعریض صحن میں جملہ حاضرین کے لیے کھانا لگ چکا تھا، جس میں بریانی وچٹنی نیز پھل کی فراوانی تھی۔ اس محفل میں شرکاء کی تعداد بلا مبالغہ سات سو سے زائد تھی، لہٰذا محفل میلاد کے لیے لاؤڈ سپیکر استعمال کیے گئے۔ یہ حج کے ایام تھے، اس باعث شرکاء میں مقامی باشندوں وطلباء کے علاوہ شام، عراق، یمن، انڈونیشیا، پاکستان، ترکی و ہندوستان وغیرہ ممالک کے باشندے بڑی تعداد میں دیکھے گئے۔

محدث حجاز کی ایک اور کتاب ''منهج السلف في فهم النصوص بين النظرية و التطبيق '' بھی بطور خاص قابل ذکر ہے، جس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۸ء کو ۶۸۰ صفحات پر چھپا اور اس میں فریقین کے درمیان زیر بحث جملہ اہم مسائل کا پھر سے احاطہ کیا گیا۔

محدث حجاز کی مخالفت میں مزید مواد

جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جواز پر محدث حجاز نے بکثرت کتب شائع کر کے انہیں اسلامی دنیا میں بخوبی پھیلا دیا۔ دوسری جانب مخالفین قلم ولاٹھی کے ذریعے اس عمل کو روکنے میں سال ہا سال سے کوشاں تھے، لیکن من پسند نتیجہ نہیں مل سکا۔ اس بارے شیخ

اسماعیل انصاری کی مذکورہ بالا ضخیم کتاب کی اشاعت کے بعد علماء نجد اور ان کے کارندوں نے اس غرض سے پوری دنیا کے کتب خانے، ان کی فہارس کے توسط سے یا بلا واسطہ کھنگال ڈالے کہ محافل میلاد کے انکار پر قدیم ادوار کے علماء کی تصنیفات تلاش کر کے انہیں شائع کیا جائے، لیکن اسلامی ورثہ سے ایسی کوئی کتاب نہیں ملی۔

محافل میلاد کے انکار کا سلسلہ آٹھویں صدی ہجری کے آغاز پر شروع ہوا اور آئندہ ادوار میں جن مشہور علماء نے انکار کیا ان کی تعداد پانچ سے زیادہ نہیں، لیکن انہوں نے بھی اس مسئلہ پر کوئی مستقل کتاب نہیں لکھی بلکہ اپنی دیگر تصانیف میں ایک دو سطور کے ذریعے اپنا موقف بیان کیا۔ چناں چہ تمام تر کوشش کے بعد محدث حجاز کے مخالفین کو ایک ایسی تحریر ملی جو قدرے مفصل اور پچاس کے قریب مطبوعہ سطور کی ہے۔ یہ آٹھویں صدی ہجری کے ایک مصری عالم کا فتویٰ ہے، جس کا رد و تعاقب مصر کے ہی مشہور عالم علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بخوبی کر چکے تھے۔ الغرض اس فتویٰ نیز اس بارے علماء نجد کی چھ کتب و رسائل جمع کر کے یہ سارا مواد دار الافتاء ریاض نے ۱۹۹۸ء کو یک جا دو جلد کی ۹۳۶ صفحات پر ''رسائل فی حکم الاحتفال بالمولد النبوی'' نام سے طبع کرا کے تقسیم کیا۔ یوں مخالفین نے جشن میلاد کے انکار پر چودہ صدیوں میں لکھا گیا تمام اہم مواد اس مجموعہ کے ذریعے شائع کر دیا، جس میں محدث حجاز کے خلاف لکھی گئی تین کتب، شیخ ابوبکر الجزائری کی الانصاف، شیخ حمود تویجری کی الرد القوی، شیخ اسماعیل انصاری کی القول الفصل کے علاوہ فتویٰ شیخ بن باز بھی شامل کی گئیں۔ اس مجموعہ میں شامل آٹھویں صدی ہجری کے مذکورہ فتویٰ کو چھوڑ کر باقی تمام کتب چودھویں صدی کے اختتام و پندرہویں صدی کے آغاز پر سعودی عرب بالخصوص خطہ نجد پر تصنیف کی گئیں۔

اگلے مرحلہ میں لبنان کے سابق فوجی میجر شاکر الحاج سامنے آئے اور مولد ابن دیبع جس پر محدث حجاز نے تحقیق انجام دے کر ربع صدی قبل شائع کرایا تھا، اس کے خلاف کتاب ''کتب فی اعناق الائمۃ، اسرائیلیات حول مولد الرسول صلی اللہ علیہ و سلم'' لکھی، جو ۲۰۰۳ء کو ۹۶ صفحات پر بیروت سے چھپی۔

محدث حجاز کے خلاف غیر معروف عالم شیخ سمیر خلیل کی کتاب ''جلاء البصائر فی الرد علیٰ شفاء الفواد و الذخائر'' بھی شائع ہوئی۔ ان مستقل کتب کے علاوہ بعض مخالفین نے اپنی تصانیف کے ایک آدھ باب میں محدث حجاز کے خلاف لکھا۔ ایسی کتب میں شیخ علی علیان کی التبرك المشروع و التبرك الممنوع، شیخ جیلان بن خضر عروسی کی الدعاء و منزلته فی العقیدۃ الإسلامیة، شیخ علی رضا کی المباحث العلمیة بالأدلة الشرعیة شامل ہیں۔

شیخ حمود تویجری کی ''الرد علی الکاتب المفتون'' بھی اسی تناظر میں لکھی گئی، جو ۱۹۸۷ء کو ریاض سے ۲۵۰ صفحات پر شائع ہوئی۔

محدث حجاز و سواد اعظم کے افکار و معتقدات کی مخالفت میں جملہ ذرائع سے کام لیا گیا، ہراساں کرنے کی کوششیں، عدالتی کارروائی، مضامین و کتب، انٹرنیٹ، آڈیو کیسٹ وغیرہ۔ مکہ مکرمہ میں مقیم نجدی فکر کے عالم ڈاکٹر شیخ سفر بن عبدالرحمٰن حوالی کی آواز میں آڈیو کیسٹ تیار کر کے بڑی تعداد میں تقسیم کیے گئے۔

محدث حجاز کی تائید میں مزید مواد

شیخ انور اسعد ابوالجد ائل نے میلاد کے جواز پر ''استرعی انتباھی'' کے مستقل عنوان سے متعدد مضامین لکھے، جو روزنامہ المدینة المنورۃ، جدہ کے بعض شماروں میں غالباً ۱۴۰۲ھ کو طبع ہوئے۔

روزنامہ الندوۃ، مکہ مکرمہ کے شمارہ ۲ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ میں اہل سنت کی طرف سے ایک مضمون چھپا، جس میں محافل میلاد، ایصال ثواب کے لیے سوم و چہلم وغیرہ اجتماعات کی تائید و جواز میں لکھا گیا۔ مضمون نگار نے مخالفین کی خوب درگت بنائی اور مسجد حرم مکی کے خطباء کے رویہ کو بھی نامناسب قرار دیا۔ شیخ حمود تویجری کی کتاب ''الرد علی الکاتب المفتون'' اسی مضمون کے جواب میں لکھی گئی۔

محدث حجاز کے دفاع میں لکھی گئی مستقل کتب میں مصر کے شیخ حسام الدین شلبی کی

''التحذیر من المجاهرة بالتکفیر'' شامل ہے، جو مفاهیم یجب ان تصحح کی تلخیص اور دار القاضی عیاض للتراث نے شائع کی اور مصر کے ہی عالم جلیل وصوفیہ کے سلسلہ عزمیہ کے مرشد شیخ عز الدین ابو العزائم نے مفاهیم یجب ان تصحح بارے اکابر علماء اسلام کی تقاریظ و تاثرات وقصائد یکجا الگ کتابی صورت میں ''المفاهیم فی المیزان'' نام سے ۱۹۹۲ء کو قاہرہ سے طبع کرائی۔ [۵۴۷]

عرب دنیا کے بعض علماء اہل سنت نے دیگر موضوعات پر اپنی تصانیف میں حسب موقع محدث حجاز کے دفاع اور ان کے مخالفین کا تعاقب کیا۔ جیسا کہ محکمہ اوقاف دبئی کے سربراہ ڈاکٹر شیخ عیسیٰ بن عبداللہ بن مانع حمیری نے وسیلہ کے موضوع پر اپنی ضخیم کتاب ''التامل فی حقیقة التوسل'' میں ایک مقام پر سعودی وزیر اوقاف کی کتاب هذه مفاهیمنا کا رد کیا۔ [۵۴۸]

متحدہ عرب امارات کی حکومت نے محدث حجاز و اکابر علماء نجد کے درمیان برپا اس معرکہ میں سواد اعظم کا خوب ساتھ دیا۔ محدث حجاز کی اہم تصنیفات ابوظہبی و دبئی سے شائع کیں۔ نیز بارہا آپ یہاں کے دورہ پر آئے، جس دوران سرکاری ٹیلی ویژن وغیرہ مقامات پر تقاریر کا اہتمام کیا گیا۔ جیسا کہ بائیس رجب ۱۴۱۸ھ، مطابق بائیس نومبر ۱۹۹۷ء، بروز ہفتہ رات گئے معجزۂ معراج کی مناسبت سے دبئی ٹیلی ویژن پر آپ کی تقریر ''فی ذکری الاسریٰ و المعراج'' عنوان سے نشر کی گئی اور تین رمضان ۱۴۱۸ھ، مطابق دو جنوری ۱۹۹۸ء، بروز جمعہ کو افطار سے قبل ابوظہبی ٹیلی ویژن کے پروگرام ''خاطرة الإفطار'' میں محدث حجاز کی تقریر پیش کی گئی۔ اگلے جمعہ، یعنی دس رمضان کو اسی پروگرام میں ایک اور تقریر نشر کی گئی، جس میں آپ نے رمضان مبارک میں عمرہ کی فضیلت بیان فرمائی۔

محدث حجاز کے خلاف تیار کی گئی سمعی کیسٹ کے جواب میں کیسٹ بعنوان ''الرد علی اباطیل سفر حوالی'' تیار کی گئی، جو حالیہ ایام میں ایک ویب سائٹ پر سنی جا سکتی ہے۔ [۵۴۹]

اسی پس منظر میں لکھی گئی ڈاکٹر شیخ عمر عبداللہ کامل کی ایک کتاب بطور خاص قابل ذکر ہے،

جو محدث حجاز کی وفات کے بعد شائع ہوئی۔

ڈاکٹر شیخ عمر بن عبد اللہ کامل

۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ ریاض یونی ورسٹی سے بی اے اور اسلامی اقتصادیات پر کراچی یونی ورسٹی سے پہلی بار پھر اسی شعبہ میں ویلز یونی ورسٹی سے دوسری بار ایم فل کیا۔ اسلامی علوم میں کراچی یونی ورسٹی سے پہلی اور اسلامی قوانین پر ازہر یونی ورسٹی قاہرہ سے دوسری بار پی ایچ ڈی کی، جب کہ ان دنوں ویلز یونی ورسٹی سے تیسری بار پی ایچ ڈی کر رہے ہیں۔ اقتصادیات اور دیگر اسلامی موضوعات پر ۳۵ سے زائد تصنیفات ہیں، نیز اخبارات و رسائل میں مضامین چھپے۔ مقامی و عالمی سطح پر متعدد کانفرنسز میں شریک ہوئے۔

عقیدہ توحید کو بعض وہابیہ نے تین اقسام توحید ربوبیت، الوہیت اور اسماء وصفات میں تقسیم کیا ہے۔ ڈاکٹر عمر کامل نے اس کے لیے "عقیدہ تثلیث توحید" کی اصطلاح استعمال کرتے ہوئے تقسیم کے بدعت و باطل ہونے پر کتاب "كلمة هادئة في بيان خطاء التقسيم الثلاثي للتوحيد" لکھی، جو ۲۰۰۶ء کو عمان اردن سے ۴۸ صفحات پر شائع ہوئی۔

جامعہ ازہر کے تحت لکھا گیا آپ کا مقالہ ڈاکٹریٹ القواعد الفقهية الكبرىٰ و اثرها في المعاملات المالية نام سے ۱۴۲۱ھ کو قاہرہ سے چھپا۔ اصول فقہ پر تسهيل الطرقات في نظم متن الورقات کی شرح لکھی، جو ۲۰۰۴ء کو ۱۸۴ صفحات پر بیروت سے شائع ہوئی اور فقہ اسلامی کے موضوع پر مزید تصنیفات میں الرخصة الشرعية في الأصول و القواعد الفقهية، فقه المعاملات من منظور الإسلامي ہیں۔ ملحدین کے تعاقب میں حوار مع العلمانيين، العوام من قواصم العلمانية ہیں۔ نیز سید محمود القمنی کی متعدد کتب کے رد میں الآيات البينات لما في اساطير القمني من الضلال و الخرافات لکھی، جو جامعہ ازہر میں علم حدیث کے استاذ ڈاکٹر یحییٰ اسماعیل کی تقدیم کے ساتھ

۱۹۹۷ء کو ۳۹۱ صفحات پر قاہرہ سے چھپی اور مصر کے خلیل عبدالکریم کی بعض کتب کے تعاقب میں دفاع عن الرسول ﷺ و الصحابة عما جاء من افتراء ات صاحب شد و الربابة لکھی، جو ۲۰۰۱ء کو قاہرہ سے ۴۴۸ صفحات پر طبع ہوئی۔ وہابی فکر کے تعاقب میں بین الأصوليين و الخوارج کے علاوہ التحذير من المجازفة بالتكفير جو ۲۰۰۳ء کو ۱۱۲ صفحات پر چھپی۔ آثار و تبرکات بارے لا ذرائع لهدم آثار النبوة مرتب کی، جو ۲۰۰۳ء کو ۲۳۹ پر بیروت سے طبع ہوئی اور المتطرفون خوارج العصر جس پر مصر کے ڈاکٹر شیخ یوسف قرضاوی [۵۵۰] نے تقریظ لکھی اور یہ ۲۰۰۲ء کو ۳۱۸ صفحات پر بیروت ہی سے چھپی۔

شیخ محمد علی صابونی کے خلاف ڈاکٹر سفر حوالی نے کتابچہ بنام نقد منهج الأشاعرة فی العقيدة لکھا، جو ۸۹ صفحات پر ۱۴۰۷ھ کو کویت سے شائع ہوا، اس کے جواب میں ڈاکٹر شیخ عمر کامل نے كفى تفريقاً للأمة باسم السلف لکھی، جس پر تیونس کے سابق مفتی اعظم و فقہ اکیڈیمی جدہ کے رکن شیخ محمد مختار سلامی اور عراق کے مشہور مبلغ اسلام ڈاکٹر شیخ احمد کبیسی نے تقاریظ لکھیں۔ یہ کتاب ۲۰۰۴ء کو ۱۶۷ صفحات پر شائع کی گئی۔

اہل بیت و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بارے الأدلة الباهرة على نفى البغضاء بين الصحابة و العترة الطاهرة لکھی۔ مزید قلمی خدمات میں قصیدہ بردہ پر البلسم المريح من شفاء القلب الجريح جو ۲۰۰۴ء کو ۱۷۳ صفحات پر بیروت میں طبع ہوئی اور تصوف کے موضوع پر التصوف بين الافراط و التفريط، طريق المساكين الى مرضاة رب العالمين شائع ہوئیں۔ [۵۵۱]

ڈاکٹر شیخ عبداللہ کامل آج کے حجاز مقدس میں صوفیہ کے سلسلہ نقشبندیہ کے مشہور مرشد ہیں اور المستقلة ٹیلی ویژن چینل لندن پر ۲۰۰۴ء کو اہل سنت و وہابیہ کے درمیان جو دس روزہ مناظرہ منعقد ہوا، اس میں آپ نے اہل سنت کی نمائندگی کی۔ علاوہ ازیں ۲۰۰۵ء کو محدث حجاز کے بھائی شیخ سید عباس بن علوی مالکی کی معیت میں جن عرب

علماء ومشائخ نے ہندوستان کا دورہ کیا، آپ ان میں شامل تھے۔

محدث حجاز کی کتاب ''الذخائر المحمدیة'' پر سعودی علماء سپریم کونسل نیز دارالافتاء ریاض کے اعتراضات وحوار مع المالکی کے جواب میں ڈاکٹر شیخ عمر کامل نے کتاب ''الذخائر المحمدية بين المؤيدين و المعارضين على ضوء الكتاب و السنة و أقوال علماء الأمة'' لکھی، جس پر مصر کے مفتی اعظم ڈاکٹر شیخ علی جمعہ، عراق کے ڈاکٹر شیخ احمد کبیسی اور مکہ مکرمہ کے شیخ سید عبداللہ فراج شریف نے تقاریظ لکھیں اور یہ ۲۰۰۵ء کو ۲۲۴ صفحات پر شائع ہوئی۔

اسلامیان پاک و ہند کا موقف

محدث حجاز کی شخصیت اور تصنیفات کی بنیاد پر حجاز ونجد کے درمیان جو طویل معرکہ برپا رہا، اس بارے پاک و ہند میں آباد اہم اسلامی مکاتب فکر کا موقف کیا تھا، کس نے کس کی حمایت کی، اس کی ایک عمومی جھلک یہ ہے:

• علماء غیر مقلدین

حوار مع المالکی کا اردو ترجمہ کرایا جو طبع ہوا اور پاک و ہند نیز حجاز مقدس وغیرہ میں تقسیم کیا گیا [۵۵۲] جماعت غیر مقلدین پاکستان کے رہنما علامہ احسان الٰہی ظہیر جو ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء کو لاہور میں قاتلانہ حملے کے نتیجہ میں ریاض میں فوت ہوئے، ان کے مفتی اعظم سعودی عرب شیخ عبدالعزیز بن باز وغیرہ مخالفین محدث حجاز سے گہرے روابط تھے، وہ اس فریق کے مشاورتی عمل میں فعال رہے۔ ادھر مفتی اعظم شیخ بن باز کے ہندی نژاد سیکرٹری ڈاکٹر محمد لقمان سلفی بھی اس معاملہ سے قریب ووابستہ رہے۔ علاوہ ازیں مدرسہ اثریہ پشاور کے بانی ڈاکٹر شمس الدین سلطانی بن محمد اشرف افغانی جو ۱۹۹۷ء کو پشاور میں قتل ہوئے، انہوں نے مدینہ منورہ یونی ورسٹی سے پی ایچ ڈی کی۔ ان کا مقالہ ڈاکٹریٹ ''جهود علماء الحنفية في ابطال عقائد القبورية'' نام سے تین جلد کے ۱۸۶۱ صفحات پر ۱۹۹۶ء کو

ریاض سے شائع ہوا، جس میں متعدد مقامات پر محدث حجاز کی کتاب مفاهیم یجب ان تصحح کے خلاف لکھا گیا۔[۵۵۳]

ڈاکٹر شمس الدین نے فکر وعقیدہ کی بنیاد پر مخالفین کے لیے اس کتاب میں ہر وہ نازیبا لفظ لکھا جو درج کرنا ممکن تھا اور عرب وعجم کے اکابرین علماء اہل سنت کو بطور خاص شنیع الفاظ والقاب سے نوازا۔ یوں یہ مقالہ ڈاکٹریٹ جدید وقدیم بے ہودہ الفاظ واصطلاحات کا مجموعہ بن گیا، لہٰذا اس کی اشاعت "قاموس الشتائم و السباب لأئمة الإسلام" نام سے زیادہ مناسب وموزوں تھی۔ معلوم رہے مسجد نبوی کے امام وخطیب ڈاکٹر شیخ علی بن عبد الرحمٰن حذیفی اس مقالہ کے ممتحنین میں سے تھے۔

• علماء دیوبند

محدث حجاز نے آغاز میں حجاز مقدس اور پاک وہند آمد کے مواقع پر بعض علماء دیوبند سے اخذ کیا۔ بعد ازاں دیگر دیوبندی علماء نے خود محدث حجاز سے استفادہ کیا اور پاکستان کے بارہ دیوبندی اکابرین نے آپ کی ایک کتاب پر تقاریظ لکھیں پھر اس کا ناقص اردو ترجمہ شائع کیا۔

معلوم رہے "محدث حجاز اور علماء دیوبند" الگ موضوع ہے، یہاں اس کا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال رہی تو اس پر مستقل کتاب قارئین کی نذر کی جائے گی۔ یہاں فقط اتنا لکھنا کافی ہوگا کہ اگلے مرحلہ میں دیوبندی علماء نے محدث حجاز کے خلاف دل کھول کر لکھا بلکہ اس باعث ان کی صفوں میں وسیع جدل برپا ہوا، جس کے لیے ۱۹۹۴ء، ۱۹۹۵ء میں پاکستان سے شائع ہونے والے ان کے اردو رسائل کے متعدد شمارے ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔[۵۵۴]

علاوہ ازیں محدث حجاز کے خلاف لکھی گئی شیخ ابوبکر الجزائری کی کتاب الإنصاف کا اردو ترجمہ سید محمد غیاث الدین مظاہری نے کیا جو "مسئلہ میلاد اسلام کی نظر میں" نام سے ۱۴۰۹ھ کو دار الافتاء ریاض نے ۷۹ صفحات پر طبع کرا کے تقسیم کی۔ اس کا دوسرا ترجمہ

سید مشتاق علی ندوی نے کیا، جو ''قرآن وحدیث کی روشنی میں محفل میلاد'' نام سے ۳۶ صفحات پر جدہ سے طبع کرا کے پھیلایا گیا۔

محافل میلاد کے انکار پر شیخ عبد العزیز بن باز کے جاری کردہ فتاویٰ کا ترجمہ صاحبزادہ قاری عبد الباسط کی سعی سے اردو نیوز میں ایک سے زائد بار شائع ہوا۔ اس کا دیگر افراد نے بھی اردو ترجمہ کیا۔

● علماء اهل سنت و جماعت

محدث حجاز کے تعارف وحالات پر اردو مضامین نگار، ان کی متعدد کتب کے مترجمین وناشر ادارے، بعض کتب کے عربی ایڈیشن شائع کرنے والے ادارے، پاک وہند میں یہ اعمال انجام دینے والے تمام افراد وادارے یہاں کے سواد اعظم اہل سنت و جماعت میں سے ہیں، جن کا مختصر ذکر اس تحریر کے پہلے باب میں آچکا ہے، یہاں تکرار کی حاجت نہیں۔

مزید یہ کہ جمعیت علماء پاکستان، متحدہ مجلس عمل، ورلڈ اسلامک مشن کے صدر مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر اہتمام کراچی سے شائع ہونے والے عربی رسالہ ''الدعوۃ'' میں شیخ سید یوسف ہاشم رفاعی کا مضمون'' رد علی فتاویٰ الشیخ ابن باز'' شامل اشاعت کیا گیا، جو شیخ عبد العزیز بن باز کے فتویٰ بر انکار میلاد کے تعاقب میں لکھا گیا تھا۔[۵۵۵]

بغداد کے شیخ سید یونس ابراہیم سامرائی نے الدعوۃ کا یہ شمارہ ملاحظہ کیا تو شیخ یوسف رفاعی کی اس تحریر کی تائید میں ایک مضمون لکھ بھیجا، جو اسی رسالہ میں بعنوان ''تایید للرد علی فتویٰ الشیخ عبد العزیز ابن باز'' شائع کیا گیا۔[۵۵۶]

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے سابق شیخ الحدیث مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری نے اس تناظر میں لکھی گئی شیخ ابوبکر الجزائری کی کتاب و جاؤوا یر کضون کا عربی میں رد لکھا، جو ۱۹۸۸ء کو ''حول المبحث التوسل'' نام سے کتابی صورت میں لاہور سے چھپا[۵۵۷]

بعد ازاں یہ مجموعہ رسائل ''من عقائد اهل السنة'' میں شامل کی گئی، جو ۱۹۹۵ء کو لاہور،

پھر بمبئی سے شائع ہوئی۔[۵۵۸]

حوار مع المالکی کے جواب میں شیخ یوسف رفاعی کی قلم بند کردہ کتاب الرد المحکم المنیع کا اردو ترجمہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری نے کیا، جو ''اسلامی عقائد'' نام سے ۱۹۸۷ء کو لاہور سے طبع ہوا۔[۵۵۹]

جشن میلاد النبی ﷺ بارے ملا علی قاری کی المورد الروی فی المولد النبوی صلی اللہ علیہ و سلم پر تحقیق انجام دے کر محدث حجاز نے شائع کرائی تھی۔ مولانا محمد گل احمد عتیقی نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کیا، جو مولانا ابوداؤد محمد صادق (پیدائش ۱۳۵۰ھ/ ۱۹۳۱ء) کے پیش لفظ کے ساتھ ۱۹۹۳ء کے لگ بھگ، گوجرانوالہ سے ۸۸ صفحات پر شائع کی گئی۔ بعدازاں دوسرا مختصر ترجمہ مولانا غلام رسول سعیدی نے کیا، جو نورالحبیب میں چھپا۔[۵۶۰]

مولد ابن دیبع جس پر محدث حجاز نے تحقیق انجام دی، اس کا ترجمہ صاحبزادہ محمد بدرالاسلام صدیقی نے کیا، جو ''سیرت ہادیٔ خلق'' نام سے ۱۴۲۰ھ کو ۶۰ صفحات پر جہلم سے شائع ہوا۔

مفتی محمد خان قادری نے شیخ اسمٰعیل انصاری کی القول الفصل کا جواب اردو میں بنام ''محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ'' لکھا، جو پہلی بار لاہور سے ۱۹۹۴ء کو ۱۶۸ صفحات پر، پھر کراچی سے ۹۶ صفحات پر شائع ہوئی۔ نیز اس کے اجزاء پاکستان کے بعض اردو رسائل ''فیضان مصطفیٰ'' [۵۶۱] وغیرہ میں اشاعت پذیر ہوئے۔

محدث حجاز نے شیخ زین العابدین برزنجی کا صنف نونیہ میں منظوم کردہ مولود نامہ باقۃ عطرۃ میں شامل کیا تھا۔ یہ راجا رشید محمود کی ادارت میں شائع ہونے والے رسالہ ''نعت'' کے ''عربی نعت نمبر'' میں شامل کیا گیا۔[۵۶۲]

مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پڑپوتا مولانا مفتی اختر رضا خان ازہری حج و زیارت کے ارادہ سے ہندوستان سے مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تو محدث حجاز سے ملاقات

اظہار یک جہتی کے لیے ان کے گھر گئے اور جب رخصت ہو کر سڑک پر پہنچے تو سعودی خفیہ اداروں نے وہیں سے حراست میں لے کر فوری طور پر واپس وطن بھیج دیا۔ اس فعل پر پاک و ہند میں احتجاج کیا گیا۔

دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ کے سرپرست مولانا پیر محمد کرم شاہ ازہری کے ایک سفر عمرہ و زیارت کے موقع پر محدث حجاز نے ان کے اعزاز میں گھر پر دعوت خاص کا اہتمام کیا۔

محدث حجاز کی منہج

محدث حجاز کے تقریباً چالیس سالہ دعوتی عمل کو چار ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اتحاف ذوی الھمم کے سن اشاعت ۱۹۶۷ء سے ۱۹۸۰ء کو الذخائر المحمدیۃ کی اشاعت تک کا پہلا دور، پھر الذخائر المحمدیۃ کے شائع ہونے پر عدالتی کارروائی کے آغاز سے ۱۹۸۱ء کو مقدمہ کی فائل نائب وزیر اعظم تک پہنچائے جانے کا دوسرا دور، جب کہ تیسرا دور ۱۹۸۲ء کو حوار مع المالکی کی اشاعت سے ۱۹۸۵ء کو مفاھیم یجب ان تصحح کی اشاعت تک اور چوتھا آخری دور اس یادگار کتاب کے منظر عام پر آنے سے ۲۰۰۴ء کو محدث حجاز کی وفات تک کا ہے۔

ان کا موقف سواد اعظم کے عین مطابق اور منہج اعتدال پر مبنی تھی، لہٰذا مذکورہ ادوار کے کسی بھی مرحلہ پر اپنے موقف پر نظر ثانی یا منہج کو نیا رخ دینے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ دوسری جانب ان کے مخالفین و معترضین کا موقف مخصوص، محدود حلقہ کی ترجمانی اور منہج تشدد و انتہا پسندی پر مبنی، نیز سیاسی عوامل کے زیر اثر تھی۔ لہٰذا بدلتے حالات کے ساتھ انہیں اپنے رویہ پر نظر ثانی کرنا پڑی، جو گویا محدث حجاز کی حقانیت کا ربانی اعلان تھا۔ فریق مخالف کے طرز عمل کی چند مثالیں یہاں پیش ہیں:

- یہ ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء کا واقعہ ہے، اس وقت کے سعودی ولی عہد و نائب وزیر اعظم شہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز ال سعود کے حکم پر ملک بھر میں موجود مختلف

مکاتب فکر کے اہم علماء و مفکرین، دانش ور و صحافی وغیرہ علمی طبقات کو مدعو کر کے ان کے درمیان مکالمہ و مذاکرات، ملاقات و تبادلہ آراء کے لیے ملک کے مختلف صوبوں میں کانفرنسز منعقد کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا، جو اسی سالہ ملکی تاریخ میں اس نوع کا پہلا قدم تھا۔ انہیں ''اللقاء الوطني للحوار الفكري'' کا نام دیا گیا اور اس سلسلہ کی دوسری کانفرنس مکہ مکرمہ میں ہونا قرار پائی۔ اس کی میزبانی و صدارت کی ذمہ داری شیخ صالح بن عبدالرحمٰن حصین کو سونپی گئی۔

شیخ صالح بن عبدالرحمٰن حصین اس وقت مسجد حرم مکی و مسجد نبوی وغیرہ حرمین شریفین کے مقامات مقدسہ میں مذہبی امور کے نگران اعلیٰ بدرجہ وزیر تھے، جب کہ اگلے برس یعنی ۲۰۰۵ء کو اسلامی خدمات کی بنا پر انہیں ''شاہ فیصل عالمی ایوارڈ'' عطا کیا گیا۔ [۵۶۳]

ان سے قبل یہ منصب مسجد حرم مکی کے امام و خطیب شیخ محمد بن عبداللہ سبیل کے سپرد تھا، جو کچھ ہی عرصہ پہلے پیرانہ سالی کے باعث اس سے الگ ہوئے تھے۔ جب کہ شیخ محمد سبیل سے پہلے اس پر شیخ سلیمان بن عبید تعینات تھے، جنہوں نے چوتھائی صدی قبل عدالت کے حکم پر محدث حجاز کو اپنے عقائد سے توبہ و رجوع کے لیے طلب کیا تھا، جس کی تفصیل گزشتہ صفحات پر آ چکی۔

قومی فکری مکالمہ سلسلہ کی اس دوسری کانفرنس میں ملک کے جن علماء کو شرکت کے تحریری دعوت نامے شیخ صالح کی طرف سے بھیجے گئے، ان میں محدث حجاز شامل تھے۔

اس بارے آپ نے خود لکھا: میں ملک کے اندر مکالمہ، فکری نشست اور دیگر نوع کی کانفرنسوں میں شرکت و تبادلہ آراء جیسی فضا کو بھول چکا تھا، کیوں کہ ۱۴۰۰ھ کے قریب اس طرح کی علمی سرگرمیوں سے الگ ہو گیا تھا یا کر دیا گیا تھا، جس کے بعد میری سرگرمیوں کا رخ محض بیرونی دنیا کی جانب رہا، لہٰذا اب دعوت ملنے پر میں نے استخارہ کیا، جس کے نتیجہ میں شرکت کا فیصلہ کیا اور شیخ صالح حصین کو تحریری جواب ارسال کر دیا۔

اس کانفرنس کا مرکزی موضوع ''الغلو و الاعتدال، رؤية منهجية شاملة'' طے تھا

اور یہ پانچ روز ۲۸/دسمبر ۲۰۰۳ء تا یکم جنوری ۲۰۰۴ء منعقد ہوئی۔ اس میں شیخ صالح حصین وغیرہ مخالفین کی موجودگی میں محدث حجاز نے جو مقالہ و تاثرات پیش کیے، وہ تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے، اس کے چند نکات یہاں پیش ہیں۔ محدث حجاز نے فرمایا:

میں یہ بتانا پسند کرتا ہوں کہ مذاکرہ و مکالمہ، افہام و تفہیم کی اہمیت جیسے عوامل کی سرپرستی اور ان کے فروغ کی ضرورت بارے میں بیس برس قبل اپنی کتاب ''مفاھیم یجب ان تصحح'' کے ذریعے دعوت و توجہ دلا چکا ہوں اور ان عوامل سے بیزاری ولاتعلقی اور غفلت برتنے کے نتیجہ میں جو مشکلات و فتنے جنم لے سکتے ہیں نیز غلو و انتہا پسندی کو کتنا زیادہ فروغ ملنے کا امکان ہے، ان خدشات کا اظہار میں اپنی کتاب ''التحذیر من المجازفة بالتکفیر'' میں کر چکا ہوں، جو دس برس قبل شائع ہوئی اور اب میں سمجھتا ہوں کہ ان کانفرنس کے انعقاد کی صورت میں یہ اسی جانب و مناسب وقت میں درست قدم ہے، جس کی پوری دنیا منتظر تھی۔

غلو کے مظاہر میں سے ہے کہ بعض لوگ امت اسلامیہ کے ان علماء و عوام کو جو اشعری، ماتریدی، شیعہ، اباضیہ، صوفیہ افکار سے وابستہ ہیں، ان پر بغیر کسی اصول و ضابطہ کے کفر و شرک وضلال کا حکم اور انہیں ملت اسلامیہ سے خارج قرار دیتے ہیں اور یہی وہ فتنہ تکفیر ہے جو دہشت گردی کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، جس کے نتیجہ میں بکثرت انسانی جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔

میں اس موقع پر ملک میں رائج تعلیمی نصاب بالخصوص توحید کے موضوع پر شامل مواد کی جانب توجہ مبذول کرانا چاہوں گا، جس میں بعض اسلامی فرقوں کو کفر و شرک اور گمراہی کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ ایسی ہی کتاب ہمارے ہاں نویں جماعت کے مضمون ''توحید'' میں پڑھائی جا رہی ہے۔ جس میں صوفیہ کو مشرک و ملت اسلامیہ سے خارج بتایا گیا ہے، جب کہ دنیا بھر کے تین چوتھائی مسلمان صوفیہ کے معتقدات پر ہیں اور دنیا ان کی خانقاہوں و مراکز سے بھری پڑی ہے۔ جنہوں نے استعماری قوتوں کے مقابلہ، وطن کے دفاع اور اسلامی تعلیم کی اشاعت میں عظیم کردار ادا کیا۔ ان میں سنوسیہ، ادریسیہ، تیجانیہ، قادریہ، رفاعیہ، شاذلیہ،

مہدیہ، نقشبندیہ، میر غنیّہ وغیرہ صوفیہ کے مراکز شامل ہیں، جن کی خدمات سے تاریخ کے اوراق پُر ہیں۔

ہمارے ہاں یعنی سعودی عرب کے تعلیمی اداروں میں جو عقیدہ توحید پڑھایا جارہا ہے اس میں توحید کی اقسام ربوبیہ، الٰہیہ، اسماء وصفات کی صورت میں کردی گئی ہے، جس کا ثبوت سلف، عہد صحابہ وتابعین وتبع تابعین کے ہاں نہیں ملتا اور کتاب وسنت میں اس کا کوئی ذکر نہیں، بلکہ یہ تقسیم اصولِ دین میں اجتہاد ہے، جس باعث امت اسلامیہ میں تفریق کا عمل بڑھ رہا ہے، جو افسوس ناک ہے۔

صوفیہ کرام سے تعلق رکھنے والے مسلمانان عالم کی اکثریت اس تعلق وانتساب کو اپنے لیے عظیم شرف اور فضل وکرم سمجھتے نیز اس پر فخر کرتے ہیں۔ ان سب کا مطالبہ ہے کہ مذکورہ قسم کے تعلیمی نصاب پر نظر ثانی کی جائے اور جہاں تبدیلی کی ضرورت ہے، اسے بدلا جائے اور جہاں تصحیح کی حاجت ہے، اسے درست کیا جائے۔ نیز ایسے کلمات وعبارات حذف کیے جائیں جو امت مسلمہ میں تفریق کا باعث بنتی ہیں۔

ہمارے ہاں ائمہ محدثین وائمہ صوفیہ کے حق میں شنیع الفاظ والقاب پر مبنی کتب وکیسٹ پھیلائے جارہے ہیں، جو غلو فی الدین اور عدم تفقہ کے مظاہر ہیں۔ ایسے اعمال سے اللہ کی پناہ ہے۔ دوسروں کی رائے کا احترام نہ کرنا، ان کے وجود کا انکار ہے اور اس غلو کے نتیجہ میں سامنے آنے والے مفاسد واثرات کسی عقل مند سے پوشیدہ نہیں۔ جو آج کے دور کی آفات میں سے ہے۔

اس اجتماع میں ہمارا مطالبہ ہے کہ ملک کے قدیم مدارس، جن میں تعلیم پانے والے اکابر علماء میں سے ہوئے، ان میں مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ سرفہرست ہے، اس نوع کے مدارس اور ان میں رائج نصاب کی حوصلہ شکنی کے رویہ کو ترک اور انہیں بہ اطمینان تدریسی عمل جاری رکھنے کی فضا مہیا کی جائے۔ سرکاری مدارس کے ساتھ ساتھ ان قدیم طرز کے

دینی مدارس کا وجود مفید ہے، جس پر دیگر اسلامی ممالک سے متعدد مثالیں دی جا سکتی ہیں۔

میں اس جانب بھی توجہ دلانا چاہوں گا کہ ملک بھر کے تعلیمی و عدالتی نظام میں اساتذہ و جج صاحبان وغیرہ ماہرین کا تعین اسی علاقہ کے افراد سے کیا جائے تا کہ وہ اطمینان سے وطن و شہریوں کی خدمت کر سکیں۔ اس معاملہ پر اگر سرسری نظر ڈالی جائے تو پتا چلتا ہے کہ مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے عدالتی نظام میں کام کرنے والے مقامی باشندوں کی تعداد ایک فی صد بھی نہیں۔ حالاں کہ قاضی و جج کے لیے ضروری ہے کہ وہ جہاں تعینات ہے، وہاں کے لوگوں کے رہن سہن اور عادات و رسوم سے بخوبی واقف ہو، تا کہ اسے حقائق تک پہنچنے اور انصاف کرنے میں مدد ملے۔

اسی کے ساتھ میں مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ وغیرہ میں موجود اسلامی آثار و مشاہد کے مسئلہ پر نظر ثانی کی دعوت دیتا ہوں، جو قدیم ادوار سے مشہور و معلوم ہیں، جن کی دیکھ بھال و حفاظت کی ضرورت اور ان کا ازالہ و مسمار کرنے سے اجتناب چاہیے۔

ہمارے ہاں ملک بھر میں گرمیوں کی سالانہ چھٹیوں و دیگر ایام میں طلباء کے لیے تعلیمی مراکز قائم کیے جاتے ہیں، تا کہ وہ تعطیلات کے دوران تعلیمی عمل جاری رکھ سکیں۔ لیکن یہ عارضی مراکز ایک مخصوص فکر کی دعوت کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور ان کے ذہنوں میں اختلافی مسائل ابھارے جاتے ہیں، جس کے لیے کتب و رسائل و کیسٹ و فتاوے تقسیم کیے جاتے ہیں، جو مخالف علماء کی مذمت پر مبنی ہوتے ہیں۔ اس سے تو اچھا ہے کہ طلباء گھر میں ہی موجود رہیں اور ان مراکز کی نامناسب سرگرمیوں سے محفوظ رہیں۔

ملک میں بعض کتب ایسی بھی مطبوع و متداول ہیں جن کے بارے میں شک ہے کہ یہ اسی مصنف کی ہیں۔ مثلاً ''السنۃ'' نامی کتاب جو امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منسوب اور اس میں ائمہ کے خلاف مواد ہے۔ ایسی کتب کی اشاعت بند کی جانی چاہیے۔

مکہ مکرمہ میں منعقدہ دوسری قومی وفکری مکالمہ کانفرنس کے خاتمہ کے بعد اس کے اہم شرکاء دار الحکومت ریاض پہنچے، جہاں ولی عہد شہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز آل سعود کے دربار میں اس کانفرنس کی مناسبت سے مختصر تاثرات بیان کیے۔ تین جنوری ۲۰۰۴ء کو محدث حجاز نے دربار میں مختصر خطاب فرمایا اور سعودی معاشرہ میں باہم افہام وتفہیم کے لیے ملکی تاریخ میں ہونے والی اس نوع کی اوّلیں سلسلہ کانفرنس کے انعقاد پر حکومت کے اقدام کو سراہا، کیوں کہ مکالمہ وتبادلہ آراء میں ہی فوائد وثمرات پنہاں ہیں۔ ولی عہد کے دربار میں جملہ مقررین نے کھڑے ہو کر اپنے تاثرات بیان کیے اور محدث حجاز واحد فرد تھے جنہوں نے کرسی پر بیٹھ کر اظہار خیال کیا۔ دربار کی یہ تمام کارروائی سعودی سرکاری ٹیلی ویژن پر نشر کی گئی۔

اس کانفرنس میں پیش کیا گیا محدث حجاز کا مقالہ، دیگر شرکاء کے مقالات سے بعض کے بارے تاثرات، شیخ صالح حصین کا دعوت نامہ واس کا جواب، ولی عہد کے روبرو آپ کا خطاب، یہ سارا مواد محدث حجاز کی تقدیم کے ساتھ ''الغلو و اثره في الارهاب و إفساد المجتمع'' نام سے ۷۸ صفحات پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔

- محدث حجاز کی منہج کی حمایت ونصرت کے واقعات میں سے ہے کہ مکہ مکرمہ کے عالم وروز نامہ عکاظ کے بانی شیخ احمد بن عبدالغفور عطار جنہوں نے شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی مدح میں مستقل کتاب لکھی، جس کی وسیع اشاعت نیز اردو وانگریزی تراجم ہوئے اور سعودی حکام کی خدمات پر متعدد کتب لکھیں۔ آئندہ دنوں میں انہوں نے محدث حجاز کی مفاهيم يجب ان تصحح پر تقریظ لکھی، جو چوتھے ایڈیشن میں شامل ہے۔
- مسجد حرم مکی میں مذہبی امور کے نگران اعلیٰ شیخ سلیمان بن عبید جو محدث حجاز کے خلاف عدالتی کارروائیوں میں فعال رہے تھے، ان کی علالت کے بعد مذکورہ منصب پر شیخ محمد بن عبداللہ سبیل فائز ہوئے، جنہوں نے مسجد حرم میں محدث حجاز کی نماز جنازہ کی امامت کی۔
- چیف جسٹس شیخ عبداللہ بن حمید جنہوں نے آپ پر عدالتی کارروائی میں

بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا، نیز انہی کے حکم پر "حوار مع المالکی" تصنیف کی گئی۔ محدث حجاز کی وفات پر ان کے بیٹے، مجلس شوریٰ کے صدر و مسجد حرم مکی کے مدرس و امام و خطیب شیخ صالح بن عبداللہ حمید نے فون پر تعزیت کی۔

● علماء سپریم کونسل، جو اس اعتقادی معرکہ کے آغاز سے آپ کے خلاف فعال رہی۔ وفات کے موقع پر اسی کے محترم رکن و مکہ مکرمہ کے باشندہ ڈاکٹر شیخ عبدالوہاب ابوسلیمان نے مضمون لکھا، جس کی اخبارات و انٹرنیٹ پر وسیع اشاعت ہوئی اور اس میں محدث حجاز کو بھرپور خراج تحسین پیش کیا گیا۔

● سرکاری مفتیٔ اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز نے عمر بھر ہر نوع کی مخالفانہ کارروائیوں کی سرپرستی کی اور حوار مع المالکی پر تقدیم میں آپ کے معتقدات کو کھلا کفر قرار دیا۔ محدث حجاز کی وفات کے دنوں میں اس منصب پر اسی نام کے شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ نجدی تعینات تھے [۵٦۴] جنہوں نے وفات و جنازہ و تعزیت کے مراحل پر پیش آنے والے واقعات پر خاموشی میں ہی عافیت سمجھی۔

● جسٹس شیخ عبداللہ بن سلیمان منیع نے ۱۴۰۲ھ کو "حوار مع المالکی" کے آخر میں ایک عنوان "نصیحتی للمالکی" قائم کر کے اس کے تحت [۵٦۵] محدث حجاز کو "نصیحت" کرتے ہوئے تجویز کیا کہ منکرات، بدعت و شرک کی نمائندگی اور مذموم کتاب الذخائر المحمدیۃ جو گمراہی کے اصولوں پر مبنی افکار کی دعوت پر مبنی ہے، انہیں ترک کر کے اسلاف کا راستہ، یعنی وہابیت اختیار کر لیں۔ شیخ عبداللہ منیع نے حدت کم کرنے کے لیے افہام و تفہیم کے کسی اور راستہ کی نشان دہی نہیں کی۔

لیکن اس نصیحت کے ربع صدی بعد ۱۴۲۷ء/ ۲۰۰٦ء میں انہی شیخ عبداللہ منیع نے ایوانِ شاہی سے مطالبہ کیا کہ سعودی عرب میں تمام فقہی مذاہب اور فرقوں کے درمیان دینی مکالمے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں جاری قومی مکالمے کا دائرہ وسیع کر کے چاروں فقہی مذاہب نیز سعودی معاشرے میں موجود اسلامی فرقوں یا رجحانات، شیعہ اور

صوفیہ تک وسیع کر دیا جائے۔ انہوں نے شرط لگائی کہ مکالمہ قرآن وسنت کی اساس پر ہو اور یہ کام ایوانِ شاہی کی ہدایت پر کیا جائے۔[۵۶۶]

- محدث حجاز کی منہج کے تناظر میں دو واقعات کے ذکر پر یہ باب تمام کیا جاتا ہے:

شیخ سید محمد بن علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے صوفیہ کے سلسلہ قادریہ میں مدینہ منورہ میں مقیم مشہور مرشد و عالم مولانا ضیاء الدین احمد سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت پائی تھی۔ ان کے فرزند عالم وصوفی مولانا فضل الرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء) مدینہ منورہ سے کراچی کے دورہ پر آئے [۵۶۷] تو اپنے داماد مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی قدیم رہائش گاہ پر قیام کیا۔ جہاں ۲۶ رفروری ۱۹۹۶ء کی شام علماء و مشائخ وطلباء کی مجلس میں محدث حجاز کا ذکر چل نکلا تو مولانا فضل الرحمٰن نے فرمایا:

حجاز مقدس میں سید محمد مالکی واحد فرد ہیں جو سعودی حکومت اور ان کے علماء کی شدید مخالفت کے ماحول میں عقائد اہل سنت، توسل وغیرہ پر بلاخوف لکھ رہے ہیں۔ جس کی پاداش میں وہاں کے علماء نے آپ کے قتل کے فتوے جاری کیے لیکن بادشاہ نے ان پر عمل کے احکام صادر کر کے جمیع اہل مکہ کی مخالفت مول لینے سے گریز کیا اور سرکاری علماء کو کتب ورسائل نیز دلائل کے ذریعے جوابی کارروائی کرنے کا مشورہ وحکم دیا۔

مولانا فضل الرحمٰن قادری مدنی نے مزید کہا، سید مالکی میرے والد مرحوم کے خلیفہ ہیں اور اختلافِ عقائد کی بنیاد پر حکومتی علماء و اہل کار جب انہیں زیادہ پریشان کرتے تو سید مالکی مدینہ منورہ حاضر ہو کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں ملتجی ہوتے۔ روضہ اقدس پر حاضری کے بعد سیدھے میرے والد ماجد کی خدمت میں آتے اور درپیش مشکلات ذکر کیا کرتے۔ تب والد ماجد ان سے فرمایا کرتے، مالکی صاحب آپ بالکل پریشان نہ ہوں، اللہ تعالیٰ کی حمایت ونصرت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد آپ کے شامل حال ہے نیز اللہ کی راہ میں دو تلواریں چلانے والے سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ [۵۶۸] کی حفاظت میں ہیں، لہٰذا پورے اطمینان سے اپنا کام جاری وساری رکھیں۔

- دوسرا واقعہ مکہ مکرمہ کے شیخ سید عبداللہ فراج شریف نے قلم بند کیا، جس میں ہے کہ سید جلیل محدث حجاز کی وفات سے ایک ہفتہ قبل میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا، تو بالکل مطمئن نظر آئے، مختلف اوقات میں ان کے ساتھ جو حوادث پیش آئے تھے، ان کے ذرّہ بھر اثرات مجھے محسوس نہیں ہوئے، یوں لگ رہا تھا کہ کچھ ہوا ہی نہیں۔ [۵۶۹]

شیخ عبداللہ فراج نے اس واقعہ میں شاید قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات کی طرف اشارہ کیا ہے، جس میں مومن کامل کی علامت اور خاتمہ کے مرحلہ پر اس کی پہچان بیان کی گئی ہے:

﴿یَا أَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي﴾---[۵۷۰]

''اے نفس مطمئن! واپس چلو اپنے رب کی طرف، اس حال میں کہ تو اس سے راضی (اور) وہ تجھ سے راضی، پس شامل ہو جاؤ میرے (خاص) بندوں میں اور داخل ہو جاؤ میری جنت میں''---[۵۷۱]

❀❀❀❀

باب ششم

محدث حجاز کی یاد

محدث حجاز کی یاد

''عرس'' کا لفظ عربوں کے ہاں شادی و ولیمہ کے معنی میں رائج ہے، جب کہ اردو دنیا میں یہی لفظ اہل اللہ کی یاد میں منعقدہ سالانہ تقریب و اجتماع کے لیے بطور اصطلاح مستعمل ہے۔ ایسی تقریب کے لیے عرب دنیا کے مختلف ممالک و علاقوں میں متعدد الفاظ و اصطلاحات رائج ہیں، جیسا کہ مراکش میں اسے ''موسم'' الجزائر میں ''زردہ'' اور مصر وغیرہ میں ''مولد'' بعض جگہ ''حضرۃ'' کہتے ہیں[۵۷۲] نیز جنوبی یمن وغیرہ میں ''حَول'' کہا جاتا ہے۔ جب کہ عرب صحافت میں اس کے لیے بالعموم ''ذکریٰ سنویۃ'' کی اصطلاح مروج ہے، جو ہر فرد مسلم و غیر مسلم کے لیے مستعمل ہے، اس کے متبادل اردو میں ''برسی'' کی اصطلاح نے رواج پایا۔

محدث حجاز کے پہلے عرس کے موقع پر عرب ذرائع ابلاغ میں اس مناسبت سے جو مواد راقم کی نظر میں آیا، اس کا تعارف حسب ذیل ہے۔

- عکاظ نے اس روز کے شمارہ میں شیخ عبدالرحمٰن حسین متولی کا آپ کی یاد میں موزوں کردہ پندرہ اشعار کا مرثیہ ''رحم اللہ المالکی'' عنوان سے شائع کیا۔ جس کے

آغاز میں شیخ متولی نے دو سطور کی نثر میں واضح کیا کہ میں کوئی شاعر وغیرہ نہیں بلکہ یہ فقید العلم والعلماء محمد بن علوی مالکی حسنی یرحمہ اللہ کی یاد میں میرے احساسات وجذبات کا اظہار ہیں۔ اشعار کا نمونہ یہ ہے:

محمد المالکی خیرة العلم والعلماء
تشرف به الآباء و الجدود
کم اسخنت فینا من عیون
و کم اعشرت فینا من خدود
تبکی المنابر من کانت خطابته
تروی الجموع کجیش المصطفٰی المشهود [۵۷۳]

● ''الاماراات'' چینل پر پیش کیے جانے والے مقبول عام دینی پروگرام ''وَ ذکِّر'' کا تعارف باب چہارم میں گزر چکا اور یہ بھی کہ رمضان مبارک کے ایام میں یہ ہفت روزہ کی بجائے روزانہ افطار سے قبل براہ راست نشر کیا جاتا ہے۔ محدث حجاز کے پہلے عرس ۱۵؍رمضان ۱۴۲۶ھ، مطابق ۱۸؍اکتوبر ۲۰۰۵ء کو وذکر شروع ہوا تو اس کے میزبان شیخ منصور منہالی اکیلے تشریف فرما اور خلاف معمول گفتگو کے لیے کوئی عالم نہیں بلائے گئے تھے۔ تب آپ نے فرمایا، یہ پروگرام سید محمد علوی مالکی کی یاد تازہ کرنے کے لیے مختص ہے۔ پھر گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا، آج ان کی وفات پر ایک برس مکمل ہوا۔ بے شک وہ عالم جلیل، عفو و درگزر سے کام لینے والے، امت اسلامیہ کے امام تھے۔ انہوں نے حجاز مقدس میں اہل سنت و جماعت کی فتح و نصرت کا عَلَم بلند کیا۔ سعودی عرب میں تین مکاتب فکر نمایاں ہیں، حجازی مکتب فکر، نجدی مکتب فکر اور احسائی مکتب فکر [۵۷۴] اور آپ اوّل الذکر کے سرتاج تھے۔

آپ تفسیق، تضلیل، تکفیر، تشدد و انتہا پسندی کے موجودہ ماحول میں اعتدال، عدم تعصب، اخلاق حمیدہ، تحمل و بردباری کی اعلیٰ مثال تھے۔ ان کے مخالفین نے ہر ممکن تشدد سے کام لیا،

جب بعض احباب نے جواباً آپ کو بھی سخت رویہ اختیار کرنے کا مشورہ دیا تو اسے قبول نہ کرتے ہوئے فرمایا:

''کسی کی سوچ وفکر پر پہرا نہیں بٹھایا جا سکتا اور مخالفین اپنی بات و موقف اپنے ڈھنگ سے کہنے کا مکمل حق رکھتے ہیں''---

شیخ منصور منہالی نے مزید کہا، آپ سے محبت کرنے والوں کے دل ابھی اس صدمہ کو بھلا نہیں پائے اور نہ ہی ان کے آنسو خشک ہوئے۔ میں ان سے کہنا چاہوں گا کہ سید مالکی کی یاد یوں تازہ و جاری رکھی جا سکتی ہے کہ انہیں دعاؤں میں یاد رکھیں، نیز ان کے علمی ترکہ سے استفادہ کریں اور جس طرح انہوں نے تیس برس سے زائد علم اور اسلام و مسلمین کی خدمت انجام دی، اس مبارک سلسلہ کو جاری و ساری رکھیں، اسے رکنے نہ دیں۔

اپنی گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے شیخ منصور منہالی نے فرمایا، حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ [۵۷۵] مشہور اولیاء اللہ میں سے ہیں، ان سے ایک یہودی نے سوال کیا، یا شیخ! آپ کی داڑھی زیادہ پاک وصاف ہے یا میرے کتے کی دم زیادہ بہتر ہے۔ یہودی کا مقصد اہانت وزچ کرنا تھا، لیکن آپ نے بکمال تحمل جواب دیا، اگر میرا ٹھکانہ جنت ہے تو میری داڑھی طاہر و افضل اور اگر میرا مقام جہنم ہوا تو پھر تمہارے ساتھی کی دم بہتر۔ یہودی اس مہذب جواب پر شرمندہ ہو کر آگے بڑھ گیا۔ یوں ہی سید محمد مالکی نے بھی مخالفین کے ساتھ مکالمہ و معاملہ کرتے ہوئے اپنے اخلاق فاضلہ کا دامن ہاتھ سے کبھی نہیں چھوڑا۔

اب شیخ منہالی نے گفتگو کا رخ محدث حجاز کے مخالفین کی جانب موڑا اور کہا، آپ لوگ سنی سنائی و بے بنیاد باتوں یا کوئی مخالفانہ تحریر پڑھ کر سید مالکی پر حکم نہ لگائیں بلکہ بلا واسطہ ان کی تصانیف کا مطالعہ کریں، ان کے مندرجات قرآن وحدیث نیز سلف صالحین کے اقوال کی روشنی میں پرکھیں اور آپ کے لیے دعا کریں، کیوں کہ اسلاف کا مسلک وطریقہ تھا کہ وہ مخالفین کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے رحمت کے طلب گار رہوئے۔

اور جو ناظرین فقط نام سے آشنا ہیں، ان سے گزارش ہے کہ آپ کی تصنیفات کا

مطالعہ کریں، وہ یقیناً ان کے علوم سے فیض یاب ہوں گے۔

ٹیلی ویژن پر محدث حجاز کے اوّلیں عرس کی مناسبت سے ''و ذکر'' کے اس براہ راست پیش کیے گئے پروگرام کے آخر میں شیخ منصور منہالی نے کہا، آپ حجاز مقدس میں ''رافع العلَم للنصرة اهل السنة'' اور فرقہ واریت وتعصب سے دور رہے۔ ان کی وفات سے حجازی مکتب فکر کو شدید دھچکا لگا۔ وہ مذاہب اربعہ کے ماہر علماء میں سے تھے۔ ہمارے ہاں جو دوسروں کے وجود کا انکار کی روش چل نکلی ہے، آپ نے اسے پسند نہیں کیا اور احترام باہمی، مکالمہ واعتدال کی راہ اپنائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

اگلے روز یعنی ۱۹؍اکتوبر ۲۰۰۵ء کو ''و ذکر'' نشر کیا گیا تو اس کا موضوع دیگر تھا۔ جس دوران سعودی عرب سے سمیر نامی ناظر نے فون کیا اور گزشتہ روز محدث حجاز کی یاد میں مستقل پروگرام پیش کرنے پر اس کے میزبان شیخ منصور منہالی کا بھرپور شکریہ ادا کیا اور ڈھیروں دعائیں دیں۔ جواباً انہوں نے کہا، اسلامی دنیا کے جلیل القدر عالم سید محمد علوی ؒ پر پروگرام پیش کرنا ہم پر واجب تھا۔

بیس اکتوبر کو نئے موضوع پر جاری ''و ذکر'' پروگرام کے دوران سعودی عرب سے پھر کسی ابوالحسن نے فون کیا اور شیخ منصور منہالی کا شکریہ ادا کیا کہ آپ نے دو روز قبل مشہور عالم سید محمد علوی مالکی کی یاد میں خصوصی پروگرام نشر کیا، جنہوں نے دہشت گردی اور دوسروں سے نفرت وبیزاری کی حوصلہ شکنی میں نمایاں خدمات انجام دیں۔

● اقراء چینل نے وفات پر ایک برس مکمل ہونے پر آپ کی یاد تازہ کرنے کی یہ راہ نکالی کہ آپ کے دروس پر مشتمل ایک مستقل پروگرام ''من البلد الله الحرام'' شروع کیا، جو کئی ہفتے جاری رہا۔ آدھ گھنٹہ کے یہ درس ہر جمعہ کو بوقت سحر اور پھر رمضان مبارک کے بعد ہر بدھ کو عصر سے قبل نشر کیے گئے۔ جیسا کہ ۱۴؍اکتوبر کی سحر کا درس ''وقفات تاريخية عن الصيام'' روزوں کی فضیلت پر، سات دسمبر کا ''فضائل امت محمدية'' کے بیان پر اور ۲۸؍دسمبر کو ''حج'' بارے تھا۔ پھر ۱۸؍جنوری ۲۰۰۶ء کو جو درس نشر کیا گیا، اس میں

محدث حجاز نے اوراد واذکار کی فضیلت ودوام پر گفتگو کی، جس میں ضمناً علوم مصطفیٰ ﷺ کی وسعت بیان کی۔ ۲۵ر جنوری کا درس ''قرآن پاک سے تعلق'' پر تھا، جس میں قرآن مجید کی اشاعت میں سرگرم اسلامی ممالک کی فہرست میں پاکستان کا بھی ذکر کیا اور ضمناً تقلید کے منکرین، اہل حدیث ہونے کا دعویٰ کرنے والوں کا رد کیا، یہی درس ۲۲ر فروری کو انہی اوقات میں پھر نشر کیا گیا۔ ۸ر فروری کے من البلد اللہ الحرام میں محدث حجاز کے درس کا موضوع ''نسب النبی ﷺ'' اور ۱۵ر فروری کو ''معجزہ معراج'' تھا۔

● انہی ایام میں محدث حجاز کے شاگرد خاص سید ابو عاصم نبیل بن ہاشم غمری آل باعلوی شافعی کی تصنیف کردہ محدث حجاز نیز ان کے مشائخ کی اسانید ومرویات پر ضخیم کتاب تین جلد اور ۱۱۴۲ر صفحات پر مکہ مکرمہ سے شائع کی گئی۔ مصنف نے ہر جلد کو الگ الگ ناموں سے موسوم کیا، جو بالترتیب یہ ہیں:

الاسوار المشرفة علی مشیخة و اسانید صاحبی شیخ مکة المشرفة، اتحاف العشیرة بوصل اسانید شیخ مکة بالکتب الشهیرة، المحفوظ المروی من اسانید محمد الحسن بن علوی۔ پہلی جلد میں محدث حجاز کے ۹۷ مشہور مشائخ کی اہم اسانید، دوسری میں علم روایت واسانید پر لکھی گئی دیگر علماء کی سیکڑوں کتب تک محدث حجاز کے اتصال کی تفصیلات، تیسری میں قرآن مجید واحادیث نیز بیسیوں اسلامی علوم پر دیگر مصنفین کی مشہور ومتداول کتب تک آپ کی سند مسلسل کا اندراج اور اس جلد کے آخر میں ان کے بھائی شیخ سید عباس بن علوی مالکی حسنی کی اہم اسانید بھی ''عقود الزبرجد و الماس فی اسانید السید عباس'' نام سے شامل کی گئی ہیں۔

محدث حجاز کی وفات اور پاک وہند کی اردو صحافت

آپ کی وفات پر امت مسلمہ کو جس صدمہ کا سامنا کرنا پڑا، اس بارے پاک وہند کی صحافت میں کیا کچھ لکھا گیا، اس کا احاطہ کرنا راقم کے موضوع میں شامل نہیں، یہاں اضافی معلومات کے طور پر فقط چند رسائل میں چھپنے والی تحریروں کے اقتباسات پیش ہیں:

● ماہ نامہ ''اعلیٰ حضرت'' بریلی میں ایڈیٹر مولانا قاری عبدالرحمٰن خان قادری نے ڈیڑھ صفحہ کا تعزیتی شذرہ لکھا، جس کی ایک عبارت یہ ہے:

''ملت اسلامیہ کا ایک زبردست خسارہ، ممتاز عالم دین ڈاکٹر شیخ محمد علوی مالکی کا انتقال پر ملال...... ماہ نامہ اعلیٰ حضرت اس عظیم سانحہ پر گہرے غم و افسوس کا اظہار کرتا ہے''---[۵۷۶]

● ماہ نامہ ''معارف رضا'' کراچی میں ہے:

''حضرت فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر محمد بن علوی مالکی علیہ الرحمۃ کا شمار دنیائے عرب کے سرخیل علماء اسلام میں ہوتا ہے، وہ شہرت یافتہ مصنف، محقق، دانش ور ہیں...... ......آپ کی رحلت پورے عالم اسلام کے لیے بہت بڑا نقصان ہے''---[۵۷۷]

● ماہ نامہ ''منہاج القرآن'' لاہور میں اڑھائی صفحات کی تحریر میں ہے:

''محدث عصر........ عالم اسلام کی عظیم علمی و روحانی شخصیت السید محمد بن علوی مالکی........ کی وفات نہ صرف تحریک منہاج القرآن بلکہ عالم اسلام کا ایک عظیم ناقابل تلافی نقصان ہے۔ جس کی کمی عوام و خواص میں ہمیشہ محسوس کی جاتی رہے گی...... آپ عہد حاضر کے عظیم علمی و روحانی سکالر تھے۔ عالم عرب و عجم میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جو ان کی تصنیفات اور خدمات جلیلہ سے ناواقف ہو۔ آپ نے سعودی عرب میں رہتے ہوئے علی الاعلان اہل سنت کے موقف کی بھرپور تبلیغ کی اور حقیقی معنوں میں دلائل کے ساتھ اہل سنت کے موقف کا زندگی بھر مردانہ وار دفاع کیا........ دنیا الشیخ محمد بن علوی المالکی المکی کی صورت میں نہ صرف ایک عالم دین سے محروم ہو گئی بلکہ علم کھو دیا.......... ان کے وصال کی خبر تحریک کے حلقوں میں بہت بھاری صدمے کے ساتھ سنی گئی .... تحریک منہاج القرآن کے جملہ کارکنان و وابستگان بلاشبہ ایک عظیم قائد، مربی اور روحانی شخصیت کے پیار سے محروم ہو گئے''---[۵۷۸]

● ماہ نامہ ''نور الحبیب'' بصیر پور میں اس کے مدیر اعلیٰ مولانا صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری نے تقریباً تین صفحات کے اداریہ میں یوں لکھا:

''موصوف کا شمار عالم اسلام کے ان چند چیدہ و برگزیدہ افراد میں ہوتا ہے، جو اپنے علم و فضل، تحقیق و کاوش اور وسعت فکر و نظر کی بنا پر امت مسلمہ کے دلوں کی دھڑکن اور مرجع عقیدت و محبت رہے.......... بلا شبہ آپ جلیل القدر عالم دین، ژرف نگاہ محقق، صاحب طرز مصنف، تجربہ کار مدرس، بلند پایہ مقرر، عظیم مفکر، تبحر استاذ، نکتہ رس فقیہ، صاحب بصیرت مرشد و مربی، مرجع خلائق اور قائد و رہنما تھے۔ موصوف وسعت نظر، وسعت علم، وسعت ظرف، وسعت مطالعہ، ذکاوت طبع، رسوخ فی العلم و العمل میں اپنی نظیر آپ تھے۔ وہ نجابت و سعادت اور شرافت و وجاہت کے مجسمہ تھے.......... آپ کا وصال پوری ملت اسلامیہ، خصوصاً اہل سنت و جماعت کے لیے عظیم سانحہ ہے، ان کی رحلت سے اہل سنت یتیم و بے سہارا ہو کر رہ گئے ہیں''---[۵۷۹] رحمۃ اللہ علیہ

❀❀❀❀

حوالہ جات و حواشی

حوالہ جات وحواشی

۱......المستقلة ٹیلی ویژن چینل پر تصوف کے بارے میں یہ مناظرہ ۲۴؍اکتوبر سے ۲؍نومبر۲۰۰۴ءتک مسلسل دس روز جاری رہا۔اس میں تصوف کے مؤیدین کی طرف سے حجاز مقدس میں نقشبندی مجددی سلسلہ کے مرشد کبیر ڈاکٹر شیخ عمر عبداللہ کامل،سوڈان سے رکن پارلیمنٹ وقادری مرشد ڈاکٹر شیخ مالک حسین، پیرس میں مقیم مراکش کے محقق مولائی طیب بتی علوی نے شرکت کی۔ جب کہ منکرین تصوف کی جانب سے ملک شام کے شیخ عدنان عرعور، ریاض سے پروفیسر شیخ عائض دَوسری اور شیخ عبدالرحمٰن دمشقیہ، کویت سے شیخ عبدالرحمٰن بن عبدالخالق نے حصہ لیا۔ نیز دیگر ناظرین نے بذریعہ فون وفیکس وای میل اپنے تاثرات بیان کیے۔واضح رہے یہ چینل سعودی حکام و

سرکاری علماء کے زیر اثر ہے۔

۲...... www.ghrib.net / www.alarabiya.net /

www.rifaieonlin .com

۳...... مولائی ادریس اوّل کے حالات و مناقب پر مراکش کے صوفی کبیر شیخ ابوالعباس احمد بن عبد الحی حلبی مہاجر فاسی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۱۲۰ھ/ ۱۷۰۸ء) نے کتاب ''الدر النفیس و النور الانیس فی مناقب الامام ادریس'' لکھی، جو فاس سے ۳۷۸ صفحات پر چھپی۔ نیز/ الاعلام، جلد۱، صفحہ۱۴۴، ۲۷۹

۴...... الدراسات الاسلامیۃ، شمارہ اپریل، جون ۲۰۰۰ء، صفحہ ۲۲۷

۵...... مولائی ادریس ثانی کے حالات و مناقب پر مراکش کے محدث کبیر شیخ سید محمد بن جعفر کتانی ادریسی فاسی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۶ء) نے مستقل کتاب ''الازھار العاطرۃ الانفاس بذکر بعض محاسن قطب المغرب و تاج مدینۃ فاس'' لکھی، جو ۳۲۴ صحات پر فاس سے شائع ہوئی۔ نیز/ الاعلام، جلد۱، صفحہ ۲۷۸/ منہاج القرآن، شمارہ دسمبر ۲۰۰۴ء، صفحہ ۴۶ تا ۴۷

۶...... شیخ سید عباس بن عبدالعزیز مالکی کے حالات: اتحاف العشیرۃ، صفحہ ۵۸ تا ۵۹/ اعلام المکیین، جلد۲، صفحہ ۸۲۷ تا ۸۲۹/ الاعلام، جلد۳، صفحہ ۲۶۲/ اھل الحجاز، صفحہ ۲۵۸ تا ۲۶۰/ الجواھر الحسان، جلد۱، صفحہ ۳۷۴ تا ۳۷۸/ سیر و تراجم، صفحہ ۱۴۴ تا ۱۴۶/ المالکی عالم الحجاز، صفحہ ۳۶ تا ۳۷/ مختصر نشر النور، صفحہ ۲۲۹ تا ۲۳۰/ معجم المطبوعات العربیۃ فی المملکۃ، جلد۲، صفحہ ۷۰۱ تا ۷۰۲/ معجم المؤلفین، جلد۲، صفحہ ۳۲/ من رجال الشوریٰ، صفحہ ۸۱ تا ۸۳/ نظم الدرر، صفحہ ۱۸۶ تا ۱۸۷/ نور النبراس، صفحہ ۱ تا ۲۳/ وسام الکرم، صفحہ ۲۰۴ تا ۲۰۵

۷...... شیخ سید محمد بن عبدالعزیز مالکی کے حالات: اعلام المکیین، جلد۲، صفحہ ۸۳۴/ المالکی عالم الحجاز، صفحہ ۳۸/ مختصر نشر النور، صفحہ ۴۸۰/ نظم الدرر، صفحہ ۲۰۷/ وسام الکرم، صفحہ ۳۷۱

۸......شیخ سید علوی بن عباس مالکی کے حالات: اعلام الحجاز، جلد۲، صفحہ۲۷۴ تا ۲۸۴/ اعلام المکیین، جلد۲، صفحہ۸۳۰ تا ۸۳۳/ الاسوار المشرقۃ، صفحہ۵۹ تا ۸۵/ الاعلام، جلد۴، صفحہ۲۵۰/ تشنیف الاسماع، صفحہ۳۸۴ تا ۳۸۷/ الجواھر الحسان، جلد۲، صفحہ۴۷۷ تا ۴۸۰/ دلیل المؤلفات، صفحہ۲۹۹/ سیدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد۱، صفحہ۲۸، ۶۳، ۷۳، ۷۵، ۱۱۹، ۴۳۲، ۴۷۰، جلد۲، صفحہ۲۰۶، ۴۰۹، ۴۱۰/ صفحات مشرقۃ، کل صفحات ۴۰۶/ العرب، شمارہ فروری، مارچ ۱۹۷۵ء، صفحہ۵۸۹ تا ۵۹۲/ العرف الوردی، صفحہ۱۱۳ تا ۱۱۵/ العقود اللؤلؤیۃ، صفحہ۳ تا ۴/ ما ذا فی الحجاز، صفحہ۳۶/ المالکی عالم الحجاز، صفحہ۳۹ تا ۴۲، ۹۷ تا ۹۹/ مجموع فتاویٰ و رسائل، صفحہ۳ تا ۱۱/ معارف رضا، شمارہ ۱۹۹۴ء، صفحہ۲۰۱ تا ۲۱۳/ معجم الأدباء، جلد۱، صفحہ۳۱۰/ معجم البابطین، جلد۵، صفحہ۲۱۷، ۲۱۹، جلد۱۳، صفحہ۱۸۹ تا ۱۹۱/ معجم ما الف عن مکۃ، صفحہ۵۵۴/ معجم المطبوعات العربیۃ فی المملکۃ، جلد۲، صفحہ۹۷۹ تا ۹۸۴/ معجم المؤلفین، جلد۲، صفحہ۳۸۵/ الندوۃ، شمارہ ۱۳ نومبر ۱۹۹۷ء، صفحہ۷/ وسام الکرم، صفحہ۲۸۶ تا ۲۸۷/ ھدیل الحمام، جلد۳، صفحہ۸۱۷ تا ۸۲۶/ ھویۃ الکاتب المکی، صفحہ۱۲۱ تا ۱۲۲/ ویب سائٹ www.makkawi.com

۹......الاسوار المشرقۃ، سرورق ومتعدد صفحات/ الطالع السعید، صفحہ۳/ العقود اللؤلؤیۃ، صفحہ۵، ۱۱، ۱۲، ۱۴

۱۰......معلوم رہے مملکت سعودی عرب میں کسی نومولود بچے و بچی کا نام رکھتے ہوئے دو نام یکجا کرنا قانون کی رو سے منع ہے۔ مثلاً محمد احمد، محمد صدیق، محمد علی، محمد حسین، احمد علی، محمد ابراہیم، محمد عبداللہ، حسین احمد ممنوعہ ناموں میں سے ہیں۔ ان کی جائز صورت یہ ہے، محمد، احمد، صدیق، علی، حسین، احمد، ابراہیم، عبداللہ وغیرہ۔ اگر کوئی فرد مرکب نام یعنی مذکورہ شکل میں دو نام یک جا کرنے پر مصر ہو تو ایسے نومولود کا یہ نام متعلقہ سرکاری محکمہ میں درج نہیں کیا جاتا اور آگے چل کر ایسے نام سے شناختی کارڈ، پاسپورٹ وغیرہ سرکاری دستاویزات کا اجراء ممکن نہیں۔

۱۱......العقود اللؤلؤیة، صفحہ۱۲ تا ۱۳

۱۲......الطالع السعید، صفحہ۱۰۳

۱۳......حوار مع المالکی، صفحہ۱۲/ الملف الصحفی، صفحہ۱۱۳، ۱۱۴

۱۴......الملف الصحفی، صفحہ۲۶، ۱۱۷

۱۵......المالکی عالم الحجاز، صفحہ۹۳ تا ۹۵

۱۶......اهل الحجاز بعبقهم التاریخی، حسن عبدالحی قزاز، طبع اوّل ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء، مطابع المدینة، جدہ، صفحہ۲۸۹ تا ۲۹۱

۱۷......نشر الریاحین فی تاریخ البلد الامین، تراجم مورخی مکة و جغرافیها علی مر العصور، کرنل عاتق بن غیث بلادی، طبع اوّل ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء، دار مکة للنشر، مکہ مکرمہ، جلد۲، صفحہ۶۶۹ تا ۶۷۲

۱۸......رجال من مکة المکرمة، طبع اوّل ۱۴۱۱ھ، جلد۲، صفحہ۹۲

۱۹......المالکی عالم الحجاز، زہیر محمد جمیل کتبی، طبع اوّل ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء، مطابع الاهرام، قاہرہ

۲۰......عکاظ میں آپ کے انٹرویو کی پہلی قسط ۱۲ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ، مطابق یکم مئی ۲۰۰۴ء کو شائع ہوئی اور یہ تقریباً بارہ اقساط میں مکمل ہوا۔ [الملف الصحفی، صفحہ۸۳ تا ۱۲۵]

۲۱......الملف الصحفی، صفحہ۹۱

۲۲......اعلیٰ حضرت، شمارہ مارچ ۲۰۰۵ء، صفحہ۹۱

۲۳...... اعلیٰ حضرت، شمارہ ستمبر، نومبر ۱۹۹۰ء، صفحہ۷۹/ تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، صفحہ۲۸۷/ جہان مفتی اعظم، صفحہ۹۹۵، ۱۰۱۳/ ضیائے حرم، شمارہ مئی ۲۰۰۱ء، صفحہ۳۵/ الملف الصحفی، صفحہ۹۳

۲۴......الاسوار المشرقة، صفحہ۲۱، ۳۷۵ تا ۳۷۶/ سیدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد۱، صفحہ۲۶، جلد۲، صفحہ۷۰، ۲۰۶، ۳۹۲/ الطالع السعید، صفحہ۱۰۳ تا ۱۰۴/ المالکی عالم الحجاز، صفحہ۱۱۴/ المحفوظ المروی، صفحہ۳۳۷ تا ۳۳۹

۲۵......الحاج محمد اصطفی علی علوی سندیلوی مہاجر کراچی کی تعلیمات تصوف پر اردو تصنیف ''الحقائق'' پر مولانا عبدالغفور عباسی مہاجر مدنی کی تقریظ درج ہے۔

۲۶......الاسوار المشرقة، صفحہ ۳۸۹ تا ۳۹۰/ الطالع السعید، صفحہ ۱۱۱/ المحفوظ المروی، صفحہ ۳۳۶ تا ۳۳۷

۲۷......سیدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۱، صفحہ ۲۶/ سیرت مجدد الف ثانی، صفحہ ۴۷۷

۲۸......الجواهر الغالیة، صفحہ ۳ تا ۴

۲۹......محسن اہل سنت، صفحہ ۱۱۲ تا ۱۱۳

۳۰......نور الحبیب، شمارہ دسمبر ۲۰۰۴ء، صفحہ ۵

۳۱......منہاج القرآن، شمارہ دسمبر ۲۰۰۴ء، صفحہ ۴۵

۳۲......اجازات و اسانید پر مشتمل اشتہار، مولانا علی احمد سندیلوی، عنوان و مطبع و ناشر کے نام، نیز سن طباعت درج نہیں، تقطیع ۸۶×۶۸ سنٹی میٹر

۳۳......اعلیٰ حضرت، شمارہ جون ۲۰۰۰ء، صفحہ ۵۴ تا ۶۱ ''حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف'' کا ترجمہ از مولانا محمد احسان شاہدی بریلوی، قسط اوّل

۳۴......ضیائے حرم، شمارہ اکتوبر ۲۰۰۳ء، صفحہ ۲۳ تا ۲۶ ''المدح النبوی بین الغلو و الانصاف'' کے ابتدائی اکیس صفحات کا مختصر ترجمہ از مولانا ظفر اقبال کلیار

۳۵......الطالع السعید، صفحہ ۴

۳۶......ادارہ منہاج القرآن لاہور میں محدث حجاز کی آمد و مصروفیات کی تفصیلات پر ماہ نامہ ''العلماء'' لاہور نے جنوری ۱۹۹۶ء کا شمارہ مختص کیا۔

۳۷......منہاج القرآن، شمارہ دسمبر ۲۰۰۴ء، صفحہ ۴۵

۳۸......اعلیٰ حضرت، شمارہ مارچ ۲۰۰۵ء، صفحہ ۱۰۱ تا ۱۰۸

۳۹......تذکرہ حضرت محدث دکن، صفحہ ۳۰۱ تا ۳۰۴

۴۰......فیض عالم، شمارہ مارچ ۱۹۹۱ء، صفحہ ۱۹ تا ۲۳

۴۱...... جہان رضا، شمارہ فروری ۱۹۹۲ء، صفحہ ۲۶ تا ۴۲

۴۲......الندوۃ، شمارہ ۳۰ر اکتوبر ۲۰۰۴ء، صفحہ ۱،۴

۴۳......الاھرام، شمارہ ۳۰ر اکتوبر ۲۰۰۴ء، صفحہ ۲

۴۴......نور الحبیب، شمارہ دسمبر ۲۰۰۴ء، صفحہ ۶

۴۵......سعود بن محمد بن مقرن کے حالات: الاعلام، جلد ۳، صفحہ ۹۱/ الحرکة الادبية، صفحہ ۱۵

۴۶......اردو میگزین، شمارہ ۵ر اگست ۲۰۰۵ء، صفحہ ۸/ المدینة، شمارہ ۱۵ر فروری ۲۰۰۹ء، صفحہ ۴

۴۷......من رجال الشوریٰ، صفحہ ۸ تا ۹

۴۸...... اردو نیوز، شمارہ ۲ر فروری ۱۹۹۹ء، ضمیمہ، محمد لئیق خان میرٹھی کا مضمون ''قرآن وسنت، سعودی آئین کی بنیاد''۔

۴۹......سعودی عرب میں صحافت کے ابتدائی دور پر محمد بہاء الدین شاہ کا مضمون ''حجاز مقدس میں صحافت کا آغاز''، ضیائے حرم، شمارہ اپریل ۲۰۰۳ء، صفحہ ۳۹ تا ۵۱

۵۰...... معجم المطبوعات العربية فی المملكة، جلد ۱، صفحہ ۲۰۵ تا ۲۰۹/ وسائل الاعلام، صفحہ ۱۹۱ تا ۱۹۲

۵۱......ان دنوں ''ام القریٰ'' کا ہر شمارہ بالعموم ۳۶ صفحات، منفرد حجم کے گہرے سفید کاغذ پر طبع ہوتا ہے۔

۵۲......الفقيه، شمارہ ۷ر نومبر ۱۹۳۰ء، صفحہ ۴

۵۳......معجم المطبوعات العربية فی المملكة، جلد ۲، صفحہ ۶۴۴ تا ۶۴۸/ وسائل الاعلام، صفحہ ۲۱۰ تا ۲۲۲، ۲۳۶ تا ۲۴۵

۵۴......وسائل الاعلام، صفحہ ۲۰۷ تا ۲۰۹

۵۵......وسائل الاعلام، صفحہ ۲۷۳ تا ۲۷۷

۵۶......وسائل الاعلام، صفحہ ۵۹۱ تا ۵۹۷

۵۷......وسائل الاعلام، صفحہ ۵۷۳ تا ۵۸۷

۵۸......اردو نیوز، شمارہ یکم دسمبر ۲۰۰۰ء، صفحہ ۲، شمارہ ۲۲ر مارچ ۲۰۰۱ء، صفحہ ۲

۵۹.....ام القری، شمارہ ۱۵/ اکتوبر ۲۰۰۱ء، صفحہ ۳ تا ۷، ان قوانین کا مکمل متن درج ہے۔

۶۰ ......اردو نیوز، شمارہ ۱۲/ فروری ۱۹۹۹ء، صفحہ ۲/ فتاویٰ اللجنة الدائمة، جلد ۱، صفحہ ۴۷۴

۶۱ ......اردو نیوز، شمارہ ۱۲/ اکتوبر ۲۰۰۵ء، صفحہ ۴، احمد شعلان کے مضمون کا ترجمہ بعنوان ''پابندی اور خودرائی''۔

۶۲ ......اردو نیوز، شمارہ ۴/ دسمبر ۲۰۰۵ء، صفحہ ۴، شیخ عبداللہ فراج شریف کے مضمون کا ترجمہ بعنوان ''انٹرنیٹ سائٹوں پر پابندی ضرور مگر............''۔

۶۳......الحرکة الادبیة، صفحہ ۱۱۲ تا ۱۱۳، ۱۲۰ تا ۱۲۱/ معجم المطبوعات العربیة فی المملکة، جلد ۲، صفحہ ۶۴۵ تا ۶۴۶، ۶۵۳/ من تاریخنا، صفحہ ۲۲۲ تا ۲۲۳/ الندوة، شمارہ ۱۹/ اکتوبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۱۱، عبداللہ مبارک با مفلح کا مضمون ''الصحافة السعودیة و امانة التاریخ'' قسط سوم/ وسائل الاعلام، صفحہ ۲۱۳ تا ۲۱۸، ۲۲۸ تا ۲۳۱، ۲۵۳ تا ۲۵۴، ۲۷۸ تا ۲۷۹

۶۴ ......البلاد، شمارہ ۱۷/ اپریل ۱۹۹۹ء، صفحہ ۴

۶۵ ......البلاد، شمارہ ۱۷/ اپریل ۱۹۹۹ء، صفحہ ۷

۶۶ ......شیخ محمد صالح نصیف کے حالات: اعلام الحجاز، جلد ۱، صفحہ ۲۷۶ تا ۲۸۶/ الاعلام، جلد ۶، صفحہ ۱۶۶/ الحرکة الادبیة، حاشیہ، صفحہ ۱۱۲/ معجم المطبوعات العربیة فی المملکة، جلد ۳، صفحہ ۱۱۷۶ تا ۱۱۷۸/ من رجال الشوریٰ، صفحہ ۱۵۵ تا ۱۵۶

۶۷ ......ڈاکٹر سید عبداللہ دحلان کے حالات: رجال من مکة المکرمة، جلد ۳، صفحہ ۲۱۶، ۲۱۸

۶۸ ......البلاد، شمارہ ۲۰/ دسمبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۷

۶۹ ......البلاد، شمارہ ۲۶/ جون ۱۹۹۹ء، صفحہ ۶

۷۰......الوطن، شمارہ ۹/ مئی ۲۰۰۶، صفحہ ۲۶

۷۱......ابواب تاریخ المدینة المنورة، صفحہ ۱۷۰ تا ۱۷۳/ الحرکة الادبیة، صفحہ ۱۱۴ تا ۱۱۵/ ضیائے حرم، شمارہ جون ۲۰۰۱ء، صفحہ ۳۶/ طیبة و ذکریات الاحبة، صفحہ ۲۷ تا ۲۹، ۲۹۷/

المدینة المنورة فی القرن، صفحہ ۱۳۱ تا ۱۳۲/ معجم المطبوعات العربیة فی المملکة، جلد ۲، صفحہ ۶۴۷/ من تاریخنا، صفحہ ۲۲۴/ الندوة، شمارہ ۱۹/ اکتوبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۱۱/ وسائل الاعلام، صفحہ ۲۱۸ تا ۲۲۲، ۲۸۷ تا ۲۹۱

۷۲۔۔۔۔۔ شیخ علی حافظ کے حالات: ابواب تاریخ المدینة المنورة، صفحہ ۱۶۷ تا ۱۶۹، آخری صفحہ/ اتمام الاعلام، صفحہ ۱۸۸/ اعلام الحجاز، جلد ۳، صفحہ ۳۹۶ تا ۴۲۷/ تتمة الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۳۸۲ تا ۳۸۴/ الحرکة الادبیة، حاشیہ، صفحہ ۱۱۴/ دلیل المؤلفات، صفحہ ۶۲/ ذیل الاعلام، جلد ۲، صفحہ ۱۳۲/ الشرق الاوسط، شمارہ ۲۷/ اپریل ۱۹۸۸ء، صفحہ ۲۳، شمارہ ۲۸/ اپریل ۱۹۸۸ء، صفحہ ۱۴، شمارہ ۳۰/ اپریل ۱۹۸۸ء، صفحہ ۲۷، شمارہ ۱۸/ مئی ۱۹۸۸ء، صفحہ ۱۰/ طیبة و ذکریات الاحبة، صفحہ ۲۷ تا ۲۹، ۱۱۸ تا ۱۲۰/ معجم الادباء، جلد ۱، صفحہ ۵۷/ معجم البابطین، جلد ۱۳، صفحہ ۵۳۰ تا ۵۳۲/ معجم المطبوعات العربیة فی المملکة، جلد ۲، صفحہ ۹۸۶ تا ۹۸۸/ معجم المؤرخین، صفحہ ۴۱/ من تاریخنا، صفحہ ۱۹۱ تا ۲۰۰/ المنهل، شمارہ مئی، جون ۱۹۷۸ء، صفحہ ۵۵۴ تا ۵۵۷

۷۳۔۔۔۔۔ شیخ عثمان حافظ کے حالات: اتمام الاعلام، صفحہ ۱۸۱ تا ۱۸۲/ اعلام الحجاز، جلد ۳، صفحہ ۳۹۶ تا ۴۲۷/ تتمة الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۳۶۳/ الحرکة الادبیة، حاشیہ، صفحہ ۱۱۴/ ذیل الاعلام، جلد ۲، صفحہ ۱۲۳ تا ۱۲۴/ طیبة و ذکریات الاحبة، صفحہ ۱۸۷ تا ۱۸۹/ معجم الادباء، جلد ۱، صفحہ ۴۷ تا ۵۷/ معجم المطبوعات العربیة فی المملکة، جلد ۲، صفحہ ۹۶۸ تا ۹۷۰

۷۴۔۔۔۔۔ اردو نیوز، شمارہ ۱۲/ اکتوبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۲/ الرائی العام، شمارہ ۱۲/ اکتوبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۳۵

۷۵۔۔۔۔۔ اردو نیوز، شمارہ ۲۶/ فروری ۱۹۹۸ء، صفحہ ۲

۷۶۔۔۔۔۔ الحرکة الادبیة، صفحہ ۱۲۰/ معجم المطبوعات العربیة فی المملکة، جلد ۲، صفحہ ۶۵۳ تا ۶۵۴/ الندوة، شمارہ ۱۹/ اکتوبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۱۱، شمارہ ۲۱/ دسمبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۹/ وسائل الاعلام، صفحہ ۲۲۶ تا ۲۲۷، ۲۵۵ تا ۲۵۶، ۲۹۱ تا ۲۹۲

۷۷۔۔۔۔۔ شیخ احمد سباعی کے حالات: اتمام الاعلام، صفحہ ۳۵/ اعلام الحجاز، جلد ۳،

صفحہ۱۰ تا ۲۷/ تتمة الاعلام، جلد۱، صفحہ۵۹ تا ۶۰/ الجواهر الحسان، جلد۲، صفحہ۶۴۸/ الحركة الادبية، حاشیہ، صفحہ۱۱۲ تا ۱۱۳/ ذيل الاعلام، جلد۱، صفحہ۳۲ تا ۳۳/ معجم الادباء، جلد۱، صفحہ۱۵۲ تا ۱۵۳/ معجم ما ألف عن مكة، صفحہ۵۴۰/ معجم المطبوعات العربية فی المملكة، جلد۱، صفحہ۳۷۶ تا ۳۸۵/ معجم المؤرخين، صفحہ۹۸/ من روادنا، صفحہ۴۲ تا ۴۳/ نشر القلم، حاشیہ، صفحہ۹۶/ نشر الرياحين، جلد۱، صفحہ۶۹ تا ۷۰/ هوية الكاتب المكی، صفحہ۲۷ تا ۲۸

۷۸......معجم المطبوعات العربية فی المملكة، جلد۱، صفحہ۵۳۴ تا ۵۳۵، جلد۲، صفحہ۸۷۵

۷۹......شیخ صالح جمال کے حالات: آپ کی وفات پر اخبارات ورسائل میں جو کچھ چھپا، اسے آپ کے فرزندان نے جمع کر کے کتابی صورت میں ''الصفحة البيضاء'' نام سے ۱۴۱۲ھ کو ۲۱۱ صفحات پر شائع کیا۔

نیز/ اتمام الاعلام، صفحہ۱۲۸/ اعلام الحجاز، جلد۴، صفحہ۷۵ تا ۸۶/ تتمة الاعلام، جلد۱، صفحہ۲۳۹ تا ۲۴۰/ الحركة الادبية، حاشیہ، صفحہ۱۲۰، ۹۷/ دليل المؤلفات، صفحہ۵۱/ العلماء و الأدباء، صفحہ۱۸۷ تا ۱۹۴/ فوات الاعلام، صفحہ۱۱۶ تا ۱۱۷/ المدينة المنورة فی آثار، صفحہ۸۷/ معجم ما الف عن مكة، صفحہ۳۹۵/ معجم الأدباء، جلد۱، صفحہ۶۲ تا ۶۴/ معجم المطبوعات العربية فی المملكة، جلد۲، صفحہ۶۴۲ تا ۶۴۴/ معجم المؤرخين، صفحہ۳۲/ نشر الرياحين، جلد۱، صفحہ۲۳۲ تا ۲۳۶/ هوية الكاتب المكی، صفحہ۶۶ تا ۶۸

۸۰......الحركة الأدبية، صفحہ۱۲۲ تا ۱۲۳/ وسائل الإعلام، صفحہ۲۵۷ تا ۲۶۰، ۲۸۲ تا ۲۸۷

۸۱......شیخ احمد عبدالغفور عطار کے حالات: ان کی وفات پر ماہ نامہ ''الفيصل'' ریاض نے شوال ۱۴۱۱ھ کو خصوصی شمارہ شائع کیا اور اسی برس زہیر محمد جمیل کتبی کی مستقل کتاب ''العطار، عميد الأدب'' ۲۹۳ صفحات پر طبع ہوئی۔ علاوہ ازیں گرلز کالج جدہ کی طالبہ شفا بنت عبداللہ زینی عقیل نے ''احمد عبد الغفور عطار و جهوده الأدبية، ابداعاً و دراسة'' کے عنوان سے تحقیق انجام دے کر ۱۴۱۴ھ میں پی ایچ ڈی کی۔

نیز/اتمام الاعلام، صفحہ۲۹ تا ۳۰/اعلام الحجاز، جلد۴، صفحہ۴۱ تا ۵۵/تتمة الإعلام، جلد۱، صفحہ۴۱ تا ۴۴/الحرکة الأدبیة، حاشیہ، صفحہ۱۲۲ تا ۱۲۳/دلیل المؤلفات، صفحہ۳۷/ذیل الأعلام، جلد۱، صفحہ۲۹ تا ۳۰/عکاظ، شمارہ ۱۸ر نومبر ۱۹۹۷ء، صفحہ۲۱ تا ۲۲، شمارہ ۲۰ر نومبر ۱۹۹۷ء، صفحہ۹۱/فوات الأعلام، صفحہ۱۰۷ تا ۱۰۸/ما ذا فی الحجاز، صفحہ۴۵، ۵۸تا۵۹/معجم ما الف عن مکة، صفحہ۵۳۹/معجم الأدباء، جلد۱، صفحہ۲۳۹ تا ۲۴۱/معجم المطبوعات العربیة فی المملکة، جلد۱، صفحہ۳۸۹ تا ۳۹۷/معجم المؤرخین، صفحہ۱۴۸ تا ۱۴۹/من اعلام القرن، جلد۱، صفحہ۱۹ تا ۲۵/من رواد نا، صفحہ۳۷ تا ۳۸/نشر الریاحین، جلد۱، صفحہ۴۴ تا ۴۹/هدیل الحمام، جلد۱، صفحہ۱۷۳ تا ۱۸۱/هویة الکاتب المکی، صفحہ۳۱ تا ۳۳

۸۲......الحرکة الأدبیة، صفحہ۱۲۲/معجم المطبوعات العربیة فی المملکة، جلد۲، صفحہ۶۵۵، ۶۵۹، ۶۶۰ تا ۶۶۰/وسائل الأعلام، صفحہ۲۶۶، ۲۸۰ تا ۲۸۱

۸۳......شیخ عبداللہ خمیس کے حالات پر محمود رداوی کی مستقل کتاب ''ابن خمیس و آثارہ الأدبیة'' فرزدق پریس ریاض سے ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء کو ۲۹۶ صفحات پر چھپی نیز ایک خاتون ہیا بنت عبدالرحمٰن سمہری کی ''عبد اللّٰه ابن خمیس ناثراً'' مکتبہ شاہ فہد ریاض نے ۱۴۲۷ھ، مطابق ۲۰۰۶ء کو ۶۱۷ صفحات پر شائع کی۔ نیز/ الحرکة الأدبیة، حاشیہ، صفحہ۱۲۲/معجم الأدباء، جلد۱، صفحہ۱۰۵ تا ۱۰۶/ معجم المطبوعات العربیة فی المملکة، جلد۲، صفحہ۸۷۲ تا ۸۷۵، ۹۲۹/ معجم المؤرخین، صفحہ۶۶/من رواد نا، صفحہ۲۹۷ تا ۲۹۸

۸۴......الحرکة الأدبیة، حاشیہ، صفحہ۱۱۶ تا ۱۱۷/معجم المطبوعات العربیة فی المملکة، جلد۲، صفحہ۶۶۰/وسائل الأعلام، صفحہ۲۹۳ تا ۲۹۴

۸۵......شیخ حمد الجاسر کے حالات: اردن کے احمد علاونہ کی کتاب ''حمد الجاسر جغرا فی الجزیرة العربیة و مؤرخها و نسابتها'' دار القلم دمشق نے ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۱ء کو ۱۷۶ صفحات پر شائع کی۔ پھر ان کی وفات پر اخبارات و رسائل میں جو کچھ چھپا،

اسے مرکز حمد الجاسر الثقافی ریاض کے زیر اہتمام جمع کر کے ''حمد الجاسر فی عیون الآخرین'' کے نام سے ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء کو ۸۶۲ صفحات پر شائع کیا گیا۔ نیز/دلیل المؤلفات، صفحہ ۴۴۷/ذیل الأعلام، جلد ۳، صفحہ ۵۹ تا ۶۰/المجلة العربية، شمارہ جنوری ۲۰۰۳ء، صفحہ ۸۲ تا ۸۳، شمارہ دسمبر ۲۰۰۴ء، صفحہ ۱۲ تا ۱۳/المدينة المنورة فی آثار، صفحہ ۳۰۰/معجم ما الف عن مكة، صفحہ ۵۴۴/معجم الأدباء، جلد ۱، صفحہ ۵۵ تا ۵۷/معجم البابطين، جلد ۷، صفحہ ۱۰۵ تا ۱۰۷/معجم المطبوعات العربية فی المملكة، جلد ۱، صفحہ ۵۱۷ تا ۵۳۵/معجم المؤرخين، صفحہ ۲۷ تا ۲۹/من روادنا، صفحہ ۷۵ تا ۷۷/نثر الدرر، صفحہ ۲۹/وسائل الاعلام، صفحہ ۲۲۲ تا ۲۲۳، ۲۶۷ تا ۲۶۸

۸۶......معجم المطبوعات العربية فی المملكة، جلد ۲، صفحہ ۶۶۰/وسائل الأعلام، صفحہ ۲۹۴ تا ۲۹۵

۸۷......اردو نیوز، شمارہ ۸ رمئی ۱۹۹۸ء، صفحہ ۲، شمارہ یکم اکتوبر ۲۰۰۰ء، صفحہ ۲/الشرق الاوسط، شمارہ ۱۹ رستمبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۲۲

۸۸......روزنامہ ''الوطن'' دوحہ قطر کا ۲۰ رنومبر ۱۹۹۷ء کو اشاعت کا تیسرا سال جاری تھا، جب کہ روزنامہ ''الوطن'' مسقط عمان ۶ ردسمبر ۱۹۹۵ء کو اپنی عمر کے پچیسویں برس میں اور روزنامہ ''الوطن'' صفاۃ کویت ۶ را کتوبر ۱۹۹۷ء کو عمر کے چھتیسویں برس میں تھا۔

۸۹......الاربعاء، شمارہ ۳ رنومبر ۲۰۰۴ء

۹۰......اقراء، شمارہ ۴ رنومبر ۲۰۰۴ء

۹۱......شیخ نبیہ بن عبد القدوس انصاری (وفات ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء) اپنے والد کی وفات کے بعد تقریباً اکیس برس تک المنہل کے چیف ایڈیٹر و مالک رہے۔ ملک کے مشہور صحافی، سعودی ادب کی علامت، محقق، افسانہ و کہانی نویس، متعدد سرکاری مناصب پر تعینات رہے۔ نیز سعودی ریڈیو کی طرف سے شائع ہونے والے رسالہ کے نگران، آخر میں ملک کے مغربی علاقہ میں واقع وزارت اطلاعات کے شعبہ

مطبوعات کے مدیر ہوئے۔ افسانوں کا مجموعہ طباعت کے لیے تیار ہے۔[معجم الأدباء، جلد ا، صفحہ ۲۵/معجم المطبوعات العربية فی المملكة، جلد ۴، صفحہ ۱۶۳۳/ الندوة، شمارہ ۲۶ /اپریل ۲۰۰۳ء، صفحہ ۵]

۹۲......ضیائے حرم، شمارہ جون ۲۰۰۱ء، صفحہ ۳۳ تا ۳۴/طیبة و ذکریات الاحبة، صفحہ ۲۶/ المدينة المنورة فی القرن، صفحہ ۱۳۱/معجم المطبوعات العربية فی المملكة، جلد ۲، صفحہ ۶۴۶ تا ۶۴۷، ۸۲۸ تا ۸۳۲/من تاریخنا، صفحہ ۲۲۳ تا ۲۲۴/ الندوة، شمارہ ۲ رنومبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۱۰، عبد اللہ مبارک با مفلح کے مضمون کی چوتھی قسط، شمارہ ۲۶ /اپریل ۲۰۰۳ء، صفحہ ۵/وسائل الأعلام، صفحہ ۲۴۰ تا ۲۴۲، ۲۹۸ تا ۲۹۹

۹۳......المنهل، شمارہ مئی، جون ۱۹۷۸ء، صفحہ ۴۸۴ تا ۴۹۳

۹۴......المنهل، شمارہ مارچ ۱۹۷۸ء، صفحہ ۲۶۹

۹۵...... **شیخ عبد القدوس انصاری کے حالات: نبیل بن عبد الرحمٰن محیش نے** ''عبد القدوس الانصاری، حياته و ادبه'' کے عنوان سے تحقیق انجام دے کر ۱۴۰۸ھ کو ابن سعود یونی ورسٹی ریاض سے ایم فل کیا اور عبد اللہ احمد با تازی کی تصنیف ''عبد القدوس الانصاری شاعراً'' ادارہ المنہل نے ۱۴۱۱ھ میں ۱۳۷ صفحات پر شائع کی نیز اکرم جمیل قنبس کی ''عبد القدوس الانصاری من رواد الأدب و الفكر العربی و الإسلامی'' دمشق سے ۱۹۹۶ء میں شائع ہوئی۔

نیز/اتمام الأعلام، صفحہ ۱۶۳/اعلام الحجاز، جلد ۲، صفحہ ۱۸۶ تا ۲۴۰/تتمة الأعلام، جلد ا، صفحہ ۳۱۳/الحركة الأدبية، حاشیہ، صفحہ ۱۰۴/دلیل المؤلفات، صفحہ ۷۵۹/ ذيل الأعلام، جلد ا، صفحہ ۱۲۶ تا ۱۲۷/ضیائے حرم، شمارہ جون ۲۰۰۱ء، صفحہ ۳۴ تا ۳۵/ طيبة و ذكريات الأحبة، صفحہ ۲۶، ۹۹ تا ۱۰۹/المدينة المنورة فی آثار، صفحہ ۳۰۷/معجم الأدباء، جلد ا، صفحہ ۲۲ تا ۲۴/معجم البابطين، جلد ۱۱، صفحہ ۵۶۳ تا ۵۶۵/معجم ما الف عن مكة، صفحہ ۵۵۱/معجم المطبوعات العربية فی المملكة، جلد ۲، صفحہ ۸۱۹ تا ۸۳۴/معجم المؤرخين، صفحہ ۹ تا ۱۰/من إعلام القرن،

جلد۱،صفحہ۱۹تا۲۴/من تاریخنا،صفحہ۱۷۳تا۱۸۹/من رِوادنا،صفحہ۲۰۹تا۲۱۱/
المنهل،شمارہ اپریل ۱۹۷۶ء،صفحہ۲۹۰تا۲۹۳،شمارہ مارچ ۱۹۷۸ء،صفحہ۲۱۱تا۲۱۳،
شمارہ اپریل ۱۹۷۸ء،صفحہ۲۵۷تا۲۶۰،شمارہ نومبر، دسمبر۱۹۹۲ء،صفحہ۱۲۳تا۱۳۹،
شمارہ اکتوبر،نومبر۱۹۹۷ء،صفحہ۱۴۶تا۱۵۳،۱۵۵

۹۶......المجلة العربية،شمارہ ستمبر۲۰۰۲ء،صفحہ۵۱/وسائل الأعلام،صفحہ۳۰۰

۹۷......شیخ حسن بن عبداللہ کے حالات:اتمام الأعلام،صفحہ۷۶/تتمة الأعلام،
جلد۱،صفحہ۱۳۳تا۱۳۴/دلیل المؤلفات،صفحہ۴۳/ذیل الأعلام،جلد۳،صفحہ۵۳/
معجم الأدباء،جلد۱،صفحہ۱۸۸تا۱۸۹/معجم مصنفات الحنابلة،جلد۷،صفحہ۲۲۹تا۲۳۱/
معجم المطبوعات العربية فی المملكة،جلد۱،صفحہ۴۷۰تا۴۷۱/من إعلام القرن،
جلد۱،صفحہ۳۷تا۳۹/من رِوادنا،صفحہ۶۱تا۶۲/وسام الكرم،صفحہ۱۵۵

۹۸...... اردو نیوز، شمارہ ۲۴/فروری ۲۰۰۰ء، صفحہ۲، شمارہ ۱۲/اپریل ۲۰۰۰ء، صفحہ۲/
ضیائے حرم،شمارہ جون ۲۰۰۱ء،صفحہ۳۶

۹۹......روزنامہ الاھرام قاہرہ کا تعارف:ضیائے حرم،شمارہ جون ۲۰۰۱ء،صفحہ۲۸

۱۰۰......الشرق الاوسط،شمارہ۱۲/نومبر ۱۹۸۸ء،صفحہ۲۷

۱۰۱...... ''مصطفیٰ و علی امین ایوارڈ'' قاہرہ مصر کے دو صحافی بھائیوں کے نام سے موسوم ہے، جنہوں نے عربی صحافت کو جدید خطوط میں ڈھالنے کے لیے نمایاں خدمات انجام دیں۔ یہ جڑواں بھائی تھے اور ان کی والدہ مصر کے مشہور رہنما و وزیر اعظم سعد زغلول پاشا (وفات ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۷ء) کی بھانجی تھیں۔ انہوں نے قاہرہ سے متعدد اخبارات و رسائل جاری کیے، جن میں سے بعض اب تک شائع ہو رہے ہیں۔ نیز ایک اشاعتی ادارہ ''مؤسسة اخبار اليوم'' اور رفاہی ادارہ ''مؤسسة مصطفٰی و علی امین الخيرية'' قائم کیے۔ مذکورہ اشاعتی ادارہ کی طرف سے ان دنوں دس عربی اخبارات و رسائل مختلف موضوعات پر شائع ہو رہے ہیں، لیکن ان کی اصل پہچان ہفت روزہ ''اخبار اليوم'' ہے، جو انہوں نے ۱۹۴۴ء میں جاری کیا اور ۲۲/جولائی ۲۰۰۶ء کو

اس کا شمارہ نمبر ۳۲۲۰ شائع ہوا، جو چوبیس صفحات کا ہے۔اس کے بعد ۱۵ر جون ۱۹۵۲ءکو روزنامہ ''الاخبار'' کا اجراء کیا، جس کا ۱۰ر جولائی ۲۰۰۶ءکو شمارہ نمبر ۱۶۹۱۶ بیس صفحات پر طبع ہوا۔

علی امین (وفات ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء) نے ۱۹۳۶ءکو شیفلڈ یونی ورسٹی انگلینڈ سے انجینئرنگ میں ڈپلومہ کیا اور عملی زندگی کی ابتداء اسی شعبہ سے کی، لیکن جلد ہی صحافت کی جانب رخ کیا اور متعدد اخبارات ورسائل جاری کرنے کے علاوہ مشہور ماہ نامہ ''الهلال'' کے ۱۹۶۵ء میں ایڈیٹر رہے۔آپ ''اخبار الیوم'' میں ''فکرة'' کے عنوان سے کالم لکھا کرتے، جو وفات کے بعد ان کے بھائی مصطفیٰ امین لکھتے رہے۔ تین مطبوعہ کتب افکار للبیع، دعاء، فکرة نام سے ہیں۔ان کے حالات پر عبداللہ زلطہ کی کتاب ''علی امین شخصیة و مدرسة'' قاہرہ سے ۱۴۰۷ھ کو ۲۶۳ صفحات پر شائع ہوئی۔

نیز/ تتمة الأعلام، جلد۲، صفحہ۳۱۲/ ذیل الأعلام، جلد۲، صفحہ۱۲۷ تا ۱۲۸/ ضیائے حرم، شمارہ جون ۲۰۰۱ء، صفحہ۳۱

مصطفیٰ امین (وفات ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء) نے جارج واشنگٹن یونی ورسٹی امریکہ سے سیاسیات میں ایم اے کیا، پھر ساٹھ برس تک صحافتی خدمات انجام دیں اور بھائی کے شانہ بشانہ متعدد اخبارات ورسائل کے اجراء میں حصہ لیا۔نیز ''الهلال'' کے جنرل منیجر رہے اور کئی برس قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ان کی تصنیفات میں سنة اولی سجن، امریکا الضاحکة، افکار ممنوعة، الصحافة المصرية فی الأغلال، وغیرہ کتب ہیں، نیز ڈرامے لکھے۔انہیں ''بابائے عربی صحافت'' کہا جاتا ہے۔ اتمام إعلام، صفحہ۲۸۵/ علاوہ ازیں دونوں بھائیوں کی خدمات پر محمد سید شوشہ کی کتاب ''اسرار علی امین و مصطفی امین'' قاہرہ سے ہی ۱۳۹۷ھ کو ۱۷۲ صفحات پر شائع ہوئی۔

۱۰۲......ہشام علی حافظ کے حالات: ابواب تاریخ المدینة المنورة، صفحہ۱۷۳/ اردو نیوز،

شمارہ ۲۷ر فروری ۲۰۰۶ء، صفحہ ۱، ۲، ۶، شمارہ ۲۸ر فروری ۲۰۰۶ء، صفحہ ۴/ ضیائے حرم، شمارہ جون ۲۰۰۱ء، صفحہ ۳۶/ معجم الأدباء، جلد ۱، صفحہ ۶۷/ موضوعاتی اشاریہ، صفحہ ۴۸

۱۰۳......محمد علی حافظ کے حالات: ابواب تاریخ المدینة المنورة، صفحہ ۱۷۳/ ضیائے حرم، شمارہ جون ۲۰۰۱ء، صفحہ ۳۶/ معجم الأدباء، جلد ۱، صفحہ ۶۷/ علاوہ ازیں دونوں بھائیوں کی خدمات پر فاروق لقمان کی کتاب "هشام و محمد علی حافظ، تدویل الصحافة العربية" ان کے قائم کردہ ادارہ نے ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء کو ۳۱۲ صفحات پر شائع کی۔

۱۰۴......الحیاة، شمارہ ۱۵ر مئی ۱۹۹۵ء، صفحہ ۲، شمارہ ۱۹ر دسمبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۱۳/ الشرق الأوسط، شمارہ ۱۷ر دسمبر ۱۹۸۸ء، صفحہ ۱۴

۱۰۵......کامل مروہ کے حالات پر ان کی بہن دینا مروہ نے کتاب مرتب کی جو "کامل مروة كما عرفته" کے نام سے شائع ہوئی۔ نیز/ الأعلام، جلد ۵، صفحہ ۲۱۶

۱۰۶...... اردو نیوز، شمارہ ۸ر مئی ۲۰۰۰ء، صفحہ ۵، شمارہ ۴ر ستمبر ۲۰۰۰ء، صفحہ ۱، شمارہ ۳۱ر مئی ۲۰۰۲ء، صفحہ ۱۰

۱۰۷......وہیب غراب کے حالات: اردو نیوز، شمارہ ۱۶ر جنوری ۲۰۰۱ء، صفحہ ۵

۱۰۸......وسائل الأعلام، صفحہ ۴۹۹ تا ۵۱۰

۱۰۹......ڈاکٹر عائض ردادی کے حالات: الجزيرة، شمارہ ۱۷ر اگست ۲۰۰۷ء، صفحہ ۱۴/ دلیل المؤلفات، صفحہ ۵۵۳/ الشعر الحجازی، جلد ۲، آخری صفحہ/ المجلة العربية، شمارہ دسمبر ۲۰۰۴ء، صفحہ ۱ تا ۴، انٹرویو/ معجم ما الف عن مكة، صفحہ ۵۴۸/ معجم المطبوعات العربية فی المملكة، جلد ۲، صفحہ ۸۶۱

۱۱۰......قرآن مجید، پارہ ۲۵، سورة الشورىٰ، آیت ۲۳

۱۱۱......ضیاء القرآن، جلد ۴، صفحہ ۳۷۶

۱۱۲......قرآن مجید، پارہ ۳، سورة البقرة، آیت ۲۶۹

۱۱۳......ضیاء القرآن، جلد ۱، صفحہ ۱۸۹

۱۱۴...... حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ (وفات ۱۷۹ھ/۷۹۵ء) مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی، جنت البقیع میں قبر واقع ہے۔ چند تصنیفات ہیں، جن میں مجموعہ احادیث ''الموطا'' مشہور ومقبول ہے، جس کا مزید تعارف حاشیہ نمبر ۱۱۹ میں ملاحظہ ہو۔ علاوہ ازیں مالکی مذہب آپ سے منسوب ہے، جو مذاہب اربعہ میں ترتیب کے اعتبار سے دوسرے نمبر پر ہے۔ مولانا غلام رسول سعیدی حفظہ اللہ (پیدائش ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء) جو دورِ حاضر کی اسلامی دنیا کے اہم محدثین ومفسرین اور اسلامی ادباء میں سے ہیں، انہوں نے امام مالک کا تعارف یوں کرایا ہے:

''امام دار الھجرۃ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ وہ سب سے پہلے شخص ہیں جو دنیائے علم میں بیک وقت حدیث اور فقہ کے امام کہلائے۔ ایک طرف مغرب اور مشرق میں ان کے مقلدین کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے تو دوسری طرف امہات کتب حدیث میں سے اکثر ایسی ہیں جن کی کچھ نہ کچھ احادیث کا سلسلہ سند امام مالک تک پہنچتا ہے............ امام مالک کی شخصیت عشقِ رسالت سے معمور تھی۔ مدینہ کے ذرّہ ذرّہ سے انہیں پیار تھا۔ اس مقدس شہر کی سرزمین میں وہ کبھی کسی سواری پر نہیں بیٹھے، اس خیال سے کہ ممکن ہے کبھی اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیادہ چلے ہوں۔ پھر جس جگہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم پیدل چلے ہوں اس جگہ غلام سوار ہو کر چلے، یہ نہ اندازِ محبت ہے، نہ طورِ غلامی۔ درسِ حدیث کا بہت اہتمام کرتے تھے، غسل کر کے عمدہ اور صاف لباس زیب تن کرتے، پھر خوشبو لگا کر مسندِ درس پر بیٹھ جاتے، اسی طرح بیٹھے رہتے، کبھی دورانِ درس پہلو نہیں بدلتے تھے۔ ایک دفعہ دورانِ درس بچھو انہیں پیہم ڈنگ لگاتا رہا، مگر اس پیکر محبت وعشق کے جسم میں کوئی اضطراب نہیں آیا اور وہ اسی انہماک اور استغراق کے ساتھ اپنے محبوب کی دل کش روایات اور دل نشیں احادیث بیان کرتے رہے''---

امام مالک کے حالات شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۴ء) کی فارسی تصنیف ''بستان المحدثین'' میں درج ہیں، جس کے اردو، عربی تراجم بھی دستیاب ہیں۔

نیز/اعلیٰ حضرت، شمارہ جنوری ۲۰۰۷ء، صفحہ ۶۴ تا ۶۷/ الاعلام، جلد ۵، صفحہ ۲۵۷ تا ۲۵۸/
تذکرۃ المحدثین، صفحہ ۹۶ تا ۱۱۹/ سنت خیر الانام، صفحہ ۱۵۶ تا ۱۶۱

۱۱۵......قرآن مجید، پارہ ۱۳، سورۃ الرعد، آیت ۱۷

۱۱۶......ضیاء القرآن، جلد ۲، صفحہ ۴۸۳

۱۱۷......قرآن مجید، پارہ ۲، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۵۶

۱۱۸......ضیاء القرآن، جلد ۱، صفحہ ۱۰۹

۱۱۹...... مؤطا امام مالک کے تعارف میں مولانا پیر محمد کرم شاہ ازہری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء) نے یہ لکھا:

الامام الحافظ فقیہ الأمۃ شیخ الاسلام مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مدینہ طیبہ میں سب سے پہلے احادیث نبوی کا مجموعہ مدوّن کیا، جو مؤطا امام مالک کے نام سے چاردانگ عالم میں غیر فانی شہرت حاصل کر چکا ہے"---

اور مولانا غلام رسول سعیدی نے یوں لکھا:

"اس وقت امت کے ہاتھوں میں مؤطا کے دو نسخے موجود ہیں، ایک یحییٰ بن یحییٰ مصمودی کا اور دوسرا امام محمد بن حسن شیبانی کا۔ یحییٰ بن یحییٰ کا مؤطا امام مالک اور امام محمد کا نسخہ امام محمد کی روایت کے سبب مؤطا امام محمد کے نام سے مشہور ہیں"---

مؤطا کے یہ دونوں نسخے عرب وعجم سے بارہا شائع ہوئے اور دینی مدارس کے نصاب میں شامل ہیں۔ پاک وہند کے علماء نے ان پر خاصا کام کیا، جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) نے مؤطا امام مالک کی دو شروح لکھیں، ایک "المسوی" کے نام سے عربی میں، جو دہلی وکراچی وبیروت سے شائع ہوئی۔ دوسری فارسی میں "المصفّٰی" کے نام سے دہلی وکراچی سے چھپی۔ علاوہ ازیں مولانا محمد سلام اللہ محدث رام پوری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۳۳ھ/ ۱۸۱۷ء تقریباً) نے بھی

عربی شرح ''المحلی باسرار الموطا'' ۱۲۱۵ھ میں لکھی۔ مولانا قاضی محمد ارشادالٰہی فیضی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح ''احسن المسالك لموطا امام مالك'' اور ڈاکٹر حافظ محمد منیر ازہری کی ''تیسیر المسالك فی شرح الموطا للامام مالك'' نام سے غیر مطبوع ہیں۔ جب کہ مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء) نے مؤطا امام مالک کا اردو ترجمہ کیا، جو لاہور سے شائع ہوا۔ دوسرے نسخہ یعنی مؤطا امام محمد پر مولانا محمد عبدالحیٔ فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۶ء) نے تعلیقات لکھیں، جو ''التعلیق الممجد علٰی موطّا الامام محمد'' کے نام سے لکھنؤ، کراچی و بیروت سے شائع ہوئی، جب کہ شیخ الحدیث مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا امام محمد کی اردو شرح لکھی، جو لاہور سے طبع ہوئی۔ نیز مولانا محمد منشاء تابش قصوری حفظہ اللہ (پیدائش ۱۳۶۳ھ/ ۱۹۴۴ء) نے اردو ترجمہ کیا، جو لاہور سے چھپا۔ نیز مولانا محمد یاسین قصوری و مولانا نورالحسن تنویر چشتی نے بھی تراجم کیے۔

محدث حجاز کی سند مؤطا امام مالک، الطالع السعید و المحفوظ المروی میں درج ہے۔ [تجدید الفکر الدینی، صفحہ ۳۵۰/ تذکرۃ المحدثین، صفحہ ۱۱۷، ۱۴۶ تا ۱۴۷/ سنت خیر الأنام، صفحہ ۱۵۶/ الطالع السعید، صفحہ ۵۰ تا ۵۳/ محسن اہل سنت، صفحہ ۲۱۸، ۲۲۲/ المحفوظ المروی، صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۲/ مرأۃ التصانیف، جلد ۱، صفحہ ۳۰، ۳۷، ۲۷۹/ معجم المطبوعات العربیة فی شبه، صفحہ ۳۷۱ تا ۳۷۲]

۱۲۰..... محمد بن حسن فقی ۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۲ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء میں وفات پائی۔ مدرسہ فلاح مکہ مکرمہ وجدہ میں تعلیم پائی، پھر اسی مدرسہ میں استاذ ہوئے۔ بعد ازاں ''صوت الحجاز'' کے ایڈیٹر رہے، پھر وزارت خزانہ سے وابستہ ہوئے، تا آں کہ اس کے جدہ دفتر کے مدیر ہوئے اور ۱۹۵۵ء کو انڈونیشیا میں سعودی عرب کے سفیر تعینات کیے گیے۔ المجلة العربیة کے مشیر رہے، اپنے دور کے اہم ادیب و شاعر اور جزیرۃ العرب میں شعراء کے سردار کہلائے۔ نظم ونثر میں متعدد تصنیفات، آٹھ سے زائد ضخیم شعری مجموعہ شائع ہوئے۔ نیز آپ بیتی، فیلسوف، هذه هی مصر وغیرہ کتب

مطبوع ہیں۔ کچھ عرصہ ''البلاد'' شائع کرنے والے ادارہ کے مدیر رہے۔

مزید حالات: الحرکة الأدبیة، حاشیہ، صفحہ ۱۱۲/ ذیل الأعلام، جلد ۳، صفحہ ۱۶۲ تا ۱۶۳/ معجم الأدباء، جلد ۱، صفحہ ۲۷۸ تا ۲۷۹/ معجم المطبوعات العربیة فی المملکة، جلد ۳، صفحہ ۱۱۱۳ تا ۱۱۲۰/ معجم ما الف عن مکة، صفحہ ۳۸۰/ من رواد نا، صفحہ ۳۷۶ تا ۳۷۹/ المنهل، شمارہ مارچ ۱۹۷۸ء، صفحہ ۲۲۶ تا ۲۳۲/ هدیل الحمام، جلد ۴، صفحہ 1125 تا ۱۱۳۶/ هویة الکاتب المکی، صفحہ ۵۸ تا ۵۹

۱۲۱..... شاہ حسن دوم بن شاہ محمد پنجم (وفات ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء) مراکش کے شہر رباط میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ آپ کے والد مراکش کے بادشاہ تھے۔ جنہوں نے ۱۹۵۶ء میں مسلح افواج کے سربراہ تعینات کیا پھر ۱۹۵۷ء کو ولی عہد و وزیر اعظم بنائے گئے اور ۱۹۶۱ء میں والد نے وفات پائی تو مراکش کے بادشاہ ہوئے تا آں کہ ۳۸ برس حکمرانی کے بعد وفات پائی، تب ان کے بیٹا سید محمد ششم تخت نشین ہوئے اور آج انہی کا دور ہے۔ [ذیل الأعلام، جلد ۲، صفحہ ۵۰ تا ۵۱]

۱۲۲..... حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ (وفات ۲۴۱ھ/ ۸۵۵ء) بغداد میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ حنبلی مذہب آپ سے منسوب ہے، جو مذاہب اربعہ میں ترتیب کے اعتبار سے چوتھے نمبر پر ہے۔ نیز سات سے زائد تصنیفات میں مجموعہ احادیث ''المسند'' سب سے اہم و چھ جلدوں میں مطبوع ہے، جس پر مولانا احمد رضا بریلوی نے حاشیہ لکھا۔ مسئلہ خلق قرآن آپ کے دور میں پیش آیا، جس باعث مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ محدث حجاز کی سند مسند امام احمد، الطالع السعید و المحفوظ المروی میں درج ہے۔ [الأعلام، جلد ۱، صفحہ ۲۰۳/ تذکرة المحدثین، صفحہ ۱۲۹ تا ۱۳۷/ سفر محبت، صفحہ ۲۹۵، ۳۳۷ تا ۳۳۹/ سنت خیر الأنام، صفحہ ۱۶۳ تا ۱۶۹/ الطالع السعید، صفحہ ۹۳ تا ۹۴/ المحفوظ المروی، صفحہ ۱۵۵ تا ۱۵۶/ مراءة التصانیف، جلد ۱، صفحہ ۳۳/ معجم المطبوعات العربیة فی شبه، صفحہ ۲۲ تا ۲۳/ معجم المؤلفین، جلد ۱، صفحہ ۲۶۱ تا ۲۶۲/ نور الحبیب، شمارہ نومبر ۲۰۰۶ء، صفحہ ۴۳ تا ۴۶]

۱۲۳......ابو العلاء علی بن حسن ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۵ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، وہیں پر تعلیم پائی۔ وزارت داخلہ میں ایک شعبہ کے مدیر، بلدیہ جدہ کے صدر، گورنر ہاؤس مکہ مکرمہ میں نائب سیکرٹری، حج سے متعلق امور کی اعلیٰ کمیٹی کے صدر وغیرہ سرکاری مناصب پر تعینات رہے نیز متعدد اداروں ورفاہی تنظیموں کے رکن۔ ادیب وشاعر، مؤرخ، حجاج کے معلم، شاعری میں امیر الشعراء احمد شوقی (وفات ۱۳۵۱ھ/ ۱۹۳۲ء) سے متاثر ہیں۔ ہندوستان آئے تو تاج محل آگرہ دیکھا، جس بارے ایک نظم ''تاج محل او قصر العبر فی آجرا بالھند'' موزوں کی۔ دو شعری مجموعے بکاء الزهور اور سطور فوق السحاب شائع ہو چکے ہیں۔ ۱۴/ نومبر ۱۹۹۷ء کو محلہ رصیفہ مکہ مکرمہ میں شہر کی علمی شخصیات کا اجتماع منعقد ہوا، جس میں علمی موضوعات پر اظہار خیال اور مل بیٹھنے کے لیے ایک تنظیم قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور اسے ''صالون ابو العلاء الأدبی الثقافی'' کا نام دیا گیا، نیز ہر ماہ کے دوسرے جمعہ کی شام کو اس کا اجلاس قرار پایا۔ قبل ازیں اس نوع کی مجالس آپ کے گھر منعقد ہوا کرتیں، اب انہیں منظم و وسعت دے کر یہ نام دیا گیا۔ آپ کے مزید حالات: رجال من مكة المكرمة، جلد ۳، صفحہ ۲۸۰ تا ۳۵۸/ معجم الأدباء، جلد ۱، صفحہ ۲۴۵/ الندوة، شمارہ ۱۲/ اکتوبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۹، انٹرویو، شمارہ ۲۳/ نومبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۱۱/ ھدیل الحمام، جلد ۳، صفحہ ۸۴۴ تا ۸۴۸/ ھویة الكاتب المكی، صفحہ ۱۲۳ تا ۱۲۴

۱۲۴......معلوم رہے ''التحذیر من المجازفة بالتكفیر'' نام کی دو کتب ہیں۔ ایک محدث حجاز اور دوسری ڈاکٹر شیخ عمر بن عبداللہ کامل نقشبندی مجددی کی تصنیف ہے۔

۱۲۵......امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ سلمی بوغی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۲۷۹ھ/ ۸۹۲ء) ترمذ میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ علم حدیث کے امام، حافظ الاحادیث ''امام ترمذی'' کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ کی سب سے اہم تصنیف ''الجامع الصحیح'' ہے، جو مجموعہ احادیث کی چھ صحیح ترین کتب میں شامل اور ترتیب کے اعتبار سے تیسرے نمبر پر ہے۔ یہ ''ترمذی شریف'' کے نام سے مشہور اور عرب وعجم کے دینی مدارس کے نصاب میں شامل ہے۔

ترمذی شریف پر پاک و ہند کے اہلِ علم نے جو کام انجام دیا اس میں سے ہے کہ مولانا ابوطیب سندھی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۱۴۹ھ/ ۱۷۳۶ء) نے عربی شرح لکھی، جو ۱۸۸۲ء کو کان پور سے چھپی۔ ایک اور شرح مولانا احمد حسن بٹالوی کان پوری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء) نے لکھی۔ جب کہ مولانا نور الدین محمد بن عبد الہادی سندھی مہاجر مدنی المعروف بہ ابوالحسن سندھی کبیر (وفات ۱۱۳۸ھ/ ۱۷۲۶ء)، مولانا احمد رضا خان بریلوی (وفات ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء)، مولانا حکیم سید برکات احمد ٹونکی (وفات ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء)، مولانا معین الدین اجمیری (وفات ۱۳۵۹ھ/ ۱۹۴۰ء)، مولانا محمد نور اللہ بصیر پوری (وفات ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء) رحمہم اللہ نے اس پر الگ الگ حواشی قلم بند کیے۔ جب کہ مولانا محمد فیض احمد اویسی مدظلہ (پیدائش ۱۳۵۱ھ/ ۱۹۳۲ء) نے اردو ترجمہ و مختصر حواشی لکھے اور مولانا محمد صدیق ہزاروی مدظلہ نے بھی اردو ترجمہ کیا، جو لاہور سے شائع ہوا اور ان دنوں دست یاب ہے۔

محدث حجاز کی سند ترمذی شریف، الطالع السعید نیز المحفوظ المروی میں درج ہے۔ [الأعلام، جلد ۶، صفحہ ۳۲۲/ تذکرۃ المحدثین، صفحہ ۲۳۹ تا ۲۷۰/ حجاز، شمارہ نومبر، دسمبر ۱۹۹۰ء، صفحہ ۲۱ تا ۲۸/ الطالع السعید، صفحہ ۳ تا ۷۷/ علم کے موتی، صفحہ ۵۱، ۱۱۱/ المحفوظ المروی، صفحہ ۱۳۵ تا ۱۳۹/ مرأۃ التصانیف، جلد ۱، صفحہ ۳۱، ۳۵/ الشیخ محمد نور اللہ البصیر فوری، صفحہ ۷۹ تا ۸۰/ معجم المطبوعات العربیۃ فی شبہ، صفحہ ۷۷

۱۲۶..... قرآن مجید، پارہ ۱۴، سورۃ النحل، آیت ۱۲۵

۱۲۷..... ضیاء القرآن، جلد ۲، صفحہ ۶۱۷ تا ۶۱۸

۱۲۸..... شیخ محمد نور سیف رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف باب چہارم میں آ رہا ہے۔

۱۲۹..... شیخ محمد عربی بن تبانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء) الجزائر کے علاقہ سطیف کے گاؤں رأس الوادی میں پیدا ہوئے، پھر ہجرت کر کے مکہ مکرمہ پہنچے، تا آں کہ وہیں پر وفات پائی۔ مالکی عالم، مدرس حرم مکی و مدرسہ فلاح مکہ مکرمہ، مورخ، ماہر انساب،

حافظ قرآن مجید، وطن کے اہم علماء پھر زیتونہ یونی ورسٹی تیونس نیز مدینہ منورہ و مکہ مکرمہ کے علماء سے تعلیم پائی، کچھ عرصہ دمشق رہے۔ متعدد تصنیفات ہیں، جن میں اتحاف ذوی النجابة بما فی القرآن و السنة من فضائل الصحابة،اسعاف المسلمین و المسلمات بجواز القرأة و وصول ثوابها للأموات،اعتقاد اهل الإیمان بالقرآن بنزول المسیح ابن مریم علیه السلام آخر الزمان،براء ة الاشعریین وغیرہ مطبوعہ کتب اور مختصر تاریخ دولة بنی عثمان،ادراك الغایة من تعقب ابن کثیر فی البدایة اور رد علی العلامه ابن القیم فی بعض المسائل ذکرها فی زاد المعاد وغیرہ غیر مطبوعہ تصنیفات ہیں۔

مزید حالات: اعلام المکیین، جلد۲، صفحہ۶۷۴ تا ۶۷۵/الاسوار المشرفة، صفحہ۱۲۸ تا ۱۳۱/تشنیف الاسماع، صفحہ۳۷۱ تا ۳۷۵/الجواهر الحسان، جلد۱، صفحہ۲۶۳ تا ۲۷۱/العرب، شمارہ اپریل، مئی ۱۹۸۰ء، صفحہ۸۵۰ تا ۸۵۲/العرف الوردی، صفحہ۱۰۶ تا ۱۱۲/معجم المطبوعات العربیة فی المملکة، جلد۳، صفحہ۱۲۷۱ تا ۱۲۷۴/ نشر الدرر، صفحہ۱۷ تا ۳۷/ویب سائٹ www.makkawi.com

۱۳۰...... www.rcyanbu.com

۱۳۱...... شیخ حسن بن محمد مشاط رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ عالم دین، مرشد و مربی، حافظ و قاری، مدرسہ صولتیہ و مسجد حرم میں تعلیم پائی پھر ان دونوں میں مدرس اور ۱۳۶۱ھ کو محکمہ انصاف میں قاضی ہوئے، تا آں کہ ۱۳۷۵ھ میں مستعفی ہوئے۔ جب کہ اسی دوران کچھ عرصہ مجلس شوریٰ کے رکن رہے۔ آپ نصف صدی سے زائد عرصہ تدریس سے وابستہ رہے، لہٰذا تین نسلیں شاگرد ہوئیں، جن میں متعدد علماء ہوئے۔ انڈونیشیا و ملائیشیا میں لا تعداد شاگرد خدمت اسلام میں مشغول ہیں۔ سولہ سے زائد تصنیفات و تالیفات ہیں، جن میں بغیة المسترشد بتراجم أئمتنا الأربعة المجتهدین،التقریرات السنیة فی حل الفاظ المنظومة البیقونیة،انارة الدجی فی مغازی خیر الوریٰ وغیرہ

کتب مطبوع ہیں۔ مولانا مشتاق احمد کان پوری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۴ء) کے شاگرد نیز مولانا محمد عبد الباقی لکھنوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۶۴ھ/۱۹۴۵ء) سے جملہ علوم میں اجازت پائی۔ آپ ہر جمعہ کی صبح اپنے گھر پر "إحياء علوم الدين" کا درس دیا کرتے۔ محدث حجاز نے آپ سے مختلف علوم کی متعدد کتب پڑھیں، نیز صوفیہ کے سلسلہ قادریہ میں خلافت پائی۔

مزید حالات: اتمام الأعلام، صفحہ ۷۷/ إعلام الحجاز، جلد ۳، صفحہ ۳۰۸ تا ۳۳۵/ اعلام المكيين، جلد ۲، صفحہ ۸۸۵ تا ۸۸۸/ الاسوار المشرقة، صفحہ ۱۵۹ تا ۱۶۰/ تتمة الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۱۳۷ تا ۱۳۸/ تشنيف الاسماع، صفحہ ۱۵۹ تا ۱۶۳/ الجواهر الحسان، جلد ۱، صفحہ ۳۱۳ تا ۳۱۶/ دليل المؤلفات، صفحہ ۲۴۱/ ذيل الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۶۸/ الطالع السعيد، صفحہ ۱۰۳/ المدينة المنورة فی آثار، صفحہ ۶۸ تا ۶۹/ معجم المطبوعات العربية فی المملكة، جلد ۱، صفحہ ۴۸۱ تا ۴۸۴/ من رجال الشورى، صفحہ ۴۶ تا ۴۷/ نشر الرياحين، جلد ۱، صفحہ ۱۴۳ تا ۱۴۴/ ویب سائٹ www.makkawi.com

۱۳۲......شیخ عبد اللہ بن محمد سعید لحجی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء) جنوبی یمن کے علاقہ حضر موت کے مقام شحر کے شافعی عالم، پھر مکہ مکرمہ ہجرت کی اور وہیں وفات پائی۔ مدرسہ صولتیہ نیز دار العلوم دینیہ مکہ مکرمہ میں مدرس رہے نیز دس کے قریب تصنیفات ہیں۔ ان میں ایضاح القواعد الفقهية لطلاب المدرسة الصولتية، حسنات الزمن فی تراجم علماء اليمن، اسعاف اهل الخبرة بحكم استعمال الصائم للأبرة، اعانة رب البرية فی تراجم رجال الحديث المسلسل بالأولية شامل ہیں اور علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء) کی تصنیف پر شرح "منتهى السول شرح وسائل الوصول الى شمائل الرسول ﷺ" لکھی، جو حال ہی میں چار ضخیم جلدوں میں شائع ہوئی۔ محدث حجاز نے آپ سے متعدد کتب پڑھیں۔

مزید حالات: الاسوار المشرقة، صفحہ ۲۷۹ تا ۲۸۱/ تتمة الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۳۲۶ تا ۳۲۷/

ذیل الاعلام، جلد۳، صفحہ۱۲۳ تا۱۲۴/ روض الریاحین الندیۃ، صفحہ۵ تا۷/
معجم ما الف عن مکۃ، صفحہ۸۵/ ویب سائٹ www.makkawi.com

۱۳۳...... شیخ عبداللہ بن احمد دردوم رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۰۹ھ/ ۸۹-۱۹۸۸ء) انڈونیشی نژاد عالم، جب کہ مکہ مکرمہ میں سکونت پذیر رہے اور وہیں پر وفات پائی۔ علم نحو کے خاص ماہر، محدث حجاز کے استاذ۔ مزید حالات: الاسوار المشرقۃ، صفحہ۲۳۳ تا۲۳۹

۱۳۴...... شیخ زکریا بن عبداللہ بیلا رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۲ء) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ عالم، محقق، مورخ، مسند، ادیب وشاعر، مدرسہ صولتیہ و مسجد حرم میں تعلیم پائی، پھر ان دونوں مقامات پر مدرس ہوئے۔ اکیس سے زائد تصنیفات ہیں، جن میں سے سات شائع ہوئیں۔ ان میں الجواھر الحسان فی تراجم الفضلاء و الأعیان من اساتذۃ و خلان اہم ہے، جس میں ۳۲۹ ر اساتذہ کرام کے حالات قلم بند کیے اور یہ ڈاکٹر شیخ عبدالوہاب ابوسلیمان نیز شیخ محمد ابراہیم احمد علی کی تحقیق کے ساتھ ۲۰۰۶ء کو دو جلد کے ۸۹۰ صفحات پر شائع ہوئی۔ علاوہ ازیں جمعہ سے قبل سنت کی تائید واثبات پر علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۸۵۲ھ/ ۱۴۴۹ء) کے استاذ شیخ سراج الدین ابی حفص عمر بن علی المعروف بہ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۸۰۴ھ/ ۱۴۰۱ء) کی ''رسالۃ سنۃ الجمعۃ القبلیۃ'' پر حواشی لکھ کر طبع کرایا۔ دیگر تصنیفات میں الحلل السندسیۃ فی الصلاۃ علی خیر البریۃ، اعلام ذوی الاحتشام باختصار إفادۃ الأنام بجواز القیام لأھل الفضل و الاحترام، کشف اللثام فی جواز للقادم من ابناء الإسلام، تاریخ الإسلام فی الفلبین شامل ہیں۔ محدث حجاز سید محمد مالکی نے آپ سے مختلف علوم میں اجازت پائی۔

مزید حالات: اتمام الاعلام، صفحہ۱۰۱/ الاسوار المشرقۃ، صفحہ۳۲۵ تا۳۲۷/ تتمۃ الاعلام، جلد۱، صفحہ۱۹۰ تا۱۹۱/ تشنیف الاسماع، صفحہ۲۱۹ تا۲۲۲/ الجواھر الحسان، جلد۱، صفحہ۲۷ تا۱۲۸/ العرب، شمارہ نومبر ۱۹۷۳ء، صفحہ۲۸۴ تا۲۸۶/ معجم ما الف عن مکۃ، صفحہ۲۱۸/ معجم المطبوعات العربیۃ فی المملکۃ، جلد۲، صفحہ۵۸۲ تا۵۸۴/

من اعلام القرن، جلد۱، صفحہ ۴۹ تا ۵۳/ نشر الریاحین، جلد۱، صفحہ ۱۸۷ تا ۱۹۰

۱۳۵...... شیخ سید محمد امین کتبی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۳ء) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ حنفی عالم، ادیب ونعت گو شاعر، عارف باللہ، قطبِ زماں، مسجد حرم و مدرسہ فلاح نیز مکہ مکرمہ کے دیگر تعلیمی اداروں میں مدرس رہے۔ مولانا محمد عبد الباقی لکھنوی مہاجر مدنی و مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان بریلوی سے اخذ کیا۔ متقدمین کی چند کتب پر تحقیق انجام دی نیز نعتیہ دیوان ''نفح الطیب فی مدح الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم'' قاہرہ سے ۱۱۲ رصفحات پر شائع ہوا۔ بعض نے محدث حجاز کو آپ کے شاگرد قرار دیا، لیکن الاسوار المشرفۃ کے مصنف نے واضح کیا ہے کہ سید محمد امین کتبی آپ کے والد سید علوی مالکی کے استاذ تھے بلکہ دونوں اکابرین نے اسناد کا باہم تبادلہ کیا تھا۔

مزید حالات: الاسوار المشرفۃ، صفحہ ۳۲، ۳۴/ تتمۃ الاعلام، جلد۲، صفحہ ۴۶/ الجواھر الحسان، جلد۲، صفحہ ۴۷۱ تا ۴۷۶/ جہانِ مفتی اعظم، صفحہ ۹۹۱، ۹۹۵/ سیدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد۱، صفحہ ۲۸، ۳۷، ۴۷، ۱۱۹، ۴۷۰، جلد۲، صفحہ ۲۰۵، ۴۱۰/ معجم البابطین، جلد۱۶، صفحہ ۲۱۷ تا ۲۲۳/ مکہ مکرمہ کے کتبی علماء، صفحہ ۳۸ تا ۴۴

۱۳۶...... شیخ اسماعیل بن اسماعیل زین رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء) یمن کے مقام ضحیٰ میں پیدا ہوئے، پھر مکہ مکرمہ ہجرت کی۔ شافعی عالم، فقیہ، زاہد و عابد، سیاح، یمن اور پھر حجاز مقدس کے علماء سے اخذ کیا نیز انڈونیشیا، مصر، سوڈان کے علمی سفر کیے پھر مکہ مکرمہ میں اپنی رہائش گاہ پر حلقہ درس جاری کیا۔ چند تصنیفات ہیں، جن میں صلۃ الخلف باسانید السلف اور مجموعہ فتاویٰ وغیرہ کتب ہیں۔ محکمہ اوقاف دبئی نے آپ کی ایک تحریر ''شجرۃ الرضوان'' شائع کی، جو ''ردود و شبہات'' میں شامل ہے۔

مزید حالات: اتمام الاعلام، صفحہ ۴۲/ الاسوار المشرفۃ، صفحہ ۳۵/ تتمۃ الاعلام، جلد۱، صفحہ ۷۱/ ردود و شبہات، صفحہ ۷ تا ۱۹/ ویب سائٹ www.makkawi.com

۱۳۷...... شیخ ابراہیم بن داؤد فطانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳ء) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ شافعی عالم، ادیب، وشاعر، فقیہ مکہ، دانش ور، نعت گو شاعر، مفسر، مکہ مکرمہ میں تعلیم پائی پھر مسجد حرم نیز اس شہر مقدس میں دارالعلوم دینیہ وغیرہ مدارس میں تدریس انجام دی، مزید برآں مکہ مکرمہ کی مختلف عدالتوں میں قاضی رہے۔ ملائیشیا و ہندوستان کے دورے کیے۔ چند تصنیفات ہیں، قرآن مجید کے آخری دس پاروں کی تفسیر لکھی، ریاض الصالحین کی شرح لکھی، جو نامکمل رہی، نعتیہ قصیدہ بردہ کی تضمین ''نهج البردة'' موزوں کی جو کتابی صورت میں طبع ہوئی، نعتیہ مجموعہ ''الهمزية'' مکہ مکرمہ سے شائع ہوا، دوسرا شعری مجموعہ ''الفتوحات الرمضانية و النفحات الربانية'' مطبوع ہے۔ ریڈیو سعودی عرب پر ہر بدھ کی صبح کو آپ کی تقاریر ''من جوامع الكلم'' نام سے نشر ہوتی رہیں۔ محدث حجاز کے استاذ۔

مزید حالات: اتمام الاعلام، صفحہ ۱۵/ الاسوار المشرفة، صفحہ ۲۹، ۲۷۷ تا ۲۷۸/ تتمة الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۱۲ تا ۱۳، جلد ۲، صفحہ ۲۴۱/ تشنيف الاسماع، صفحہ ۱۵ تا ۱۶/ الجواهر الحسان، جلد ۲، صفحہ ۶۱۸/ دليل المؤلفات، صفحہ ۳۱۹/ رجال من مكة المكرمة، جلد ۳، صفحہ ۳۳ تا ۵۰/ معجم الأدباء، جلد ۱، صفحہ ۲۷۶/ معجم البابطين، جلد ۱، صفحہ ۴۱۲ تا ۴۱۴/ معجم المطبوعات العربية في المملكة، جلد ۱، صفحہ ۳۴۴ تا ۳۴۵/ من اعلام القرن، جلد ۱، صفحہ ۷ تا ۱۲/ هديل الحمام، جلد ۱، صفحہ ۳۲ تا ۴۱

۱۳۸...... فتنہ جہیمان سے مراد وہ سانحہ ہے جو یکم محرم ۱۴۰۰ھ، مطابق ۲۲ر نومبر ۱۹۷۹ء کو مسجد حرم مکہ مکرمہ میں پیش آیا اور چند سو مسلح افراد نے سعودی حکومت سے بعض مطالبات منوانے کے لیے مسجد حرم پر مکمل قبضہ کرلیا۔ اس کے نتیجہ میں خانہ کعبہ کے سائے میں اذان ونماز نیز طواف وعمرہ مناسک کی ادائیگی پندرہ دن تک موقوف رہی۔ تا آں کہ حکومت نے مسلح کارروائی کے بعد مسجد حرم کو واگزار کرایا۔ اس دوران فریقین کے سیکڑوں افراد قتل ہوئے نیز حرم کی عمارات کے متعدد مقامات متاثر ہوئے۔ اس گروہ کے متعدد افراد زندہ گرفتار ہوئے، جن پر مقدمہ چلا کر ان میں سے تریسٹھ کو

ایک ہی روز ملک کے مختلف شہروں میں سزائے موت دی گئی۔ خطہ نجد کے باشندہ جہیمان بن محمد عتیبی اس گروہ کے قائد تھے، جن کے نام کی مناسبت سے یہ سانحہ تاریخ کے صفحات پر درج ہے۔ اس بارے عربی میں متعدد مستقل کتب لکھی گئیں، لندن سے بھی ایک ضخیم کتاب شائع ہوئی۔

نیز/ تتمۃ الاعلام، جلد۲، صفحہ۲۶۲/ الجواھر الحسان، جلد۲، صفحہ۲۴۷تا۲۵۷

۱۳۹......محدث اعظم حجاز سید محمد مالکی کی وفات کے موقع پر سعودی اخبارات ورسائل میں جو مواد چھپا، باب چہارم میں اس کا مجمل تعارف اردو قارئین کی نذر کرتے ہوئے ایسے چودہ اخبارات ورسائل کے اڑتالیس سے زائد مختلف شماروں سے استفادہ کیا گیا، جن میں پینتیس سے براہ راست جب کہ مزید تیرہ سے زائد شماروں سے ''الملف الصحفی'' کے توسط سے اخذ کیا گیا۔ جو پینتیس شمارے راقم کے پیش نظر ہیں، ان کی فہرست یہ ہے:

البلاد، ۳۰/اکتوبر، ۲/نومبر/ المدینۃ المنورۃ، ۳۰/اکتوبر، ۳۱/اکتوبر، ۲/نومبر، ۳/نومبر، ۴/نومبر، ۵/نومبر، ۶/نومبر/ الندوۃ، ۳۰/اکتوبر، ۳۱/اکتوبر، یکم نومبر، ۲/نومبر، ۳/نومبر/ عکاظ، ۳۰/اکتوبر، ۳۱/اکتوبر، یکم نومبر، ۲/نومبر، ۳/نومبر، ۴/نومبر، ۵/نومبر/ الجزیرۃ، ۲/نومبر/ الریاض، ۳۰/اکتوبر، ۲/نومبر/ الوطن، ۳۰/اکتوبر، ۲/نومبر/ الاربعاء، ۳/نومبر/ اقرأ، ۴/نومبر/ المنہل، دسمبر/ المجلۃ العربیۃ، دسمبر/ الشرق الأوسط، ۳۰/اکتوبر، ۲/نومبر/ الحیاۃ، ۳۱/اکتوبر/ اردو نیوز، ۳۱/اکتوبر، ۲/نومبر ۲۰۰۴ء

۱۴۰......الملف الصحفی میں کل اکتیس اخبارات ورسائل کے عکس شامل ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے:

البلاد، ۳۰/اکتوبر، ۳۱/اکتوبر، یکم نومبر، ۲/نومبر، ۷/نومبر، ۸/نومبر، ۹/نومبر، ۲۵/نومبر، ۲۸/نومبر/ المدینۃ المنورۃ، ۳۰/اکتوبر، ۳۱/اکتوبر، یکم نومبر، ۲/نومبر، ۵/نومبر، ۹/نومبر، ۱۱/نومبر/ الندوۃ، یکم نومبر، ۳/نومبر/ عکاظ، ۳۰/اکتوبر، ۳۱/اکتوبر، یکم نومبر، ۲/نومبر، ۳/نومبر، ۲۲/نومبر/ الجزیرۃ، ۶/نومبر، ۹/نومبر/ الاربعاء، ۳/نومبر، ۲۴/نومبر،

۲۹ر دسمبر/ المجلة العربية، دسمبر/ الشرق الأوسط ،۲ر نومبر ۲۰۰۴ء/ نیز عکاظ کو دیے گئے انٹرویو کی تمام اقساط۔

۱۴۱......اردو نیوز، شمارہ یکم جون ۲۰۰۲ء، صفحہ ۲

۱۴۲......الغریب ویب سائٹ کا پتا: www.ghrib.net/ vb

۱۴۳......اس ویب سائٹ پر جن اخبارات سے اخذ کردہ آپ کی وفات بارے خبریں موجود ہیں، ان کے نام یہ ہیں: المدینة المنورة، ۳۰ر اکتوبر، ۳۱ر اکتوبر، یکم نومبر/ عکاظ، ۳۰ر اکتوبر، ۳۱ر اکتوبر، یکم نومبر/ الشرق الأوسط ، ۳۰ر اکتوبر ۲۰۰۴ء

۱۴۴......سید عباس بن علوی مالکی کے حالات: اعلیٰ حضرت، شمارہ ستمبر، نومبر ۱۹۹۰ء، صفحہ ۷۹/ تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، صفحہ ۲۸۷/ جہان مفتی اعظم، صفحہ ۹۹۵/ سیدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۲، صفحہ ۷۰، ۲۰۵، ۳۹۲/ الم... عالم الحجاز، صفحہ ۴۲ تا ۴۳/ المحفوظ المروی، صفحہ ۳۴۵-۳۵۹/ ... صفحہ ۴۱/ الندوة، شمارہ یکم نومبر ۲۰۰۴ء، صفحہ ۱۸

۱۴۵......مولانا ابوبکر احمد قادری، رمضان ۱۴۲۷ھ کو متحدہ عرب امارات ... کے مہمان علماء اسلام میں سے تھے۔ ابوظبی میں اس قیام کے دوران ۲۸ر ستمبر ۲۰۰۶ء کو ''الامارات'' چینل کے دینی پروگرام ''و ذکر'' میں مدعو کیے گئے۔ ایک گھنٹہ دورانیہ پر مشتمل اس پروگرام کا موضوع ''العمل الصالح'' تھا، جس میں خطاب کے علاوہ عرب ناظرین کی طرف سے فون کے ذریعے براہ راست پیش کیے گئے سوالات کے جواب فصیح عربی میں دیے۔ آخر میں آپ سے دعا کی درخواست کی گئی تو میزبان شیخ منصور منہالی نے بھی ہاتھ اٹھائے، خاتمہ دعا پر دونوں نے ہاتھ منہ پر پھیرے۔

۱۴۶......شیخ محمد علی صابونی ملک شام کے حنفی عالم، مدرس و مفسر ہیں۔ سال پیدائش ۱۹۳۰ء ہے۔ ام القریٰ یونی ورسٹی مکہ مکرمہ میں پروفیسر و محقق رہے۔ چالیس کے قریب تصنیفات ہیں، قرآن مجید کی تفسیر ''صفوة التفاسیر'' لکھی، جو تین جلدوں ... چھپی

اور فارسی ترجمہ ایران سے شائع ہوا۔ نیز تفسیر ابن کثیر اور تفسیر روح البیان کے اختصار تیار کیے، جو الگ الگ شائع ہوئے اور شیخ ابوجعفر احمد بن محمد نحاس مصری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۳۳۸ھ/ ۹۵۰ء) کی ''معانی القرآن الکریم '' پر تحقیق انجام دی، جو چھ جلدوں میں طبع ہوئی۔ دیگر مطبوعہ تصنیفات میں النبوۃ و الأنبیاء، الھدی النبوی الصحیح فی صلاۃ التراویح، حکم الإسلام فی التصویر، المھدی و اشراط الساعۃ شامل ہیں۔

مکہ مکرمہ میں مقیم شیخ محمد جمیل زینو نیز خطہ نجد کے شیخ صالح فوزان نے آپ کے خلاف کتاب ''تنبیھات ھامۃ علی کتاب صفوۃ التفاسیر ''لکھی، جس کی وسیع اشاعت کی گئی۔ نجد کے ہی شیخ بکر بن عبداللہ ابوزید وغیرہ نے بھی مخالفت میں لکھا۔ اس کے جواب میں شیخ صابونی نے کتاب ''کشف الإفتراء ات فی رسالۃ التنبیھات حول صفوۃ التفاسیر ''لکھی، جو ۱۹۸۸ء کو ۱۹۰ صفحات پر چھپی۔

جدہ شہر کے مشہور تاجر شیخ حسن بن عباس شربتلی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء) نے تفسیر صفوۃ التفاسیر بڑی تعداد میں طبع کرا کے پوری اسلامی دنیا میں تقسیم کی اور الجزائر میں صوفیہ کے مقبول سلسلہ حملاویہ رحمانیہ خلوتیہ سے وابستہ مشائخ کے قائم کردہ مدارس میں صفوۃ التفاسیر نصاب میں داخل ہے۔ ادھر قطر کی مشہور علمی شخصیت و مبلغ شیخ عبداللہ بن ابراہیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء) نے ۱۹۸۴ء کو اس کا اختصار ''تجرید البیان لتفسیر القرآن من صفوۃ التفاسیر '' نام سے تیار کیا۔

متحدہ عرب امارات حکومت کی جانب سے رمضان ۱۴۲۸ھ، مطابق ۲۰۰۷ء کو ابوظہبی میں ''جائزۃ دبنی للقرآن الکریم ''سلسلہ کی گیارہویں سالانہ تقریب منعقد کی گئی، جس میں خدمت قرآن کریم کی بنیاد پر شیخ محمد علی صابونی کو رواں سال کی عالمی اسلامی شخصیت قرار دیتے ہوئے ایوارڈ پیش کیا گیا۔

پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز نے بیس تراویح کے اثبات پر شیخ صابونی کی ایک تحریر کا

اردو ترجمہ کیا جو ''تعداد رکعات تراویح'' عنوان سے ضیائے حرم وغیرہ میں طبع ہوا۔ مولانا محمد عارف سعید ہمدمی نے شیخ صابونی کی ''شبهات و اباطيل حول تعدد زوجات الرسول ﷺ'' کا اردو ترجمہ کیا، جو مفتی محمد خان قادری کی تحریر کے ساتھ ''حضور ﷺ نے متعدد نکاح کیوں کیے؟'' نام سے کاروان اسلام پبلی کیشنز، لاہور نے شائع کی اور طارق محمود بٹ نے ان کا انگریزی ترجمہ کیا، جسے جامعہ اسلامیہ لاہور نے ۲۰۰۴ء میں طبع کرایا۔ مزید یہ کہ دوسری کتاب ''كشف الإفتراء ات في رسالة التنبيهات حول صفوة التفاسير'' کو مفتی محمد خان قادری نے اردو میں ڈھالا، جو لاہور سے زیر طبع ہے۔ [دلیل المؤلفات، صفحہ ۲۳۹، ۲۷۷/ الـــــردود، صفحہ ۳۰۳ تا ۳۸۲/ رطب و یابس، صفحہ ۹۸ تا ۱۰۲/ ضیائے حرم، شمارہ جنوری ۱۹۹۹ء، صفحہ ۴۷ تا ۵۰/ الطرق الصوفية و الزوايا بالجزائر، صفحہ ۳۶۶/ علامة قطر، صفحہ ۱۷۸، ۳۰۹/ دیگر مآخذ]

۱۴۷..... شیخ سید علی بن عبد الرحمٰن ہاشمی حسنی عرصہ دراز سے متحدہ عرب امارات کے ایوانِ صدر میں مشیر ہیں۔ آپ اہم مالکی عالم، مبلغ، محقق، مصنف و خطیب ہیں۔ چند تصنیفات کے علاوہ ان کے مضامین اہم عربی اخبارات میں نظر آتے ہیں، جیسا کہ لیلۃ القدر کی مناسبت سے ایک تحریر ''ليلة خير من الف شهر، لما ذا إخفاها الله في العشر الأواخر'' عنوان سے چھپی۔ [الشرق الأوسط، شمارہ ۱۴/ مئی ۱۹۸۸ء، صفحہ ۱۶]

مشیر شیخ سید علی ہاشمی نے ۲۳ر دسمبر ۲۰۰۵ء کو ابوظبی کی مسجد سلطان بن زاید اوّل میں نماز جمعہ کی امامت و خطابت فرمائی، جسے الأمارات چینل نے براہ راست نشر کیا۔ یہ حج کے ایام تھے، لہٰذا اسی موضوع پر خطبہ دیا اور فرمایا، حج ادا کرتے وقت زیارت رسول ﷺ کے لیے بھی جائیں، جس نے اسے ترک کیا، اس نے ظلم کیا اور ایک سعادت سے محروم رہا۔ نیز یہ کہنا نامناسب ہوگا کہ قبر کی زیارت کا مقصد ہے، کیوں کہ آپ زندہ اور یہ برزخی زندگی ہے، آپ سماعت کرتے اور سلام کا جواب عطا فرماتے ہیں۔ خطبہ جاری تھا کہ مسجد پہنچنے والے چند افراد نے سنت و نوافل

پڑھنا چاہے۔ شیخ سید علی ہاشمی نے خطبہ کا رخ اس مسئلہ کی جانب موڑتے ہوئے فرمایا:

''جہاں تک میں جانتا ہوں مسجد میں موجود اکثر لوگ مالکی المذہب ہیں اور مالکیہ کے ہاں خطبہ کے دوران کسی نوع کی نماز پڑھنا درست نہیں، لہٰذا اب پہنچنے والے و دیگر حاضرین اطمینان سے بیٹھ کر خطبہ سنیں''---

آپ اصل میں سعودی عرب کے شہر الاحساء کے باشندہ ہیں، جہاں ان کے والد شیخ سید عبدالرحمٰن بن احمد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء) جلیل القدر عالم و ولی کامل تھے۔

محدث حجاز کی اہم تصنیف مفاهيم يجب ان تصحح کے جدید ایڈیشن پر مشیر سید علی ہاشمی کی تصدیق درج ہے۔

۱۴۸......شیخ سید عباس مالکی کے اس دورہ ہند کی روداد ان دنوں حسب ذیل ویب سائٹ پر تین سے زائد صفحات پر موجود ہے۔ www.alhabibali.com

۱۴۹......معارف رضا، شمارہ مارچ ۲۰۰۲ء، صفحہ ۱۲

۱۵۰......رجال من مكة المكرمة، جلد ۳، صفحہ ۱۳۰

۱۵۱......اهل الحجاز، صفحہ ۱۹۳

۱۵۲......من رجال الشورى، حاشیہ، صفحہ ۱۱۰

۱۵۳......شیخ القراء مولانا عبداللہ الٰہ آبادی کے حالات: اعلام المكيين، جلد ۲، صفحہ ۴۸۷ تا ۴۹۷/ تجلیات مہر انور، صفحہ ۴۹۹ تا ۵۰۳/ الجواهر الحسان، جلد ۱، صفحہ ۴۳۵ تا ۴۳۶/ فوات الاعلام، صفحہ ۴۹/ مجلة الأحكام الشرعية، مقدمہ، صفحہ ۶۲ تا ۶۳

۱۵۴......مولانا حبیب الرحمٰن الٰہ آبادی کے حالات: تجلیات مہر انور، صفحہ ۲۸۹

۱۵۵......مولانا عبدالرحمٰن الٰہ آبادی کے حالات: اعلام المكيين، جلد ۲، صفحہ ۴۸۷/ تجلیات مہر انور، صفحہ ۴۲۹ تا ۴۴۴/ ضیائے مہر، صفحہ ۱۴۹ تا ۱۵۰/ مجلة الأحكام الشرعية، صفحہ ۶۲

۱۵۶......شیخ احمد قاری کے حالات: اعلام الحجاز، جلد ۲، صفحہ ۶ تا ۱۶/ اعلام المكيين،

جلد۲، صفحہ۴۴۷ تا۴۵۷/ اھل الحجاز، صفحہ۲۶۴ تا۲۶۶/ الاعلام، جلد۱، صفحہ۱۶۳/ تجلیات مہر انور، صفحہ۲۳۰ تا۲۳۶/ الجواھر الحسان، جلد۱، صفحہ۳۱۸ تا۳۲۰/ سیر و تراجم، صفحہ۴۴ تا۴۶/ فوات الاعلام، صفحہ۸۴ تا۸۵/ مجلة الأحكام الشرعية، صفحہ۶۴ تا۶۷/ معجم المطبوعات العربية فی المملكة، جلد۱، صفحہ۴۰۸ تا۴۰۹/ معجم المؤلفين، جلد۱، صفحہ۱۸۵/ من رجال الشورى، صفحہ۳۱ تا۳۲/ نثر الدرر، صفحہ۲۰/ نموذج من الأعمال الخيرية، صفحہ۴۳۵

۱۵۷......شیخ حامد قاری کے حالات: اعلام المکیین، جلد۲، صفحہ۴۶ تا۴۷/ تجلیات مہر انور، صفحہ۲۸۷ تا۲۸۸/ الجواھر الحسان، جلد۱، صفحہ۴۳۷ تا۴۳۸/ فوات الاعلام، صفحہ۱۱۱/ مجلة الاحكام الشرعية، صفحہ۶۸ تا۷۰/ المنھل، شمارہ اپریل۱۹۷۶ء، صفحہ۲۹۵ تا۲۹۶

۱۵۸......شیخ محمود قاری کے حالات: اعلام المکیین، جلد۲، صفحہ۴۹ تا۵۰/ الجواھر الحسان، جلد۱، صفحہ۴۳۸، جلد۲، صفحہ۴۵۷ تا۵۷۵/ فوات الاعلام، صفحہ۱۲۸/ مجلة الأحكام الشرعية، صفحہ۷۱ تا۷۴

۱۵۹......شخصیات رائدة من الإحساء، صفحہ۲۲۰ تا۲۲۸

۱۶۰......کتاب ''الشفاء فی التعریف بحقوق المصطفیٰ ﷺ'' کے بارے میں قدیم ادوار کے علماء کا قول ہے کہ یہ موضوع کے اعتبار سے بے مثل ہے، اسے سونا کے پانی سے لکھا اور جواہرات سے تولا جائے تو پھر بھی حق ادا نہ ہوگا۔ الجزائر میں رسم ہے کہ فوج کی قسم پریڈ کے موقع پر صحیح بخاری و الشفاء پر حلف لیا جاتا ہے۔ متعدد علاقوں میں لوگ مصیبت سے نجات پانے کے لیے اس کے ختم کا اہتمام کرتے ہیں۔ اس میں سہولت کی غرض سے مراکش میں ایک ایڈیشن تیس اجزاء میں شائع کیا گیا۔ لوگ مصیبت و بلا سے حفاظت و امن کے لیے اسے گھروں میں رکھتے ہیں۔ دنیا بھر میں سیکڑوں قلمی نسخے آج بھی محفوظ ہیں۔ صرف شاہی کتب خانہ مراکش رباط میں ایک سو سے زائد قلمی نسخے ہیں۔ دبئ سے شائع ہونے والے علمی و تحقیقی مجلہ

"الأحمدية" کے زیر نظر شمارہ کے سرورق پر کتاب الشفاء کے ایک اہم وخوب صورت قلمی نسخہ، جو تیرھویں صدی ہجری کو مراکشی رسم الخط میں لکھا گیا، اس کی پانچ سطور کا رنگین عکس دیا گیا ہے۔ جب کہ الشفاء کی چھوٹی بڑی شروح کی تعداد تیس سے زائد ہے۔ اس کے مصنف امام ابوالفضل عیاض بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۵۴۴ھ/۱۱۴۹ء) سپین کے شہر سبتہ میں پیدا اور مراکش میں وفات پائی۔ آپ اسلامی تاریخ کی جلیل القدر شخصیت، امام المحدثین، فقیہ مالکی، سیرت نگار، شاعر ومؤرخ، عارف باللہ، غرناطہ شہر کے قاضی، شارح صحیح مسلم تھے۔ سات سے زائد تصنیفات شائع ہو چکی ہیں، جن میں سے ایک "الاعلام بحدود قواعد الاسلام" کا فرنچ زبان میں ترجمہ ہوا۔

مراکش کے مالکی عالم وقاضی صوفی کامل وصاحب تصانیف کثیرہ شیخ احمد سکیرج تیجانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء) نے پوری کتاب الشفاء کو نظم میں ڈھالا، پھر اس کے مصنف جلیل قاضی عیاض کے احاطہ میں قبر بنی۔ ان کی منظومہ کتاب "مورد الصفا فی محاذاۃ الشفا" نام سے ۴۳۹ صفحات پر شائع ہوئی اور یہ ۴۷۷۲ اشعار پر مشتمل ہے۔ قاضی عیاض کے حالات پر ان کے فرزند قاضی شیخ ابوعبداللہ محمد بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۵۷۵ھ/۱۱۷۹ء) نے مستقل کتاب "التعریف بالقاضی عیاض" لکھی، جو ڈاکٹر محمد بن شریفہ کی تحقیق کے ساتھ وزارت اوقاف مراکش نے ۱۷۳ صفحات پر شائع کی۔ علاوہ ازیں قاضی فاس شیخ شہاب الدین احمد بن محمد مقری تلمسانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۰۴۱ھ/۱۶۳۱ء) نے ان کے احوال وآثار پر عظیم کتاب "ازہار الریاض فی اخبار عیاض" لکھی، جو آٹھ اجزاء پر مشتمل تھی۔ اس کا مکمل قلمی نسخہ تاحال دریافت نہیں ہوا، جب کہ چھ اجزاء محفوظ ہیں۔ ابتدائی تین جلدیں ۱۹۳۹ء کو قاہرہ و مراکش سے شائع ہوئیں، پھر دیگر محققین نے بقیہ دست یاب جلدوں پر تحقیق انجام دی اور ۱۹۸۰ء کو یہ کتاب پانچ جلدوں کی صورت میں دو ہزار صفحات پر حکومت متحدہ عرب امارات ومراکش کے مالی تعاون سے قائم ادارہ "صندوق احیاء التراث الإسلامی" نے مطبع فضالہ مراکش سے طبع کرائی۔ اس پر مصر ومراکش کے

حسب ذیل چھ محققین نے تحقیق انجام دی، شیخ ابراھیم بن اسماعیل ابیاری (وفات ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء)، شیخ مصطفیٰ سقا، شیخ عبدالحفیظ شلبی، شیخ سعید احمد اعراب، شیخ محمد بن تاویت، ڈاکٹر شیخ عبدالسلام ہراس۔

قاضی عیاض پر ایک اور کتاب مراکش کے مشہور عالم شیخ سید عبداللہ کنون حسنی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹ء) نے "القاضی عیاض بین العلم و الأدب" لکھی، جو ۱۹۸۳ء کو دارالرقاعی ریاض نے ۶۴ صفحات پر شائع کی۔ معلوم رہے محدث حجاز کی کتاب "مفاهیم یجب ان تصحح" پر انہی شیخ عبداللہ کنون کی تقریظ موجود ہے۔

ادھر سوڈان کے ڈاکٹر شیخ بشیر علی حمد ترابی نے ڈاکٹر شیخ مصطفیٰ تازی کی نگرانی میں جامعہ ازہر قاہرہ سے قاضی عیاض پر پی ایچ ڈی کی۔ ان کا مقالہ "القاضی عیاض و جهوده فی علم الحدیث" نام سے دار ابن حزم بیروت نے ۱۹۹۷ء کو ۴۷۲ صفحات پر شائع کیا اور مراکش میں شیخ احمد بغداد نے ڈاکٹر شیخ ممدوح حقی کی نگرانی میں "دراسة عن القاضی عیاض" عنوان سے ایم اے کے لیے تحقیق انجام دی، جس کا قلمی نسخہ پبلک لائبریری رباط میں ہے۔ بارسلونا یونی ورسٹی سپین کی خاتون پروفیسر ڈاکٹر ماریہ کوسی ہرموسیلا نے اسی یونی ورسٹی سے قاضی عیاض پر ہسپانوی زبان میں پی ایچ ڈی کی، ان کا مقالہ تین غیر مطبوعہ جلدوں میں ہے۔

مراکش میں مارچ ۱۹۷۲ء کو "ہفتہ قاضی عیاض" منایا گیا اور رباط کے ماہ نامہ "الإیمان" نے جنوری، فروری ۱۹۷۸ء کو نیز رباط کے ہی ماہ نامہ "المناهل" نے دسمبر ۱۹۸۰ء کو "قاضی عیاض نمبر" شائع کیے۔ علاوہ ازیں مارچ ۱۹۸۱ء کو مراکش میں امام مالک سیمینار ہوا تو ایک اجلاس قاضی عیاض کے لیے مختص کیا گیا۔ جس میں پیش کیے گئے مقالات وزارت اوقاف مراکش نے ۱۹۸۳ء کو تین جلد کے بارہ سو صفحات پر "الدورته القاضی عیاض" نام سے مراکش سے طبع کرائے اور ان کے احوال و آثار پر اب تک عربی و یورپی زبانوں میں جو کام ہوا، مراکش کے شہر تطوان کے پروفیسر ڈاکٹر شیخ حسن بن عبدالکریم وراکلی نے اس کا اشاریہ مرتب کیا،

جو ''ابو الفضل القاضی عیاض السبتی، ثبت ببلیو جرافی'' نام سے ۱۹۹۴ء کو دار الغرب الاسلامی بیروت نے ۱۵۷ صفحات پر طبع کرایا۔ مراکش شہر کی سرکاری یونی ورسٹی کا نام قاضی عیاض سے منسوب ہے۔

سوڈان کے ڈاکٹر شیخ عبداللہ طیب رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء) جو مشہور ادیب و شاعر، ماہر تعلیم، عالم دین، ماہر لغت، صاحب کتاب المرشد اور مراکش کی ایک یونی ورسٹی میں پروفیسر رہے، انہوں نے آپ پر مضمون لکھا، جو ان کی کتاب ''کلمات من فاس'' میں شامل ہے۔ ایک عرب خاتون نجدہ فتحی صفوہ عرصہ دراز تک مشرق و مغرب کے مسلم و غیر مسلم مشاہیر کے یوم وفات کی مناسبت سے اخبار الشرق الأوسط میں ''هذا اليوم في التاريخ'' کے مستقل عنوان سے کسی ایک شخصیت پر مضمون لکھتی رہیں، اس سلسلہ میں انہوں نے ایک روز ''القاضی عیاض'' عنوان سے لکھا۔

آپ کی عظیم تصنیف الشفاء کا فرنچ یعنی فرانسیسی زبان میں ترجمہ حال ہی میں دار الکتب علمیہ بیروت نے شائع کیا ہے۔

پاک و ہند سے الشفاء کا عربی متن کان پور نیز لاہور سے چھپا اور اب پور بندر صوبہ گجرات سے شائع ہوئی، جب کہ مولانا محمد ظفر الدین محدث بہاری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) نے اس کی عربی شرح ربیع الاوّل ۱۳۲۴ھ کو لکھنا شروع کی، جو نا مکمل رہی، جس کا قلمی نسخہ بخط شارح محفوظ ہے۔ نیز مولانا محمد فیض احمد اویسی بہاول پوری نے بھی عربی شرح لکھی، جو طبع نہیں ہوئی اور کتاب الشفاء کے چار سے زائد اردو تراجم ہوئے۔ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری نے قاضی عیاض کے احوال پر مضمون قلم بند کیا، جو ''نور نور چہرے'' وغیرہ میں چھپا۔ نیز اردو نیوز میں ایک مضمون بعنوان ''قاضی عیاض، حافظ مغرب'' چھپا، جو لائق مطالعہ ہے، لیکن اس پر لکھنے والے کا نام مذکور نہیں۔

ڈاکٹر مولانا محمد طاہر القادری مدظلہ (پیدائش ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۱ء) نے ۱۲/ جولائی ۱۹۸۶ء کو لاہور میں الشفاء کا اردو درس شروع کیا، جو چھ مئی ۲۰۰۵ء تک جاری تھا اور

جملہ دروس اکھٹرآڈیو کیسٹ کی شکل میں ''دروس الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ'' نام سے دستیاب ہیں۔ نیز ایک کتاب ''معارف الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ'' شائع ہوئی۔ مزید یہ کہ الشفاء بارے اپنی اسانید پر مستقل کتاب ''مدارج الوفاء بأسانید الشفاء'' تالیف وشائع کی، جس میں ایک سند محدث حجاز شیخ محمد مالکی کے طریق پر ہے۔ ادھر Q.TV چینل پر ایک درس دو اقساط میں ۱۳، ۱۵ رجنوری ۲۰۰۷ء کی رات بعنوان ''دروس شفاء شریف، بنائے دین شخصیات ہیں، اصول حدث کی روشنی میں'' نشر کیا گیا، جس میں مولانا طاہر القادری نے کتاب الشفاء بارے اپنی اسانید تفصیل سے بیان کیں، جس دوران محدث حجاز سے اخذ واتصال کا ذکر کیا۔

محدث حجاز کی سند الشفاء، الطالع السعید، نیز المحفوظ المروی میں درج ہے۔ [الأحمدية، شمارہ اگست ۲۰۰۰ء، سرورق/ اردو نیوز، شمارہ ۵رجولائی ۲۰۰۷ء، صفحہ ۵/ ازھار الریاض، پانچ جلد/ الاعلام، جلد ۵، صفحہ ۹۹/ اعلام من ارض النبوة، جلد ۱، صفحہ ۱۷۱، ۱۷۲/ حیات ملك العلماء، صفحہ ۱۷/ سل النصال، صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۳/ الشرق الأوسط، شمارہ ۱۲ر اکتوبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۱۸/ الطالع السعید، صفحہ ۹۹/ علم کے موتی، صفحہ ۸۸، ۱۳۷/ ابو الفضل القاضی عیاض السبتی، ثبت ببلیو جرافی، مختلف صفحات/ القاضی عیاض و جهوده فی علم الحدیث، صفحہ ۱۵۵ تا ۱۵۶، ۲۹۵ تا ۳۳۲/ المحفوظ المروی، صفحہ ۳۰۴ تا ۳۰۶/ محسن اہل سنت، صفحہ ۱۸۶، ۲۱۳/ مراءة التصانیف، جلد ۱، صفحہ ۴۱، ۴۲/ معجم المطبوعات العربیة فی شبه، صفحہ ۳۲۰/ معجم المؤلفین، جلد ۲، صفحہ ۵۸۸ تا ۵۸۹/ نور نور چہرے، صفحہ ۲۶۱ تا ۲۸۰/ ویب سائٹ www.minhaj.org

۱۶۱...... صاحب یقوتیہ کے حالات: الاعلام، جلد ۵، صفحہ ۶۴/ معجم المؤلفین، جلد ۲، صفحہ ۱۸

۱۶۲...... قطب شام شیخ عبداللہ سراج الدین کے حالات پر ان کے شاگرد و بھانجا و داماد نیز شریعت کالج دمشق یونی ورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر شیخ نور الدین عتر حفظہ اللہ

(پیدائش ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء) کی تصنیف "صفحات من حیاۃ الإمام شیخ الإسلام الشیخ عبد اللہ سراج الدین الحسینی" کا دوسرا ایڈیشن ۲۰۰۳ء کو دمشق سے ۲۸۵ صفحات پر شائع ہوا۔ شیخ عبد اللہ سراج الدین کی ایک مقبول عام تصنیف "سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ" کے ایک باب کا اردو ترجمہ مفتی محمد خان قادری نے کیا، جو "وسعت علم نبوی ﷺ" نام سے کتابی صورت میں صفہ فاؤنڈیشن لاہور نے ۶۴ صفحات پر طبع کرایا۔ نیز درود شریف بارے آپ کی مستقل تصنیف "الصلاۃ علی النبی ﷺ" کا تعارف ضیائے حرم شمارہ مئی ۲۰۰۱ء کے صفحہ ۳۱ تا ۳۲ پر چھپا۔ جب کہ اردو ترجمہ "آئیں قرب مصطفیٰ ﷺ پائیں" نام سے کتابی صورت میں شائع ہوا۔

نیز/ ذیل الاعلام، جلد ۳، صفحہ ۱۲۹/ معجم البابطین، جلد ۱۲، صفحہ ۲۳۶ تا ۲۳۸

۱۶۳......صفحات من حیاۃ، صفحہ ۲۳۰

۱۶۴......آڈیو کیسٹ سیٹ، شرح المنظومۃ البیقونیۃ، من کتاب الشیخ عبد اللہ سراج الدین، شیخ سید ابراھیم الخلیفۃ، ناشر سید عبد اللہ بن عبد الرحمٰن الخلیفہ، برائے ایصال ثواب والد

۱۶۵......شخصیات رائدۃ من الإحساء، صفحہ ۲۲۵

۱۶۶......"المیہ ڈنمارک" سے مراد ڈنمارک سے مقامی زبان میں شائع ہونے والے اخبار UYLLANDS POSTAN کے شمارہ ستمبر ۲۰۰۶ء میں شائع کیے گئے متعدد خاکے و کارٹون ہیں، جن میں اسلام اور رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کی اہانت کی گئی، جس پر دنیا بھر کے مسلمانوں بالخصوص عوام نے بھرپور احتجاج کیا، جو کئی ماہ جاری رہا اور جمعہ ۲ رفروری ۲۰۰۶ء کو عالمی سطح پر یوم احتجاج منایا گیا۔

۱۶۷......اس المیہ کی تردید و مذمت میں علماء اسلام کے جاری کردہ مشترکہ بیان کا عربی متن و یورپ کی نو اہم زبانوں میں ترجمہ "دعاۃ الإسلام" نامی ویب سائٹ پر ہے۔ اس پر ابتدائی مرحلہ میں بیالیس علماء اسلام نے دستخط کیے، پھر یہ تعداد ایک سو بیس ہوئی اور اب ۵۳۱ ہے۔ ان سب کے نام بھی مذکورہ ویب سائٹ پر ہیں، جب کہ ماہ نامہ

''منہاج القرآن'' کے شمارہ مارچ ۲۰۰۶ء میں بیان کا اردو ترجمہ نیز دستخط کرنے والے بیالیس علماء کے نام دیے گئے ہیں/ ویب سائٹ www.duaatalislam.com

۱۶۸......سما دبئی چینل کے پروگرام ''نفحات'' میں شیخ احمد حداد ۶، ۱۳/اگست، ۱۰/ستمبر، یکم اکتوبر ۲۰۰۵ء کو موجود تھے۔

۱۶۹......حج ۱۴۲۶ھ کے ایام میں، مطابق ۹ تا ۱۲/جنوری کو آپ روزانہ اس پروگرام میں دیکھے گئے۔

۱۷۰......سما دبئی کے ''الافتــــاء'' پروگرام میں آپ ۷، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۲۰، ۲۷/اکتوبر ۲۰۰۵ء کو دیکھے گئے۔

۱۷۱......سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کے حالات: الاعــــــلام، جلد ۸، صفحہ ۴۴/ چند روز مصر میں، صفحہ ۷۹ تا ۸۵، ۱۹۰/ نیز ART کے ''عین'' نامی ٹیلی ویژن چینل پر ۱۸/اپریل ۲۰۰۷ء کی شام ''من بیوت اللّٰہ'' پروگرام میں آپ کے مزار اور ملحق مسجد کی تاریخ و تعارف غیبی آواز میں کرایا گیا اور ان کے اندرونی مناظر دکھائے گئے۔ مزار کے اطراف میں ''نفیسة العلم و المعرفة'' کے کتبے نمایاں آویزاں نظر آئے۔

۱۷۲......ماہ نامہ منبر الإسلام قاہرہ، وزارت اوقاف مصر کے ذیلی تحقیقی و تبلیغی ادارہ ''المجلس الأعلیٰ للشؤون الإسلامیة'' کی طرف سے ۱۹۴۴ء سے شائع ہو رہا ہے اور اسلامی دنیا کے معیاری عربی دینی رسائل میں نمایاں ہے۔ ضیائے حرم شمارہ اکتوبر ۲۰۰۰ء، صفحہ ۵۳ تا ۴۷ پر اس رسالہ کا تعارف شائع ہوا۔

۱۷۳......منبر الإسلام، شمارہ ربیع الاوّل ۱۴۱۹ھ، مطابق جولائی ۱۹۹۸ء، صفحہ ۵۰ تا ۵۴

۱۷۴......المدینة المنورة فی آثار، صفحہ ۱۷۵/ معجم ما الف عن مکة، صفحہ ۲۹۸

۱۷۵......مسجد و مزار سیدنا حسین رضی اللہ عنہ بارے تازہ معلومات: چند روز مصر میں، صفحہ ۵۶ تا ۶۵

۱۷۶......سید حسین بن طلال حسنی ہاشمی (وفات ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء) مملکت اردن کے تیسرے بادشاہ تھے، انہوں نے ۱۹۵۲ء سے وفات تک تقریباً نصف صدی حکمرانی کی۔ یہ خاندان گزشتہ ایک ہزار برس سے عرب دنیا کے مختلف علاقوں میں حکمرانی میں

شریک ہے۔شاہ حسین کے بھائی شہزادہ حسن نے اگست ۱۹۶۸ء کو ایک پاکستانی خاتون سے شادی کی۔[اہم عرب ممالک، صفحہ ۵۵ تا ۶۰، ۱۴۴ تا ۱۴۸/ ذیل الاعلام، جلد ۲، صفحہ ۵۴ تا ۵۵/ مشرق وسطیٰ، صفحہ ۱۱۱ تا ۱۱۹]

۱۷۷......مسجد عبد اللہ دوم عمان اردن، ملک کے دوسرے بادشاہ سید عبد اللہ بن حسین حسنی ہاشمی (وفات ۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۱ء) سے منسوب ہے، جو ۱۹۴۶ء سے وفات تک حکمران رہے۔[الاعلام، جلد ۴، صفحہ ۸۲]

۱۷۸......ڈاکٹر شیخ محمد سعید بن رمضان بوطی ﷾ ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۹ء کو ترکی حدود میں واقع کرد علاقہ جزیرہ بوطان کے گاؤں جیلکا میں پیدا ہوئے۔ان دنوں روشن خیال ترکی کے معمار و سیکولر افکار کے انتہا پسند داعی فوجی جنرل مصطفیٰ کمال پاشا (وفات ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء) کی طرف سے اسلامی تہذیب و اقدار مٹانے اور علماء و مذہبی طبقہ کو ختم کرنے کی کارروائیاں عروج پر تھیں، جس باعث یہ طبقہ ملک سے عراق وشام ومصر ہجرت پر مجبور ہوا، چناں چہ شیخ محمد سعید بوطی کے والد ۱۹۳۴ء کو خاندان کے دیگر افراد سمیت وطن سے دمشق پہنچے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔

شیخ محمد سعید بوطی نے دمشق میں تعلیم کے بعد جامعہ ازہر قاہرہ کا رخ کیا، جہاں سے ۱۹۶۵ء کو پی ایچ ڈی کی اور ۱۹۵۷ء کو تدریس کا شعبہ اپنایا۔ ۱۹۶۰ء سے دمشق یونی ورسٹی میں پروفیسر، جب کہ ان دنوں اس کے شعبہ عقائد وادیان کے صدر ہیں۔شافعی عالم جلیل، مفکر، مبلغ، مربی، استاذ العلماء، فلسفی، صوفی، مصنف کتب کثیرہ، مدرس، ملحدین وقوم پرست نیز وہابیہ کے تعاقب میں تحریر وتقریر کے ذریعے فعال ہیں۔اردن میں اسلامی تہذیب بارے شاہی اکیڈیمی کے رکن، آکسفورڈ یونی ورسٹی برطانیہ کی اکیڈیمی کے رکن، عربی کے علاوہ ترکی، کردی اور کسی قدر انگریزی پر عبور حاصل ہے۔یونی ورسٹی میں ذمہ داری کے ساتھ دمشق اور ملک کی دیگر مساجد میں حلقات دروس، تصنیف و تالیف کا عمل، ٹیلی ویژن نشریات کے ذریعے تبلیغ اسلام، مختلف ممالک میں اسلامی موضوعات کی کانفرنسز میں شرکت، غرضیکہ متعدد جہات میں فعال اور

اسی برس کے قریب عمر ہونے کے باوجود یہ معاملات جاری رکھے ہوئے ہیں۔
مختلف عالمی جامعات میں عقیدہ، قرآن مجید، فقہ، اصول دین کے موضوعات پر جو خصوصی لیکچرز دیے، وہ پانچ کتب کی صورت میں شائع ہو چکے ہیں۔ مساجد میں آپ کے دروس تفسیر، حدیث، توحید، سیرت، تصوف وغیرہ موضوعات پر ہوتے ہیں۔
دمشق کی تنخق دارو غیرہ مساجد میں حدیث کی مشہور کتاب ریاض الصالحین کا درس سال ہا سال سے دے رہے ہیں اور مذکورہ مسجد میں ہی تصوف واخلاق کی اہم کتاب الحکم العطائیۃ کا درس شروع کیا، جس کے چار برس میں ۲۲۵ کے قریب دروس ہو چکے تھے، جو سی ڈی کی صورت میں نیز پانچ مطبوعہ جلدوں میں دست یاب ہیں۔
ٹیلی ویژن سکرین کے توسط سے نشر کی گئی آپ کی تقاریر میں ''الاسلام فی میزان العلم'' انتہائی اہم و مفید ہے، جو بیس سے زائد اقساط میں تھی، اسے ART نامی عربی چینل نے ہر جمعہ کی نماز کے بعد براہ راست نشر کرنا شروع کیا۔ ہر قسط آدھ گھنٹہ کی اور ۹ رجنوری ۱۹۹۸ء کو گیارہویں قسط نشر کی گئی۔ بعدازاں عرب ممالک کے مزید چینلو نے یہ جملہ تقاریر مختلف اوقات میں نشر کیں۔ ادھر شارجہ ٹیلی ویژن نے جنوری ۱۹۹۸ء کے ماہ رمضان میں ہر روز افطار و نماز مغرب کے بعد آپ کی تقاریر پیش کیں اور اقراء چینل پر ہر بدھ کو ظہر کے بعد شیخ بوطی کی تقاریر ''الجدید فی اعجاز القرآن'' عنوان سے آتی رہیں۔ اقراء پر ہی اکتوبر ۲۰۰۵ء کے ماہ رمضان میں ہر روز بوقت سحر ان کی تقاریر ''مشاھد و عبر من القرآن و السنۃ'' کے موضوع پر پیش کی گئیں۔
ان دنوں اقراء پر الحکم العطائیۃ کے دروس آ رہے ہیں، جب کہ ''الرسالۃ'' نامی ٹیلی ویژن چینل پر ظہر کے بعد ''کبریٰ الیقینیات الکونیۃ'' کے عنوان سے دروس نشر ہو رہے ہیں۔
ڈاکٹر محمد سعید بوطی کی ۴۵ برس کے عرصہ میں ساٹھ کے قریب تصنیفات شائع ہو چکی ہیں، جن میں دوفقہ السیرۃ النبویۃ اور کبریٰ الیقینیات الکونیۃ وجود الخالق و وظیفۃ المخلوق بطور خاص مقبول ہوئیں اور ان کے لاتعداد ایڈیشن سامنے آئے۔

دیگر اہم کتب میں الجهاد فی الإسلام جو۱۹۹۳ء کو۲۵۶ صفحات پر چھپی نیز انگریزی وفرنچ میں تراجم ہوئے۔ مقالہ ڈاکٹریٹ جو بعنوان ضوابط المصلحة فی الشریعة الإسلامیة ۱۹۶۷ء، پھر ۴۶۶ صفحات پر ۱۹۷۷ء میں طبع ہوا۔ مسلم عورت کے حقوق وواجبات بارے الی کل فتاة تؤمن باللہ جو۹۶ صفحات پر چھپی، نیز المرأة بین طغیان النظام الغربی و لطائف التشریع الربانی جو۲۲۲ صفحات پر ۱۹۹۶ء میں طبع ہوئی، عرب عوام کو بنیادی حقوق دلانے کے امریکی دعویٰ کے تجزیہ پر اللہ ام الانسان! ایهما اقدر علی رعایة حقوق الانسان جو۱۹۹۸ء کو۱۴۴ صفحات پر شائع ہوئی۔ مسلمانوں کی پس ماندگی کے اسباب پر من المسئول عن تخلف المسلمین جو۹۴ صفحات پر چھپی۔ اسلامی طریقہ تبلیغ بارے هٰکذا فلندع الی الإسلام جو۱۱۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ مارکس ازم کے تعاقب میں نقض اوهام المادیة الجدلیة جو۱۹۷۸ء کو۲۹۰ صفحات پر، نیز سوشلزم بارے المذهب الاقتصادی بین الشیوعیة و الاسلام جو۱۹۶۰ء میں ۱۶۰ صفحات پر چھپی۔ اقتصادیات پر قضایا فقهیة معاصرة ۱۹۹۱ء کو دو جلدوں میں شائع ہوئی۔ فلسفیانہ افکار کی تصحیح وتعاقب میں الدین و الفلسفة جو۱۹۹۰ء کو۱۰۴ صفحات پر طبع کی گئی۔ خاندانی منصوبہ بندی بارے مسألة تحدید النسل وقایةً و علاجاً جو تقریباً اڑھائی سو صفحات پر بارہا شائع ہوئی۔ اسلام پر الزامات کی تردید میں یغالطونك اذ یقولون جو ٹیلی ویژن تقاریر کا مجموعہ اور ۲۰۰۰ء کو۳۴۳ صفحات پر چھپی۔ ایک اور اہم کتاب عائشة ام المؤمنین رضی اللہ عنہا جو۱۲۶ صفحات پر ۱۹۹۶ء میں طبع ہوئی۔

اسلامی دنیا میں جذبہ قومیت کے فروغ میں برطانوی استعمار کے کردار اور مصر میں انگریز گورنر لارڈ کرومر کی سرپرستی میں شیخ محمد عبدہ (وفات ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) کے تعاون سے عرب قومیت وتجدد کے نعرہ سے جاری کی گئی تحریک کی تردید وحوصلہ شکنی بارے حقائق عن نشأة القومیة لکھی، جو۱۹۶۲ء کو۲۸ صفحات پر چھپی۔ مستشرقین اور ان کی منہج سے متاثر شام کے وزیر اطلاعات ڈاکٹر شاکر مصطفیٰ (وفات ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء)

کے تعاقب میں دفاع عن الإسلام و التاریخ ۱۹۶۱ء کو ۹۰ صفحات پر شائع ہوئی۔
دمشق یونی ورسٹی سے وابستہ مشہور ملحد فلسفی ڈاکٹر طیب طیزینی سے مناظرہ ہوا، نیز
الاسلام و العصر تحدیات و آفاق اسی تناظر میں ہے، جو ۱۹۹۸ء کو ۲۴۴ صفحات پر چھپی۔
دمشق کے ہی مشہور وہابی رہنما شیخ ناصر البانی (وفات ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء) سے مناظرہ ہوا،
اس بارے اللامذھبیة اخطر بدعة تھدد الشریعة الأسلامیة ہے، جو ۱۴۴ صفحات پر
تین سے زائد بار شائع ہوئی۔ وہابی فکر کے تعاقب میں ایک اور کتاب السلفیة مرحلة
زمنیة مبارکة لا مذھب اسلامی ۱۹۸۸ء کو ۲۷۰ صفحات پر سامنے آئی۔
آپ کے والد گرامی شیخ رمضان بن عمر کردی بوطی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء)
بھی عالم جلیل وصوفی کامل اور نقشبندی مجددی سلسلہ سے وابستہ اور قادری سلسلہ میں
مولانا ضیاء الدین سیال کوٹی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ نیز بقول بعض، دمشق کے
ابدال میں سے تھے، ان کے حالات پر کتاب ھذا والدی لکھی، جو ۱۹۹۵ء کو
دوسو صفحات پر چھپی۔ آپ کے فرزند ڈاکٹر شیخ توفیق بن محمد سعید بوطی بھی دمشق کی
علمی شخصیات میں سے ہیں۔
جامعہ ازہر قاہرہ میں شیخ خالد عبد السمیع عبد اللہ نے منھج الدکتور محمد سعید
رمضان البوطی فی الدعوة الی اللہ عنوان سے مقالہ پر پی ایچ ڈی کی۔
عرب دنیا کے اہم اشاعتی اداروں میں شامل دار الفکر دمشق شیخ بوطی کی تصنیفات،
کیسٹ وسی ڈی شائع کرنے میں بطور خاص فعال ہے اور اس کی ویب سائٹ پر
ان کی منشورہ کتب اور دیگر زبانوں فرنچ، جرمن، انگریزی میں تراجم کی تفصیلات
دی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں ۲۰۰۰ء سے خود شیخ محمد سعید بوطی کی ویب سائٹ بھی
سرگرم عمل ہے، جس پر عربی وانگریزی زبانوں میں مواد موجود ہے اور دار الفکر دمشق نے
کتاب میلہ کے موقع پر ۲۳ راپریل ۲۰۰۲ء کو آپ کے اعزاز میں تقریب منعقد کی،
جس میں شام ومصر کے اٹھارہ اہل علم نے مقالات پیش کیے، جنہیں مذکورہ ادارہ نے
اسی برس کتابی صورت میں محمد سعید رمضان البوطی بحوث و مقالات

مهداة اليه نام سے ۳۸۴ صفحات پر شائع کیا۔
پاک و ہند کے اہل ذوق میں ڈاکٹر محمد سعید بوطی کا نام و کام معروف و مقبول ہے۔ کراچی کے عربی رسالہ الدعوۃ میں آپ کی تحریریں شائع ہوتی رہیں، جیسا کہ پیش نظر شماروں میں لیس کل جدید بدعة عنوان سے ہے۔ نیز بعض تحریروں کے تراجم ضیائے حرم، منہاج القرآن، نور الحبیب وغیرہ میں شائع ہوئے۔ آخر الذکر کے پیش نظر شمارہ میں ان کی اہم تصنیف اللامذهبية اخطر بدعة تهدد الشريعة الاسلامية پر طویل تبصرہ و تعارف مطبوع ہے۔
محدث حجاز بارے شیخ بوطی کے تاثرات الملف الصحفی میں شامل ہیں، مزید حالات: الدعوة، شمارہ دسمبر ۱۹۸۵ء، صفحہ ۲۰ تا ۲۵، شمارہ جولائی، اگست ۱۹۹۰ء، صفحہ ۷ تا ۱۳/ سیدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۲، صفحہ ۳۹۵/ شخصیات وافکار، صفحہ ۲۲۳ تا ۲۴۴/ ضیائے حرم، شمارہ دسمبر ۱۹۹۴ء، صفحہ ۲۲ تا ۳۱، شمارہ مارچ ۱۹۹۵ء، صفحہ ۴۱ تا ۴۳/ محسن اہل سنت، صفحہ ۲۰۱، ۲۰۲/ الملف الصحفی، صفحہ ۱۲۵/ الموسوعة الموجزة، جلد ۳، صفحہ ۲۴۴ تا ۲۴۵/ نور الحبیب، شمارہ مارچ ۲۰۰۰ء، صفحہ ۵۷ تا ۷۳/ ویب سائٹ www.fikr.com/ www.bouti.com

۱۷۹...... الاعمال الكامله لشاعر الاسلام محمد اقبال، حاشیہ صفحہ ۷، ۲۷

۱۸۰...... جامعہ الکرم انگلینڈ کا تعارف: جمال کرم، جلد ۲، صفحہ ۴۵۲ تا ۴۵۹/ ضیائے حرم، شمارہ دسمبر ۱۹۹۵ء، صفحہ ۷۷ تا ۸۳

۱۸۱...... تجديد الفكر الدينی، صفحہ ۴، ۸۳/ جمال کرم، جلد ۳، صفحہ ۴۸۷ تا ۴۹۷/ ضیائے حرم، شمارہ اکتوبر ۲۰۰۱ء، صفحہ ۸۷ تا ۹۱

۱۸۲...... الجواهر الغالية، صفحہ ۴

۱۸۳...... مفاهيم يجب ان تصحح، صفحہ ۳۵ تا ۴۱

۱۸۴...... الملف الصحفی، صفحہ ۱۱۷

۱۸۵...... ضیائے حرم، شمارہ ستمبر ۲۰۰۱ء، صفحہ ۴۴

.....شیخ صالح جعفری کے حالات: الاسوار المشرفة، صفحہ ۲۲،۳۹۲/ ذیل الاعلام، جلد۲، صفحہ ۸۶ تا ۸۷/ الکنز الثری فی مناقب الجعفری، جلد ا، کل صفحات ۲۲۲/ معجم البابطین، جلد ۹، صفحہ ۴۱۹ تا ۴۲۱

.....العربی، شمارہ ۱۷ر نومبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۱۱

.....شیخ سید احمد بن ادریس کے حالات: الاعلام، جلد ا، صفحہ ۹۵/ معجم المؤلفین، جلد ا، صفحہ ۹۹ تا ۱۰۰

.....الکنز الثری فی مناقب الجعفری، شیخ سید عبد الغنی بن صالح جعفری، جلد ا، طبع ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۰ء، دار الغد العربی قاہرہ

.....الکنز الثری فی مناقب الجعفری، صفحہ ۱۱۰ تا ۱۱۱

.....www.frzdqi.net

.....شیخ حسن فدعق کے حالات: اتمام الاعلام، صفحہ ۷۷/ الاسوار المشرفة، صفحہ ۱۶۷ تا ۱۷۴/ اهل الحجاز، صفحہ ۳۱۱ تا ۳۱۲/ تشنیف الاسماع، صفحہ ۱۶۴ تا ۱۶۵/ تتمة الاعلام، جلد ا، صفحہ ۱۳۷/ الجواهر الحسان، جلد ۲، صفحہ ۶۴۰/ المکتبات الخاصة، صفحہ ۴۴ تا ۴۶

.....سید فیصل بن حسین حسنی ہاشمی، ۱۹۲۱ء سے وفات تک عراق کے بادشاہ رہے۔

[الاعلام، جلد ۵، صفحہ ۱۶۵ تا ۱۶۶]

.....شیخ عبد اللہ فدعق کے حالات ان کی ویب سائٹ پر موجود ہیں:

www.alrawha.ne

.....''الشمائل النبویة'' امام المحدثین شیخ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ آپ کا تعارف حاشیہ نمبر ۱۲۵ میں گزر چکا، جب کہ یہ کتاب ان کے لقب و وطن کی نسبت سے ''شمائل ترمذی'' مشہور ہے، جو اسلامی دنیا میں مقبول ہوئی اور اس کی متعدد شروح، حواشی و اختصار تیار کیے گئے، نیز اردو وغیرہ زبانوں میں تراجم ہوئے۔ شیخ مروان جردلی نے فرنچ ترجمہ کیا، جو حال ہی میں دار ابن حزم بیروت نے شائع کیا۔

مولانا محمد مصلح الدین لاری ہندی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۹۷۹ھ/ ۱۵۷۱ء) نے عربی شرح لکھی، جو ۱۸۹۲ء کو لاہور سے چھپی۔ ایک اور شرح مولانا حاجی محمد کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۰۰۶ھ/ ۱۵۹۷ء) نے لکھی۔ مولانا محمد سلام اللہ رام پوری رحمۃ اللہ علیہ نے شمائل ترمذی کا فارسی ترجمہ کیا اور مولانا کفایت علی کافی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۷۴ھ/ ۱۸۵۸ء) نے منظوم اردو شرح لکھی، جو ۱۸۴۲ء کو مراد آباد نیز ۱۸۷۱ء کو لکھنؤ سے چھپی۔ مولانا سید محمد امیر شاہ گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء) نے اردو نثر میں شرح لکھی جو ''انوارِ غوثیہ'' نام سے ۱۳۸۹ھ کو لاہور سے شائع ہوئی۔ مولانا نور احمد پسروری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۳۰ء) کا ترجمہ عربی متن کے ساتھ ۱۳۴۰ھ کو امرتسر سے اور مولانا محمد صدیق ہزاروی حفظہ اللہ کے ترجمہ کا تازہ ایڈیشن لاہور سے شائع ہوئے۔

محدث اعظم کی سند شمائل ترمذی، المحفوظ المروی میں درج ہے۔ [تذکرہ علمائے ہند، حاشیہ، صفحہ ۱۵۷، ۲۱۸ تا ۲۱۹، ۲۴۴/ المحفوظ المروی، صفحہ ۳۰۷/ مراءۃ التصانیف، جلد ۱، صفحہ ۲۸، ۲۹/ معجم المطبوعات العربیۃ فی شبہ، صفحہ ۸۷/ نور الحبیب، شمارہ نومبر ۲۰۰۷ء، صفحہ ۷۶]

۱۹۶...... ڈاکٹر شیخ عبدالوہاب ابو سلیمان کے حالات: الجواھر الحسان، جلد ۲، صفحہ آخر/ دلیل المؤلفات، صفحہ ۶۰۷/ العلماء و الادباء، صفحہ ۵۸، ۲۳۸ تا ۲۴۲/ مجلۃ الاحکام الشرعیۃ، صفحہ ۶۷۸/ معجم ما الف عن مکۃ، صفحہ ۱۲۹، ۳۲۹/ من روادنا، صفحہ ۳۱۳ تا ۳۱۵/ ھویۃ الکاتب المکی، صفحہ ۱۱۳ تا ۱۱۴

۱۹۷...... شیخ محمد طاہر کردی کے حالات پر شیخ عبداللطیف بن عبداللہ دہیش مکی و شیخ احمد علی مکی کی مستقل مشترکہ تصنیف ''محمد طاھر الکردی الخطاط حیاتہ و آثارہ'' ریاض سے ۱۴۰۱ھ کو ۸۶ صفحات پر چھپی نیز/ اتمام الاعلام، صفحہ ۲۴۶/ اعلام الحجاز، جلد ۲، صفحہ ۳۱۴ تا ۳۳۸/ اعلام المکیین، جلد ۲، صفحہ ۷۹۸ تا ۸۰۰/ تتمۃ الاعلام، جلد ۲، صفحہ ۹۴ تا ۹۶/ الجواھر الحسان، جلد ۲، صفحہ ۶۳۳ تا ۶۳۹/ دلیل المؤلفات، صفحہ ۵۸۰/ ذیل الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۱۸۳/ معجم ما الف عن مکۃ، صفحہ ۵۶۱/

معجم المطبوعات العربیة فی المملکة، جلد۳، صفحہ۱۱۷۹ تا ۱۱۸۳/
معجم المؤرخین، صفحہ۱۸۱

۱۹۸...... صفحات مشرقة، صفحہ۲۵ تا ۵۳

۱۹۹...... منہاج القرآن، شمارہ ستمبر۲۰۰۶ء

۲۰۰...... مسجد سیدہ زینب قاہرہ بارے معلومات: الاعلام، جلد۳، صفحہ۶۶ تا ۶۷/
اہم عرب ممالک، صفحہ۲۹۵/ جمال کرم، جلد۱، صفحہ۱۹۷ تا ۱۹۸/ چند روز مصر میں،
صفحہ۶۹ تا ۷۱

۲۰۱...... شیخ مجد بن احمد بن سعید مکی ۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۷ء کو ملک شام کے شہر حلب میں پیدا ہوئے،
مقامی مدارس و اکابر علماء کرام سے تعلیم پائی اور ۱۹۷۸ء کو مسجد سلام حلب کے خطیب ہوئے،
تا آں کہ ۱۹۸۰ء کو وطن سے ہجرت کر کے بیروت پہنچے، پھر اردن و یمن ہوتے ہوئے
۲۷ر رمضان ۱۴۰۰ھ کو مکہ مکرمہ داخل ہوئے، جہاں تعلیم کا سلسلہ آگے بڑھایا اور
"اقوال الحافظ الذهبی النقدیة فی علوم الحدیث من کتابه سیر اعلام
النبلاء" کے عنوان سے تحقیق پر ۱۴۰۹ھ کو ام القری یونی ورسٹی سے ایم فل کیا اور
۱۴۱۰ھ سے جدہ شہر کے محلہ نعیم کی مسجد رضا میں امام و خطیب اور متعدد تصنیفات ہیں،
جن میں البیان فی ارکان الایمان، الجمان فی اصول الایمان وغیرہ شائع ہوئیں،
نیز مولانا محمد عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کی الانصاف فی احکام الاعتکاف
اور ردع الاخوان من محدثات آخر جمعة رمضان پر تحقیق انجام دے کر
یک جا شائع کرائیں۔ مکہ مکرمہ کے شیخ محمد طاہر کردی رحمۃ اللہ علیہ کی دس جلدوں پر مشتمل
"التفسیر المکی" پر تحقیق کی، جو زیر طبع ہے۔ اور مصر کے مشہور حنفی عالم شیخ محمد بن
احمد ابو زہرہ رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء) کے جاری کردہ فتاوے جمع و مرتب کیے،
جو چار جلدوں میں زیر طبع ہیں۔ [شخصیات وافکار، حاشیہ، صفحہ۱۱ تا ۱۲]

۲۰۲...... جلاءُ القلوب مِنَ الاصداءِ الغینیة ببیان احاطته علیه السلام بالعلوم
الکونیة، شیخ سید محمد بن جعفر کتانی، طبع اوّل ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء، المرکز الاسلامی،

مسجد ڈاکٹر حسن عباس زکی، قاہرہ

۲۰۳...... ''الحکم العطائیۃ'' امام الصوفیہ شیخ احمد بن محمد بن عبدالکریم ابوالفضل تاج الدین ابن عطاء اللہ اسکندری شاذلی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۷۰۹ھ/ ۱۳۰۹ء) کی تصوف پر اہم تصنیف ہے، ان کا مزار قاہرہ میں واقع ہے۔ ان کے حالات پر قاہرہ ہی کے شیخ مشائخ الطرق الصوفیہ ڈاکٹر شیخ محمد ابوالوفا غنیمی تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''ابن عطاء السکندری و تصوفہ'' کے عنوان سے ۱۹۵۵ء کو قاہرہ یونی ورسٹی سے ایم فل کیا۔

الحکم العطائیۃ کا ایک اہم ایڈیشن دمشق کے عالم وصوفی کامل شیخ سید ابراہیم بن اسماعیل یعقوبی حسنی مالکی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء) کی تصحیح وتقدیم کے ساتھ ۱۹۶۴ء کو دمشق سے ۳۷ صفحات پر طبع ہوا۔ انہی شیخ ابراہیم یعقوبی کے بڑے بیٹے شیخ سید ابوالہدیٰ محمد یعقوبی حفظہ اللہ (ولادت ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۳ء) ادارہ منہاج القرآن کے زیر اہتمام منار پاکستان لاہور کے سائے میں منعقد ہونے والی محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شرکت کی غرض سے اپریل ۲۰۰۴ء کو پاکستان تشریف لائے۔

الحکم العطائیۃ کی متعدد شروح لکھی گئیں، نیز اختصار تیار کیے گئے اور منظوم کیا گیا۔ حال ہی میں دمشق یونی ورسٹی کے ڈاکٹر شیخ محمد سعید رمضان بوطی کی شرح پانچ جلدوں میں دمشق سے شائع ہوئی، نیز آپ نے شہر کی ایک اہم مسجد میں الحکم کا درس دینا شروع کیا، جس کے ریکارڈ شدہ دروس ان دنوں اقراء چینل پر نشر ہو رہے ہیں، ہر قسط تقریباً چالیس منٹ کی ہوتی ہے۔

مشہور محدث وصوفی مولانا علی بن حسام الدین متقی چشتی شاذلی برہان پوری مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۹۷۵ھ/ ۱۵۶۷ء) نے الحکم کو ابواب میں مرتب کر کے ''النہج الاتم فی تبویب الحکم'' نام دیا، جس پر مکہ مکرمہ کے اہم عالم شیخ محمد بن عمر نووی جاوی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۱۶ھ/ ۱۸۹۸ء) نے شرح ''مصباح الظلم علی النہج الاتم فی تبویب الحکم'' لکھی، جو ۱۳۱۴ھ کو مکہ مکرمہ سے شائع ہوئی۔

مولانا محمد حیات سندھی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۱۶۳ھ/ ۱۷۵۰ء) کی عربی شرح کا

قلمی نسخہ مکتبہ وطنیہ الجزائر میں زیر نمبر ۵۳۲/۲ مجموع محفوظ ہے، جب کہ مولانا محمد حسن جان مجددی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۶ء) کی فارسی شرح متن کے ساتھ ۱۹۳۸ء کو امرتسر سے ۲۰۸ صفحات پر طبع ہوئی۔

محدث حجاز کی سند الحکم العطائیۃ، الطالع السعید اور المحفوظ المروی میں درج ہے۔[اتمام الاعلام، صفحہ۱۴/ الاعلام، جلد۱، صفحہ ۲۲۱ تا ۲۲۲، جلد۴، صفحہ ۱۷۶، جلد۶، صفحہ ۱۱۱/ الاھرام، شمارہ ۲۶ دسمبر ۱۹۹۷ء، صفحہ۹/ تتمۃ الاعلام، جلد۱، صفحہ ۱۰ تا ۱۱/ الطالع السعید، صفحہ ۱۰۶/ المحفوظ المروی، صفحہ ۳۲۱/ مراۃ التصانیف، جلد۱، صفحہ ۱۱۸/ معجم المطبوعات العربیۃ فی شبہ، صفحہ ۲۵/ معجم المطبوعات العربیۃ فی المملکۃ، جلد۱، صفحہ ۲۳۸/ منہاج القرآن، شمارہ جولائی ۲۰۰۴ء]

۲۰۴......الجواھر الغالیۃ، صفحہ ۴، ۲۲

۲۰۵......معارف رضا، شمارہ مئی ۲۰۰۶ء، صفحہ ۴۵ تا ۴۶

۲۰۶......نور الحبیب، شمارہ جون ۲۰۰۶ء، صفحہ ۳۳ تا ۳۷

۲۰۷......''مولود برزنجی'' سے مراد مفتی شافعیہ مدینہ منورہ شیخ سید جعفر بن حسن برزنجی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۱۷۷ھ/۱۷۶۴ء) کی تصنیف لطیف ''عقد الجوھر فی مولد صاحب الحوض و الکوثر'' ہے، جو عرب وعجم کی محافل میلاد میں پڑھے جانے والے مولودناموں میں مقبولیت میں سب سے بڑھ کر ہے۔ اس کے بعض ایڈیشن ''عقد الجوھر فی مولد النبی الازھر'' اور ''مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' ناموں سے شائع ہوئے اور متعدد شروح، اختصار لکھے وتیار کیے گئے۔ نیز نظم میں ڈھالا گیا۔ تین سے زائد اردو تراجم ہوئے، جن میں پروفیسر مولانا محمد نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) کا ترجمہ وحواشی مع متن کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۷ء کو لاہور سے شائع ہوا۔

محدث حجاز کے ہاں منعقدہ محافل میں مولود برزنجی پڑھنے کا خاص اہتمام رہا، نیز اسے ''باقۃ عطرۃ'' نامی کتاب میں شامل وشائع کرایا۔ آپ کے والد نیز بھائی کی اسناد مولود برزنجی، المحفوظ المروی کے آخر میں درج ہیں۔[الاعلام، جلد۲،

صفحہ ۱۲۳/ضیائے حرم، شمارہ جولائی ۱۹۷۷ء، صفحہ ۹۳/المحفوظ المروی، صفحہ ۳۵۲ تا ۳۵۳/نعت، شمارہ ستمبر ۱۹۹۱ء، صفحہ ۲۰ تا ۳۹/نور الحبیب، شمارہ اگست، ستمبر ۱۹۹۳ء، صفحہ ۹۹ تا ۱۰۰/شمارہ نومبر ۲۰۰۶ء، صفحہ ۵۹]

۲۰۸.....ڈاکٹر شیخ محمد بسام زین خود بھی جید عالم دین ہیں، انہوں نے یکم دسمبر ۲۰۰۶ء کو دبئی کی مرکزی مسجد میں اتحاد بین المسلمین کے موضوع پر خطبہ جمعہ دیا، نیز امامت فرمائی، جسے سماء دبئی وغیرہ نے براہ راست نشر کیا اور ۴ مئی ۲۰۰۷ء کو مسجد راشدیہ کبیر دبئی میں تجارت کے اصول اور خریدار کے حقوق پر خطبہ جمعہ دیا، اسے بھی مذکورہ چینل نے براہ راست پیش کیا۔

۲۰۹.....شیخ احمد کفتارو اکیڈمی دمشق، ملک شام کے مشہور عالم ومرشد شیخ احمد بن محمد امین کفتارو رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے، جو دمشق کے کرد گھرانہ میں ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء کو پیدا ہوئے اور وہیں ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء کو وفات پائی۔ شافعی عالم، نقشبندی مجددی سلسلہ کے مرشد، اسلامی مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان مکالمہ ومفاہمت اور اتحاد کے داعی کبیر، مشرق ومغرب کے لاتعداد علمی سفر کیے۔ ان کے والد شیخ محمد امین بن موسی کفتارو رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء) بھی دمشق کے اہم شافعی عالم ونقشبندی مجددی سلسلہ کے مرشد وصاحب تصنیف تھے۔ شیخ احمد کفتارو والد کی جگہ مسجد ابی النور کے امام وخطیب ومدرس ہوئے، نیز دمشق کی تاریخی ومرکزی مسجد اموی وغیرہ میں درس دینے لگے اور ۱۹۴۹ء کو "رابطة علماء شام" کی تاسیس میں حصہ لیا۔ بعد ازاں اس کے نائب صدر رہے، پھر ۱۹۵۱ء کو حکومت نے دمشق شہر کے مفتی اور ۱۹۶۴ء میں ملک بھر کے مفتیٔ اعظم بنائے، جس پر اپنی وفات تک خدمات انجام دیں۔ مسجد ابی النور سے آپ کی وابستگی آخر دم تک جاری رہی، اس دوران لیبیا کے صدر معمر قذافی کی مالی معاونت سے اس مسجد کو وسعت دے کر چھ منزلہ عمارت میں شریعت کالج ودیگر رفاہی ادارے قائم کیے گئے، جسے اب شیخ احمد کفتارو اکیڈمی وکمپلیکس کا نام دیا گیا ہے، جس میں ملک بھر کے پانچ ہزار اور مزید ساٹھ ممالک کے ایک ہزار طلباء وطالبات

زیر تعلیم ہیں۔ عرب وعجم کی متعدد جامعات نے شیخ احمد کفتارو کو پی ایچ ڈی کی اعزازی اسناد پیش کیں، نیز حکومت پاکستان نے ۱۹۶۸ء کو نشان پاکستان اور حکومت مصر نے ۱۹۹۸ء کو تمغہ درجہ اوّل پیش کیا، مزید ایوارڈ بھی ملے۔ آپ طلباء و احباب کو "مکتوبات امام ربانی" کے مطالعہ کی وصیت کیا کرتے، ان کی نقشبندی مجددی سلسلہ میں سند اور والد گرامی سے اجازت وخلافت کی سند کا عکس "المنهج الصوفی" میں دیا گیا ہے۔ عید میلاد النبی ﷺ کی مناسبت سے دار الحکومت دمشق میں منعقد ہونے والی مرکزی محفل میں مفتیٔ اعظم شیخ احمد کفتارو ملک کے صدر کے ساتھ ہمیشہ شریک ہوتے رہے۔ ان کے حالات وخدمات پر زندگی میں ہی متعدد کتب شائع ہوئیں، جیسا کہ ڈاکٹر محمد حبش کی الشیخ احمد کفتارو و منهجه فی التجدید و الاصلاح، شیخ عماد نداف کی الشیخ احمد کفتارو یتحدث نیز ڈاکٹر محمد شریف کی المنهج الصوفی فی فکر و دعوة سماحة الشیخ احمد کفتارو جو ۱۹۹۹ء کو ۴۷ صفحات پر چھپی اور شیخ زاہد ابوداؤد نے ریڈیو تقاریر کو جمع و مرتب کیا، جو من هدی القرآن الکریم نام سے شائع ہوئی۔ ان دنوں آپ کی ویب سائٹ بھی فعال ہے۔ محدث حجاز شیخ سید محمد بن علوی مالکی اور مفتیٔ اعظم شام شیخ احمد کفتارو کے درمیان تبلیغی وعلمی میدان میں روابط استوار تھے۔ [ذیل الاعلام، جلد۳، صفحہ ۱۸ تا ۱۹/ ضیائے حرم، شمارہ جون ۲۰۰۱ء، صفحہ ۱۹ تا ۲۰/ المنهج الصوفی، صفحہ ۱۱۶ تا ۱۱۷، ۱۶۹ تا ۱۷۱/ ویب سائٹ www.kuftaro.org]

۲۱۰......سولہویں پوپ کے اس مذموم لیکچر کے چند ہفتے بعد ترکی کا دورہ طے تھا، جو پوپ بننے کے بعد کسی اسلامی ملک میں ان کی اوّلیں آمد تھی۔ اس موقع پر ترکی کے عوام نے پوپ کی اسلام بارے رائے کو مسترد کرتے ہوئے بڑے پیمانہ پر احتجاج و مذمت کی اور ملک میں آمد منسوخ کرنے کا مطالبہ کیا۔ اس سلسلہ کا سب سے بڑا اجتماع ان کے دورہ سے دو روز قبل ۲۶ نومبر ۲۰۰۶ء، بروز اتوار کو استنبول شہر کے یورپی حصہ میں واقع شازیان میدان میں ہوا، جس کا اہتمام ملک کی اہم سیاسی جماعت

''سعادت'' نے کیا، نیز دیگر جماعتوں وتنظیموں نے شرکت کی۔ مقررین نے پوپ کے دورہ کی مخالفت، نیز لیکچر کی بھرپور مذمت کی اور مغربی دنیا کی طرف سے جاری مہم کہ استنبول کا قدیم نام بحال اور ایا صوفیہ کو گرجا میں تبدیل کیا جائے، ان مطالبات و دباؤ کی مخالفت و مذمت کی۔ علاوہ ازیں ترکی حکومت پر زور دیا کہ ایا صوفیہ کو عجائب گھر سے واپس مسجد کے طور پر بحال کرے، جیسا کہ یہ فاتح استنبول سلطان محمد بن مراد دوم رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۸۸۶ھ/ ۱۴۸۱ء) کے دور سے پانچ صدیوں بعد عثمانی خلافت کے کلی خاتمہ تک تھی۔ اس عظیم الشان ومنظم اجتماع سے سعادت پارٹی کے صدر رجائی طوقان وغیرہ زعماء نے خطاب کیا۔ ترکی کے سابق وزیراعظم نجم الدین اربکان، جن کی سیاسی سرگرمیوں پر عدالت نے پابندی وگھر میں نظر بند کر رکھا ہے، انہوں نے بذریعہ ویڈیوفون خطاب کیا، جس میں پوپ کے قول کی مذمت کے علاوہ ترکی کے یورپی یونین میں شمولیت کے لیے جاری کوششوں کو مسترد کیا۔ ''الجزیرة مباشر'' نامی ٹیلی ویژن چینل نے اجتماع کی مکمل کارروائی عربی ترجمہ کے ساتھ براہ راست نشر کی۔ وہاں پر موجود چینل کے نمائندہ نے شرکاء مردوخواتین کی تعداد پانچ لاکھ سے زائد بتائی، جب کہ سعادت پارٹی کے ترجمان نے دس لاکھ کے قریب بیان کی۔

۲۱۱...... شیخ عمر بن حفیظ شافعی، مدرسہ دار المصطفیٰ تریم حضرموت یمن کی نظامت کے ساتھ دیگر ذرائع سے اشاعت اسلام میں مشغول ہیں۔ آپ موجودہ دور کے اہم نعت گو شعراء میں سے ہیں۔ تین مارچ ۲۰۰۶ء کو ابوظبی میں تھے، جہاں مسجد ولی عہد شیخ محمد بن زاید میں نماز جمعہ کی امامت وخطابت فرمائی اور ''تجارت کے اسلامی اصول'' پر خطبہ دیا، جسے الامارات نے براہ راست نشر کیا۔ اسی شام مذکورہ چینل کے مقبول پروگرام ''و ذکر'' میں تشریف لائے، جس میں سانحہ ڈنمارک کے تناظر میں ''محبة الرسول ﷺ و وحدة الامة'' کے موضوع پر گفتگو فرمائی۔ آٹھ دسمبر ۲۰۰۶ء کو پھر ابوظبی میں تھے، اس روز مسجد سلطان بن زاید اوّل میں خطبہ جمعہ دیا، جس کا موضوع ''اللہ تعالیٰ کے حقوق'' تھا۔ جنوری ۲۰۰۱ء کو آپ عالمی میلاد کانفرنس میں شرکت کی غرض سے

کراچی تشریف لائے۔مدرسہ دار المصطفیٰ کی ویب سائٹ فعال اور اس کا پتہ یہ ہے،
www.daralmostafa.com

۲۱۲......شہید العصر شیخ احمد یاسین کے حالات پر متعدد کتابیں شائع ہو چکی ہیں، سات کے نام یہ ہیں: احمد یاسین الظاهرة المعجزة و اسطورة التحدی، شیخ احمد بن یوسف، طبع دوم ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء، دار الفرقان عمان اردن، کل صفحات ۱۳۸/ احمد یاسین اسطورة الصمود و التحدی، شیخ مسعد خیری و بہاء الدین ابراہیم، طبع اوّل ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء، مکتبہ وهبة قاہرہ، کل صفحات ۱۶۸/ احمد یاسین شهید ایقظ امة، شیخ عامر شماخ، طبع اوّل ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء، دار التوزیع قاہرہ، کل صفحات ۱۵۸/ احمد یاسین قعید اهتز تحت کرسیه العالم، شیخ عبد الناصر محمد مغنم، طبع اوّل ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء، الدار الاسلامیہ، کل صفحات ۲۰۰/ شذ الریاحین من سیرت و استشهاد الشیخ احمد یاسین، ڈاکٹر سید بن حسین عفانی، طبع اوّل ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء، مکتبہ آفاق غزہ فلسطین، کل صفحات ۱۲۳۱، دو جلد/ شهید فلسطین احمد یاسین شهادات من وحی الشهادة، مختلف اہل قلم کے مضامین کا مجموعہ، طبع اوّل ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء، مرکز الاعلام العربی جیزہ مصر، کل صفحات ۳۵۲/ زمن احمد یاسین الشیخ عند ما یقاوم حیاة الشیخ احمد یاسین و حرکته حماس دراسة، شیخ عماد نداف، طبع اوّل ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۴ء، دار الرشید دمشق و بیروت، کل صفحات ۱۵۷/ علاوہ ازیں الجزیرة ٹیلی ویژن چینل نے طویل انٹرویو نشر کیا جو احمد منصور نے لیا۔ بعد ازاں یہ کتابی صورت میں الشیخ احمد یاسین شاهد علیٰ عصر الانتفاضہ نام سے دار ابن حزم بیروت نے شائع کیا۔

۲۱۳......شیخ سید علی جفری کی ویب سائٹ کا پتا: www.alhabibali.com

۲۱۴......دمشق کا "نور میڈیا" نامی ادارہ شیخ جفری کی تقاریر کے سی ڈی وغیرہ شائع کرتا ہے۔

۲۱۵...... شیخ شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد ابن حجر ہیتمی انصاری رحمۃ اللہ علیہ

(وفات ۹۷۴ھ/ ۱۵۶۷ء) مصر کے مقام ہیتم میں پیدا ہوئے پھر مکہ مکرمہ ہجرت کی اور وہیں وفات پائی۔ شیخ الاسلام، محدث، فقیہ شافعی، صوفی کامل، محقق و مورخ، کثیر التصانیف، جن میں سے چند شائع ہوئیں۔ مکہ مکرمہ کی خاتون پروفیسر لمیاء بنت احمد شافعی (پیدائش ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۴ء) نے آپ کے احوال و آثار پر ام القریٰ یونی ورسٹی سے پی ایچ ڈی کی۔ ان کا مقالہ ''ابن حجر الهيتمي المكي و جهوده في الكتابة التاريخية'' عنوان سے ۱۹۹۸ء کو مصر سے ۴۸۰ صفحات پر شائع ہوا اور ڈاکٹر امجد رشید محمد علی نے ۱۴۲۰ھ کو اردن یونی ورسٹی سے ''الامام ابن حجر الهتيمي و اثره في الفقه الشافعي '' مقالہ پر ایم فل کیا، جس کی اشاعت کی راقم کو خبر نہیں۔

گورنمنٹ کالج جہلم کے پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اشفاق جلالی ﷾ نے ان کے احوال پر اردو مضمون ''امام ابن حجر الهيتمي رحمۃ اللہ علیہ '' لکھا، جو السعید میں چھپا۔ اورینٹل کالج لاہور کے پروفیسر خالق داد نے ابن حجر ہیتمی کی شرح شمائل ترمذی ''اشرف الوسائل الى فهم الشمائل '' پر تحقیق و تخریج انجام دے کر پی ایچ ڈی کی۔ مولانا محمد ظفر الدین بہاری نے ''الخيرات الحسان في مناقب الامام الاعظم ابي حنيفه النعمان '' کا اردو ترجمہ کیا، جو کلکتہ اور فیصل آباد نیز استنبول سے شائع ہوا۔ اس کا دوسرا ترجمہ مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳ء) نے کیا، جو کراچی سے چھپا۔ پروفیسر محمد طفیل سالک فضلی نے کتاب ''النعمة الكبرىٰ على العالم بمولد سيد ولد آدم '' کا اردو ترجمہ کیا، جو متن کے ساتھ قادری کتب خانہ سیال کوٹ نے شائع کی۔ ایک اور تصنیف ''الزواجر عن اقتراف الكبائر '' کا ترجمہ بمبئی و مدراس نیز کراچی سے چھپا۔ مولانا عبد الحکیم شرف قادری نے ایک تصنیف میں تحریف کی نشان دہی پر اردو مضمون ''محافل میلاد اور غیر مستند روایات'' لکھا، جو اعلیٰ حضرت وغیرہ رسائل پاک و ہند میں شائع ہوا۔ ایک تصنیف ''الجوهر المنظم في زيارة القبر الشريف النبي المكرم ﷺ '' کا عربی ایڈیشن مکتبہ قادریہ لاہور نے شائع کیا۔ دو تصانیف ''الفتاوىٰ الحديثية'' نیز ''النعمة الكبرىٰ على

العالم بمولد سید ولد آدم'' کا کمپیوٹرائیڈیشن یک جا کراچی سے مطبوع و ان دنوں دست یاب ہے۔ خطۂ ہند کے پانچ سے زائد اکابر علماء کرام نے سفرِ حج وزیارت کے دوران علامہ ابن حجر ہیتمی سے براہ راست اخذ کیا تھا۔

محدث حجاز کی سند تصنیفات ابن حجر ہیتمی، اتحاف العشیرۃ نیز المحفوظ المروی میں درج ہے۔ [اتحاف العشیرۃ، صفحہ ۲۴۳ تا ۲۴۵/ اعلیٰ حضرت، شمارہ دسمبر ۱۹۹۰ء، صفحہ ۲۷ تا ۲۹، ۱۳۴/ اعلام المکیین، جلد ۱، صفحہ ۳۵ تا ۳۶/ الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۲۳۴/ تذکرہ علمائے ہند، صفحہ ۱۵۵، ۱۶۶، ۲۰۷، ۲۴۱، ۴۴۰/ الجوھر المنظم، صفحہ ۹ تا ۲۰/ حیات ملک العلماء، صفحہ ۲۹ تا ۳۰/ السعید، شمارہ اکتوبر ۲۰۰۰ء، صفحہ ۲۲ تا ۲۴/ العمدۃ، صفحہ ۱۷ تا ۱۸/ محسن اہل سنت، صفحہ ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۷/ المحفوظ المروی، صفحہ ۱۹۹، ۲۳۴، ۲۷۱/ مختصر نشر النور، صفحہ ۱۲۲ تا ۱۲۴/ مراٰۃ التصانیف، جلد ۱، صفحہ ۲۰۳، ۲۰۵/ معجم المطبوعات العربیۃ فی شبہ، صفحہ ۱۲۰، ۵۱۴/ معجم المؤرخین، صفحہ ۱۱۶ تا ۱۱۷/ معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی، صفحہ ۵۶/ معجم المؤلفین، جلد ۱، صفحہ ۲۹۳ تا ۲۹۴/ نظم الدرر، صفحہ ۴ تا ۵]

۲۱۶..... قصیدہ بردہ کا اصل نام ''الکواکب الدریۃ فی مدح خیر البریۃ'' ہے اور یہ امام ابوعبداللہ شرف الدین محمد بن سعید بوصیری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۶۹۶ھ/ ۱۲۹۶ء) کی تخلیق، جن کا مزار مصر کے شہر اسکندریہ میں واقع ہے۔ یہ صحابی رسول حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ (وفات ۲۶ھ/ ۶۴۵ء) کے نعتیہ قصیدہ بانت سعاد کے بعد پوری اسلامی تاریخ میں لکھے گئے نعتیہ کلام میں سب سے بڑھ کر مقبول ہوا۔ عرب وعجم کے اکابر علماء کرام نے اس کا سلسلہ روایت اپنی تصانیف میں درج کیا، اس پر حواشی، شروح، تعلیقات لکھیں اور تضمینیں موزوں کیں، تحقیق انجام دی اور دفاع و شرعی دلائل پر مستقل کتب لکھیں نیز دیگر زبانوں میں نظم ونثر میں تراجم کیے۔ اسے خوشی وغم اور دیگر محافل ومواقع پر پڑھنے نیز حفظ کرنے کی ترغیب دی اور خوب صورت رنگوں وسونے کے پانی سے لکھا ومزین کیا گیا۔ علاوہ ازیں اس کے

اثرات ومقبولیت بارے مستقل کتب لکھی گئیں۔ چند برس قبل دار الکتب العلمیة بیروت نے شیخ علی نجیب عطوی کی کتاب ''البوصیری، شاعر المدائح النبویة و علمھا'' شائع کی، جس میں آپ کے حالات دیے گئے۔ ادھر بغداد سے طبع ہونے والے ماہ نامہ ''التربیة الاسلامیة'' میں الحاج محمد بوتان جیاووک کا مضمون ''البوصیری'' شائع ہوا۔

قصیدہ بردہ کا فرنچ زبان میں ترجمہ ۱۸۹۴ء کو پیرس سے، اطالوی میں ۱۹۰۱ء کو فلورنس سے چھپا۔ نیز انگریزی وجرمن وغیرہ یورپی زبانوں میں تراجم ہوئے۔

اسلامی ادب کی چار اہم زبانوں، عربی، فارسی، ترکی، اردو میں لکھی گئی چھوٹی بڑی شروح کی تعداد ایک سو سے زائد ہے۔ شیخ الاسلام ابن حجر ہیتمی مکی کی شرح پیش نظر ہے اور چودھویں صدی ہجری میں لکھی گئی عربی تفاسیر میں سب سے اہم تفسیر ''التحریر و التنویر'' المعروف بہ تفسیر ابن عاشور کے مؤلف وتیونس کے شیخ الاسلام شیخ محمد طاہر بن عاشور مالکی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء) کے دادا نقیب الاشراف تیونس شیخ محمد طاہر بن محمد شاذلی عاشور رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۸۴ھ/ ۱۸۶۸ء) نے قصیدہ بردہ کی شرح ''شفاء القلب الجریح'' لکھی، جو ۱۲۹۶ھ میں شائع ہوئی تھی۔ اب حجازی عالم ڈاکٹر شیخ عمر بن عبداللہ کامل نے اس شرح کو مختصر کیا نیز حواشی لکھے اور یہ ''البسلم المریح من شفاء القلب الجریح'' نام سے ۲۰۰۴ء کو بیروت سے ۳۷ صفحات پر طبع ہوئی۔

مدارس وجامعات کے طلباء کی ضرورت کے پیش نظر دمشق کے ماہر لغت شیخ محمد یحییٰ حلو نے پروفیسر شیخ محمد علی حمداللہ کی معاونت سے قصیدہ بردہ کی لغوی پہلو سے شرح ۱۹۹۹ء میں مکمل کی، جو ''البردة، شرحاً و اعراباً و بلاغةً ،لطلاب المعاھد و الجامعات'' نام سے ۲۳۷ صفحات پر ۲۰۰۵ء کو تیسری بار شائع ہوئی۔

دمشق کے مشہور عالم شیخ ابوالبرکات بدر الدین محمد بن محمد رضی الدین شافعی غزی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۹۸۴ھ/ ۱۵۷۷ء) کی ''الزبدة فی شرح البردة'' شیخ عمر

موسیٰ پاشا کی تحقیق کے ساتھ ۱۹۷۲ء کو الجزائر سے چھپی۔ مکہ مکرمہ کے اہم عالم ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۶ء) کی عربی شرح بھی اسی نام سے ہے، جو خیر پور سندھ پاکستان سے شائع ہوئی۔ ادھر مصر میں اپنے دور کے امیر الشعراء احمد شوقی رحمۃ اللہ علیہ نے تضمین "نہج البردۃ" لکھی، جو مقبول زمانہ ہوئی۔ ایک اور تضمین ازہر یونی ورسٹی میں لغت کے استاذ ڈاکٹر عبدالغفار حامد ہلال نے موزوں کی، جو عین شمس یونی ورسٹی قاہرہ میں ادب کے استاذ ڈاکٹر حسن بنداری کی تقدیم کے ساتھ ۲۰۰۶ء کو قاہرہ سے "نهج البردة، البُرأة" نام سے ۹۶ صفحات پر چھپی۔

بغداد کے مشہور عالم شیخ داؤد بن سلیمان جرجیس شافعی نقشبندی مجددی خالدی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۲ء) نے قصیدہ بردہ کے دو اشعار یا اکرم الخلق.............. کے دفاع و توضیح میں مستقل کتاب "نحت حديد الباطل و بردة فی ادلة الحق الذابة عن صاحب البردة" لکھی، جو حال ہی میں ۱۰۶ صفحات پر چھپی۔ اس کے مطالعاتی جائزہ پر شیخ عبدالحمید حمید کی کتاب "بردة البوصيري بتلمسان" مراکش کے شہر فاس سے چھپی۔ اور شیخ عبدالعال حماصی کی "البوصيري المادح الاعظم للرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" قاہرہ سے ۱۹۷۸ء کو ۶۴ صفحات پر طبع ہوئی۔ بعد ازاں ۱۹۹۳ء کو مکتبہ الهداية بیروت نے ایک ایڈیشن ۸۰ صفحات پر شائع کیا نیز دار البشائر الاسلامية بیروت نے بھی طبع کرائی۔

قاہرہ کے ڈاکٹر محمد رجب نجار کی تحقیقی کتاب "بردة البوصيري قراءة ادبية و فولكلورية" کویت سے ۱۹۸۶ء میں شائع ہوئی، جس کا تعاف اخبار "المسلمون" میں "المدائح النبوية رحلة الى الاماكن المقدسة" عنوان سے چھپا۔ مصر کے محمد سید گیلانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء) نے امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و شاعری پر تحقیق انجام دے کر ۱۹۵۳ء کو قاہرہ یونی ورسٹی سے ایم فل کیا۔ ڈاکٹر شیخ سعید بن احرش نے آٹھویں و نویں صدی ہجری کو مراکش و سپین میں قصیدہ بردہ کے رواج و مقبولیت پر تحقیق انجام دے کر تطوان یونی ورسٹی مراکش سے پی ایچ ڈی کی۔

مراکش کے بادشاہ سید حسن دوم مرحوم کے حکم پر ان کا مقالہ وزارت اوقاف نے ۱۹۹۸ء کو ''بردة البوصيري بالمغرب و الاندلس خلال القرنين الثامن و التاسع الهجريين آثارها العلمية و شروحها الادبية ''عنوان سے ۶۳۶ صفحات پر شائع کیا، جس پر ملک کے وزیر اوقاف و عالم جلیل ڈاکٹر شیخ عبدالکبیر علوی مدغری حفظہ اللہ نے تقدیم لکھی۔ علاوہ ازیں تیونس کے اہم عالم شیخ محمد شاذلی نیفر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''البوصيري ''زیتونہ یونی ورسٹی تیونس نے ۱۹۵۲ء کو شائع کی، جنھوں نے بعد ازاں محدث حجاز کی شہرہ آفاق کتاب مفاهيم يجب ان تصحح پر تقریظ لکھی اور ڈاکٹر محمد علی البار کی البوصيري، شاعر و المدائح النبوية و مرأة عصره، جدہ سے ۲۰۰۸ء کو ۱۵۹ صفحات پر شائع ہوئی۔

عرب دنیا کے متعدد ٹیلی ویژن چینل قصیدہ بردہ کے منتخب اشعار آئے دن نشر کرتے رہتے ہیں، جیسا کہ اقراء پر اٹھائیس ستمبر ۲۰۰۵ء کو عشاء کے بعد دس متشرع نوجوانوں نے مل کر ترنم سے چند اشعار پیش کیے اور اسی چینل پر پچیس مارچ ۲۰۰۶ء کو بوقت عصر، تیرہ افراد جو ایک جیسا لباس و ٹوپی پہنے ہوئے تھے، انہوں نے مل کر ترنم سے اشعار پڑھے۔ یہ مؤدب کھڑے اور ان میں سے چار دف بجا رہے تھے۔ اور سترہ نومبر ۲۰۰۶ء کو نماز جمعہ سے قبل ''الاردنية'' چینل پر ایک نعت خواں نے چند اشعار سنائے۔ مراکش کے ''المغربية'' چینل نے رمضان ۱۴۲۷ھ کو قصیدہ بردہ کی عربی وجدید شرح روزانہ نشر کی، اس کی ہر قسط تقریباً پندرہ منٹ کی اور میزبان چند اشعار کی شرح لغوی و دیگر پہلو سے عرض کرتے، آخر میں چھ مراکشی نعت خوان، جو ایک جیسا لباس زیب تن کیے ہوتے، آلات موسیقی کے ساتھ وہی اشعار مل کر ترنم سے پڑھتے۔ رمضان کے خاتمہ پر مطابق ۲۳/اکتوبر ۲۰۰۶ء کو اس کی ۲۵ ویں قسط نشر کی گئی اور ابھی شرح نامکمل تھی۔ یہ افطار کے اوقات میں پیش کی جاتی رہی۔ مزید برآں مراکشی صحراء کے شہر آسفی کے ایک پانچ ستارہ ہوٹل کے وسیع ہال میں مشہور دینی وملی گلوکار الحاج محمد بجدوب کے ساتھ

ایک شام منائی گئی، جس میں انہوں نے ''الفرقة الاحمدية في مدح الخير البرية'' نامی اپنے تیس کے قریب نعت خواں ساتھیوں اور دف کے ساتھ حمدیہ ونعتیہ کلام پیش کرتے ہوئے قصیدہ بردہ کے منتخب اشعار پڑھے اور سماں باندھ دیا۔
اس طویل محفل کی ریکارڈنگ المغربیة چینل نے چار مئی ۲۰۰۷ء، بروز جمعہ کو رات گئے نشر کی۔ اور دینی تعلیمات کے لیے مختص حکومت مراکش کے ٹیلی ویژن چینل، قناة محمد السادس للقرآن الكريم جو''السادسه'' کے مختصر نام سے جانا جاتا ہے، اس پر جمعہ کے دن ۲۹ رجون ۲۰۰۷ء کو عشاء کے بعد مراکش وموریتانیہ کے العیون اور رباط نامی نعت خوانوں کے گروہ نے قصیدہ بردہ وہمزیہ کے منتخب اشعار ترنم سے مل کر پڑھے، جن سے قبل اجتماعی آوازوں میں تلاوت قرآن مجید کی۔
قصیدہ بردہ، پاک وہند کے بعض دینی مدارس کے نصاب میں شامل ہے، جب کہ حزب القادریة لاہور نے ۱۹۹۷ء کو عربی متن ''بردة المديح'' نام سے پچاس صفحات پر طبع کرا کے عرب وعجم میں تقسیم کیا اور ملا علی قاری کی مذکورہ بالا شرح پہلی بار پاکستان سے شائع ہوئی، نیز دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ کے حافظ محمد افضل منیر نے اس شرح کا اردو ترجمہ کیا جو ۲۹۶ صفحات پر لاہور سے شائع ہوا، جو ان دنوں دستیاب ہے۔ قبل ازیں گیارہویں صدی ہجری کے عالم ونقشبندی جامی سلسلہ کے مرشد، ہندوستان کے صوبہ گجرات کے باشندہ مولانا سید غضنفر بن جعفر حسینی نہروالی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح لکھی، جس کا قلمی نسخہ ۱۵۹ صفحات پر مشتمل، کتب خانہ گنج بخش اسلام آباد میں محفوظ ہے۔ نیز قاضی القضاۃ وصاحب تفسیر البحر المواج مولانا شہاب الدین احمد بن شمس الدین عمر دولت آبادی، جون پوری (وفات ۸۴۹ھ/ ۱۴۴۵ء)، مفسر قرآن مولانا عیسیٰ جند اللہ بن قاسم برہان پوری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۰۳۱ھ/ ۱۶۲۲ء) اور مولانا ابو البرکات تراب علی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۸۱ھ/ ۱۸۶۴ء) نے فارسی شروح لکھیں۔
مغل فرماں روا شاہ محمد معظم عالم بہادر شاہ بن محمد اورنگ زیب عالم گیر (وفات ۱۱۲۴ھ/ ۱۷۱۲ء) کے حکم پر مولانا محمد شاکر بن عصمت اللہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

(وفات ۱۱۳۳ھ/۲۱۷۱ء) نے شرح لکھی۔
مولانا محمد عزیز الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲۹۷ھ کو قصیدہ بردہ کی تخمیس وشرح فارسی، اردو، پنجابی میں "نظم الورع" لکھی، جو بمبئی سے ۱۱۶ صفحات پر ۱۳۰۱ھ کو چھپی۔
مولانا نور بخش توکلی نے عربی و اردو میں دو شروح لکھیں، ان کی عربی شرح "العمدة" لاہور سے ۱۳۳۹ھ کو ۲۴۹ صفحات پر چھپی اور اردو شرح بھی لاہور سے طبع ہوئی۔ مولانا محمد عبد المالک کھوڑوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء) کی "حسن الجردة فی شرح القصیدة البردة" اردو میں ۲۴۸ صفحات پر قصور سے شائع ہوئی۔ مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء) کی اردو شرح "طیب الوردہ" چار سو صفحات پر لاہور سے شائع ودستیاب ہے۔
علاوہ ازیں مولانا قاضی ارتضٰی علی خان مدراسی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء)، مولانا مفتی غلام مرتضٰی میانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۸ء)، مولانا جان محمد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۶۸ھ/ ۱۸۵۱ء) اور مولانا فیض احمد اویسی بہاول پوری حفظہ اللہ نے قصیدہ بردہ کے الگ الگ تراجم حواشی وشروح لکھیں۔ عبد اللہ بلال صدیقی و حافظ محمد افضل منیر نے اسے اردو نظم میں ڈھالا، جو الگ الگ شائع ہوئیں۔
مولانا محمد کریم سلطانی کا ترجمہ "جمال البردة" لاہور سے مطبوع ودست یاب ہے۔
ڈاکٹر مہر عبد الحق کا سرائیکی وغیرہ زبانوں میں منظوم ترجمہ ۱۹۷۸ء کو ملتان سے چھپا۔
علاوہ ازیں مولانا ابراہیم، ملا محمد جمال، مولانا غلام حیدر، شیخ فیض اللہ بھائی، مولانا محمد عبد القیوم، محمد حسین خان، فضل احمد عارف، علی محسن صدیقی وغیرہ کے اردو، فارسی، انگریزی تراجم بھی بمبئی، دہلی، لکھنؤ، لاہور، کراچی، مدراس وغیرہ سے چھپے۔
اے آرانجم کا انگریزی ترجمہ ۱۴۴ صفحات پر لاہور سے مطبوع وان دنوں دستیاب ہے۔
مولانا محمد امداد حسین پیرزادہ نے منتخب اشعار کا انگریزی ترجمہ کیا، جو جامعہ الکرم ایٹن ہال برطانیہ نے ۱۹۹۹ء میں شائع کیا۔
علاوہ ازیں پروفیسر عبد الباری صدیقی کا مضمون "شان مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم اور قصیدہ بردہ"

نیز علامہ محمد اقبال نقشبندی کا ''حب رسول اللہ ﷺ اور قصیدہ بردہ'' ضیائے حرم میں چھپے۔
اسی رسالہ میں ایک اور مضمون ''حضرت سیدنا امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ'' کے عنوان سے طبع ہوا۔
مولانا محمد محب اللہ نوری مدظلہ (پیدائش ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۸ء) نے امام بوصیری کے مزار کا آنکھوں دیکھا حال اپنی کتاب میں درج کیا۔ موجود دور میں پاکستان کے مختلف اردو ٹیلی ویژن چینلو پر قصیدہ بردہ کے منتخب اشعار قاری خوشی محمد ازہری رحمۃ اللہ علیہ نیز پروفیسر عبدالرؤف رؤفی وغیرہ کی آواز میں ربیع الاوّل ورمضان وغیرہ مبارک ایام میں پیش کیے جاتے ہیں، نیز چند اشعار کا سات زبانوں میں منظوم ترجمہ ترنم سے نشر ہوتا ہے۔
پاکستان کے مقبول اسلامی چینل QTV نے ۸/ جون ۲۰۰۹ء کو ظہر کے بعد ایک پروگرام ''خوشبوئے حسان'' پیش کیا، جس کا موضوع قصیدہ بردہ اور ڈاکٹر اسحاق منصوری نیز ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اس کے محاسن پر گفتگو اور نعت خواں مکرم علی خان نے منتخب اشعار ترنم سے پیش کیے۔ آدھ گھنٹہ سے زائد اس پروگرام کے میزبان تسلیم احمد صابری تھے۔

محدث حجاز کی سند قصیدہ بردہ، الطالع السعید نیز المحفوظ المروی میں درج ہے۔ [الاعلام، جلد ۶، صفحہ ۱۳۹/ تجدید الفکر الدینی، صفحہ ۱۰۱ تا ۱۰۲/ تذکرہ علمائے ہند، صفحہ ۱۰۸، ۱۳۸، ۱۴۵، ۳۶۰، ۵۰۴، ۵۱۶/ التربیۃ الاسلامیۃ، شمارہ دسمبر ۱۹۷۵ء، صفحہ ۲۵ تا ۲۷/ چند روز مصر میں، صفحہ ۱۱۷ تا ۱۲۲/ ضیائے حرم، شمارہ مارچ ۱۹۹۵ء، صفحہ ۹۷ تا ۸۴، شمارہ جنوری ۱۹۹۶ء، صفحہ ۱۷ تا ۲۲، شمارہ نومبر ۱۹۹۶ء، صفحہ ۹۵، شمارہ دسمبر ۲۰۰۴ء، صفحہ ۲۵ تا ۳۲/ الطالع السعید، صفحہ ۱۰۸/ علم کے موتی، صفحہ ۴۹، ۸۹/ المحفوظ المروی، صفحہ ۳۲۳/ مراءۃ التصانیف، جلد ۱، صفحہ ۱۰۷، ۱۱۳، ۱۲۰، ۱۴۸، ۱۴۹، ۲۸۳، ۲۸۷/ المسلمون، شمارہ ۱۳/ مئی ۱۹۸۸ء، صفحہ ۹/ معجم البابطین، جلد ۹، صفحہ ۲۲/ معجم المطبوعات العربیۃ فی شبہ، صفحہ ۶۵ تا ۶۷، ۴۱۴/ معجم المؤلفین، جلد ۳، صفحہ ۳۱۷ تا ۳۱۸/ نحت حدید الباطل، مقدمہ/ نور الحبیب، شمارہ نومبر ۲۰۰۶ء، صفحہ ۵۹/ دیگر ماخذ]

۲۱۷.....فرزدقی ویب سائٹ کا پتا: www.frzdqi.net

۲۱۸.....شیخ سید شیخ جفری کے حالات: الاعلام، جلد۳، صفحہ۱۸۲/معجم المؤلفین، جلد۱، صفحہ۸۲۲

۲۱۹.....شیخ سید علی جفری کے اس دورۂ ہند کی روداد ان دنوں آپ کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔

۲۲۰.....www.mihpirzada.com

۲۲۱.....ڈاکٹر شیخ سید حسام الدین محمد صالح فرفور (پیدائش ۱۳۷۱ھ/ ۱۹۵۱ء) ان دنوں معھد الفتح الاسلامی دمشق میں شعبہ تخصص کے مدیر نیز دمشق یونی ورسٹی میں عربی لغت کے پروفیسر ہیں۔ آپ نے فقہ حنفی کی مشہور و مقبول کتاب حاشیہ ابن عابدین کی پہلی جلد پر تحقیق انجام دے کر ۱۹۹۵ء میں پی ایچ ڈی کی۔ اب عرب محققین کی جماعت آپ کی نگرانی میں بقیہ جلدوں پر تحقیق انجام دے رہی ہے اور ساتھ ہی اشاعت جاری ہے۔ حاشیہ ابن عابدین کے اس محققہ ایڈیشن کی سولھویں جلد ۲۰۰۵ء میں ۶۳۰ صفحات پر شائع ہوئی اور ابھی اشاعت نامکمل تھی۔ ڈاکٹر سید حسام الدین ۱۲ ردسمبر ۲۰۰۶ء کو ملک شام کے "سوریۃ" نامی ٹیلی ویژن چینل کے پروگرام "نفحات من القرآن" میں مہمان و مقرر تھے، جس میں انہوں نے "اسلام دینِ رحمت" پر گفتگو کی۔

فرفور گھرانہ اردو دنیا کے علمی حلقوں میں کسی تعارف کا محتاج نہیں، مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری نے آپ کے والد شیخ صالح فرفور رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۶ء) کی تصنیفات کے اردو تراجم کیے، جو زندہ جاوید خوشبوئیں، سدا بہار خوشبوئیں، ولولہ انگیز خوشبوئیں نام سے شائع ہوئیں، نیز حالات ضیائے حرم میں طبع ہوئے، جب کہ ان کے بیٹے ڈاکٹر شیخ سید شہاب الدین فرفور (پیدائش ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء) نے ۲۵ رمارچ ۲۰۰۶ء کو کراچی میں منعقدہ امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس اور اسی برس ۲۵ رنومبر کو منہاج القرآن مرکزی سیکریٹریٹ لاہور میں ہونے والی غوث اعظم کانفرنس

میں شرکت کی نیز مصنف عبدالرزاق کے گم شدہ حصہ کا جو ایڈیشن لاہور سے چھپا، اس پر ان کی تقریظ درج ہے۔[ضیائے حرم، شمارہ فروری ۱۹۹۶ء، صفحہ ۶۷ تا ۷۳/ محسن اہلِ سنت، صفحہ ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲ تا ۲۱۱/ معارف رضا، شمارہ مئی ۲۰۰۶ء، صفحہ ۵ تا ۸، ۳۴/ منہاج القرآن، شمارہ فروری ۲۰۰۶ء]

۲۲۲...... الضیاء، شمارہ جولائی ۱۹۹۸ء، صفحہ ۶ تا ۹

۲۲۳...... شمالی یمن کے دارالحکومت صنعاء کے باشندے و مشہور محدث و ثقہ، امام عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۲۱۱ھ/ ۸۲۷ء) نے احادیث کا ایک مجموعہ ''المصنف'' نام سے مرتب کیا، جو ائمہ حدیث میں مقبول ہوا۔ اس پر ہندوستان کے عالم مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی (وفات ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء) نے تحقیق انجام دی اور یہ مجلس علمی کراچی نے ۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۲ء تک گیارہ جلدوں میں شائع کی، بعد ازاں المکتب الاسلامی بیروت نے مزید ایڈیشن شائع کیے لیکن یہ نامکمل اشاعت ہے۔
محدث حجاز کی سند مصنف عبد الرزاق، المحفوظ المروی میں درج ہے۔[الاعلام، جلد ۳، صفحہ ۳۵۳/ تتمۃ الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۱۲۵ تا ۱۲۶/ المحفوظ المروی، صفحہ ۱۶۱ تا ۱۶۲/ معجم المطبوعات العربية فی شبه، صفحہ ۲۸۵]

۲۲۴...... الضیاء، شمارہ جولائی ۱۹۹۸ء، صفحہ ۸۲

۲۲۵...... ردود و شبهات، صفحہ ۶۱ تا ۷۱، ۷۳ تا ۹۲

۲۲۶...... الطرق الصوفية و الزوايا بالجزائر، صفحہ ۲۴۴ تا ۲۴۷، ۲۶۷، ۶۳۳، ۶۵۱

۲۲۷...... شیخ محمد متولی شعراوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء) مصر کے مشہور عالم، مفسر، مبلغ، شاعر و صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ جامعہ ازہر میں تعلیم پائی، پھر اسی میں متعدد اعلیٰ مناصب تک پہنچے۔ شریعت کالج مکہ مکرمہ نیز الجزائر میں پروفیسر رہے، پھر مصر کے وزیر اوقاف ہوئے۔ مصری ٹیلی ویژن کے توسط سے قرآن مجید کی تفسیر بذریعہ دروس دنیا بھر تک پہنچائی۔ حکومت مصر اور متحدہ عرب امارات نے مختلف اوقات میں تبلیغ اسلام کی بنیاد پر اعلیٰ ترین ایوارڈ پیش کیے۔ ان کے چہلم

کے موقع پر محکمہ ڈاک نے یادگار ٹکٹ جاری کیا۔ متعدد تصنیفات شائع ہو چکی ہیں، جب کہ "تفسیر الشعراوی" کے نام سے تفسیر کی اشاعت کا سلسلہ تاحال جاری ہے۔ اٹھارہویں جلد طبع ہو چکی، جو سورۃ الروم، پارہ اکیس تک ہے۔ ان کی نماز جنازہ میں دس لاکھ سے زائد افراد شریک ہوئے۔ لاہور سے شائع ہونے والے ماہ نامہ "العلماء" میں آپ کی ایک عربی تحریر "الاسلام بین الرأس مالیة و الشیوعیة" عنوان سے طبع ہوئی۔ [آپ کے حالات پر زندگی میں اور وفات کے بعد متعدد کتب لکھی گئیں اور وفات کے فوری بعد جامعہ ازہر کے رسالہ "الازہر" کی جانب سے "الشعراوی امام الدعاۃ مجدد ھذا القرن" شائع کی گئی۔ علاوہ ازیں ڈاکٹر بہاء الدین ابراہیم نے آپ کی شخصیت پر "امام الدعاۃ" نام سے ڈرامہ قلم بند کیا، جسے مختلف ایام میں عرب دنیا کے اہم ٹیلی ویژن چینل نے قسط وار نشر کیا، جیسا کہ شارجہ ٹیلی ویژن نے اسے تیس اقساط میں روزانہ دکھایا۔ آخری قسط ۱۸/اگست ۲۰۰۳ء کو دکھائی گئی۔ نیز/ ذیل الاعلام، جلد۲، صفحہ ۱۶۸ تا ۱۷۰/ الضیاء، شمارہ جولائی ۱۹۹۸ء، صفحہ ۱۲ تا ۱۳، ۹۷/ العلماء، شمارہ جولائی ۱۹۹۹ء، صفحہ ۳۴ تا ۳۸، دوسری قسط/ معارف رضا، شمارہ جون ۲۰۰۱ء، صفحہ ۲۲/ معجم البابطین، جلد ۱۹، صفحہ ۳۷ تا ۳۹]

۲۲۸...... اصطلاح "زاویہ" کی تعریف و توضیح: الطرق الصوفیة و الزوایا بالجزائر، صفحہ ۲۹۹ تا ۳۰۲

۲۲۹...... شیخ محمد متولی شعراوی کے ان اشعار کی کل تعداد چوبیس اور یہ الطرق الصوفیة و الزوایا بالجزائر، صفحہ ۲۴۶ تا ۲۴۷ پر درج ہیں۔

۲۳۰...... السعید، شمارہ مارچ ۲۰۰۱ء، صفحہ ۳۸ تا ۴۱

۲۳۱...... ضیائے حرم، شمارہ جون ۲۰۰۱ء، صفحہ ۲۳ تا ۲۵

۲۳۲...... ضیائے حرم، شمارہ اگست ۲۰۰۳ء، صفحہ ۱۷ تا ۲۸

۲۳۳...... نور الحبیب، شمارہ جون ۲۰۰۵ء، صفحہ ۲۷

۲۳۴......سوئے حجاز، شمارہ جولائی ۲۰۰۳ء، صفحہ ۳۹ تا ۴۴

۲۳۵......نور الحبیب، شمارہ جولائی ۲۰۰۴ء، صفحہ ۳ تا ۶، شمارہ جنوری ۲۰۰۶ء، صفحہ ۷ تا ۱۹، شمارہ مئی ۲۰۰۶ء، صفحہ ۵۳

۲۳۶......نور الحبیب، شمارہ فروری ۲۰۰۷ء، صفحہ ۳۹ تا ۴۰

۲۳۷......التامل فی حقیقة التوسل، صفحہ ۴۷۳، ۴۸۸

۲۳۸......الضیاء، شمارہ جولائی ۱۹۹۸ء، صفحہ ۴۴ تا ۴۵

۲۳۹......مفاهیم یجب ان تصحح، طبع دہم، صفحہ ۱ تا ۲

۲۴۰......شیخ محمد نور سیف کے حالات پر شیخ ابراہیم محمد بوملحہ نے مستقل کتاب ''الشیخ محمد نور رائد التعلیم فی الامارات'' لکھی، جو ۱۹۹۲ء کو دبئی سے ۳۱۶ صفحات پر شائع ہوئی۔ نیز/ اتمام الاعلام، صفحہ ۲۷۳ تا ۲۷۴، ۳۲۶/ الاحمدیة، شمارہ اگست ۲۰۰۰ء، صفحہ اوّل/ الاسوار المشرفة، صفحہ ۲۲۱ تا ۲۲۴/ تتمة الاعلام، جلد ۲، صفحہ ۱۵۱ تا ۱۵۲/ الجواهر الحسان، جلد ۲، صفحہ ۶۰۷/ جہان مفتی اعظم، صفحہ ۹۹۵ تا ۹۹۶، ۱۰۱۲/ سیدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۱، صفحہ ۲۸، ۳۰، ۴۷ تا ۵۷، ۱۱۹، ۴۷۰، جلد ۲، صفحہ ۴۱۰/ الملف الصحفی، صفحہ ۸۵/ ویب سائٹ www.makkawi.com

۲۴۱......دلیل المؤلفات، صفحہ ۴۳۸/ المدینة المنورة فی آثار، صفحہ ۱۱۸

۲۴۲......مجلہ ''الاحمدیة'' کا چھ نمبر شمارہ، اگست ۲۰۰۰ء کو اعلیٰ طباعتی وسائل سے آراستہ ۳۴۸ صفحات پر شائع ہوا، ناشر دار البحوث للدراسات الاسلامیة و احیاء التراث دبئی

۲۴۳......المنهل، شمارہ اکتوبر، نومبر ۱۹۹۰ء، صفحہ ۱۹۲ تا ۱۹۹

۲۴۴......نثر القلم، صفحہ ۲۳۶

۲۴۵......شیخ حسین غریبی کے حالات: من روادنا، صفحہ ۸۱ تا ۸۴/ هویة الکاتب المکی، صفحہ ۵۵

۲۴۶.....الندوۃ، شمارہ ۳۱ اکتوبر ۲۰۰۰ء، صفحہ ۵

۲۴۷.....علامہ سید احمد بن زینی دحلان کا نام پاک و ہند کی علمی دنیا میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ قاضی مدراس مولانا ارتضا علی خان گوپاموی رحمۃ اللہ علیہ حج و زیارت کے لیے گئے تو علامہ دحلان نے ان کی شاگردی اختیار کی۔ بعدازاں مختلف اوقات میں یہاں کے متعدد مشاہیر علماء نے سفر حج و زیارت کے موقع پر علامہ دحلان سے اخذ کیا۔ آپ کی اہم تصنیف ''الدرر السنیة فی الرد علی الوهابیة'' کے تین سے زائد اردو تراجم ہوئے۔

۲۴۸.....شیخ حسین دحلان کے حالات: اعلام المکیین، جلد ۱، صفحہ ۴۲۵/ سیر و تراجم، حاشیہ، صفحہ ۱۱۰/ مختصر نشر النور، صفحہ ۱۷۹/ نظم الدرر، صفحہ ۱۷۳/ وسام الکرم، صفحہ ۱۵۴

۲۴۹.....شیخ عبداللہ دحلان کے حالات: اعلام المکیین، جلد ۱، صفحہ ۴۲۵ تا ۴۲۶/ الاعلام، جلد ۴، صفحہ ۹۳/ تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، صفحہ ۶۶ تا ۶۷/ الجواهر الحسان، جلد ۲، صفحہ ۴۸۳ تا ۴۸۵/ رجال من مکة المکرمة، جلد ۳، صفحہ ۱۹۶ تا ۲۰۳/ سیر و تراجم، صفحہ ۲۰۸ تا ۲۱۱/ العرب، شمارہ فروری، مارچ ۱۹۷۴ء، صفحہ ۵۴۱، ۵۴۵، ۵۴۵/ مختصر نشر النور، صفحہ ۲۹۴/ معجم المطبوعات العربیة فی المملکة، جلد ۲، صفحہ ۸۸۶ تا ۸۸۷/ مقامات خیر، صفحہ ۴۳۸ تا ۴۳۹/ نشر الدرر، صفحہ ۴۸ تا ۴۹/ نشر الریاحین، جلد ۱، صفحہ ۲۸۵ تا ۲۸۹/ نظم الدرر، صفحہ ۱۹۱/ وسام الکرم، صفحہ ۲۱۲ تا ۲۱۳/ هویة الکاتب المکی، صفحہ ۹۷ تا ۹۸/ ویب سائٹ www.makkawi.com

۲۵۰.....شیخ احمد بن عبداللہ دحلان کے حالات: اعلام المکیین، جلد ۱، صفحہ ۴۲۴ تا ۴۲۵/ الجواهر الحسان، جلد ۱، صفحہ ۲۴۳ تا ۲۴۷/ نشر القلم، صفحہ ۱۸۷ تا ۱۸۸

۲۵۱.....شیخ صادق دحلان کے حالات: رجال من مکة المکرمة، جلد ۳، صفحہ ۱۸۷ تا ۲۱۸/ من رجال الشوریٰ، صفحہ ۱۱، ۶۹ تا ۷۰، ۱۷۳

۲۵۲......رجال من مکۃ المکرمۃ، جلد۳، صفحہ۲۱۶

۲۵۳......اردو نیوز، شمارہ ۴/اکتوبر ۱۹۹۷ء، صفحہ۲

۲۵......شیخ محمد ابراہیم کتبی کے حالات: اعلام من ارض النبوۃ، جلد۲، صفحہ۱۹۸ تا ۱۹۹/ رجال من مکۃ المکرمۃ، جلد۳، صفحہ۱۰۰ تا ۱۱۴

۲۵۵......شیخ محمد نور کتبی کے حالات: اعلام من ارض النبوۃ، جلد۲، صفحہ۱۸۷ تا ۲۰۶/ رجال من مکۃ المکرمۃ، جلد۳، صفحہ۱۰۸ تا ۱۲۳/ من اعلام القرآن، جلد۱، صفحہ۱۶۱ تا ۱۶۴/ وسام الکرم، صفحہ۳۱۷ تا ۳۱۸

۲۵۶......شیخ انس کتبی کے حالات: اعلام من ارض النبوۃ، جلد اوّل دوم کا آخری صفحہ/ المدینۃ المنورۃ فی آثار، صفحہ۳۹/ معجم المؤرخین، صفحہ۱۸۰

۲۵۷......ڈاکٹر زہیر کتبی کے حالات: رجال من مکۃ المکرمۃ، جلد۳، صفحہ۳۷۳ تا ۳۷۴، ۳۷۸/ المالکی عالم الحجاز، صفحہ۴۰۳ تا ۴۰۷، ۴۱۲/ معجم ما ألف عن مکۃ، صفحہ۱۰۳، ۲۵۲/ معجم المؤرخین، صفحہ۱۸۰/ نشر الریاحین، جلد۱، صفحہ۱۹۲ تا ۱۹۶/ ہویۃ الکاتب المکی، صفحہ۶۲ تا ۶۳

۲۵۸......الندوۃ، شمارہ ۱۸/اکتوبر ۲۰۰۵ء، صفحہ۷

۲۵۹......الندوۃ، شمارہ ۷/اکتوبر ۲۰۰۶ء، صفحہ۴

۲۶۰......الاربعاء، شمارہ ۳/نومبر ۲۰۰۴ء، صفحہ۱۲

۲۶۱......معجم الادباء، جلد۱، صفحہ۱۶۰ تا ۱۶۱

۲۶۲......الجواھر الحسان، جلد۲، صفحہ۴۲۹

۲۶۳......ڈاکٹر غازی مدنی ان دنوں ''المدینۃ'' شائع کرنے والے ادارہ کے سربراہ ہیں۔ [المدینۃ، شمارہ ۲۳/ستمبر ۲۰۰۶ء، صفحہ۱۹]

۲۶۴......دلیل المؤلفات، صفحہ۵۰۵

۲۶۵......المدینۃ المنورۃ فی آثار، صفحہ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۸، ۱۹۳، ۱۹۷

۲۶۶......المدینۃ المنورۃ فی آثار، صفحہ۲۰۷

۲۶۷......مجلة الحج، شمارہ اگست ۱۹۹۵ء

۲۶۸......لا ذرائع لهدم آثار النبوة، مقالات و ردود بين المؤيدين و المعارضين، ڈاکٹر شیخ عمر عبداللہ کامل، طبع اوّل، ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء، بیسان للنشر بیروت، کل صفحات ۲۳۹

۲۶۹......البلاد، شمارہ ۲۵/اپریل ۲۰۰۶ء، صفحہ ۹

۲۷۰......المدینة، شمارہ ۱۸/اکتوبر ۲۰۰۵ء، صفحہ آخر

۲۷۱......الاربعاء، شمارہ ۹/جون ۱۹۹۹ء، صفحہ ۸، قسط چہارم

۲۷۲......المسلمون، شمارہ ۲۱/اکتوبر ۱۹۹۴ء، صفحہ ۲

۲۷۳...... المدینة، شمارہ ۲۳/ستمبر ۲۰۰۶ء، صفحہ ۴

۲۷۴......صفحات مشرقة، صفحہ ۵۴ تا ۶۲

۲۷۵......المدینة، شمارہ ۷/اکتوبر ۲۰۰۶ء، صفحہ ۱۶

۲۷۶......الندوة، شمارہ ۳۱/اکتوبر ۲۰۰۴ء، صفحہ آخر، قسط اوّل

۲۷۷......عکاظ، شمارہ ۱۴/جنوری ۲۰۰۰ء، صفحہ ۷

۲۷۸......شیخ عبداللہ جفری کے حالات: اهل الحجاز، صفحہ ۲۳۲/الحركة الادبية، حاشیہ، صفحہ ۴۵۹/معجم الادباء، جلد ۱، صفحہ ۵۹ تا ۶۰/هوية الكاتب المكی، صفحہ ۹۱ تا ۹۲

۲۷۹......الندوة، شمارہ ۳۰/نومبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۹

۲۸۰......عکاظ، شمارہ ۱۸/اکتوبر ۲۰۰۵ء، صفحہ ۵

۲۸۱......عکاظ، شمارہ ۲/نومبر ۲۰۰۴ء، صفحہ ۵

۲۸۲......عکاظ، شمارہ ۷/اکتوبر ۲۰۰۶ء، صفحہ ۱۹

۲۸۳......البلاد، شمارہ ۱۷/اپریل ۱۹۹۹ء، صفحہ ۷

۲۸۴......شیخ عبداللہ بن عمر خیاط کے حالات: معجم الادباء، جلد ۱، صفحہ ۱۱۱ تا ۱۱۲/ معجم المؤرخين، صفحہ ۶۹/نشر الرياحين، جلد ۱، صفحہ ۳۰۴/هوية الكاتب المكی، صفحہ ۹۵ تا ۹۶

۲۸۵......عکاظ، شمارہ یکم محرم ۱۴۲۰ھ، مطابق ۱۷/اپریل ۱۹۹۹ء، صفحہ ۱۶

۲۸۶......عکاظ، شمارہ ۷/اکتوبر ۲۰۰۶ء، صفحہ ۱۸

۲۸۷......عکاظ، شمارہ ۱۶/دسمبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۶

۲۸۸......عکاظ، شمارہ ۱۸/اکتوبر ۲۰۰۵ء، صفحہ ۶

۲۸۹......اردو نیوز، شمارہ ۴/فروری ۲۰۰۵ء، صفحہ ۶

۲۹۰......اردو نیوز، شمارہ ۲۶/مارچ ۲۰۰۵ء، صفحہ ۴

۲۹۱......الملف الصحفی، صفحہ ۱۱۷

۲۹۲......طریق المساکین الی مرضاۃ رب العالمین، ڈاکٹر شیخ عمر عبداللہ کامل، طبع ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳، دار غریب قاہرہ، کل صفحات ۳۴۹

۲۹۳......شیخ مبشر طرازی کے حالات: اتمام الاعلام، صفحہ ۲۱۷/تتمۃ الاعلام، جلد ۲، صفحہ ۳۴ تا ۳۶، ۳۱۹/ذیل الاعلام، جلد ۳، صفحہ ۱۵۶ تا ۱۵۷/سیدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۲، صفحہ ۳۹۷/معجم البابطین، جلد ۱۵، صفحہ ۳۱۲ تا ۳۱۴

۲۹۴......ڈاکٹر عبداللہ طرازی کے حالات: دلیل المؤلفات، صفحہ ۵۹۲، ۶۰۵/موسوعۃ التاریخ الاسلامی، جلد ۲، صفحہ ۴۷۰ تا ۴۷۱

۲۹۵......المجلۃ العربیۃ، شمارہ نومبر، دسمبر ۲۰۰۲ء، صفحہ ۷۸ تا ۷۹

۲۹۶......شیخ علی ملا کے حالات: ائمۃ المسجد الحرام، صفحہ ۵۶/اردو میگزین، شمارہ ۳۰/دسمبر ۲۰۰۵ء، صفحہ ۱۸ تا ۱۹، انٹرویو/عکاظ، شمارہ ۲/نومبر ۲۰۰۴، صفحہ ۳۵، انٹرویو

۲۹۷......شیخ فواد عنقاوی کے حالات: معجم الادباء، جلد ۱، صفحہ ۲۵۳ تا ۲۵۴/معجم ما الف عن مکۃ، صفحہ ۳۹۰/نشر الریاحین، جلد ۱، صفحہ ۴۶۹/ہویۃ الکاتب المکی، صفحہ ۱۳۵ تا ۱۳۶

۲۹۸......المدینۃ، شمارہ ۲/نومبر ۲۰۰۴ء، صفحہ ۶، قسط دوم

۲۹۹......شیخ فواد توفیق کے والد کے حالات: اتمام الاعلام، صفحہ ۲۵۹/تتمۃ الاعلام، جلد ۲، صفحہ ۱۲۵/دلیل المؤلفات، صفحہ ۶۰۲/ذیل الاعلام، جلد ۳، صفحہ ۱۷۹/معجم الادباء، جلد ۱، صفحہ ۴۹ تا ۵۰/معجم البابطین، جلد ۱۸، صفحہ ۵۷۰ تا ۵۷۲/

معجم المطبوعات العربية فی المملكة ،جلد۳،صفحہ۱۲۹۱ تا ۱۲۹۴/من تاریخنا، صفحہ ۱۶۵ تا ۱۷۱/ نشر الریاحین ،جلد۲،صفحہ ۶۷۹/ھدیل الحمام ،جلد۴، صفحہ ۱۲۱۰ تا ۱۲۱۴/ھوية الكاتب المكی ،صفحہ ۱۴۵ تا ۱۴۶

۳۰۰......مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے حالات عربی و اردو کی متعدد کتب و رسائل میں درج ہیں۔ اردو میں تجلیات مہر انور، صفحہ ۳۱۰ تا ۳۳۵ پر قدرے تفصیل سے دیے گئے ہیں۔ ادھر عربی کی تازہ شائع ہونے والی کتاب الجواھر الحسان، جلد۱، صفحہ ۱۷۸ تا ۱۸۲ پر آپ کا ذکر ہے۔

۳۰۱......شیخ محمد سعید کیرانوی کے حالات :اعلام المكيين ،جلد۲،صفحہ ۸۱۵/تجلیات مہر انور، صفحہ ۳۲۹/ الجواھر الحسان،جلد۱،صفحہ ۳۴۵ تا ۳۴۶/ نشر الدرر، صفحہ ۴۷/ نشر الریاحین ،جلد۲،صفحہ ۶۹۷ تا ۶۹۸

۳۰۲......شیخ محمد سلیم کیرانوی کے حالات :اتمام الاعلام ،صفحہ ۲۳۹/اعلام المكيين، جلد۱،صفحہ ۴۵۰ تا ۴۵۱/تشنيف الاسماع ،صفحہ ۲۳۱ تا ۲۳۲/ الجواھر الحسان، جلد۱،صفحہ ۳۴۷/معجم ما الف عن مكة،صفحہ ۳۵۲، ۳۸۱/ المنھل، شمارہ مارچ ۱۹۸۷ء، صفحہ ۲۲۲ تا ۲۲۴/نشر الدرر، صفحہ ۷۵/نشر الریاحین، جلد۲، صفحہ ۶۹۹ تا ۷۰۱

۳۰۳......شیخ محمد مسعود کیرانوی کے حالات :اتمام الاعلام ،صفحہ ۲۸۵/تتمة الاعلام، جلد۲،صفحہ ۱۷۶/معجم ما الف عن مكة،صفحہ ۳۸۳

۳۰۴......حکیم محمد نعیم کیرانوی کے حالات :نشر الریاحین ،جلد۲،صفحہ ۷۰۲ تا ۷۰۳

۳۰۵......شیخ محمد سعید کیرانوی کے حالات :تتمة الاعلام ،جلد۱،صفحہ ۲۰۶/نشر الریاحین، جلد۲،صفحہ ۷۰۲

۳۰۶......مدرسہ صولتیہ کی ویب سائٹ کا پتا: www.alswlatiyah.com

۳۰۷......الملف الصحفی، صفحہ ۸۳ تا ۸۴

۳۰۸...... اردو میگزین، شمارہ ۱۳/اکتوبر ۲۰۰۶ء، صفحہ ۳۰ تا ۳۱/ اردو نیوز، شمارہ ۳۱/جنوری ۲۰۰۵، صفحہ ۲

۳۰۹......شیخ محمد حسانی کے حالات: معجم الادباء، جلد۱، صفحہ۷۸تا۷۹/ھدیل الحمام، جلد۳، صفحہ۱۰۶۹تا۱۰۷۴/ھویة الکاتب المکی، صفحہ۱۴۹تا۱۵۰

۳۱۰......عکاظ، شمارہ ۷/اکتوبر ۲۰۰۶ء، صفحہ۱۸

۳۱۱......عکاظ، شمارہ ۱۸/اکتوبر ۲۰۰۵ء، صفحہ۲۰

۳۱۲......عکاظ، شمارہ ۳/نومبر ۲۰۰۴ء، صفحہ۸

۳۱۳......اردو نیوز، شمارہ ۳/فروری ۲۰۰۵ء، صفحہ۶

۳۱۴......اردو نیوز، شمارہ ۵/فروری ۲۰۰۵ء، صفحہ۴

۳۱۵......اردو نیوز، شمارہ ۴/مارچ ۲۰۰۵ء، صفحہ۶

۳۱۶......اردو نیوز، شمارہ یکم اپریل ۲۰۰۵ء، صفحہ۶

۳۱۷......Riyadh Daily سعودی دارالحکومت ریاض سے جاری کیا گیا پہلا انگریزی اخبار ہے، جو ۱۹۶۷ء کو عربی اخبار ''الریاض'' وغیرہ شائع کرنے والے ادارہ نے جاری کیا، بعدازاں روزنامہ ہوا، جس کا ہر شمارہ ۳۲ صفحات یا اس سے زائد کا ہوتا ہے۔

۳۱۸......Saudi Gazette عربی اخبار ''عکاظ'' وغیرہ شائع کرنے والے ادارہ نے ۱۷/اپریل ۱۹۷۶ء کو جاری کیا، جس کا ہر شمارہ بیس یا اس سے زائد صفحات کا ہوتا ہے۔

۳۱۹......ڈاکٹر محمد خضر عریف کے حالات: ھدیل الحمام، جلد۴، صفحہ۱۲۳۳تا۱۲۴۱

۳۲۰......معجم ما الف عن مکة، صفحہ۳۴۲

۳۲۱......اردو نیوز، شمارہ ۵/اپریل ۲۰۰۶ء، صفحہ۶

۳۲۲......ڈاکٹر محمود زینی کے حالات: دلیل المؤلفات، صفحہ۵۷۷/ھویة الکاتب المکی، صفحہ۱۶۹تا۱۷۰

۳۲۳......عکاظ، شمارہ ۱۸/نومبر ۱۹۹۷ء، صفحہ۲۱

۳۲۴......المدینة، شمارہ ۲۱/جنوری ۱۹۹۸ء، صفحہ۱۳

۳۲۵......المدینة، شمارہ ۲۸/مارچ ۱۹۹۹ء، صفحہ۱۵

۳۲۶......ڈاکٹر عبداللہ باشراحیل کے حالات: معجم الادباء، جلد۱، صفحہ۲۸تا۲۹/ھدیل الحمام، جلد۲، صفحہ۶۶۹تا۶۷۳/ھویة الکاتب المکی، صفحہ۸۱تا۸۲

۳۲۷......شیخ محمد کامل نجا کے حالات: دلیل المؤلفات، صفحہ۱۲۳/ معجم الادباء، جلد۱، صفحہ۹۷

۳۲۸......البلاد، شمارہ ۲۵ر اپریل ۲۰۰۶ء، صفحہ۸

۳۲۹......شیخ احمد حجوم کے حالات: عکاظ، شمارہ ۱۴ر دسمبر ۱۹۹۷ء، صفحہ۳۵/ معجم المطبوعات العربیة فی المملکة، جلد۱، صفحہ۳۸۸

۳۳۰......عکاظ، شمارہ ۱۴ر دسمبر ۱۹۹۷ء، صفحہ۳۶

۳۳۱......انجینیئر حارث باحارث کے والد کے حالات: رجال من مکة المکرمة، جلد۳، صفحہ۲۶۶ تا ۲۷۷/ عکاظ، شمارہ ۱۴ر دسمبر ۱۹۹۷ء، صفحہ۳۵

۳۳۲......شیخ سامی فقیہ کے والد کا انٹرویو: طیبة و ذکریات الاحبة، صفحہ۱۶۲ تا ۱۶۹

۳۳۳......المدینة المنورة فی القرن، صفحہ۴۱ تا ۴۳

۳۳۴......جمعیة الخیریة لتحفیظ القرآن الکریم جدہ کی بیس سالہ تقریب کے موقع پر عکاظ نے ۱۴ر دسمبر ۱۹۹۷ء کو چار صفحات کا خاص ایڈیشن اخبار کے ساتھ شائع کیا۔

۳۳۵......المدینة، شمارہ ۵ر نومبر ۲۰۰۴ء، صفحہ۴، جمعہ ایڈیشن

۳۳۶......شیخ محمد سعید یمانی کے حالات: اعلام المکیین، جلد۲، صفحہ۱۰۲۰ تا ۱۰۲۱/ الجواهر الحسان، جلد۱، صفحہ۳۵۵/ الدلیل المشیر، صفحہ۱۰۸ تا ۱۰۹/ سیر و تراجم، صفحہ۱۲۰ تا ۱۲۲/ معجم مؤلفی مخطوطات مکتبة الحرم، صفحہ۵۱۰/ نثر الدرر، صفحہ۵۸/ نور الحبیب، شمارہ اکتوبر، نومبر ۲۰۰۴ء، صفحہ۷۶/ وسام الکرم، صفحہ۳۵۰/ ویب سائٹ www.makkawi.com

۳۳۷......شیخ محمد صالح یمانی کے حالات: اعلام المکیین، جلد۲، صفحہ۱۰۲۲/ اهل الحجاز، صفحہ۲۹۷ تا ۲۹۸/ الجواهر الحسان، جلد۲، صفحہ۶۲۱/ سیر و تراجم، صفحہ۱۲۹ تا ۱۳۰/ من رجال الشوریٰ، صفحہ۱۵۷ تا ۱۵۸/ نثر القلم، صفحہ۱۹۱ تا ۱۹۲

۳۳۸......شیخ حسن یمانی کے حالات: اعلام المکیین، جلد۲، صفحہ۱۰۱۹ تا ۱۰۲۰/ الاسوار المشرفة، صفحہ۱۳۲ تا ۱۳۳/ الجواهر الحسان، جلد۱، صفحہ۴۲۷ تا ۴۲۸/ الشرق الاوسط، شمارہ ۲۷ر فروری ۱۹۹۸ء، صفحہ۱۶

۳۳۹......شیخ محمد علی یمانی کے حالات: الجواهر الحسان، جلد۱، صفحہ۴۲۸ تا ۴۲۹/

ویب سائٹ www.makkawi.com

۳۴۰......شیخ احمد زکی یمانی کے حالات: اعلام المکیین، جلد ا، صفحہ اوّل/ دلیل المؤلفات، صفحہ ۱۶۰/ هوية الكاتب المكی، صفحہ ۳۶

۳۴۱......الندوة، شمارہ ۸ رفروری ۱۹۹۸ء، صفحہ ۲۸

۳۴۲......ڈاکٹر طٰہ بن حسین (وفات ۱۳۹۳ھ/ ۱۹۷۳ء) اپنے دور کی عرب دنیا کے مشہور ادیب و مفکر و بلند پایہ مقرر تھے۔ وہ مصر کے گاؤں کیلو میں پیدا اور قاہرہ میں فوت ہوئے۔ تین برس کی عمر میں نابینا ہو گئے، ازہر یونی ورسٹی وغیرہ میں تعلیم پائی اور ۱۹۱۴ء کو مشہور عرب نابینا شاعر ابوالعلاء معری (وفات ۴۴۹ھ/ ۱۰۵۷ء) پر پی ایچ ڈی کی۔ پھر فرانس گئے اور سوربون یونی ورسٹی پیرس سے مقدمہ ابن خلدون پر ۱۹۱۸ء کو فرنچ زبان میں دوسری بار پی ایچ ڈی کی۔ قاہرہ یونی ورسٹی کے استاذ و وائس پرنسپل، پھر مصر کے وزیر تعلیم رہے۔ پندرہ سے زائد تصنیفات میں علی هامش السيرة، الشيخان، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ و بنوه، الادب الجاهلی، الایام، الوعد الحق وغیرہ کتب ہیں، جن میں سے متعدد کے تراجم دنیا کی اہم دس سے زائد زبانوں میں ہوئے۔ دو سے زائد کے اردو تراجم کراچی سے شائع ہوئے۔ ان کے افکار و نظریات کے تعاقب میں متعدد عربی کتب لکھی گئیں، جن میں سے چند دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ کے مرکزی کتب خانہ میں موجود ہیں۔ مزید حالات: الاعــــلام، جلد ۳، صفحہ ۲۳۱ تا ۲۳۲/ اہم عرب ممالک، صفحہ ۳۰۵، ۳۲۶ تا ۳۲۷/ جمال کرم، جلد ۲، صفحہ ۲۰۱ تا ۲۰۲/ فکر و نظر، شمارہ فروری ۱۹۷۷ء، صفحہ ۳۷۸ تا ۳۸۴، شمارہ مارچ ۱۹۷۷ء، صفحہ ۴۳۸ تا ۴۴۵/ مــراءة التصانيف، جلد ا، صفحہ ۲۱۳/ من تاریخنا، صفحہ ۱۶۵ تا ۱۷۱

۳۴۳......شیخ عبدالوہاب بن عبدالواحد خلاف (وفات ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۶ء) مصر کے مقام کفر زیات میں پیدا اور قاہرہ میں وفات پائی۔ قاہرہ کے شریعہ کالج میں تعلیم پائی، پھر محکمہ عدل میں قاضی بعد ازاں قاہرہ یونی ورسٹی میں قانون کے پروفیسر رہے۔ دس سے زائد تصنیفات میں نور من القرآن الکریم، علم اصول الفقه،

الاجتهاد و التقليد، احكام المواريث، السياسية الشرعية، نظام الدولة الاسلامية فى الشؤون الدستورية و الخارجية و المالية شامل ہیں۔
مزید حالات: الاعلام، جلد۴، صفحہ۱۸۴/اہم عرب ممالک، صفحہ۳۲۸/ جمال کرم، جلد۴، صفحہ۱۹۹ تا ۲۰۰، ۲۱۶، ۲۲۳ تا ۲۲۴

۳۴۴...... شیخ احمد زکی یمانی کا انٹرویو، الجزیرۃ چینل، بعنوان ''زیارۃ خاصۃ'' جو ۱۰، ۱۶، ۲۳/ستمبر ۲۰۰۶ء کی رات تین اقساط میں نشر کیا گیا، ہر قسط کا دورانیہ پچاس منٹ تھا۔

۳۴۵...... الشريعة الخالدة و مشكلات العصر، شیخ احمد زکی یمانی، طبع چہارم، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء، الدار السعودية جده، کل صفحات ۱۱۶

۳۴۶...... شیخ احمد زکی یمانی کی ویب سائٹ کا پتا: www.azylawfirm.com

۳۴۷...... الریاض، شمارہ ۲/نومبر ۲۰۰۴ء، صفحہ ۳۱

۳۴۸...... ڈاکٹر ابوبکر احمد باقادر کے حالات: هوية الكاتب المكى، صفحہ ۲۰ تا ۲۱

۳۴۹...... شیخ سید محمد زین العابدین شطا کے حالات: اعلام المكيين، جلد۱، صفحہ ۵۶۴ تا ۵۶۵/ مختصر نشر النور، صفحہ ۴۴۷/ نظم الدرر، صفحہ ۱۵۱

۳۵۰...... شیخ عثمان شطا کے حالات: اعلام المكيين، جلد۱، صفحہ ۵۶۳/سير و تراجم، حاشیہ، صفحہ ۸۰/ مختصر نشر النور، صفحہ ۳۳۷/ معجم ما الف عن مكة، صفحہ ۲۱۴/ نظم الدرر، صفحہ ۱۳۸/ وسام الكرم، صفحہ ۲۸۲ تا ۲۸۳

۳۵۱...... شیخ ابوبکر شطا کے حالات پر ان کے شاگرد شیخ عبدالحمید بن محمد علی قدس شافعی مکی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء) نے مستقل کتاب ''كنز العطا فى ترجمة العلامة السيد بكرى شطا'' لکھی، جو ۱۳۰۳ھ کو مطبع حسینیہ قاہرہ میں طبع ہوئی۔ نیز/ اعلام المكيين، جلد۱، صفحہ ۵۶۰ تا ۵۶۱/ اهل الحجاز، صفحہ ۳۱۲ تا ۳۱۳/ سير و تراجم، صفحہ ۸۰ تا ۸۱/ مختصر نشر النور، صفحہ ۱۴۳ تا ۱۴۵/ معجم ما الف عن مكة، صفحہ ۲۹۱/ معجم المؤلفين، جلد۱، صفحہ ۴۴۴، جلد۲، صفحہ ۳۶۹/ معجم المطبوعات العربية فى المملكة، جلد۱، صفحہ ۴۳۹ تا ۴۴۰/ نظم الدرر، صفحہ ۱۲۹

۳۵۲...... شیخ عمر شطا کے حالات: اعلام المكيين، جلد۱، صفحہ ۵۶۴/سير و تراجم، حاشیہ،

صفحہ۷۰/مختصر نشر النور، صفحہ۳۷۷ تا ۳۷۸/نظم الدرر، صفحہ۱۹۵ تا ۱۹۶

۳۵۳......شیخ احمد بن ابوبکر شطا کے حالات: اعلام المکیین، جلد۱، صفحہ۵۵۸/ اهل الحجاز، صفحہ۲۶۳ تا ۲۶۴/سیر و تراجم، صفحہ۶۵ تا ۶۶/مختصر نشر النور، صفحہ۹۲ تا ۹۳/نظم الدرر، صفحہ۱۶۱

۳۵۴......شیخ حسن شطا کے حالات: اعلام المکیین، جلد۱، صفحہ۵۶۱/اهل الحجاز، صفحہ۲۹۵ تا ۲۹۶/ سیر و تراجم، صفحہ۹۳ تا ۹۵

۳۵۵......شیخ صالح شطا کے حالات: اعلام الحجاز، جلد۱، صفحہ۵۰ تا ۶۲/ اعلام المکیین، جلد۱، صفحہ۵۶۲/تشنیف الاسماع، صفحہ۲۴۵ تا ۲۴۶/الجواهر الحسان، جلد۱، صفحہ۳۵۱ تا ۳۵۳/سیر و تراجم، صفحہ۱۲۴ تا ۱۲۷/ما ذا فی الحجاز، صفحہ۳۵/ من رجال الشوریٰ، صفحہ۱۰، ۱۷ تا ۲۲/من روادنا، صفحہ۱۲۸ تا ۱۲۹/نشر الدرر، صفحہ۳۹ تا ۴۰/وسام الکرم، صفحہ۱۹۵ تا ۱۹۶

۳۵۶......شیخ ہاشم شطا کے حالات: اعلام المکیین، جلد۱، صفحہ۵۶۵/تشنیف الاسماع، صفحہ۵۶۵ تا ۵۶۶/الجواهر الحسان، جلد۱، صفحہ۴۱۳ تا ۴۱۵

۳۵۷......شیخ احمد بن صالح شطا کے حالات: اعلام المکیین، جلد۱، صفحہ۵۵۹/ معجم الادباء، صفحہ۱۸۱ تا ۱۸۲/من رجال الشوریٰ، صفحہ۲۲ تا ۲۳

۳۵۸......شیخ محمود شطا کے حالات: من رجال الشوریٰ، صفحہ۱۶۱

۳۵۹......ڈاکٹر محمد شطا کے حالات: سیر و تراجم، صفحہ۶۶/ما ذا فی الحجاز، صفحہ۳۸/المجلة العربية، شمارہ ستمبر۲۰۰۲ء، صفحہ۱۲۷

۳۶۰......شیخ محمد سعید شطا کے حالات: وسام الکرم، صفحہ۳۴۸ تا ۳۴۹

۳۶۱......بریگیڈیئر ابراہیم شطا کے حالات: هدیل الحمام، جلد۱، صفحہ۶۶ تا ۱۷

۳۶۲......ڈاکٹر حامد ہرسانی کے حالات: الجواهر الحسان، جلد۲، صفحہ۵۷۳/ معجم المطبوعات العربية فی المملكة، جلد۲، صفحہ۶۳۹، ۶۵۹

۳۶۳......صفحات مشرقة، صفحہ۱۲۱ تا ۱۲۳

۳۶۴......ڈاکٹر عبداللہ نصیف کے حالات: ذیل المولفات، صفحہ۱۳۴/معجم الادباء، جلد۱، صفحہ۳۴۸ تا ۳۵۰

۳۶۵...... شیخ الازہر طنطاوی کے حالات: ضیائے حرم، شمارہ اکتوبر ۲۰۰۰ء، صفحہ ۵۵

۳۶۶...... ماہ نامہ نور الاسلام کا پہلا شمارہ محرم ۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۱ء کو ۸۰ صفحات پر شائع ہوا اور ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء کے آغاز میں نام بدل کر ''مجلة الازهر'' کر دیا گیا، آئندہ ایام میں فقط ''الازهر'' نام سے شائع ہونے لگا۔ اس کی اشاعت آج تک جاری اور یہ عرب دنیا کا اہم وموقر اسلامی رسالہ ہے۔ مکتبہ حرم مکی میں نور الاسلام کے جملہ شمارے موجود ہیں، جب کہ نثر القلم صفحہ ۲۶۸ پر پہلے شمارہ کے سرورق کا عکس دیا گیا ہے۔ ادھر کراچی کے علاقہ نیو ٹاؤن میں واقع مجلس علمی لائبریری میں نور الاسلام کا پہلا، نیز متعدد شمارے موجود ہیں، جن میں اس دور کے اکابر علماء اہل سنت کے دسیوں مضامین انتہائی اہم ومفید اور اردو ترجمہ کے منتظر ہیں۔

۳۶۷...... ضیائے حرم، شمارہ جنوری ۲۰۰۱ء، صفحہ ۵۱ تا ۵۶

۳۶۸...... الندوة، شمارہ ۲۴ر نومبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۱۶

۳۶۹...... ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی کے حالات: دلیل المؤلفات، صفحہ ۱۷۷/ ضیائے حرم، شمارہ جون ۲۰۰۱ء، صفحہ ۳۶/ عکاظ، شمارہ ۱۴ر دسمبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۳۵/ المدینة المنورة فی آثار، صفحہ ۲۱۲/ معجم الادباء، جلد ۱، صفحہ ۳۶۲ تا ۳۶۳/ معجم ما الف عن مكة، صفحہ ۵۶۳/ معجم المطبوعات العربية فی المملكة، جلد ۳، صفحہ ۱۲۶۶ تا ۱۲۶۷/ من رواد نا، صفحہ ۴۱۴ تا ۴۱۵/ نشر الرياحين، جلد ۲، صفحہ ۶۵۹ تا ۶۶۰/ هوية الكاتب المكی، صفحہ ۱۶۷ تا ۱۶۸

۳۷۰...... اردو نیوز، شمارہ ۱۵ر جنوری ۲۰۰۰ء، صفحہ ۲/ الریاض، شمارہ ۱۴ر جنوری ۲۰۰۰ء، صفحہ ۲۸/ عکاظ، شمارہ ۱۴ر جنوری ۲۰۰۰ء، صفحہ ۴

۳۷۱...... عکاظ، شمارہ ۱۵ر جنوری ۲۰۰۰ء، صفحہ ۲۴

۳۷۲...... عکاظ، شمارہ ۱۴ر جنوری ۲۰۰۰ء، صفحہ ۷

۳۷۳...... الریاض، شمارہ ۱۴ر جنوری ۲۰۰۰ء، صفحہ ۲۴

۳۷۴...... عکاظ، شمارہ ۱۴ر جنوری ۲۰۰۰ء، صفحہ ۱۱

۳۷۵...... عکاظ، شمارہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۳۳ تا ۳۶

۳۷۶......اردو نیوز، شمارہ ۲۶ / فروری ۱۹۹۸ء، صفحہ ۲

۳۷۷......قرآن مجید، پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷

۳۷۸......عکاظ، شمارہ ۳۱ / اکتوبر ۲۰۰۴ء، صفحہ ۳۷

۳۷۹......الندوۃ، شمارہ ۱۵ / جنوری ۱۹۹۸ء، صفحہ ۳، ۱۶

۳۸۰......عکاظ، ۱۷ / اپریل ۱۹۹۹ء، صفحہ ۵

۳۸۱......نعت، شمارہ ستمبر ۱۹۹۱ء، صفحہ ۵ تا ۶

۳۸۲......المنہل، شمارہ اکتوبر، نومبر ۱۹۹۰ء، صفحہ ۴ تا ۱۱

۳۸۳......الشریعۃ، شمارہ نومبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۱۲ تا ۱۳

۳۸۴......عکاظ، شمارہ ۲۱ / جنوری ۱۹۹۸ء، صفحہ ۱۱

۳۸۵......الوفد، شمارہ ۲۴ / اپریل ۱۹۹۳ء، صفحہ ۶

۳۸۶......الشرق الاوسط، شمارہ ۸ / جنوری ۱۹۹۸ء، صفحہ ۱۰

۳۸۷......الشرق الاوسط، شمارہ ۹ / جنوری ۱۹۹۸ء، صفحہ ۱۰

۳۸۸......الشرق الاوسط، شمارہ ۱۰ / جنوری ۱۹۹۸ء، صفحہ ۱۶

۳۸۹......الشرق الاوسط، شمارہ ۱۱ / جنوری ۱۹۹۸ء، صفحہ ۱۰

۳۹۰......الشرق الاوسط، شمارہ ۱۲ / جنوری ۱۹۹۸ء، صفحہ ۱۰

۳۹۱......الشرق الاوسط، شمارہ ۱۵ / جنوری ۱۹۹۸ء، صفحہ ۱۰

۳۹۲......الندوۃ، شمارہ ۴ / جنوری ۱۹۹۸ء، صفحہ ۱۱

۳۹۳......عکاظ، شمارہ ۵ / جنوری ۱۹۹۸ء، صفحہ ۱۰

۳۹۴......اردو نیوز، شمارہ ۲۷ / مارچ ۱۹۹۸ء، صفحہ ۴

۳۹۵......الشرق الاوسط، شمارہ ۱۹ / جون ۱۹۹۰ء، صفحہ ۱۶، قسط سوم

۳۹۶......عکاظ، شمارہ ۱۳ / مئی ۱۹۹۲ء، صفحہ ۱۱

۳۹۷......المسلمون، شمارہ ۲۲ / اپریل ۱۹۸۸ء، صفحہ اوّل

۳۹۸......اردو نیوز، شمارہ ۶ / جنوری ۱۹۹۸ء، صفحہ ۲

۳۹۹......المجلۃ العربیۃ، شمارہ اکتوبر، نومبر ۲۰۰۲ء، صفحہ ۱۵

۴۰۰...... المدینۃ، شمارہ ۲۱ر جنوری ۱۹۹۸ء، صفحہ ۱۴

۴۰۱...... الشرق الاوسط، شمارہ ۳۰ر مئی ۱۹۸۸ء، صفحہ ۱۳

۴۰۲...... المسلمون، شمارہ ۲۲ر اپریل ۱۹۸۸ء، صفحہ اوّل

۴۰۳...... عکاظ، شمارہ ۱۳ر جنوری ۱۹۹۸ء، صفحہ ۱۱

۴۰۴...... الجزیرۃ، شمارہ ۲۲ر نومبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۶/ الریاض، شمارہ ۱۶ر نومبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۱۵/ عکاظ، شمارہ ۱۸ر نومبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۲۱، شمارہ ۲۰ر نومبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۱۹/ الندوۃ، شمارہ ۱۶ر نومبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۹، شمارہ ۲۲ر نومبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۱۶، شمارہ ۳۰ر نومبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۱۰

۴۰۵...... معجم الادباء، جلد ۱، صفحہ ۱۰۸ تا ۱۰۹

۴۰۶...... عکاظ، شمارہ ۱۳ر مئی ۱۹۹۲ء، صفحہ ۱۳

۴۰۷...... عکاظ، شمارہ ۱۱ر دسمبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۱۸

۴۰۸...... عکاظ، شمارہ ۱۱ر دسمبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۶

۴۰۹...... الندوۃ، شمارہ ۲۳ر نومبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۱۱

۴۱۰...... پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر ''رابطۃ الادب الاسلامی العالمیۃ'' کی پاکستان شاخ کے صدر ہیں۔ اس کے زیر اہتمام ۲۴ تا ۲۵ر اکتوبر ۱۹۹۷ء کو لاہور میں بعنوان ''حرمین شریفین کے سفرنامے جدید تحدیات کے تناظر میں'' عالمی سیمینار منعقد ہوا۔

۴۱۱...... الید السفلی، صفحہ ۱۳۹ تا ۳۰۹

۴۱۲...... الندوۃ، شمارہ ۲۲ر اکتوبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۱۳

۴۱۳...... عکاظ، شمارہ یکم نومبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۲۹

۴۱۴...... الندوۃ، شمارہ ۹ر دسمبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۱۱

۴۱۵...... عکاظ، شمارہ ۱۴ر دسمبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۳۵/ المسلمون، شمارہ ۲۲ر اپریل ۱۹۸۸ء، صفحہ اوّل/ وسائل الاعلام، صفحہ ۲۰۳

۴۱۶...... المسلمون، شمارہ ۵ر مئی ۱۹۹۵ء، صفحہ ۵

۴۱۷...... الشرق الاوسط، شمارہ ۱۳ر فروری ۱۹۹۲ء، صفحہ ۱۹

۴۱۸...... الندوۃ، شمارہ ۱۵ر جنوری ۱۹۹۸ء، صفحہ ۳، ۱۶

۴۱۹..... محمود مہدی، روزنامہ الاھــــرام قاہرہ کے شعبہ مذہبی امور کے ایڈیٹر تھے اور ۱۹۸۸ء کو منہاج القرآن انٹرنیشنل کانفرنس لندن میں شریک ہوئے۔[منہاج القرآن، شمارہ اکتوبر ۱۹۸۸ء، صفحہ ۸]

۴۲۰..... الاھرام، شمارہ ۲۱ر نومبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۱۱

۴۲۱..... الندوۃ، شمارہ ۴ر جنوری ۱۹۹۸ء، صفحہ ۱۶

۴۲۲..... الحیاۃ، شمارہ ۲۲ر جنوری ۱۹۹۸ء، صفحہ ۲۱

۴۲۳..... عکاظ، شمارہ ۷ر نومبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۲۶

۴۲۴..... الریاض، شمارہ ۱۶ر دسمبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۱۲/ عکاظ، شمارہ ۱۳ر دسمبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۲۰/ الندوۃ، شمارہ ۹ر دسمبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۳، شمارہ ۱۳ر دسمبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۳

۴۲۵..... عکاظ، شمارہ ۱۴ر دسمبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۳۵

۴۲۶..... اردو نیوز، شمارہ ۹ر اگست ۲۰۰۰ء، صفحہ ۲

۴۲۷..... الندوۃ، شمارہ ۱۷ر نومبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۱۱

۴۲۸..... العرب، شمارہ جون، جولائی ۱۹۸۲ء، صفحہ ۱۶۱ تا ۱۷۱، شمارہ اپریل، مئی ۱۹۸۵ء، صفحہ ۲۸ تا ۳۶، ۳۷ تا ۴۶، شمارہ نومبر، دسمبر ۱۹۸۵ء، صفحہ ۵۷ تا ۵۹۱

۴۲۹..... مصادر التراث فی المکتبات الخاصۃ، جلد ۲، صفحہ ۵۵

۴۳۰..... اردو نیوز، شمارہ ۱۹ر مئی ۱۹۹۸ء، صفحہ ۲

۴۳۱..... اردو نیوز، شمارہ یکم مئی ۱۹۹۸ء، صفحہ ۲، شمارہ ۹ر مئی ۱۹۹۸ء، صفحہ ۴، شمارہ ۲۹ر اپریل ۱۹۹۹ء، صفحہ ۲، شمارہ ۳ر مئی ۱۹۹۹ء، صفحہ ۲

۴۳۲..... اردو نیوز، شمارہ ۱۸ر اپریل ۱۹۹۷ء، صفحہ ۶، آپ کی اوّل الذکر کتاب کے اردو ترجمہ کی اشاعت کا اشتہار

۴۳۳..... ضیائے حرم، شمارہ جولائی ۱۹۹۳ء، صفحہ ۲۷ تا ۳۵، شمارہ ستمبر ۱۹۹۳ء، صفحہ ۷۱ تا ۷۶

۴۳۴..... صفحات مشرقۃ، صفحہ ۲۲ تا ۲۴

۴۳۵..... ڈاکٹر محمود سفر کے حالات: معجم الادباء، جلد ۱، صفحہ ۱۶۴/ ھویۃ الکاتب المکی، صفحہ ۱۷۱ تا ۱۷۲

۴۳۶......المجلة العربية، شمارہ اکتوبر، نومبر ۲۰۰۲ء، صفحہ ۴

۴۳۷......ڈاکٹر شیخ سعود شریم کے حالات: ائمة المسجد الحرام، صفحہ ۴۸ تا ۵۰/ وسام الکرم، صفحہ ۱۸۴ تا ۱۸۵

۴۳۸......اردو نیوز، شمارہ ۲۶ر دسمبر ۲۰۰۵ء، صفحہ ۲

۴۳۹......شیخ صالح بن سعد لحیدان کے حالات: دلیل المؤلفات، صفحہ ۱۵۱/ معجم الادباء، جلد ا، صفحہ ۳۰۶/ معجم المطبوعات العربیة فی المملکة، جلد ا، صفحہ ۱۴۳، جلد ۲، صفحہ ۶۴۲

۴۴۰......معجم المطبوعات العربیة فی المملکة، جلد ا، صفحہ ۱۴۳، جلد ۲، صفحہ ۶۴۲

۴۴۱......شیخ صالح حمید کے حالات: ائمة المسجد الحرام، صفحہ ۴۵ تا ۴۷/ اردو نیوز، شمارہ ۱۶ر مئی ۲۰۰۶ء، صفحہ ۲/ دلیل المؤلفات، صفحہ ۳۸۵/ المجلة العربیة، شمارہ ستمبر ۲۰۰۵ء، صفحہ ا تا ۴/ المدینة، شمارہ ۱۵ر فروری ۲۰۰۹ء، صفحہ ۲ تا ۳/ نشر القلم، حاشیہ، صفحہ ۱۷۶ تا ۱۷۷/ نشر الریاحین، جلد ا، صفحہ ۲۲۶ تا ۲۳۱/ وسام الکرم، صفحہ ۱۹۷

۴۴۲......شیخ محمد سبیل کے حالات: ائمة المسجد الحرام، صفحہ ۴۲ تا ۴۴/ الجواهر الحسان، جلد ۲، صفحہ ۶۳۹ تا ۶۴۰/ دلیل المؤلفات، صفحہ ۱۱۵/ ضیائے حرم، شمارہ اگست ۲۰۰۱ء، صفحہ ۳۳ تا ۳۹/ مراءة التصانیف، جلد ا، صفحہ ۲۵۷/ نشر القلم، حاشیہ، صفحہ ۱۶۷، ۱۷۳ تا ۱۷۴/ وسام الکرم، صفحہ ۳۶۵ تا ۳۶۶

۴۴۳......شاہ فہد کے بیس سالہ جشن تاج پوشی کے موقع پر سال بھر میں ان کے حالات پر ساٹھ کتابیں شائع کی گئیں نیز طلباء کے درمیان انعامی مقابلہ کے طور پر مختلف زبانوں بالخصوص عربی میں ہزاروں مضامین لکھوائے گئے۔ نیز/ ابواب تاریخ المدینة المنورة، صفحہ ۸۷، ۲۰۱/ اردو نیوز، شمارہ ۲ر اگست ۲۰۰۵ء، صفحہ ۵، شمارہ ۴ر اگست ۲۰۰۵ء، صفحہ ۲/ اهل الحجاز، صفحہ ۲۰۸ تا ۲۱۳/ من رواد نا، صفحہ ۱۶ تا ۲۲

۴۴۴......ولی عہد سلطان السعود کے حالات: ابواب تاریخ المدینة المنورة، صفحہ ۸۷/ الجزیرة، شمارہ ۸ر اگست ۲۰۰۵ء، صفحہ ۵۶/ اردو میگزین، شمارہ ۵ر اگست ۲۰۰۵ء، صفحہ ۸/ اردو نیوز، شمارہ ۲۳ر ستمبر ۲۰۰۵ء، صفحہ ۷

۴۴۵......شیخ حسن قزاز کے حالات: اهل الحجاز، صفحہ ۳۸۷، ۳۸۹/ الجزیرة، شمارہ

۱۷رفروری ۱۹۹۸ء، صفحہ ۳۳، ۳۶/ الحرکة الادبیة، حاشیہ، صفحہ ۱۲۰/ ذیل الاعلام، جلد ۳، صفحہ ۵۲ تا ۵۳/ معجم الادباء، جلد ۱، صفحہ ۲۹۶/ وسائل الاعلام، صفحہ ۲۲۸ تا ۲۳۱/ هوية الكاتب المكی، صفحہ ۴۷ تا ۴۸

۴۴۶......اهل الحجاز، صفحہ ۲۵۸ تا ۲۶۰

۴۴۷......صفحات مشرقة، صفحہ ۱۰۱ تا ۱۰۳

۴۴۸......اهل الحجاز، صفحہ ۲۸۹ تا ۲۹۱

۴۴۹......الملف الصحفی، صفحہ ۱۱۱

۴۵۰......اهل الحجاز، صفحہ ۱۰، ۳۲۵ تا ۳۵۸

۴۵۱......کرنل عاتق بلادی کے حالات: دلیل المؤلفات، صفحہ ۵۲/۷ المدینة المنورة فی آثار، صفحہ ۳۰۵/ معجم الادباء، جلد ۱، صفحہ ۳۶ تا ۳۸/ معجم ما الف عن مکة، صفحہ ۵۴۸/ معجم المؤرخين، صفحہ ۲۱/ الندوة، شمارہ ۱۵رفروری ۱۹۹۸ء، صفحہ ۹، ادبی ایڈیشن، انٹرویو، قسط دوم/ نشر الرياحين، جلد ۱، صفحہ ۲۵۱ تا ۲۵۸/ هديل الحمام، جلد ۲، صفحہ ۶۱۳ تا ۶۱۶/ هوية الكاتب المكی، صفحہ ۳۷ تا ۴۷

۴۵۲......صفحات مشرقة، صفحہ ۶۳ تا ۷۰/ هديل الحمام، جلد ۳، صفحہ ۸۱۷ تا ۸۲۶

۴۵۳......شیخ عبداللہ زنجیر کے حالات: فواصل ثقافية، صفحہ ۴/ ویب سائٹ، www.odabasham.net

۴۵۴......اردو میگزین، شمارہ ۲۳ رمارچ ۲۰۰۷ء، صفحہ ۵۵

۴۵۵......البشارة فی اعمال الحج و العمرة و الزيارة، شیخ راشد بن ابراہیم مریخی، طبع ۳، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء، مطبع کا نام درج نہیں، کل صفحات ۲۳۴

۴۵۶......درود مشیشیہ، امام الصوفیہ قطب زماں شیخ سید ابومحمد عبدالسلام بن مشیش ادریسی حسنی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۶۲۲ھ/ ۱۲۲۵ء) کی تالیف ہے، جو مراکش کے شہر تطوان کے قریب جبل علم میں پیدا ہوئے اور وہیں پر شہید کیے گئے۔ ان کے مقام و مرتبہ بارے فقط اتنا لکھ دینا کافی ہوگا کہ سلسلہ شاذلیہ کے سرتاج حضرت ابوالحسن علی بن عبداللہ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۶۵۶ھ/ ۱۲۵۸ء) کے مرشد تھے۔ شیخ الازہر ڈاکٹر

شیخ عبدالحلیم محمود رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء) نے ان کے احوال پر مستقل کتاب "سیدی عبد السلام بن بشیش" لکھی، جو مکتبہ عصریہ بیروت نے شائع کی۔
درود مشیشیہ کو عرب ممالک بالخصوص مراکش، الجزائر، تیونس، لیبیا و مصر میں وسیع مقبولیت حاصل ہے۔ یہ شاذلی سلسلہ سے وابستگان کے ہاں وظائف میں شامل ہے۔ علاوہ ازیں محافل میلاد و درود شریف میں اجتماعی صورت میں پڑھا جاتا ہے۔ اس کی متعدد شروح لکھی گئیں، جن میں پانچ سے زائد شائع ہوئیں۔ شیخ عبداللہ بن علی خروبی طرابلسی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح ۱۳۱۱ھ کو بمبئی سے چھپی۔ ایک اور عربی شرح شیخ محمد بن عبدالرحمٰن زکری فاسی شاذلی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۱۴۴ھ/ ۱۷۳۱ء) نے لکھی تھی، جسے شیخ محمد بن عبد المجید کیران مراکشی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۲۷ھ/ ۱۸۱۲ء) نے مختصر کیا، جس پر شیخ بسام بارود حفظہ اللہ نے تحقیق انجام دے کر شائع کرایا۔ اس ایڈیشن کا تعارف ضیائے حرم میں چھپا۔ محدث حجاز کی سند درود مشیشیہ، الطالع السعید نیز المحفوظ المروی میں درج ہے۔ [الاعلام، جلد۴، صفحہ۹/ ذیل الاعلام، جلد۱، صفحہ ۱۱۵ تا ۱۱۶/ ضیائے حرم، شمارہ مئی ۲۰۰۱ء، صفحہ ۲۹ تا ۳۱/ الطالع السعید، صفحہ ۱۰۷ تا ۱۰۸/ المحفوظ المروی، صفحہ ۳۴۲ تا ۳۴۳/ معجم المطبوعات العربیة فی شبه، صفحہ ۲۷۲]

۴۵۷......دلائل الخیرات و شوارق الانوار فی ذکر الصلاۃ علی النبی المختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع الاحزاب، شیخ محمد بن سلیمان جزولی وغیرہ، طبع ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۲ء، مطبع شرقیہ بحرین، کل صفحات ۲۶۴

۴۵۸......ریاض سمط الدرر فی اخبار مولد سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، شیخ سید علی بن محمد حبشی علوی، سن اشاعت درج نہیں، غالباً ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء کو طبع ہوئی۔ مرتب و ناشر شیخ راشد بن ابراہیم مریخی بحرین، کل صفحات ۱۵۳

۴۵۹......حلیة الطلاب بجواهر الآداب من السنة و الکتاب، شیخ سید عبداللہ بن طاہر حداد علوی، طبع ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء، ناشر شیخ راشد بن ابراہیم مریخی بحرین کل صفحات ۲۴

۴۶۰......الیواقیت الثمینة فی الاحادیث القاضیة بظهور سکة الحدید و

وصولها الی المدینة، علامہ سید محمد عبدالحی بن عبدالکبیر کتانی، تحقیق ڈاکٹر ابراہیم بن راشد مریخی، طبع اوّل ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء، دارالغناء قاہرہ، کل صفحات ۲۰۷

۴۶۱......شیخ محمد رشید کے حالات: امداد الفتاح، صفحہ ۶۸۷/ معجم المؤرخین، صفحہ ۸۳

۴۶۲......امداد الفتاح، صفحہ ۳۸۰ تا ۳۸۳/ www.cb.rayaheen.net

۴۶۳......شیخ یوسف رفاعی کے حالات: السیر و المساعی، صفحہ ۱۷/ ویب سائٹ www.rifaieonline.com

۴۶۴......الدعوۃ، شمارہ مئی ۱۹۸۳ء، صفحہ اوّل

۴۶۵......معارف رضا، شمارہ مئی ۲۰۰۶ء، صفحہ ۵ تا ۸

۴۶۶......الدعوۃ، شمارہ دسمبر ۱۹۸۲ء، صفحہ ۱۷ تا ۲۳، شمارہ جولائی ۱۹۸۳ء، صفحہ ۵ تا ۷

۴۶۷......ضیائے حرم، شمارہ نومبر ۲۰۰۳ء، صفحہ ۴۱ تا ۵۰

۴۶۸......ضیائے حرم، شمارہ اپریل ۱۹۹۵ء، صفحہ ۶۹ تا ۷۰

۴۶۹......قبرستان بقیع کی تاریخ، فضائل، اس میں واقع اہم مزارات کی قدیم و جدید تصاویر پر مشتمل نیز قبرستان کے عمومی آداب، اموات کو ایصال ثواب کے اثبات و دلائل پر مبنی ایک کتاب، خوب صورت و اعلیٰ معیار طباعت سے آراستہ، حال ہی میں شائع ہوئی، جس کا نام یہ ہے: بقیع الغرقد، ڈاکٹر شیخ محمد انور صدیقی و انجینئر حاتم عمر طہٰ، طبع اوّل ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۴ء، مکتبہ حلبی مدینہ منورہ، کل صفحات ۱۷۵

۴۷۰......شیخ محمد بشیر حداد مرحوم کے حالات: تتمة الاعلام، جلد ۲، صفحہ ۵۲/ سیدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۲، صفحہ ۳۹۴

۴۷۱......مجموع فتاویٰ و رسائل، امام سید علوی مالکی حسنی، جمع و ترتیب شیخ سید محمد بن علوی مالکی حسنی، طبع ۱۴۱۳ھ، مطبع و ناشر کا نام درج نہیں۔

۴۷۲......فیصل آباد یا لائل پور شہر کے نام بارے غیر مقلدین کے رسالہ ''الاعتصام'' لاہور کے سابق ایڈیٹر و جماعت کے اہم قلم کار علامہ محمد اسحاق بھٹی نے یوں وضاحت کی:
فیصل آباد کو اس وقت مشرف بہ اسلام نہیں کیا گیا تھا، ان دنوں وہ لائل پور تھا، یعنی غیر مسلم، سمندر پار کا ولایتی عیسائی، کسی زمانے کے پنجاب کا انگریز لیفٹیننٹ گورنر

لائل کے نام سے موسوم تھا، یہ شہر اسی نے ۱۸۹۸ء میں قائم کیا تھا، جو اسی کے نام سے مشہور ہوا۔ اسلام کا یہ اسمی یا رسمی بوجھ اس کے سر پر ضیاء الحق کے زمانے میں لادا گیا تھا۔ بہ الفاظ دیگر اس کی تاریخ ضیائی مارشل لاء کے دور میں بگاڑی گئی۔ مقصد غالباً سعودی عرب کی حکومت کو خوش کرنا تھا کہ ہم نے اپنے اتنے بڑے شہر کا نام اس کے حکمران کے نام پر رکھا ہے۔ [نقوشِ عظمتِ رفتہ، صفحہ ۳۲۱ تا ۳۲۲]

۴۷۳......معجم المطبوعات العربیة فی شبه، صفحہ ۵۲۲

۴۷۴......شیخ احمد خیری پاشا کے حالات: الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۱۲۲ تا ۱۲۳

۴۷۵......مجلة الجامعة الاسلامية، شمارہ جنوری ۱۹۷۵ء

۴۷۶......مجلة الجامعة الاسلامية، شمارہ دسمبر ۱۹۷۵ء

۴۷۷......مجلة الجامعة الاسلامية، شمارہ جنوری ۱۹۷۵ء

۴۷۸......مجلة الجامعة الاسلامية، شمارہ محرم ۱۳۹۵ھ، مطابق جنوری ۱۹۷۵ء، صفحہ ۴۶ تا ۶۹

۴۷۹......مجلة الجامعة الاسلامية، شمارہ ذوالحجہ ۱۳۹۵ھ، مطابق دسمبر ۱۹۷۵ء، صفحہ ۹۴ تا ۱۱۲

۴۸۰......مجلة الجامعة الاسلامية، شمارہ ذوالحجہ ۱۳۹۶ھ، مطابق نومبر ۱۹۷۶ء، صفحہ ۱۱۳ تا ۱۲۶

۴۸۱......دلیل المؤلفات، صفحہ ۳۳۹

۴۸۲......حوار مع المالکی، صفحہ ۱۲

۴۸۳......التصوف فی میزان، صفحہ ۹۰، ۴۰۹ تا ۴۳۸، ۴۵۷، ۴۷۷

۴۸۴......التصوف فی میزان، صفحہ ۴۲۲

۴۸۵......التصوف فی میزان، صفحہ ۴۲۰ تا ۴۲۱

۴۸۶......حافظ ابن دبیع کے حالات: الاعلام، جلد ۳، صفحہ ۳۱۸/ الطالع السعید، صفحہ ۹۵/ المحفوظ المروی، صفحہ ۱۲۶/ معجم ما الف عن مکة، صفحہ ۵۴۹/ معجم المطبوعات العربیة فی شبه، صفحہ ۱۶۲ تا ۱۶۳/ معجم مؤلفی مخطوطات مکتبة الحرم المکی، صفحہ ۶۵/ معجم المؤلفین، جلد ۲، صفحہ ۱۰۲/ نور الحبیب، شمارہ اگست، ستمبر ۱۹۹۳ء، صفحہ ۱۰۴

۴۸۷......المنہل، شمارہ مارچ ۱۹۷۸ء، صفحہ ۲۶۹

۴۸۸......نور الحبیب، شمارہ اگست، ستمبر ۱۹۹۳ء، صفحہ ۱۰۴

۴۸۹......شیخ عبداللہ بن حمید کے حالات: اتمام الاعلام، صفحہ ۱۷۳/ الاربعاء، شمارہ ۴/اکتوبر ۲۰۰۶ء، صفحہ ۶ تا ۷/ تتمة الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۳۳۸ تا ۳۴۰/ دلیل المؤلفات، صفحہ ۵۵۷/ ذیل الاعلام، جلد ۲، صفحہ ۱۱۸/ معجم مصنفات الحنابلة، جلد ۷، صفحہ ۱۸۳ تا ۱۸۹/ من اعلام القرن، جلد ۱، صفحہ ۹۵ تا ۹۸/ من رموادنا، صفحہ ۲۸۳ تا ۲۸۶/ نثر القلم، حاشیہ، صفحہ ۱۶۷ تا ۱۶۹

۴۹۰......شیخ محمد بن ابراہیم کے حالات: الاعلام، جلد ۵، صفحہ ۳۰۶ تا ۳۰۷/ معجم مصنفات الحنابلة، جلد ۷، صفحہ ۹۴ تا ۹۹

۴۹۱......تتمة الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۳۴۰/ دلیل المؤلفات، صفحہ ۴۱۷ تا ۴۱۸/ الرد القوی، صفحہ ۱۶۸ تا ۱۶۹

۴۹۲......شیخ عبدالعزیز بن باز کے حالات پر متعدد مستقل کتب شائع ہو چکی ہیں۔ نیز/ اردو میگزین، شمارہ ۲۱/مئی ۱۹۹۹ء، صفحہ ۴۹/ اردو نیوز، شمارہ ۱۱/جون ۱۹۹۹ء، صفحہ ۴/ الجواهر الحسان، جلد ۲، صفحہ ۶۰۴ تا ۶۰۵/ دلیل المؤلفات، صفحہ ۵۸۷/ ذیل الاعلام، جلد ۲، صفحہ ۱۰۷ تا ۱۰۸/ فتاوىٰ اللجنة، جلد ۱، صفحہ ۴ تا ۸/ معجم الادباء، جلد ۱، صفحہ ۶۷/ معجم ما الف عن مكة، صفحہ ۵۵۰/ معجم مصنفات الحنابلة، جلد ۷، صفحہ ۳۶۴ تا ۳۷۷/ نقوش عظمت رفتہ، صفحہ ۳۲۶ تا ۳۲۷/ نور الحبیب، شمارہ فروری ۲۰۰۳ء، صفحہ ۵۳ تا ۵۷

۴۹۳......شیخ محمد بن عبداللطیف کے حالات: الاعلام، جلد ۶، صفحہ ۲۱۸/ معجم مصنفات الحنابلة، جلد ۶، صفحہ ۳۶۱ تا ۳۶۳

۴۹۴......مجلة الجامعة الاسلامية، شمارہ ربیع الثانی ۱۳۹۳ھ، مطابق مئی ۱۹۷۳ء، صفحہ ۳ تا ۷

۴۹۵......مجلة الجامعة الاسلامية، شمارہ ربیع الاوّل ۱۳۹۹ھ، مطابق فروری ۱۹۷۹ء، صفحہ ۸۳ تا ۸۶

۴۹۶......ملا نور الدین علی بن سلطان محمد قاری رحمۃ اللہ علیہ ہرات میں پیدا ہوئے، پھر مکہ مکرمہ

ہجرت کی، جہاں ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۶ء کو وفات پائی۔ فقیہ حنفی، مفسر، محدث نیز ماہر خطاط تھے۔ اپنے ہاتھوں کما کر ضروریات زندگی پوری کیا کرتے، جس کے لیے قرآن مجید کی خطاطی کا ذریعہ اپنایا اور سال بھر میں بقول بعض ایک اور بقول دیگر دو نسخے کتابت کیا کرتے، ان سے حاصل ہونے والی اجرت ایک اپنی ضروریات کے لیے اور دوسرے کی اجرت اپنے ہاں مقیم فقراء کے لیے مختص کیا کرتے۔ اسلامی دنیا کے عظیم الشان کتب خانہ دار الکتب مصریہ قاہرہ میں قرآن مجید کا ایک نسخہ آج بھی زیر نمبر ۵م موجود ہے، جو آپ نے ۱۰۰۰ھ کو طلائی حاشیہ کے ساتھ کتابت کیا تھا۔ بکثرت تصنیفات میں سے چند کے نام یہ ہیں، مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، جمع الوسائل فی شرح الشمائل، الزبدة فی شرح البردة، شرح الشفاء، فتح باب العنایة فی شرح النقایة، منح الروض الازہر فی شرح الفقه الاکبر، الموضوعات الکبریٰ، نزهة الخاطر الفاتر فی مناقب الشیخ عبد القادر جو شائع ہوئیں۔ جب کہ غیر مطبوعہ میں تفسیر القرآن، الجمالین حاشیة علی الجلالین، الاثمار الجنیة فی اسماء الحنفیة، تعلیقات علیٰ آداب المریدین للسهروردی شامل ہیں۔ ملا علی قاری کے احوال و آثار پر شیخ خلیل ابراہیم قوتلائی نے ۱۹۸۵ء کو ام القریٰ یونی ورسٹی مکہ مکرمہ سے عربی میں ایم فل کیا، ان کا مقالہ "الامام علی القاری و اثرہ فی علم الحدیث" نام سے ۱۹۸۷ء کو بیروت سے ۴۹۶ صفحات پر چھپا۔ ہندوستان کے عالم جلیل مولانا محمد سعید خراسانی المعروف بہ میر کلاں محدث اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے ملا علی قاری نے اخذ کیا اور محدث کشمیر مولانا جوہر ناتھ رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۰۲۶ھ/۱۶۱۷ء) حج و زیارت کے لیے گئے تو ملا علی قاری کی شاگردی اختیار کی۔ پاک و ہند میں ان کے احوال و آثار پر خاصا کام ہوا اور دس سے زائد تصنیفات کے عربی ایڈیشن پشاور، حیدر آباد دکن، دہلی، کان پور، کراچی، لاہور وغیرہ سے شائع ہوئے۔ مولانا محمد عبد الحی لکھنوی فرنگی محلی نے اپنی عربی تصنیفات التعلیقات السنیة، التعلیق الممجد علیٰ موطا الامام محمد، السعایة فی کشف ما فی شرح الوقایة، طرب الاماثل بتراجم الافاضل میں ملا علی قاری کے حالات قلم بند کیے۔

نیز مولانا محمد عبدالشکور المعروف بہ رحمٰن علی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء) نے اپنی فارسی کتاب تذکرہ علمائے ہند میں اور مولانا فقیر محمد جہلمی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء) نے اردو تصنیف حدائق الحنفیہ میں، جب کہ مولانا عبدالاوّل جون پوری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء) نے مفید المفتی میں شامل کیے اور مولانا حکیم خلیل الرحمٰن رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا مضمون ''رضوان'' میں چھپا۔ علاوہ ازیں مولانا محمد شریف ہزاروی (پیدائش ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۹ء) کی مستقل کتاب ''علم غیب اور ملا علی قاری'' شائع ہوئی، نیز مولانا محمد فرید رضوی (پیدائش ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء) کی کتاب ''حاضر وناظر اور علم غیب ملا علی قاری کی نظر میں'' طبع ہوئی، جب کہ ان کی دوسری تصنیف ''ملا علی قاری اور سرفراز گکھڑوی'' نام سے ہے۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی نے جمع الوسائل فی شرح الشمائل نیز الموضوعات الکبریٰ پر عربی حواشی لکھے، جو طبع نہیں ہوئے اور مولانا فضل حق دہلوی نے الموضوعات الکبریٰ کا اردو ترجمہ کیا، جو متن کے ساتھ لاہور سے چھپا۔ مولانا فضل الرحمٰن نے ملا علی قاری کی کتاب الحزب الاعظم و الورد الافخم کا ترجمہ کیا، جو متن کے ساتھ دہلی و کراچی سے طبع ہوا۔ علامہ محمد شہزاد مجددی نے ایک کتاب کا اردو ترجمہ کیا جو ''فضائل قرآن'' نام سے لاہور سے شائع ہوا۔ اس تحریر کے دیگر دو مقامات پر آ چکا کہ الزبدۃ فی شرح البردۃ کا ترجمہ حافظ محمد افضل فقیر نے کیا، جو لاہور سے شائع ہوا نیز ایک اور تصنیف المورد الروی فی المولد النبی ﷺ جس پر محدث حجاز نے تحقیق انجام دے کر شائع کرائی، اس کا مکمل ترجمہ مولانا محمد گل احمد عتیقی نے اور مختصر ترجمہ مولانا غلام رسول سعیدی نے کیا، جو شائع ہوئے۔ قبل ازیں المورد الروی کو چکوال کے مولانا قاضی محمد نور چکوڑوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۴ء تقریباً) نے پنجابی نظم میں ڈھالا، جو شائع نہیں ہو سکا اور قلمی نسخہ ان کے ورثاء کے ہاں موجود ہے۔

محدث حجاز کی سند مؤلفات ملا علی قاری، المحفوظ المروی میں درج ہے۔ [اعلام المکیین، جلد۲، صفحہ ۹۱۸ تا ۹۲۰/ الاعلام، جلد ۵، صفحہ ۱۲ تا ۱۳/ تذکرہ علمائے ہند، صفحہ ۱۵۵، ۵۰۴ تا ۵۰۵/ رضوان، شمارہ ۷، نومبر ۱۹۴۹ء، صفحہ ۷ تا ۸/ المحفوظ المروی،

صفحہ ۸۸، ۳۳۹/ مـــختصر نشر النور، صفحہ ۳۶۵ تا ۳۶۹/ مراءۃ التصانیف، جلد۱، صفحہ ۹۳، ۹۸، ۲۶۴/ معجم ما الف عن مکۃ، صفحہ ۳۲، ۳۴/ معجم المطبوعات العربیۃ فی شبہ، صفحہ ۴۸۲ تا ۴۸۳/ معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم، صفحہ ۴۷۰ تا ۴۷۱/ معجم المؤلفین، جلد۲، صفحہ ۴۴۶/ نظم الدرر، صفحہ ۴۷ تا ۴۸/ نور الحبیب، شمارہ مارچ ۲۰۰۷ء، صفحہ ۵۱ تا ۵۴، شمارہ دسمبر ۲۰۰۷ء، صفحہ ۴۹/ دیگر مآخذ]

۴۹۷......دلیل المؤلفات، صفحہ ۱۴۶

۴۹۸......فتاویٰ اللجنۃ، جلد۱، صفحہ۲

۴۹۹......سعودی عرب کے موجودہ سرکاری مفتیٔ اعظم شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ نجدی ۱۳۶۲ھ کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ اکابر علماء نجد سے تعلیم پائی، اساتذہ میں مفتی شیخ محمد بن ابراہیم نجدی و مفتی شیخ عبد العزیز بن باز اہم نام ہیں۔ شریعت کالج ریاض سے فارغ ہوئے پھر اسی میں نیز ریاض کے دیگر تعلیمی اداروں میں پروفیسر اور وہاں کی شاہی مسجد میں امام و خطیب رہے۔ جب کہ ۱۴۰۲ھ سے ہر سال میدانِ عرفات کی مسجد نمرہ میں ۹؍ذوالحجہ کو خطبۂ حج دینے پر مامور ہیں۔ علماء سپریم کونسل کے ۱۴۰۷ھ کو رکن اور ۱۴۱۶ھ میں ملک کے نائب مفتیٔ اعظم جب کہ ۱۴۲۰ھ کو شیخ بن باز کی وفات پر مفتیٔ اعظم نیز علماء سپریم کونسل اور ادارات البحوث العلمیۃ و الافتاء کے صدر بنائے گئے۔ نابینا ہیں، نسب نامہ یہ ہے:

شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللطیف بن عبد الرحمٰن بن حسن بن محمد بن عبد الوہاب نجدی۔ [اردو نیوز، شمارہ ۲۱؍مئی ۱۹۹۹ء، صفحہ۴]

۵۰۰......اردو نیوز، شمارہ یکم جون ۲۰۰۱ء، صفحہ۲/ المدینۃ، شمارہ ۱۵؍فروری ۲۰۰۹ء، صفحہ۲

۵۰۱......شیخ سلیمان بن عبید کے حالات: الـجـواهـر الـحسـان، جلد۲، صفحہ ۲۵/ معجم مصنفات الحنابلۃ، جلد۷، صفحہ ۳۲۸/ نثر القلم، صفحہ ۱۳۶ تا ۱۳۹، ۱۶۷

۵۰۲......محدث حجاز کے ساتھ جو عدالتی کارروائی کی گئی اس کا خلاصہ خود مخالفین نے حوار مع المالکی کے صفحہ ۵ تا ۲۴ پر دیا ہے۔

۵۰۳......حوار مع المالکی، صفحہ ۱۷۱

۵۰۴.....مراکش میں منعقدہ امام مالک عالمی سیمینار کی روداد، وہاں کی وزارت اوقاف نے تین جلد میں شائع کی اور محدث حجاز کا موطا امام مالک پر پڑھا گیا مقالہ دوسری جلد کے صفحہ ۱۰۱ تا ۱۵۸ پر درج ہے۔ [التحذیر من الاغترار، طبع اوّل، صفحہ ۹ تا ۱۰] بعد ازاں یہ مقالہ الگ کتابی صورت میں بھی شائع ہوا۔

۵۰۵.....حوار مع المالکی، صفحہ ۸

۵۰۶.....شیخ عبداللہ منیع کے حالات: دلیل المولفات، صفحہ ۴۵۷/ فتاویٰ اللجنة، جلد ۱، صفحہ ۱۲ تا ۱۴/ المدینة، شمارہ ۱۵ ر فروری ۲۰۰۹ء، صفحہ ۲/ معجم ما الف عن مکة، صفحہ ۳۵۲/ من رواد نا، صفحہ ۲۴۶ تا ۲۴۷

۵۰۷.....حوار مع المالکی، صفحہ ۱۹۷ تا ۱۹۸

۵۰۸.....فتاویٰ اللجنة، جلد ۱، صفحہ ۲ تا ۳، ۱۳/ المدینة، شمارہ ۱۵ ر فروری ۲۰۰۹ء، صفحہ ۲

۵۰۹.....دلیل المؤلفات، صفحہ ۱۴۷/ فتاویٰ اللجنة، جلد ۱، صفحہ ۱۳

۵۱۰.....حوار مع المالکی، صفحہ ۱۶۹

۵۱۱.....حوار مع المالکی، صفحہ ۴۲

۵۱۲.....حوار مع المالکی، صفحہ ۸۲، ۱۲۴

۵۱۳.....حوار مع المالکی، صفحہ ۸۲

۵۱۴.....شیخ حمود تویجری کے حالات: اتمام الاعلام، صفحہ ۸۴ تا ۸۵/ تتمة الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۱۵۴ تا ۱۵۶/ دلیل المؤلفات، صفحہ ۴۴۷/ ذیل الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۶۷/ معجم ما الف عن مکة، صفحہ ۹، ۱۷۶، ۳۴۶/ من اعلام القرن، جلد ۱، صفحہ ۴۱ تا ۴۷/ معجم مصنفات الحنابلة، جلد ۷، صفحہ ۲۷۸ تا ۲۹۰

۵۱۵.....دلیل المؤلفات، صفحہ ۳۴۵

۵۱۶.....شیخ زین العابدین برزنجی کے حالات: الاعلام، جلد ۳، صفحہ ۶۵/ نور الحبیب، شمارہ اگست، ستمبر ۱۹۹۳ء، صفحہ ۱۰۱ تا ۱۰۲

۵۱۷.....شیخ ابو الفداء عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر قریشی رحمۃ اللہ علیہ ۷۰۱ھ/ ۱۳۰۲ء کو بصرہ کے قریب گاؤں میں پیدا ہوئے پھر دمشق ہجرت کی اور وہیں ۷۷۴ھ/ ۱۳۷۳ء کو وفات پائی۔ حافظ حدیث، مفسر، فقیہ شافعی، مؤرخ۔ ڈاکٹر عدنان شلش کی تحقیق

کے مطابق ان کی تصنیفات کی تعداد ۳۷، جن میں سے سترہ شائع ہوئیں اور مزید نو کے قلمی نسخے محفوظ ہیں۔ مطبوعہ کتب میں تفسیر القرآن العظیم، المعروف بہ تفسیر ابن کثیر اور البدایۃ و النھایۃ المعروف بہ تاریخ ابن کثیر بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ تفسیر ابن کثیر کے چار اختصار بھی شائع ہوئے، جن میں ایک شیخ محمد علی صابونی اور دوسرا ملک شام کے موجودہ شیخ القراء شیخ محمد کریم راجح نے تیار کیا۔ شیخ عبدالحمید بابی حلبی نے طرابلس لیبیا کے دعوتِ اسلامی کالج سے بعنوان الامام ابن کثیر و منھجہ فی التفسیر تحقیق انجام دے کر ۱۹۹۵ء کو ایم فل کیا۔ دمشق یونی ورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر محمد زحیلی کی کتاب ابن کثیر الدمشقی الحافظ المفسر المؤرخ الفقیہ دمشق سے ۱۹۹۵ء کو ۳۹۰ صفحات پر چھپی۔ ڈاکٹر عدنان بن محمد بن عبداللہ آل شلش نے قرآن کریم و اسلامی علوم یونی ورسٹی سوڈان سے پی ایچ ڈی کی، ان کا مقالہ الامام ابن کثیر و اثرہ فی علم الحدیث روایۃ و درایۃ مع دراسۃ منھجیۃ تطبیقیۃ علیٰ تفسیر القرآن العظیم نام سے ۲۰۰۵ء کو عمان اردن سے ۷۰۲ صفحات پر شائع ہوا۔ ڈاکٹر سلیمان بن ابراہیم آل لاحم نے بھی اس موضوع پر کام کیا۔ تاریخ ابن کثیر کے تعاقب میں شیخ محمد عربی تبانی الجزائری مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے مستقل کتاب ادراك الغایۃ من تعقب ابن کثیر فی البدایۃ لکھی، جو غیر مطبوع ہے۔

پاک و ہند سے علامہ ابن کثیر کی تقریباً پانچ تصانیف کے عربی ایڈیشن آرہ، دہلی، کراچی و لاہور سے شائع ہوئے۔ اور ڈاکٹر مسعود الرحمٰن خان نے عربی مقالہ دراسۃ لابن کثیر کمؤرخ فی ضوء کتابہ البدایۃ و النھایۃ پر ۱۹۷۸ء کو علی گڑھ یونی ورسٹی سے پی ایچ ڈی کی۔ ان کا کام دو کتب ابن کثیر حیاتہ و مؤلفاتہ اور ابن کثیر کمؤرخ ناموں سے ۱۹۷۹ء کو علی گڑھ سے، پھر ایک کتاب الامام ابن کثیر سیرتہ و مؤلفاتہ و منھجہ فی کتابہ التاریخ نام سے ۳۵۳ صفحات پر ۱۹۹۹ء کو دمشق سے شائع ہوا۔

ادھر اسلامی یونی ورسٹی اسلام آباد سے انڈونیشیا کے شیخ عبدالرحمٰن محمد بدرالدین نے الامام ابن کثیر و منھجہ فی التفسیر مقالہ پر ۱۹۹۶ء کو ایم فل کیا۔

تفسیر ابن کثیر کے مختلف مکاتب فکر کے علماء نے تین سے زائد اردو تراجم کیے۔
ایک ترجمہ ادارہ ضیاء المصنفین، بھیرہ کے زیر اہتمام تین علماء مولانا محمد اکرم ازہری، مولانا محمد سعید ازہری، مولانا محمد الطاف حسین ازہری نے مل کر کیا جو مولانا پیر محمد کرم شاہ ازہری کے ترجمہ قرآن مجید کے ساتھ چار جلد میں لاہور سے شائع و دستیاب ہے۔ ڈاکٹر مولانا محمد طاہر قادری کے بقول تفسیر ابن کثیر کوئی مستقل تفسیر قرآن نہیں بلکہ امام محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۳۱۰ھ/۹۲۳ء) کی تفسیر کی تلخیص ہے۔ اور تاریخ ابن کثیر کا ترجمہ کئی ضخیم جلدوں میں کراچی سے طبع ہوا۔
علامہ ابن کثیر کی تیسری کتاب مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ترجمہ مولانا افتخار احمد قادری نے کیا، جو محمد آباد اعظم گڑھ، لاہور و کراچی سے شائع ہوا، جب کہ اس کا دوسرا ترجمہ علامہ محمد اکبر علی خان قادری نے کیا، جو عربی متن کے ساتھ لاہور سے چھپا۔
محدث حجاز کی سند مؤلفات ابن کثیر، المحفوظ المروی میں دی گئی ہے۔ [الاعلام، جلد ا، صفحہ ۳۲۰/ ضیائے حرم، شمارہ اپریل ۱۹۸۸ء، صفحہ ۹۶، شمارہ جون ۲۰۰۳ء، صفحہ ۳۴ تا ۳۵/ المحفوظ المروی، صفحہ ۱۰۴/ معجم ما الف عن مکۃ، صفحہ ۵۴۱/ معجم المطبوعات العربیۃ فی شبہ، صفحہ ۳۵۸، ۴۷۱/ معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم، صفحہ ۱۱۱ تا ۱۱۲/ معجم المؤلفین، جلد ا، صفحہ ۳۷۳/ دیگر مآخذ]

۵۱۸...... شیخ خیر الدین وانلی کے حالات: ذیل الاعلام، جلد ۳، صفحہ ۶۳/ معجم البابطین، جلد ۷، صفحہ ۵۰۴ تا ۵۰۶

۵۱۹...... روزنامہ "السیاسیة" کویت، ملک کے مکمل و مستقل شائع ہونے والے یومیہ اخبار میں سرفہرست ہے۔ یہ ۱۹۶۵ء کو جاری ہوا اور ان دنوں شرکۃ دار السیاسیۃ للطباعۃ و الصحافۃ و النشر نامی اشاعتی ادارہ کی ملکیت ہے۔ ہر شمارہ بالعموم ۴۸ صفحات کا ہوتا ہے اور ۲۷ رجون ۲۰۰۷ء کو شمارہ نمبر ۱۳۸۸۲ طبع ہوا، احمد عبدالعزیز جار اللہ چیف ایڈیٹر ہیں۔

۵۲۰...... شیخ یونس سامرائی کے حالات: ذیل الاعلام، جلد ۲، صفحہ ۲۱۷/ نور الحبیب، شمارہ جنوری ۲۰۰۴ء، صفحہ ۶۹ تا ۸۱، شمارہ فروری ۲۰۰۴ء، صفحہ ۵۱ تا ۶۲

۵۲۱...... الدعوۃ، شمارہ مئی ۱۹۸۳ء، صفحہ ۴ تا ۷

۵۲۲...... الدعوۃ، شمارہ مئی ۱۹۸۳ء، صفحہ ۷

۵۲۳......التحذیر من الاغترار، طبع اوّل، صفحہ ۱۵۶

۵۲۴......دلیل المؤلفات، صفحہ ۳۴۹

۵۲۵......شیخ حسن طنون کے حالات: تتمۃ الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۱۳۳

۵۲۶......علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابو بکر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ۸۴۹ھ/ ۱۴۴۵ء کو قاہرہ میں پیدا ہوئے اور ۹۱۱ھ/ ۱۵۰۵ء کو وہیں پر وفات پائی، جب کہ آپ کے والد مصر کے ہی شہر اسیوط سے ہجرت کر کے قاہرہ آئے تھے۔ اسلامی تاریخ کی منفرد شخصیت، عقلی و نقلی علوم کے ماہر، حافظ الاحادیث، مفسر قرآن، ادیب و مؤرخ، صوفی کامل، فقیہ شافعی، ابن الکتب، متعدد علوم و فنون پر ایک ہزار سے زائد کتب تالیف کیں، جن میں ۲۸۵ سے زائد عرب و عجم سے شائع ہو چکی ہیں۔ علامہ سیوطی نے اپنے حالات خود حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر و القاهرة میں درج کیے، جو بارہا مصر سے شائع ہوئی۔ نیز اپنے احوال پر مستقل کتاب التحدث بنعمة الله لکھی، جو ۱۹۷۲ء کو کیمبرج یونی ورسٹی برطانیہ نے شائع کی۔ اور آپ کے شاگرد شیخ عبد القادر بن محمد شاذلی رحمۃ اللہ علیہ (۹۴۶ھ/ ۱۵۳۹ء میں زندہ) نے مستقل کتاب بهجة العابدين بترجمة مولانا حافظ العصر جلال الدين لکھی، جو ڈاکٹر عبد الالہ نبہان کی تحقیق کے ساتھ عربی لغت اکیڈمی دمشق نے ۳۶۵ صفحات پر ۱۹۹۸ء کو پہلی بار شائع کی۔ قاہرہ کی ایک ادبی تنظیم المجلس الاعلىٰ لرعاية الفنون و الآداب و العلوم الاجتماعية کے زیر اہتمام ۱۹۷۶ء کو امام سیوطی کی شخصیت پر عالمی سیمینار منعقد ہوا، جس میں پیش کیے گئے مقالات ۱۹۷۸ء کو کتابی صورت میں قاہرہ ہی سے شائع کیے گئے۔ ڈاکٹر محمد یوسف شریجی نے ۱۹۹۲ء کو زیتونہ یونی ورسٹی تیونس سے الامام السيوطي و جهوده في علوم القرآن مقالہ پر پی ایچ ڈی کی، جو پیش نظر معلومات کے مطابق غیر مطبوع ہے۔ دور حاضر میں آپ کے احوال و آثار پر پندرہ سے زائد مستقل عربی کتب لکھی گئیں جو بیروت، دمشق، قاہرہ و کویت سے شائع ہوئیں۔ ان میں سے تین راقم کے سامنے ہیں۔ ڈاکٹر بدیع سید لحام کی الامام الحافظ جلال الدين السيوطي وجهوده في الحديث و علومه جو ۱۹۹۴ء کو دمشق سے ۵۵۳ صفحات پر چھپی اور شیخ ایاد خالد طباع کی الامام الحافظ جلال الدين

السیوطی مُعْلَمَۃُ العلوم الاسلامیۃ جو۱۹۹۶ءکو۴۶۴صفحات پر دمشق ہی سے شائع ہوئی نیز شیخ محمود شلبی کی حیاۃ الامام جلال الدین السیوطی جو بیروت سے ۱۹۹۸ءکو۲۷۲صفحات پر طبع ہوئی۔علامہ سیوطی پر شائع ہونے والی مزید بارہ کتب کے مصنفین کے نام یہ ہیں:

شیخ احمد تیمور پاشا (وفات ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۳۰ء)، شیخ احمد شرقاوی اقبال، شیخ احمد خازندار و محمد ابراہیم شیبانی، شیخ سعدی ابوحبیب، ڈاکٹر طاہر سلیمان حمودہ، ڈاکٹر عبدالعال سالم مکرم، شیخ عبدالحفیظ فرغلی قرنی، شیخ عبدالعزیز عزالدین سیروان، ڈاکٹر قرشی عباس دندراوی، ڈاکٹر محمد جلال ابوالفتوح، ڈاکٹر محمد عبدالوہاب فضل، ڈاکٹر مصطفیٰ شکعہ۔ادھر ترکی میں ڈاکٹر حمزہ بکتاش (پیدائش ۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۶ء) نے آپ کی حیات وخدمات پر تحقیق انجام دی۔

پاک وہند میں علامہ سیوطی کی شخصیت ایک جلیل القدر امام کے طور پر بخوبی متعارف ہے۔ اس خطہ پر ان کے احوال قلم بند کیے گئے، تصنیفات کے قلمی نسخے یہاں کے اہل علم نے خود تیار کیے۔ مطبع کی آمد سے متعدد تصنیفات کے عربی ایڈیشن شائع کیے گئے۔ان پر حواشی وتعلیقات لکھی گئیں نیز ان کی مکمل کردہ تفسیر جلالین دینی مدارس کے نصاب میں داخل ہے۔

مولانا محمد عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی نے علامہ سیوطی کے مختصر حالات اپنی عربی کتاب التعلیقات السنیۃ میں درج کیے، جوان کی دوسری تصنیف الفوائد البھیۃ فی تراجم الحنفیۃ کے ساتھ بیروت، دہلی، قازان، قاہرہ، کراچی، لکھنؤ سے طبع ہوئی۔ مولانا فیض احمد اویسی بہاول پوری نے ان کے احوال وعقائد پر مستقل اردو کتاب لکھی، جو شائع نہیں ہوئی۔ بہاء الدین زکریا لائبریری ضلع چکوال میں ایک اہم تصنیف البدور السافرۃ فی امور الآخرۃ کا مکمل وخوش خط قلمی نسخہ محفوظ ہے، جب کہ دنیا بھر میں اس کا پہلا ایڈیشن ۱۸۹۳ءکو لاہور سے چھپا۔علامہ سیوطی کی متعدد کتب کے عربی ایڈیشن بمبئی، حیدرآباد دکن، دہلی، فیصل آباد، کان پور، کراچی، کلکتہ، لاہور، لکھنؤ، میرٹھ سے شائع ہوئے۔ مولانا علاء الدین علی متقی برہان پوری مہاجر مکی نے ان کی تین کتب جامع الصغیر من حدیث البشیر النذیر، جمع الجوامع فی الحدیث،

العرف الوردی فی اخبار المھدی پر خوب کام کیا، جس باعث دسویں صدی ہجری کے قاہرہ کے ایک جلیل القدر عالم نے فرمایا کہ علامہ سیوطی نے تصنیفی عمل کے ذریعے دنیا پر احسان عظیم کیا، پھر مولانا علاء الدین علی متقی نے ان کی تصنیفات پر کام انجام دے کر خود علامہ سیوطی پر احسان کیا۔ مولانا محمد ادریس سلہٹی رحمۃ اللہ علیہ نے جمع الجوامع پر حاشیہ لکھا۔ تفسیر جلالین پر یہاں کے متعدد علماء نے عربی تعلیقات و حواشی لکھے، جن میں سے آٹھ حسب ذیل ہیں، مولانا سلام اللہ دہلوی رام پوری کا حاشیہ الکمالین دہلی، کراچی، کلکتہ، لکھنؤ سے چھپا، مولانا تراب علی لکھنوی نے الھلالین نام سے حاشیہ لکھا، جو نامکمل رہا اور ۱۸۶۳ء کو کان پور میں طبع ہوا، مولانا فیض الحسن سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۷ء) کی تعلیقات علی الجلالین علی گڑھ سے ۱۸۷۰ء میں شائع ہوئی، مولانا روح اللہ کالیگ زئی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۱۷ھ/ ۱۸۹۹ء) کی ترویح الارواح شرح تفسیر الجلالین لاہور سے ۱۹۰۰ء کو چھپی، مولانا ریاست علی شاہ جہان پوری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۰ء) کی الزلالین حاشیة الجلالین کلکتہ سے ۱۹۰۰ء کو پھر بمبئی و لکھنؤ سے شائع ہوئی، مولانا سعد اللہ قندھاری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی کشف المحجوبین علی تفسیر الجلالین بمبئی سے ۱۸۹۹ء میں چھپی۔ نیز مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء) اور مولانا شائستہ گل مردانوی رحمۃ اللہ علیہ (پیدائش ۱۳۰۳ھ/ ۱۸۸۶ء) نے بھی الگ الگ حواشی لکھے، جو شائع نہیں ہو سکے۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی نے دوسری تفسیر الدر المنثور فی التفسیر بالماثور پر عربی حاشیہ لکھا، جو غیر مطبوع ہے، جب کہ ضیاء المصنفین بھیرہ کے زیر اہتمام اس تفسیر کا اردو ترجمہ ہوا، جو چھ جلدوں میں لاہور سے زیر طبع ہے۔ مولانا بریلوی نے ایک اور کتاب الخصائص الکبریٰ پر بھی عربی حاشیہ لکھا، جو چھپ نہیں پایا، جب کہ شاعر نعت راجا رشید محمود نے متن کتاب کا ترجمہ کیا، اس کا دوسرا ترجمہ دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ کے علامہ مقبول احمد نے کیا اور دونوں ہی لاہور سے شائع ہوئے۔ پنجاب یونی ورسٹی لاہور شعبہ عربی کے سابق صدر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر نے الخصائص الصغریٰ کے عربی متن پر تحقیق انجام دے کر

لاہور سے شائع کرائی، جب کہ علامہ عبد الرسول ارشد نے اردو ترجمہ کیا، جو لاہور ہی سے چھپا۔ مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء) نے اللمعة في اجوبة الاسئلة السبعة کا ترجمہ کیا، جو" کاشفہ اسرار غیبیة" نام سے گوجرانوالا سے شائع ہوا۔ مفتی غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء) نے بشری الکئیب بلقاء الحبیب کا ترجمہ کیا، جو" دیدارِ حبیب" نام سے لاہور سے چھپا۔ مولانا محمد ظفر الدین محدث بہاری نے شرح الصدور بشرح حال الموتٰی فی القبور کو اردو میں ڈھالا، جو" سرور القلب المحزون فی البصر عن نور العیون" نام سے ۱۹۸۳ء کے آغاز میں پٹنہ سے شائع ہوئی، اس کتاب کا دوسرا ترجمہ مفتی سید شجاعت علی قادری نے کیا، جو کراچی سے چھپا۔ علامہ شمس الحسن شمس بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء کو اردو میں منتقل کیا، جو ۱۹۷۶ء کو کراچی سے چھپی، اس کے مزید اردو تراجم بھی ہوئے۔ علامہ صائم چشتی نے رسائل سیوطی کا ترجمہ کیا جو" والدین مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم" نام سے کتابی صورت میں شائع ہوئی۔ پروفیسر محمد طفیل سالک نے حسن المقصد فی عمل المولد کا ترجمہ کیا، جو لاہور سے چھپا۔ مولانا فیض احمد اویسی نے دو کتب انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء، تنویر الحلك فی امکان رؤیة النبی و الملك کے تراجم کیے، جو غیر مطبوع ہیں۔ علامہ محمد شہزاد مجددی نے" الروض الانیق فی فضل الصدیق" کا ترجمہ نیز تخریج انجام دی، جو لاہور سے شائع ہوا۔ علامہ سیوطی کی تصنیفات کے مزید تراجم تذکرة الروح، تذکرة القبر، تذکرة الموت،" موت کے بعد زندگی" ناموں سے شائع ہوئے۔ علاوہ ازیں مولانا محمد محب اللہ نوری ۱۹۹۸ء کو امام سیوطی کے مزار پر حاضر ہوئے تو اس کا محل وقوع وصورت حال اپنے سفرنامہ مصر" چند روز مصر میں" میں پیش کیا۔

محدث اعظم حجاز شیخ سید محمد بن علوی مالکی نے علامہ سیوطی کی ایک اہم تصنیف مختصر کر کے اس پر اضافات کیے جو زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن نام سے چھپی، اس کا اردو ترجمہ مولانا غلام نصیر الدین چشتی نے کیا، جو کراچی سے چھپا۔

محدث حجاز کی سند مؤلفات علامہ سیوطی، الطالع السعید نیز المحفوظ المروی میں

درج ہے۔[الازہر فی الف عام، صفحہ۱۰۶/ الاعلام، جلد۳، صفحہ۳۰۱ تا ۳۰۲، جلد۴، صفحہ۴۳/ تذکرہ علمائے ہند، صفحہ ۱۳۸، ۲۱۹، ۳۴۹، ۵۸۸/ چند روز مصر میں، صفحہ ۱۸۵ تا ۱۹۰/ حیات ملک العلماء، صفحہ ۳۰ تا ۳۱/ ضیائے حرم، شمارہ مئی ۱۹۷۶ء، صفحہ ۷۷ تا ۸۷، شمارہ دسمبر ۱۹۷۶ء، صفحہ ۹۵ تا ۹۶، شمارہ نومبر ۱۹۸۵ء، صفحہ ۹۳ تا ۹۴، شمارہ اکتوبر ۲۰۰۰ء، صفحہ ۶۷ تا ۶۸، شمارہ جون ۲۰۰۳ء، صفحہ ۳۶، ۳۷/ الطالع السعید، صفحہ ۴۶ تا ۴۷، ۹۸/ علم کے موتی، صفحہ ۲۰، ۲۴، ۵۲، ۵۳، ۶۴/ المحفوظ المروی، صفحہ ۸۷، ۹۷ تا ۹۹، ۱۶۹ تا ۱۷۰، ۲۰۱، ۲۴۴/ مراءۃ التصانیف، جلد۱، صفحہ ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۵، ۳۲، ۱۰۰، ۱۱۰، ۱۱۵، ۳۰۳/ معجم ما الف عن مکۃ، صفحہ ۵۴۹/ معجم المطبوعات العربیۃ فی شبہ، صفحہ ۶۷، ۱۷۵، ۱۹۱، ۲۰۳ تا ۲۱۹، ۳۴۴، ۳۵۲/ معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم، صفحہ ۳۲۳ تا ۳۲۷/ معجم المؤلفین، جلد۲، صفحہ ۸۲ تا ۸۵/ نور الحبیب، شمارہ دسمبر ۲۰۰۷ء، صفحہ ۴۷/ دیگر مآخذ]

۵۲۷......شیخ عبدالرحمٰن آل ملا کے حالات: اجازات واسانید پر مشتمل اشتہار/ الجواہر الغالیۃ، صفحہ ۲۷/ شخصیات رائدۃ من بلادی، صفحہ ۱۰۴ تا ۱۰۹

۵۲۸......ڈاکٹر شیخ حسینی ہاشم کے حالات: اتمام الاعلام، صفحہ ۸۰/ الازہر فی الف عام، صفحہ ۱۶۴/ ذیل الاعلام، جلد۱، صفحہ ۷۳، ۳۶۵/ معجم البابطین، جلد۲، صفحہ ۷ تا ۹

۵۲۹......شیخ عبدالغنی راجحی کے حالات: اتمام الاعلام، صفحہ ۱۵۹/ ذیل الاعلام، جلد۱، صفحہ ۱۲۵/ معجم البابطین، جلد۱۱، صفحہ ۳۶۷ تا ۳۶۹

۵۳۰......شیخ عبداللہ کنون کے حالات پر تین مستقل کتب شائع ہو چکی ہیں، شیخ احمد شایب کی الدراسات الادبیۃ فی المغرب الاستاذ عبد اللہ کنون نموذجاً جو طنجہ سے چھپی، شیخ عبدالقادر ادریسی کی عبد اللہ کنون و موقعہ فی الفکر الاسلامی السیاسی الحدیث جو قاہرہ میں طبع ہوئی، شیخ عدنان الخطیب کی عبد اللہ کنون سبعون عاما من الجهاد المتواصل فی خدمۃ الاسلام و العروبۃ و رد شبہات الحاقدین و الدقۃ جو ۱۹۹۱ء کو دمشق سے ۸۲ صفحات پر شائع ہوئی، آخر الذکر راقم کے پیش نظر ہے۔ نیز/ اتمام الاعلام، صفحہ ۱۶۹ تا ۱۷۰/ تتمۃ الاعلام، جلد۱، صفحہ ۳۳۵ تا ۳۳۷/ ذیل الاعلام، جلد۱، صفحہ ۱۳۱ تا ۱۳۲/

معجم البابطین، جلد۱۲، صفحہ۱۹۱ تا ۱۹۳

۵۳۱......شیخ حسنین مخلوف کے حالات: اتمام الاعلام، صفحہ۷۹/ الاسوار المشرقة، صفحہ۲۴۰ تا ۲۴۲/ تتمة الاعلام، جلد۱، صفحہ۱۴۰ تا ۱۴۲، جلد۲، صفحہ۲۶۶/ ذیل الاعلام، جلد۱، صفحہ۷۱/ رضوان، شمارہ ۲۸/ جولائی ۱۹۵۲ء، صفحہ۳ تا ۷/ معجم البابطین، جلد۱۳، صفحہ۳۵۹ تا ۳۶۰

۵۳۲......ڈاکٹر شیخ محمد طیب نجار کے حالات: اتمام الاعلام، صفحہ۲۴۷/ تتمة الاعلام، جلد۲، صفحہ۹۸ تا ۹۹/ ذیل الاعلام، جلد۱، صفحہ۱۸۳ تا ۱۸۴

۵۳۳......شیخ محمد عبدالواحد کے حالات: تتمة الاعلام، جلد۲، صفحہ۱۱۴

۵۳۴......شیخ عبداللہ غماری نے اپنے حالات پر خود ایک کتاب سبیل التوفیق فی ترجمة عبد اللّٰہ بن الصدیق لکھی، جو شائع ہوئی۔ پھر آپ کے شاگرد ڈاکٹر شیخ فاروق حمادہ نے کتاب عبد اللّٰہ بن الصدیق الغماری الحافظ الناقد لکھی، جو ۲۰۰۶ء کو دمشق سے ۱۷۴ صفحات پر طبع ہوئی۔ نیز/ اتمام الاعلام، صفحہ۱۷۲ تا ۱۷۳/ الاسوار المشرقة، ۲۴ تا ۲۷۶/ تتمة الاعلام، جلد۱، صفحہ۳۴۳ تا ۳۴۶/ تذکرہ حضرت محدث دکن، صفحہ۳۰۸ تا ۳۰۹/ تشنیف الاسماع، صفحہ۳۴۶ تا ۳۵۴/ ذیل الاعلام، جلد۱، صفحہ۱۳۲

۵۳۵......شیخ ابرہیم عقیل علوی کے حالات: اتمام الاعلام، صفحہ۱۷/ الاسوار المشرقة، صفحہ۳۲۸ تا ۳۳۱/ تتمة الاعلام، جلد۱، صفحہ۱۸

۵۳۶......ڈاکٹر شیخ ابوالوفا تفتازانی کے حالات پر التصوف الاسلامی کا شمارہ جولائی ۱۹۹۴ء مختص کیا گیا اور آپ پر لکھے گئے مضامین کو ڈاکٹر عاطف عراقی نے جمع کر کے کتابی صورت میں الدکتور ابوالوفا التفتازانی استاذاً للتصوف و مفکراً اسلامیاً نام سے ۱۹۹۶ء کو شائع کرایا۔ نیز/ اتمام الاعلام، صفحہ۲۷۵/ الاھرام، شمارہ ۲۶/ دسمبر ۱۹۹۷ء، صفحہ۹/ تتمة الاعلام، جلد۲، صفحہ۱۵۴/ التصوف الاسلامی، شمارہ اگست ۱۹۹۴ء، صفحہ۳۸ تا ۴۳/ ذیل الاعلام، جلد۲، صفحہ۱۷۸/ ضیائے حرم، شمارہ اکتوبر ۲۰۰۰ء، صفحہ۶۴ تا ۶۵/ منہاج القرآن، شمارہ اکتوبر ۱۹۸۸ء، صفحہ۸

۵۳۷......شیخ محمد فال بنانی کے حالات پر ان کے فرزند شیخ احمد بن محمد فال احمیادہ نے کتاب

"سیرۃ الشاعر و العلامۃ محمد فال بن البنانی" لکھی جو غیر مطبوع ہے، نیز/اتمام الاعلام، صفحہ ۲۶۱/معجم البابطین، جلد ۱۸، صفحہ ۶۴۴ تا ۶۴۶

۵۳۸......شیخ عبدالعزیز غماری نے اپنے حالات پر کتاب تعریف المؤتسی باحوال نفسی لکھی، جو غیر مطبوع ہے، جب کہ ان کے سلسلہ روایت و اسانید پر قاہرہ کے شیخ محمود سعید ممدوح شافعی نے مستقل کتاب فتح العزیز فی اسانید السید عبد العزیز لکھی، جو ۱۹۸۵ء کو دمشق سے شائع ہوئی۔ نیز/الاسوار المشرقۃ، صفحہ ۳۴۷/ذیل الاعلام، جلد ۳، صفحہ ۱۱۵، ۲۳۲/المسلمون، شمارہ ۲۹ نومبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۱۶

۵۳۹......شیخ محمد شاذلی نیفر کے حالات: اتمام الاعلام، صفحہ ۲۴۱/الاسوار المشرقۃ، صفحہ ۳۴۶/ذیل الاعلام، جلد ۲، صفحہ ۱۶۱ تا ۱۶۲/الشرق الاوسط، شمارہ ۱۲ دسمبر ۱۹۹۷ء صفحہ ۲۳/معجم البابطین، جلد ۱۶، صفحہ ۲۱۶ تا ۲۱۸

۵۴۰......ڈاکٹر شیخ حسن قریب اللہ کے مختصر حالات: السبحۃ مشروعیتھا ادلتھا کے آخری صفحہ پر درج ہیں۔

۵۴۱......شیخ محمد بن علی حبشی کے حالات: تتمۃ الاعلام، جلد ۲، صفحہ ۲۱

۵۴۲......شیخ عبدالقادر سقاف کے حالات: الاسوار المشرقۃ، صفحہ ۳۱۱ تا ۳۱۲

۵۴۳......شیخ احمد زبارہ کے حالات: الاسوار المشرقۃ، صفحہ ۳۰۳ تا ۳۰۶/ذیل الاعلام، جلد ۳، صفحہ ۲۹

۵۴۴......شیخ رحالی فاروقی کے حالات: الاسوار المشرقۃ، صفحہ ۳۲۱ تا ۳۲۲/تتمۃ الاعلام، جلد ۲، صفحہ ۲۷۲/معجم ما الف عن مکۃ، صفحہ ۳۵۸

۵۴۵......دلیل المؤلفات، صفحہ ۱۵۰

۵۴۶......شیخ اسماعیل انصاری کے حالات: الجواھر الحسان، جلد ۲، صفحہ ۵۶۷ تا ۵۷۲/دلیل المؤلفات، صفحہ ۳۸۷/ذیل الاعلام، جلد ۲، صفحہ ۳۰ تا ۳۱/معجم ما الف عن مکۃ، صفحہ ۵۴۱/معجم المطبوعات العربیۃ فی المملکۃ، جلد ۱، صفحہ ۴۳۰ تا ۴۳۱

۵۴۷......المالکی عالم الحجاز، صفحہ ۳۰۶

۵۴۸......التامل فی حقیقۃ التوسل، حاشیہ، صفحہ ۱۲۲ تا ۱۲۳

۵۴۹......www.frzdqi.net

۵۵۰......ڈاکٹر شیخ یوسف قرضاوی آج کی عرب دنیا کے مشہور عالم ومفکر ہیں۔ مصر کے باشندہ اور آغاز میں اخوان المسلمون سے وابستہ رہے، پھر صلح کل و مدعی اجتہاد ہوئے۔ تقریباً چالیس برس سے قطر کے دارالحکومت دوحہ میں مقیم اور یونی ورسٹی میں شعبہ علوم اسلامیہ کے صدر ہیں۔ شہر کی اہم مسجد میں خطبہ جمعہ دیتے ہیں، جسے قطر ٹیلی ویژن بالعموم براہ راست نشر کرتا ہے۔ قطر میں تعلیمی خدمات کے باعث حکام وعوام کے ہاں نمایاں مقام حاصل ہے۔ خطیب وتجدد پسند مبلغ، تقارب بین المذاہب الاسلامیہ اور مکالمہ بین الادیان کے داعی، عالم اسلامی کو درپیش مسائل میں فعال اور ارض فلسطین کی آزادی کے لیے ہونے والے فدائی حملوں کے مؤید ہیں، جس باعث یورپی وامریکی ذرائع ابلاغ میں تنقید و چرچا رہتا ہے۔ ان دنوں الجزیرۃ چینل پر ہر اتوار کی شام ایک گھنٹہ کا پروگرام ''الشریعۃ و الحیاۃ'' نام سے آتا ہے، جس میں بالعموم شیخ قرضاوی واحد مہمان و مقرر ہوتے ہیں۔ علماء اسلام کی عالمی تنظیم ''الاتحاد العالمی لعلماء المسلمین'' جس کا تاسیسی اجلاس ۱۵ر جولائی ۲۰۰۴ء کو لندن میں اور پھر صدر دفتر قاہرہ میں بنا، جس کی افتتاحی تقریب ۱۳راپریل ۲۰۰۶ء کو منعقد ہوئی، ڈاکٹر شیخ قرضاوی اس کے صدر اور مصر کے ہی ڈاکٹر محمد سلیم عوا جنرل سیکرٹری، جب کہ ایران کے شیعہ عالم شیخ محمد علی تسخیری نائب صدر ہیں۔ دوحہ قطر میں شیخ قرضاوی کے اعزاز وتکریم میں تین روزہ تقریب ۱۴ تا ۱۶ر جولائی ۲۰۰۷ء کو منعقد ہوئی، جس میں متعدد عرب ممالک اور ملائیشیا و ہندوستان وغیرہ کے اہل علم نے شرکت کی، جس کی مکمل کارروائی ''الجزیرۃ مباشر'' چینل نے براہ راست نشر کی۔ اس تقریب میں پیش کیے گئے مقالات وتاثرات کتابی صورت میں زیر طبع ہیں۔

پاک و ہند سمیت متعدد ممالک کے دورے کر چکے ہیں۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ سے گہرے روابط ہیں، لہٰذا اس کے سابق ناظم اعلیٰ علامہ علی میاں ندوی کے احوال پر شیخ قرضاوی نے مستقل کتاب لکھی اور وہاں کے علامہ محمد اکرم ندوی مقیم برطانیہ نے شیخ قرضاوی کی اسانید وسلسلہ روایت پر عربی کتاب لکھی اور یہ دونوں عرب دنیا سے شائع ہوئیں۔

ڈاکٹر قرضاوی کے صلح کل رویہ واجتہادی افکار کے تعاقب میں اہل سنت، شیعہ، وہابیہ اطراف سے تحریریں شائع ہورہی ہیں، جیسا کہ سعودی عرب کے اہم صحافی عبدالرحمٰن الراشد جن کے والد خطہ نجد کے اہم عالم وشہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز ال سعود کے مشیر تھے اور وہ خود ''الشرق الاوسط'' کے چیف ایڈیٹر ہوئے، انہوں نے شیخ قرضاوی کے خلاف کالم لکھا، جس کا ترجمہ اردو نیوز میں چھپا۔ وہابیہ نجد کی طرف سے ڈاکٹر قرضاوی کے تعاقب میں چار کتب شائع ہوچکی ہیں۔ ادھر کویت کے اہم شیعہ عالم شیخ محمد باقر مہری کی اس نوع کی تحریر ''الحیاۃ'' کے شمارہ ۲۶ رجنوری ۲۰۰۷ء میں دیکھی گئی اور بریلی سے شائع ہونے والے رسالہ ''اعلیٰ حضرت'' کے شمارہ مارچ ۲۰۰۶ء میں شیخ قرضاوی کا تعاقب کیا گیا ہے۔

۵۵۱......ڈاکٹر عمر کامل کے حالات: الذخائر المحمدیۃ بین المؤیدین، صفحہ ۲۱۸ تا ۲۲۴/ نثر القلم، حاشیہ، صفحہ ۹۸ تا ۹۹

۵۵۲......فتاویٰ اللجنۃ، جلد ۱، صفحہ ۱۳

۵۵۳......جھود علماء الحنفیۃ، جلد ۱، صفحہ ۱۹۱، ۱۹۲، ۲۷۸ تا ۲۸۲، ۳۶۰، جلد ۲، صفحہ ۱۰۳۱، ۱۰۶۵، ۱۰۷۵، جلد ۳، صفحہ ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۹، ۱۲۶۱، ۱۲۷۱، ۱۲۷۳، ۱۵۰۱، ۱۵۲۶، ۱۷۹۷، ۱۸۲۲

۵۵۴......محدث حجاز بارے علماء دیوبند کی رائے وموقف جاننے کے لیے بطور مثال ملاحظہ ہوں: حق چار یار، شمارہ دسمبر ۱۹۹۴ء، صفحہ ۳۳ تا ۳۶، مضمون بعنوان ''اصلاح مفاہیم کے بارے استفتاء اور جید علماء کرام کی آراء''، از علامہ عبدالرحمٰن تونسوی، شمارہ فروری ۱۹۹۵ء، صفحہ ۳۳ تا ۶۲، قسط دوم، بعنوان ''بسلسلہ اصلاح مفاہیم''، از قاضی مظہر حسین چکوالوی، شمارہ جون ۱۹۹۵ء، صفحہ ۱۹ تا ۳۳، بعنوان مذکور، از مفتی عبدالستار ملتانی

۵۵۵......الدعوۃ، شمارہ دسمبر ۱۹۸۲ء، صفحہ ۱۷ تا ۲۳

۵۵۶......الدعوۃ، شمارہ مئی ۱۹۸۳ء، صفحہ ۴ تا ۷

۵۵۷......محسن اہل سنت، صفحہ ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۸

۵۵۸......من عقائد اھل السنۃ، صفحہ ۹، ۱۰۷ تا ۱۳۸، ۱۲۴، ۱۲۹، ۱۳۳

۵۵۹......ضیائے حرم، شمارہ نومبر ۱۹۸۷ء، صفحہ ۹۲ تا ۹۶/تحسن اہل سنت، صفحہ ۲۰۰

۵۶۰......نور الحبیب، شمارہ مارچ ۲۰۰۷ء، صفحہ ۵۱ تا ۵۴

۵۶۱...... فیضان مصطفیٰ، شمارہ اپریل ۱۹۹۴ء، صفحہ ۶۳ تا ۷۴، بعنوان ''آیت قرآنی سے محفل میلاد پر استدلال کے رد کا علمی تجزیہ''۔

۵۶۲......نعت، شمارہ اگست ۲۰۰۲ء، صفحہ ۳۱ تا ۶۸

۵۶۳......اردو نیوز، شمارہ ۲۶ر دسمبر ۲۰۰۵ء، صفحہ ۲

۵۶۴...... سعودی عرب کے موجودہ سرکاری مفتیٔ اعظم شیخ عبد العزیز نجدی کا تعارف، حاشیہ ۴۹۹ کے تحت درج ہے۔

۵۶۵......حوار مع المالکی، صفحہ ۱۹۱ تا ۱۹۳

۵۶۶......اردو نیوز، شمارہ ۱۸ر مارچ ۲۰۰۶ء، صفحہ ۲

۵۶۷......مولانا فضل الرحمٰن مدنی کے حالات پر الحاج ملک شیر زمان قادری کا مضمون ضیائے حرم میں چھپا، پھر رضا اکیڈمی لاہور نے ۳۶ صفحات پر مشتمل کتاب شائع کی۔ نیز/ اردو نیوز، شمارہ ۳ر جنوری ۲۰۰۳ء، صفحہ آخر/ سیدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۱، صفحہ ۳۷، ۳۹، ۴۵ تا ۴۶، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، جلد ۲، صفحہ ۳۹۲، ۴۰۳ تا ۴۹۳/ نور الحبیب، شمارہ فروری ۲۰۰۳ء، صفحہ ۶ تا ۱۰، ۸۷، شمارہ اکتوبر ۲۰۰۶ء، صفحہ ۴۷

۵۶۸......حضرت ابو عمارہ حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ (وفات ۳ھ/ ۶۲۵ء) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب چچا تھے۔ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، پھر مدینہ منورہ ہجرت کی اور غزوۂ احد میں شہادت پائی۔ اسی پہاڑ کے دامن میں مزار مشہور و معروف ہے۔ غزوۂ بدر میں دو تلواریں چلائیں۔ آپ کے حالات پر صاحب مولد شیخ جعفر برزنجی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کا ترجمہ ضیائے حرم، شمارہ ستمبر ۱۹۹۶ء، صفحہ ۵۵ تا ۷۰ پر چھپا، جسے بعد ازاں ادارہ مسعودیہ کراچی نے کتابی صورت میں شائع کیا۔

۵۶۹......الذخائر المحمدیۃ بین المؤیدین، تقریظ

۵۷۰......قرآن مجید، پارہ ۳۰، سورۃ الفجر، آیت ۲۷ تا ۳۰

۵۷۱......ضیاء القرآن، جلد ۵، صفحہ ۵۶۰ تا ۵۶۱

۵۷۲......مسئلہ میلاد اسلام کی نظر میں، صفحہ ۴۳ تا ۴۴

۵۷۳......عکاظ، شمارہ ۱۸/اکتوبر ۲۰۰۵ء، صفحہ ۴۲

۵۷۴......حجازی مکتب فکر سے مراد سواد اعظم اہل سنت و جماعت، نجدی مکتب فکر سے وہابیہ اور احسائی مکتب فکر سے مراد ملک کے مشرقی صوبہ کے علاقہ احساء وقطیف میں موجود شیعہ آبادی ہے۔

۵۷۵......امام الصوفیہ حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ (وفات ۱۶۱ھ/۷۷۸ء) کے حالات تاریخ وسیر پر لکھی گئی عربی، فارسی، ترکی اور اردو کی متعدد کتب میں درج ہیں، جب کہ شیخ الازہر ڈاکٹر شیخ عبدالحلیم محمود نے مستقل کتاب ''ابراهيم بن ادهم شيخ الصوفية'' لکھی، جو دار الاسلام قاہرہ ومکتبہ عصریہ بیروت کے اشتراک سے ۱۵۴ صفحات پر چھپی، دوسری شیخ تقی الدین احمد کی ''الامير الزاهد ابراهيم بن ادهم'' جو دار الاعتصام قاہرہ نے ۱۹۹۲ء کو شائع کی۔ ادھر الشرق الاوسط کے شمارہ ۲۰/دسمبر ۱۹۹۷ء کے صفحہ ۱۶ پر ایک مضمون ''من قصص التراث، ابراهيم بن ادهم'' عنوان سے چھپا، جس پر لکھنے والے کا نام درج نہیں۔

۵۷۶......اعلیٰ حضرت، شمارہ مارچ ۲۰۰۵ء، صفحہ ۹۰ تا ۹۱

۵۷۷......معارف رضا، شمارہ دسمبر ۲۰۰۴ء، صفحہ ۳۷

۵۷۸......منہاج القرآن، شمارہ دسمبر ۲۰۰۴ء، صفحہ ۴۵ تا ۴۷

۵۷۹......نور الحبیب، شمارہ دسمبر ۲۰۰۴ء، صفحہ ۴ تا ۷

❀❀❀❀

فہرست مآخذ و مراجع

فہرست ماخذ و مراجع

قرآن کریم

عربی کتب ، غیر مطبوعہ

۱......ترجمة الشيخ عبد القادر بن توفيق الشلبی، شیخ حسین بن محمد علی شکری، کمپوز شدہ

۲......الشيخ محمد نور الله البصير فوری، حياته و مؤلفاته، حافظ عبدالمجید، مقالہ برائے ایم فل، پنجاب یونی ورسٹی، ۱۹۹۷ء، مخطوط کا عکس

۳...... نشر الدرر فی تذییل نظم الدرر فی تراجم علماء مكة من القرن الثالث عشر، شیخ عبداللہ بن محمد غازی ہندی مکی، مخطوط بخط مصنف کا عکس

۴......نظم الدرر فی اختصار نشر النور و الزهر فی تراجم افاضل مكة من القرن العاشر الى القرن الرابع عشر، اختصار و ترتیب از شیخ عبداللہ بن محمد غازی ہندی مکی، مخطوط بخط مرتب کا عکس

عربی کتب ، مطبوعہ

۵......ائمة المسجد الحرام و مؤذنوه فی العهد السعودی، شیخ عبداللہ سعید زہرانی،

طبع اوّل، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء، مطابع بہادر، مکہ مکرمہ

۶......اتمام الاعلام ذیل لکتاب الاعلام لخیر الدین الزرکلی، شیخ محمد ریاض مالح وڈاکٹر نزار اباظہ، طبع اوّل، ۱۹۹۹ء، دار صادر، بیروت

۷......اتمام النصیحة لمرید العقیدة الصحیحة، ڈاکٹر شیخ عیسیٰ بن عبداللہ مانع حمیری، سنہ اشاعت درج نہیں، محکمہ اوقاف، دبئ

۸......ازهار الریاض فی اخبار عیاض، شیخ شہاب الدین احمد بن محمد مقری تلمسانی، تحقیق شیخ مصطفیٰ سقا، شیخ ابراہیم ابیاری، شیخ عبدالحفیظ شلبی، شیخ سعید احمد اعراب، شیخ محمد بن تاویت، ڈاکٹر شیخ عبدالسلام ہراس، طبع ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء، مطبع فضالہ، مراکش

۹......الآیات البینات لما فی اساطیر القمنی من الضلال و الخرافات، ڈاکٹر شیخ عمر عبداللہ کامل، طبع اوّل، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء، مکتبہ التراث الاسلامی، قاہرہ

۱۰......الاحتفال بالمولد النبوی بین المؤیدین و المعارضین، مناقشات و ردود، شیخ سید ابی الحسنین عبداللہ حسنی ہاشمی، طبع اوّل، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء، مطبع وناشر کا نام درج نہیں۔

۱۱......الازهر فی الف عام، ڈاکٹر احمد محمد عوف، طبع ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء، جامعہ ازہر، قاہرہ

۱۲......الاسوار المشرقة علی مشیخة و اسانید صاحبی شیخ مکة المشرفة، شیخ سید نبیل بن ہاشم باعلوی عمری، طبع اوّل ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء، مصنف نے مکہ مکرمہ سے شائع کی، تین جلد، دوسری وتیسری جلد کے نام یہ ہیں، اتحاف العشیرة بوصل اسانید شیخ مکة بالکتب الشهیرة، المحفوظ المروی من اسانید محمد الحسن بن علوی

۱۳......الاعلام، قاموس تراجم لاشهر الرجال و النساء من العرب و المستعربین و المستشرقین، شیخ خیر الدین محمود زرکلی، طبع ششم، ۱۹۸۴ء، دار العلم للملایین، بیروت

۱۴......اعلام الحجاز فی القرن الرابع عشر للهجرة، شیخ محمد علی مغربی، جلد ۱، طبع دوم، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء، مطبع دار العلم جدہ، جلد ۲، طبع دوم، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء، مطابع

دارالبلاد، جدہ، جلد۳، طبع اوّل، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء، مطبع مدنی قاہرہ، جلد۴، طبع اوّل، ۱۴۱۴ھ، مطابع دارالبلاد، جدہ

۱۵......اعلام المکیین من القرن التاسع الی القرن الرابع عشر الھجری، شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن معلمی، طبع اوّل ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء، الفرقان اسلامک ہریٹیج فاؤنڈیشن، لندن

۱۶......اعـــلام من ارض النبوۃ، شیخ انس یعقوب کتبی، جلد۱، طبع اوّل، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء، جلد۲، طبع اوّل، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء، مطابع دارالبلاد، جدہ

۱۷......اعلام النبیل بما فی شرح الجزائری من التلبیس و التضلیل، شیخ راشد بن ابراہیم مریخی، طبع اوّل، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء

۱۸......الاعمال الکاملة لشاعر الاسلام محمد اقبال، کلیاتِ اقبال کا اردو سے ترجمہ، از ڈاکٹر سید حازم محفوظ، طبع اوّل، ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء، دارالآفاق العربیة، قاہرہ

۱۹......امداد الفتاح باسانید و مرویات الشیخ عبد الفتاح، شیخ محمد بن عبداللہ آل رشید، طبع اوّل، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء، مکتبہ امام شافعی، ریاض

۲۰......امـراء ة فی الظلال، ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی، طبع اوّل، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۰ء، مطبع و ناشر کا نام درج نہیں۔

۲۱......اھل الحجاز بعبقھم التاریخی، شیخ حسن بن عبدالحی قزاز، طبع اوّل، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء، مطابع المدینة، جدہ

۲۲......بحر الحقائق و لب الرقائق، ڈاکٹر شیخ عبدالحمید کندح صیادی رفاعی، طبع اوّل، ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء، دارالالباب، دمشق

۲۳......البدعة الحسنة اصل من اصول التشریع، ڈاکٹر شیخ عیسیٰ بن عبداللہ مانع حمیری، طبع اوّل، ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء، دار قرطبہ، بیروت

۲۴......البردة، شرحاً و اعراباً و بلاغةً لطلاب المعاھد و الجامعات، شیخ محمد یحییٰ حلو، طبع سوم، ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء، دارالبیروتی، دمشق

۲۵......بـــردة البوصیری بالمغرب و الاندلس خلال القرنین الثامن و التاسع

الهجريين، آثارها العلمية و شروحها الادبية، ڈاکٹر شیخ سعید ابن احرش، طبع اوّل، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء، وزارت اوقاف، مراکش

۲۶......بردة المديح، علامہ شرف الدین محمد بن سعید بوصیری، طبع ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء، حزب القادرية، لاہور

۲۷......البشارة فی اعمال الحج و العمرة و الزيارة، شیخ راشد بن ابراہیم مریخی، طبع ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۷۳ء، مطبع کا نام درج نہیں۔

۲۸......بقيع الغرقد، ڈاکٹر شیخ محمد انور صدیقی و انجینئر حاتم عمر طہ، طبع اوّل، ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۴ء، مکتبہ حلبی، مدینہ منورہ

۲۹......البلسم المريح من شفا القلب الجريح، ڈاکٹر شیخ عمر عبداللہ کامل، طبع اوّل، ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء، بيسان للنشر، بیروت

۳۰......البوصيری، شاعر المدائح النبوية و مرأة عصره، ڈاکٹر محمد علی البار، طبع اوّل، ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء، مکتبہ كنوز المعرفة جدہ

۳۱......البوصيری المادح الاعظم للرسول ﷺ، شیخ عبدالعال حمامصی، طبع ۱۹۷۸ء، دار المعارف، قاہرہ

۳۲......البوصيری مادح الرسول الاعظم ﷺ، شیخ عبدالعال حمامصی، طبع دوم، ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۳ء، مكتبة الهداية، بیروت

۳۳......البيان و التعريف فی ذكرى المولد النبوی الشريف، شیخ سید محمد بن علوی مالکی، طبع اوّل، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء، مطبع و ناشر کا نام درج نہیں۔

۳۴......التامل فی حقيقة التوسل، ڈاکٹر شیخ عیسیٰ بن عبداللہ مانع حمیری، طبع اوّل، ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء، دار قرطبہ، بیروت

۳۵......التامين بالدعا، ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی، طبع اوّل، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء، دار القبلة، جدہ

۳۶......تتمة الاعلام للزركلی، شیخ محمد خیر رمضان یوسف، طبع اوّل، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۸ء، دار ابن حزم، بیروت

۳۷......تجدید الفکر الدینی فی جهود العلامة محمد کرم شاه الازهری، ڈاکٹر حافظ محمد منیر ازہری، طبع اوّل ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء، دار السلام قاہرہ

۳۸......التحذیر من الاغترار بما جاء فی کتاب الحوار، شیخ عبدالحی عمروی و شیخ عبدالکریم مراد، طبع اوّل، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء، مطبع المعارف الجدیدة، رباط

۳۹......التحذیر من الاغترار بما جاء فی کتاب الحوار، شیخ عبدالحی عمروی و شیخ عبدالکریم مراد، طبع دوم، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء، مطبع النجاح الجدیدة دار البیضاء

۴۰......التحذیر من المجازفة بالتکفیر، ڈاکٹر شیخ سید محمد بن علوی مالکی، طبع چہارم، ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء، دار الجوامع الکلم، قاہرہ

۴۱......التحذیر من المجازفة بالتکفیر، ڈاکٹر شیخ عمر بن عبداللہ کامل، طبع ۲۰۰۳ء، دار غریب، قاہرہ

۴۲......تسهیل الطرقات فی نظم متن الورقات، شیخ شرف الدین یحییٰ بن نورالدین موسیٰ عمریطی، شرح و تعلیق ڈاکٹر شیخ عمر عبداللہ کامل، طبع ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء، بیسان للنشر، بیروت

۴۳......تشنیف الاسماع بشیوخ الاجازة و السماع، شیخ محمود سعید ممدوح، طبع اوّل، غالباً ۱۴۰۴ھ، دار الشباب للطباعة، قاہرہ

۴۴......التصوف فی میزان البحث و التحقیق، شیخ عبدالقادر بن حبیب اللہ سندھی، طبع اوّل، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء، مکتبہ ابن قیم، مدینہ منورہ

۴۵......التعریف بالقاضی عیاض، شیخ ابی عبداللہ محمد بن قاضی عیاض، تحقیق ڈاکٹر محمد بن شریفہ، طبع دوم، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء، وزارت اوقاف، مراکش

۴۶......الامام الحافظ جلال الدین السیوطی مُعَلَّمَةُ العلوم الاسلامیة، شیخ اباد خالد طباع، طبع اوّل، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء، دار القلم، دمشق

۴۷......الامام الحافظ جلال الدین السیوطی و جهوده فی الحدیث و علومه، ڈاکٹر بدیع سید لحام، طبع اوّل، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء، دار قتیبہ، دمشق

۴۸......جمانة الربیع فی مولد الشفیع، ڈاکٹر شیخ عیسیٰ بن عبداللہ مانع حمیری، طبع ۱۴۲۴ھ، دار الفقیہ، دبئ

۴۹......الجواهر الحسان فی تراجم الفضلاء و الاعیان من اساتذة و خلان، شیخ زکریا بن عبداللہ بیلا، تحقیق ڈاکٹر شیخ عبدالوہاب ابوسلیمان و ڈاکٹر محمد ابراہیم احمد علی، طبع اوّل، ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء، الفرقان فاؤنڈیشن، لندن

۵۰......الجواهر الغالیة من الاسانید العالیة، مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، طبع دوم، ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء، مؤسسة الشرف، لاہور

۵۱......الجوهر المنظم فی زیارة القبر المکرم، شیخ احمد بن محمد بن حجر ہیتمی، تحقیق شیخ قصی محمد نورس الحلاق، طبع اوّل، ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۷ء، دار الحاوی، بیروت

۵۲......جهود علماء الحنفیة فی ابطال عقائد القبوریة، ڈاکٹر شمس الدین افغانی، طبع اوّل، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۶ء، دار الصمیعی، ریاض

۵۳......حارة الاغوات، صورة ادبیة للمدینة المنورة فی القرن الرابع عشر الهجری، ڈاکٹر عاصم حمدان علی حمدان، طبع اوّل، ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۲ء، دار القبلة، جدہ

۵۴......حارة المناخة، صورة ادبیة للمدینة المنورة فی القرن الرابع عشر الهجری، ڈاکٹر عاصم حمدان علی حمدان، طبع اوّل، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء، دار القبلة، جدہ

۵۵......حاشیة ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، شیخ محمد امین بن عمر ابن عابدین، ڈاکٹر سید حسام الدین بن محمد صالح فرفور کی نگرانی میں متعدد اہل علم نے تحقیق انجام دی، جلد ۱۶، طبع اوّل، ۲۰۰۵ء، دار الثقافة و التراث، دمشق

۵۶......ابن حجر الهیتمی المکی و جهوده فی الکتابة التاریخیة، ڈاکٹر لمیاء بنت احمد عبداللہ شافعی، طبع اوّل، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۸ء، مکتبة الغد، جیزہ، مصر

۵۷......الحرکة الادبیة فی المملکة العربیة السعودیة، ڈاکٹر ابوبکر شیخ امین، طبع چہارم، ۱۹۸۵ء، دار العلم للملایین، بیروت

۵۸......حسن المقصد فی عمل المولد، علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطی،

تحقیق شیخ مصطفیٰ عبدالقادر عطاء، طبع اوّل، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء، دار الکتب العلمیة، بیروت

۵۹......الحکم العطائیة، شیخ احمد بن عطاء اللہ اسکندری، طبع ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء، ناشر شیخ ابراہیم یعقوبی وشیخ محمد عبد المحسن حداد، دمشق وحلب

۶۰......حلیة الطلاب بجواهر الآداب من السنة و الکتاب، شیخ سید عبداللہ بن طاہر حداد علوی، طبع ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء، ناشر شیخ راشد بن ابراہیم مریخی، بحرین

۶۱......حوار مع المالکی، شیخ عبداللہ بن سلیمان منیع طبع سوم، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء، دارالافتاء، ریاض

۶۲......حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف، ڈاکٹر شیخ سید محمد بن علوی مالکی، طبع اوّل، ۱۴۰۲ھ، مطبع وناشر کا نام درج نہیں

۶۳......حول الاحتفال بذکری المولد النبوی الشریف، ڈاکٹر شیخ سید محمد بن علوی مالکی، طبع دوم، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء، المختار پبلی کیشنز، کراچی

۶۴......حول الاحتفال بذکریٰ المولد النبوی الشریف، ڈاکٹر شیخ سید محمد بن علوی مالکی، طبع دہم، ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء، دار الجوامع الکلم، قاہرہ

۶۵......حیاۃ الامام جلال الدین السیوطی، شیخ محمود شلبی، طبع اوّل، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۸ء، دار الجیل، بیروت

۶۶......دفاع عن الرسول ﷺ و الصحابة، عما جاء من افتراء ات صاحب شد و الربابة، ڈاکٹر شیخ عمر عبداللہ کامل، طبع اوّل، ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء، دار الکتبی، قاہرہ

۶۷......دفع الافتئات بجواز الجلوس للتعزیة و القراء ة للاموات، ڈاکٹر شیخ بن عبداللہ مانع حمیری، سن اشاعت درج نہیں، محکمہ اوقاف، دبئی

۶۸......دلائل الخیرات و شوارق الانوار فی ذکر الصلاة علی النبی المختار ﷺ مع الاحزاب، شیخ محمد بن سلیمان جزولی وغیرہ، طبع ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۲ء، مطبع شرقیہ، بحرین

۶۹......دلیل المؤلفات الاسلامیة فی المملکة العربیة السعودیة ۱۴۰۰ھ-۱۴۰۹ھ،

شیخ محمد خیر رمضان یوسف، طبع اوّل، ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳ء، دار الفیصل، ریاض

۷۰......الدلیل المفهرس لالفاظ القرآن الکریم بحاشیة المصحف الشریف، ڈاکٹر حسین محمد فہمی شافعی، طبع دوم، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۲ء، دار السلام، قاہرہ

۷۱......الذخائر المحمدیة بین المؤیدین و المعارضین علی ضوء الکتاب و السنة و اقوال علماء الامة، ڈاکٹر شیخ عمر عبداللہ کامل، طبع اوّل، ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۵ء، دار المصطفٰی للنشر، شہر کا نام مذکور نہیں

۷۲......ذیل الاعلام قاموس تراجم لاشهر الرجال و النساء من العرب و المستعربین و المستشرقین، شیخ احمد علاونہ، جلد۱، طبع اوّل، ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۸ء، جلد۲، طبع اوّل، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۲ء، جلد۳، طبع اوّل، ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء، دار المنارة، جدہ

۷۳......رجال من مکة المکرمة، شیخ زہیر محمد جمیل کتبی، جلد۳، طبع اوّل، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء، دار الفنون، جدہ

۷۴......الرحمة المهداة محمد ﷺ، شیخ الازہر ڈاکٹر محمد سید طنطاوی، طبع ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء، ادارۃ ماہ نامہ الازہر، قاہرہ

۷۵......الرد علی الکاتب المفتون، شیخ حمود بن عبداللہ تویجری، طبع اوّل، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء، دار اللواء، ریاض

۷۶......الرد القوی، شیخ حمود بن عبداللہ تویجری، طبع اوّل، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء، دار اللواء، ریاض

۷۷......الرد المحکم المنیع علٰی منکرات و شبهات ابن منیع، ڈاکٹر شیخ سید یوسف بن ہاشم رفاعی، طبع اوّل، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء، کویت

۷۸......الرُّدُود، شیخ بکر بن عبداللہ ابو زید، طبع اوّل، ۱۴۱۴ھ، دار العاصمة، ریاض

۷۹......ردود و شبهات فی اربع رسائل مهمة، شیخ اسمٰعیل عثمان زین، شیخ محمد مسعود زلیتنی، ڈاکٹر شیخ عیسٰی بن عبداللہ مانع حمیری، طبع اوّل، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء، محکمہ اوقاف شعبہ افتاء، دبئی

۸۰......رسائل فی حکم الاحتفال بالمولد النبوی، شیخ عبدالعزیز عبداللہ بن باز وغیرہ

سات علماء کے فتاویٰ ورسائل وکتب کا مجموعہ، طبع اوّل، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء، دار الافتاء، ریاض

۸۱......روض الرياحين الندية بشرح الاربعين اللحجية من كلام خير البرية لطلاب المدرسة الصولتية، شیخ عبداللہ بن سعید لحجی مہاجر مکی کی تالیف کی شرح، از شیخ عبدالرحمٰن محمد اہدل، تحقیق ڈاکٹر شیخ سید عاصم ابراہیم کیالی، طبع اوّل، ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء، دار الكتب العلمية، بیروت

۸۲......رياض سمط الدرر فی اخبار مولد سيد البشر، شیخ سید علی بن محمد حبشی علوی، سن اشاعت درج نہیں، غالباً ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء، مرتب وناشر شیخ راشد بن ابراہیم مریخی، بحرین

۸۳......الزيارة النبوية بين الشرعية و البدعية، ڈاکٹر شیخ سید محمد بن علوی مالکی، طبع اوّل، ۱۴۱۷ھ، مطبع وناشر کا نام درج نہیں۔

۸۴......الزيارة النبوية بين الشرعية و البدعية، مع اضافات، ڈاکٹر شیخ سید محمد بن علوی مالکی، طبع ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء، دار عمار عمان، اردن

۸۵......السبحة مشروعيتها ادلتها، ڈاکٹر شیخ حسن بن فاتح بن قریب اللہ، سنہ اشاعت درج نہیں، دار الجيل، بیروت

۸۶......سَدَاد الدَّينُ و سِدَاد الدين فی اثبات النجاة و الدرجات للوالدين، شیخ سید محمد بن عبدالرسول برزنجی، تحقیق شیخ سید عباس احمد صقر حسینی و شیخ حسین محمد علی شکری، طبع دوم، ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء، دار الكتب العلمية، بیروت

۸۷......سل النصال للنضال بالاشياخ و اهل الكمال، فهرس الشيوخ، شیخ عبدالسلام بن عبدالقادر ابن سودہ، طبع اوّل، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء، دار الغرب الاسلامی، بیروت

۸۸......سير و تراجم بعض علمائنا فی القرن الرابع عشر للهجرة، شیخ عمر عبدالجبار، طبع سوم، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۲ء، مکتبہ تہامہ، جدہ

۸۹......السير و المساعی فی احزاب و اوراد الغوث الكبير الرفاعی، شیخ سید ابراہیم بن محمد راوی رفاعی، ترتیب جدید واضافات شیخ سید یوسف بن ہاشم رفاعی، طبع ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۶ء، دار التقویٰ، دمشق

۹۰......شخصیات رائدۃ من الاحساء، شیخ معاذ بن عبداللہ المبارک، طبع اوّل، ۱۴۲۵ھ، الدار الوطنیۃ الجدیدۃ، الخبر

۹۱......شخصیات رائدۃ من بلادی، شیخ معاذ بن عبداللہ المبارک، طبع اوّل، ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء، الدار الوطنیۃ الجدیدۃ، الخبر

۹۲......شخصیات و افکار، دس اہل قلم شیخ محمد مکی وغیرہ کے مضامین کا مجموعہ، طبع اوّل، ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء، مرکز الرایۃ، دمشق وجدہ

۹۳......الشریعۃ الخالدۃ و مشکلات العصر، شیخ احمد زکی یمانی، طبع چہارم، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء، الدار السعودیۃ للنشر، جدہ

۹۴......الشعر الحجازی فی القرن الحادی عشر الهجری، ڈاکٹر عائض بن بنیہ ردادی، طبع دوم، ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء، مطابع الشریف، ریاض

۹۵......شفاء الفواد بزیارۃ خیر العباد، ڈاکٹر شیخ سید محمد بن علوی مالکی، طبع اوّل، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء، وزارت اوقاف، متحدہ عرب امارات

۹۶......صفحات مشرقۃ من حیاۃ الامام السید الشریف علوی بن عباس المالکی الحسنی، شیخ سید عباس بن علوی بن عباس مالکی، طبع اوّل، ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء، مطبع سفیر، ریاض

۹۷......صفحات من حیاۃ الامام شیخ الاسلام الشیخ عبداللہ سراج الدین الحسینی، ڈاکٹر شیخ نورالدین عتر، طبع دوم، ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء، دار الرؤیۃ، دمشق

۹۸......الطالع السعید المنتخب من المسلسلات و الاسانید، شیخ سید محمد بن علوی مالکی، طبع دوم، غالباً ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء، مطابع الصفا، مکہ مکرمہ

۹۹......الطرق الصوفیۃ و الزوایا بالجزائر تاریخها و نشاطها، شیخ صلاح الدین مؤید عقبی، طبع ۲۰۰۲ء، دار البراق، بیروت

۱۰۰......طریق المساکین الی مرضاۃ رب العالمین، ڈاکٹر شیخ عمر عبداللہ کامل، طبع ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء، دار غریب، قاہرہ

۱۰۱......طیبة و ذکریات الاحبة، شیخ احمد امین صالح مرشد، جلد ا، طبع دوم، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء، مطابع دار البلاد، جدہ

۱۰۲......عاشوراء بین السنة و الابتداع، شیخ عبداللہ فراج شریف، طبع اوّل، ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء، بیسان للنشر، بیروت

۱۰۳......عبد اللہ بن الصدیق الغماری الحافظ الناقد، ڈاکٹر شیخ فاروق حمادہ، طبع اوّل، ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء، دار القلم، دمشق

۱۰۴......عبد اللہ کنون، سبعون عاماً من الجهاد المتواصل فی خدمة الاسلام و العروبة و رد شبهات الحاقدین والدقة، عدنان الخطیب، طبع ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۱ء، عربی لغت اکیڈمی، دمشق

۱۰۵......العَرفَ الوَردی فی ترجمة و مشیخة الشیخ وصفی المسدّی، شیخ محمد بن ابوبکر باذیب، طبع اوّل، ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء، دار الفتح، عمان، اردن

۱۰۶......العقود اللؤ لؤیة بالاسانید العلویة، شیخ سید محمد بن علوی مالکی، طبع دوم، سنہ اشاعت و مطبع و ناشر کا نام درج نہیں۔

۱۰۷......علامة قطر الشیخ عبد اللہ بن ابراهیم الانصاری، حیاته العلمیة و جهوده الدعویة، شیخ عمر تھانی ناجی مختار، طبع اوّل، ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء، مرکز شباب برزان، دوحہ، قطر

۱۰۸......العلماء و الادباء الوراقون فی الحجاز فی القرن الرابع عشر الهجری، ڈاکٹر شیخ عبدالوہاب بن ابراہیم ابوسلیمان، طبع اوّل، ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء، طائف ادبی کلب، طائف

۱۰۹......علموا اولادکم ذکر اللّٰه، ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی، طبع اوّل ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء، شرکة دار القبلة للثقافة الاسلامیة جدہ

۱۱۰......الامام علی القاری و اثرہ فی علم الحدیث، شیخ خلیل ابراہیم قوتلائی، طبع اوّل، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۷ء، دار البشائر الاسلامیة، بیروت

۱۱۱......العمدة فی شرح البردة، علامہ شیخ احمد بن محمد بن حجر ہیتمی، تحقیق شیخ بسام محمد بارود، طبع اوّل، ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء، دار الفقیہ، دبئی

۱۱۲......عمرة المکی بین المؤیدین و المعارضین، شیخ عبداللہ فراج شریف، طبع اوّل، ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء، بیسان للنشر، بیروت

۱۱۳......ابو الفضل القاضی عیاض السبتی، ثبت ببلیو جرافی، ڈاکٹر شیخ حسن وراکلی، طبع ۱۹۹۴ء، دار الغرب الاسلامی فی بیروت

۱۱۴......القاضی عیاض و جهوده فی علم الحدیث، ڈاکٹر شیخ بشیر علی حمد ترابی، طبع اوّل، ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء، دار ابن حزم، بیروت

۱۱۵......الغلو و اثره فی الارهاب و افساد المجتمع، ڈاکٹر شیخ سید محمد بن علوی مالکی، سن اشاعت و مطبع و ناشر کا نام درج نہیں۔

۱۱۶......فتاویٰ اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة و الافتاء، جمع و ترتیب شیخ احمد بن عبدالرزاق دویش، جلد۱، طبع اوّل، ۱۴۱۱ھ، دار الافتاء، ریاض

۱۱۷......فوات الاعلام مع الاستدراکات و الاسهام فی اتمام الاعلام، شیخ عبدالعزیز احمد رفاعی، طبع اوّل، ۱۴۲۰ھ/۲۰۰۰ء، دار الرفاعی، ریاض

۱۱۸......فواصل ثقافیة، کتب و تعریفات، شیخ عبداللہ زنجیر، طبع اوّل، ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء، مرکز الرایة، دمشق وجدہ

۱۱۹......فهرس مخطوطات مکتبة عبد الله کنون، شیخ عبدالصمد عشاب، طبع ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء، وزارت اوقاف، مراکش

۱۲۰......القبائل العراقیة، شیخ سید یونس بن ابراہیم سامرائی، طبع اوّل، ۱۹۸۹ء، مکتبة الشرق الجدید، بغداد

۱۲۱......القبائل و البیوتات الهاشمیة فی العراق، شیخ سید یونس بن ابراہیم سامرائی، طبع اوّل، ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء، الدار العربیة للموسوعات، بیروت

۱۲۲......القول المبین فی بیان علو مقام خاتم النبیین ﷺ، ڈاکٹر شیخ عیسیٰ بن عبداللہ

بن مانع حمیری، سن اشاعت درج نہیں، ۱۴۱۳ھ کے بعد شائع ہوئی، محکمہ اوقاف، دبئی

۱۲۳...... کتب فی اعناق الائمة اسرائیلیات حول مولد الرسول ﷺ، میجر (ریٹائرڈ) شاکر الحاج، طبع اوّل، ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء، مؤسسة المعارف، بیروت

۱۲۴......ابن کثیر الدمشقی الحافظ المفسر المؤرخ الفقیه، ڈاکٹر شیخ محمد زحیلی، طبع اوّل، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء، دار القلم، دمشق

۱۲۵......الامام ابن کثیر و اثرہ فی علم الحدیث روایة و درایة مع دراسة منهجیة تطبیقیة علیٰ تفسیر القرآن العظیم، ڈاکٹر عدنان بن محمد بن عبداللہ آل شلش، طبع اوّل، ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۵ء، دار النفائس، عمان، اردن

۱۲۶...... کشف الافتراءات فی رسالة التنبیهات حول صفوة التفاسیر، پروفیسر شیخ محمد علی صابونی، طبع اوّل، ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۸ء، دار الصابونی، شہر کا نام درج نہیں۔

۱۲۷...... کفیٰ تفریقاً للامة باسم السّلف، مناقشة علمیة لکتاب الدکتور سفر الحوالی، نقد منهج الاشاعرة فی العقیدة، ڈاکٹر شیخ عمر عبداللہ کامل، طبع اوّل، ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۴ء، دار المصطفیٰ للنشر، شہر کا نام درج نہیں۔

۱۲۸...... کلمة هادئة فی بیان خطاء التقسیم الثلاثی للتوحید، ڈاکٹر شیخ عمر عبداللہ کامل، طبع اوّل، ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء، دار الرازی، عمان، اردن

۱۲۹...... کمال الامة فی صلاح عقیدتها، شیخ ابوبکر جابر الجزائری، سنہ اشاعت مذکور نہیں، مکتبة الکلیات الازهریة، قاہرہ

۱۳۰......الکنز الثّری فی مناقب الجعفری، شیخ سید عبدالغنی بن صالح جعفری، جلد ۱، طبع ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۰ء، مطابع دار الغد العربی، قاہرہ

۱۳۱......لا ذرائع لهدم آثار النبوة، ڈاکٹر شیخ عمر عبداللہ کامل وغیرہ، طبع اوّل، ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء، بیسان للنشر، بیروت

۱۳۲......ماذا فی الحجاز، شیخ احمد محمد جمال، طبع اوّل، ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۳ء، مکتبہ الثقافة الدینیة، قاہرہ

۱۳۳......المالکی عالم الحجاز، شیخ زہیر محمد جمیل کتبی، طبع اوّل، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء، مطابع الاهرام، قاہرہ

۱۳۴......مباحث فی الحدیث الشریف، ڈاکٹر شیخ احمد عمر ہاشم، طبع اوّل، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء، مکتبہ الشروق، قاہرہ

۱۳۵......المتطرفون خوارج العصر، ڈاکٹر عمر عبداللہ کامل، طبع اوّل، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء، بیسان للنشر، بیروت

۱۳۶......مجلة الاحکام الشرعیة، شیخ احمد بن عبداللہ قاری، تحقیق ڈاکٹر شیخ عبدالوہاب ابراہیم ابوسلیمان و ڈاکٹر شیخ محمد ابراہیم احمد علی، طبع اوّل، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء، مکتبة تهامه، جدہ

۱۳۷......مجموع فتاوئ ورسائل، الامام السید علوی المالکی الحسنی، جمع وترتیب شیخ سید محمد بن علوی مالکی، طبع اوّل، ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء، مطبع وناشر کا نام درج نہیں۔

۱۳۸......محمد سعید رمضان البوطی بحوث و مقالات مهداة الیه، شام ومصر کے اٹھارہ اہل قلم کے مضامین کا مجموعہ، طبع اوّل، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء، دارالفکر، دمشق

۱۳۹......مختصر فی السیرة النبویة، شیخ وجیہ الدین عبدالرحمٰن بن علی شیبانی المعروف بہ حافظ ابن دیبع، تحقیق ڈاکٹر شیخ سید محمد بن علوی مالکی، طبع ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء، ناشر شیخ راشد بن ابراہیم مریخی، محرق، بحرین

۱۴۰......المختصر من کتاب نشر النور و الزهر فی تراجم افاضل مکة، من القرن العاشر الی القرن الرابع عشر، شیخ عبداللہ بن احمد ابوالخیر مرداد شہید، اختصار وترتیب شیخ محمد سعید عامودی و شیخ احمد علی بن اسد اللہ کاظمی بھوپالی مکی، طبع دوم، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء، عالم المعرفة، جدہ

۱۴۱......المدح النبوی بین الغلو و الانصاف، ڈاکٹر شیخ سید محمد بن علوی مالکی، دار وهدان للطباعة و النشر، سنہ اشاعت ومقام اشاعت مذکور نہیں۔

۱۴۲......المدینة المنورة بین الادب و التاریخ، ڈاکٹر عاصم حمدان، طبع اوّل ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء، نادی المدینة المنورة الادبی مدینہ منورہ

۱۴۳......المدینة المنورة فی آثار المؤلفین و الباحثین قدیماً و حدیثاً، ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالرحیم عسیلان، طبع اوّل، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء، مصنف نے مدینہ منورہ سے شائع کی۔

۱۴۴......المدینة المنورة فی القرن الرابع عشر الهجری، شیخ احمد سعید بن سلم، طبع اوّل، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء، دارالمنار، قاہرہ

۱۴۵......مصادر التراث فی المکتبات الخاصة فی الیمن، شیخ عبدالسلام عباس وجیہ، طبع اوّل، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۲ء، مؤسسة الامام زید بن علی الثقافیة، عمان، اردن

۱۴۶......مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام علیه الصلاة و السلام فی الیقظة و المنام، امام ابی عبداللہ محمد بن موسیٰ مزالی، تصحیح و اہتمام شیخ حسین محمد علی شکری، سنہ اشاعت درج نہیں، دار المدینة المنورة للنشر

۱۴۷......معجم الادباء و الکتاب، شیخ داؤد الشریان کی سرپرستی میں متعدد محققین نے تصنیف کی، جلد اوّل، طبع اوّل، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء، الدائرة للاعلام المحدودة، ریاض

۱۴۸......معجم البابطین لشعراء العربیة فی القرنین التاسع عشر و العشرین، چار سو سے زائد اہل علم نے تصنیفی عمل میں حصہ لیا، طبع اوّل ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء، مؤسسة جائزة عبد العزیز سعود البابطین للابداع الشعری، کویت

۱۴۹......معجم ما اُلِفَ عن مکة، ڈاکٹر عبدالعزیز بن راشد سیدی، طبع اوّل، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء، مطبوعہ بیروت

۱۵۰......معجم مصنفات الحنابلة من وفیات ۲۴۱ھ-۱۴۲۰ھ، ڈاکٹر عبداللہ بن محمد طریقی، طبع اوّل، ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء، ریاض

۱۵۱......معجم المطبوعات العربیة فی شبه القارة الهندیة الباکستانیة، منذ دخول المطبعة الیها حتی عام ۱۹۸۰م، ڈاکٹر احمد خان، طبع اوّل، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء، مکتبہ شاہ فہد، ریاض

۱۵۲......معجم المطبوعات العربیة فی المملکة العربیة السعودیة، ڈاکٹر علی جواد طاہر،

طبع دوم، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء، مطابع فرزدق، ریاض

۱۵۳......معجم المؤرخین السعودیین، شیخ عبدالکریم بن حمد حُقَیل، طبع اوّل، ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء، مطبع مرکز شاہ فیصل، ریاض

۱۵۴......معجم مؤلفی مخطوطات مکتبة الحرم المکی الشریف، شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن معلمی، طبع اوّل، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۶ء، مکتبہ شاہ فہد، ریاض

۱۵۵......معجم المؤلفین، تراجم مصنفی الکتب العربیة، شیخ عمر رضا کحالہ، طبع اوّل، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء، مؤسسة الرسالة، بیروت

۱۵۶......مفاهیم یجب ان تصحح، شیخ سید محمد بن علوی مالکی، طبع اوّل، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء، دارالانسان، قاہرہ، کل صفحات ۲۳۸

۱۵۷......مفاهیم یجب ان تصحح، شیخ سید محمد بن علوی مالکی، طبع ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء، دارالسلام، لاہور، کل صفحات ۲۳۸

۱۵۸......مفاهیم یجب ان تصحح، شیخ سید محمد بن علوی مالکی، طبع چہارم، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء، وزارت عدل متحدہ عرب امارات، ابوظہبی، کل صفحات ۳۳۹

۱۵۹......مفاهیم یجب ان تصحح، شیخ سید محمد بن علوی مالکی، طبع دہم، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء، محکمہ اوقاف دبئ، کل صفحات ۳۳۲

۱۶۰......المکتبات الخاصة فی مکة المکرمة، ڈاکٹر عبداللطیف بن عبداللہ دهیش، طبع اوّل، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء، مکتبة النهضة الحدیثة، مکہ مکرمہ

۱۶۱......الملف الصحفی فضیلة الدکتور محمد بن علوی المالکی الحسنی، جمع ومرتب کرنے والے کا نام نیز سنہ اشاعت درج نہیں، غالباً ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء کے آغاز میں شائع ہوئی، مکتبہ تہامہ، جدہ

۱۶۲......من اعلام القرن الرابع عشر و الخامس عشر، شیخ ابراہیم بن عبداللہ حازمی، جلد ۱، طبع اوّل، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء، دارالشریف، ریاض

۱۶۳......من تاریخنا، شیخ محمد سعید عامودی، طبع سوم، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء، دارالاصالة، ریاض

۱۶۴......من رجال الشوریٰ فی المملکة العربیة السعودیة، منذ العام ۱۳۴۶ھ-۱۴۱۳ھ، ڈاکٹر عبد الرحمٰن بن علی زہرانی، طبع دوم، ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء، مطابع ھلا، ریاض

۱۶۵......من روادنا التربویین المعاصرین، ڈاکٹر عبد اللہ محمد زید، طبع اوّل، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء، مصنف نے جدہ سے شائع کی۔

۱۶۶......من عقائد اھل السنة، مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری، طبع اوّل، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء، منظمة الدعوة الاسلامیة، لاہور

۱۶۷......منھج السلف فی فھم النصوص بین النظریة و التطبیق، شیخ سید محمد بن علوی مالکی، طبع دوم، ۱۴۱۹ھ، مطبع و ناشر کا نام درج نہیں۔

۱۶۸......المنھج الصوفی فی فکر و دعوة سماحة الشیخ احمد کفتارو، ڈاکٹر محمد شریف عدنان صواف، طبع اوّل، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء، بیت الحکمة، دمشق

۱۶۹......من ھدی السنة النبویة، ڈاکٹر احمد عمر ہاشم، طبع اوّل، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۸ء، دار الشروق، قاہرہ

۱۷۰......مورد الصفا فی محاذاة الشفا، شیخ احمد سکیرج انصاری، تحقیق شیخ محمد راضی کنون، سن اشاعت و مطبع و ناشر کا نام درج نہیں، طبع جدید، مراکش

۱۷۱......موسوعة التاریخ الاسلامی و الحضارة الاسلامیة لبلاد السند و البنجاب فی عھد العرب، ڈاکٹر عبد اللہ بن مبشر طرازی، طبع اوّل، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء، عالم المعرفة، جدہ

۱۷۲......الموسوعة الموجزة، شیخ حسان بدر الدین کاتب، جلد ۳، طبع اوّل، ۱۹۷۸ء، مطابع ادیب، دمشق

۱۷۳......المھدی و اشراط الساعة، شیخ محمد علی صابونی، طبع اوّل، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء، ناشر شیخ حسن بن عباس شربتلی مرحوم، جدہ

۱۷۴......نشر القلم فی تاریخ مکتبة الحرم، شیخ محمد بن عبد اللہ باجودہ، طبع اوّل،

۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء، مکتبہ شاہ فہد، ریاض

۱۷۵......تحت حديد الباطل و بردة فی ادلة الحق الذابة عن صاحب البردة، شیخ داؤد بن سلیمان جرجیس خالدی، طبع جدید، مطبع وناشر کا نام درج نہیں۔

۱۷۶......نشر الرياحين فی تاريخ البلد الامين، تراجم مؤرخی مكة و جغرافيها علی مر العصور، کرنل عاتق بن غیث بلادی، طبع اوّل، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء، دار مكة للنشر، مکہ مکرمہ

۱۷۷......نموذج من الاعمال الخيرية فی ادارة الطباعة المنيرية سنة ۱۳۴۹ھ، شیخ محمد منیر عبدہ آغا، طبع دوم، ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۸ء، مکتبہ امام شافعی، ریاض

۱۷۸......نور النبراس فی التعريف بأسانيد و مرويات الجد السيد عباس، شیخ سید محمد بن علوی مالکی، طبع اوّل، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء، دار القلم العربی، حلب

۱۷۹......وداعاً هالی، ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی، طبع اوّل، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء، ادبی ثقافتی کلب، جدہ

۱۸۰......نهج البردة، البراة، ڈاکٹر عبدالغفار حامد ہلال، طبع اوّل، ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء، دار الفكر العربی، قاہرہ

۱۸۱......واعِظ غير متَّعِظ، شیخ عبدالحی عمروی وشیخ عبدالکریم مراد، طبع اوّل، غالباً ۱۹۹۶ء، مطبع النجاح الجديدة دار البيضاء

۱۸۲......وجاء وا يركضون، شیخ ابوبکر جابر الجزائری، طبع ۱۴۰۶ھ، مطبع وناشر کا نام درج نہیں۔

۱۸۳......وسائل الاعلام السعودية و العالمية، النشأة و التطور، ڈاکٹر محمد فرید محمود عزت، طبع اوّل، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء، دار الشروق، جدہ

۱۸۴......وسام الكرم فی تراجم ائمة و خطباء الحرم، تراجم ائمة و خطباء المسجد الحرام عبر العصور، شیخ یوسف بن محمد صبحی، طبع اوّل، ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء، دار البشائر الاسلامية، بیروت

۱۸۵......هٰذه مفاهيمنا، شیخ صالح بن عبدالعزیز نجدی، طبع ۱۴۱۲ھ، دار الافتاء، ریاض

۱۸۶......هديل الحمام، فی تاريخ البلد الحرام، ترجم شعراء مكة علی مر العصور،

کرنل عاتق بن غیث بلادی، طبع اوّل، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۶ء، دار مکة للنشر، مکہ مکرمہ

۱۸۷......هويّة الكاتب المكی، تراجم موجزة لمائة من كتّاب مكة المكرمة، شیخ تمیم الحکیم، طبع ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء، دار مجلة الثقافة، دمشق

۱۸۸......اليد السفلی، ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی، طبع اوّل، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء، مطابع الاهلية، ریاض

۱۸۹......اليواقيت الثمينة فی الاحاديث القاضية بظهور سكة الحديد و وصولها الی المدينة، علامہ سید محمد عبدالحی بن عبدالکبیر کتانی، تحقیق ڈاکٹر شیخ ابراہیم بن راشد مریخی، طبع اوّل، ۱۴۲۵ھ/ ۱۹۹۴ء، دار الغناء، قاہرہ

اردو کتب

۱۹۰......ابواب تاریخ المدينة المنورة، شیخ علی بن عبدالقادر حافظ کی عربی تصنیف فصول من تاريخ المدينة المنورة کا مختصر ترجمہ، از آل حسن صدیقی، طبع اوّل، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء، مطابع المدينة، جدہ

۱۹۱......اپنی اولاد کو رسول اللہ ﷺ سے محبت کی تعلیم دو، ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی کی عربی تصنیف علموا اولادكم محبة رسول الله ﷺ کا ترجمہ، از ڈاکٹر محمد مبارز ملک، طبع اوّل، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء، ناشر الحاج محمد جمیل چشتی، کاموکے

۱۹۲...... اہم عرب ممالک، پروفیسر محمد حسن اعظمی ازہری، سن اشاعت درج نہیں، ۱۹۷۹ء کے بعد شائع ہوئی، ناشر ہادی کریم میمن، کراچی

۱۹۳......تجلیات مہر انور، مفتی سید حسین گردیزی چشتی، طبع اوّل، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء، مکتبہ مہریہ، گولڑا

۱۹۴......تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، علامہ محمد صادق قصوری و پروفیسر مجید اللہ قادری، طبع اوّل، ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۲ء، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی

۱۹۵......تذکرہ علمائے ہند، مولانا رحمٰن علی، فارسی سے ترجمہ و ترتیب از پروفیسر محمد ایوب قادری، طبع اوّل، ۱۹۶۱ء، پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، کراچی

۱۹۶......تذکرہ حضرت محدث دکن، ڈاکٹر مولانا ابوالخیرات محمد عبدالستار خان نقشبندی قادری، طبع اوّل، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء، الممتاز پبلی کیشنز، لاہور

۱۹۷...... جمال کرم، پروفیسر حافظ احمد بخش، طبع اوّل، ۲۰۰۳ء، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

۱۹۸...... جہان مفتی اعظم، مرتبین علامہ محمد احمد مصباحی اعظمی، علامہ عبدالمبین نعمانی مصباحی، مولانا مقبول احمد سالک مصباحی، طبع دوم ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء، رضا اکیڈمی بمبئی، مجموعہ مضامین ومناقب

۱۹۹......تذکرۃ المحدثین، مولانا غلام رسول سعیدی، طبع اوّل، ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۷ء، فرید بک سٹال، لاہور

۲۰۰...... چند روز مصر میں، مولانا محمد محب اللہ نوری، طبع ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء، فقیہ اعظم پبلی کیشنز بصیر پور، اوکاڑا

۲۰۱...... الحقائق، الحاج محمد مصطفیٰ علی علوی سندیلوی، طبع ۱۹۶۳ء، ایجوکیشنل پریس، کراچی

۲۰۲...... حیات ملک العلماء، ڈاکٹر مختار الدین احمد، طبع ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۳ء، ادارہ معارف نعمانیہ، لاہور

۲۰۳......خواب میں دیدار مصطفیٰ ﷺ کی بہاریں قیامت تک جاری رہیں گی، ڈاکٹر شیخ عیسیٰ بن عبداللہ مانع حمیری کی عربی تحریر کا ترجمہ از مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، سنہ اشاعت درج نہیں، صفہ فاؤنڈیشن، لاہور

۲۰۴...... ذاتِ مصطفیٰ ﷺ کا وسیلہ شرک نہیں، مجموعہ، شیخ محمد زاہد بن حسن کوثری کی عربی تحریر محق التقول فی مسئلہ التوسل کا ترجمہ از مولانا افتخار احمد قادری، شیخ سید محمد بن علوی مالکی کی تحریر کا ترجمہ از مولانا یٰسین اختر مصباحی، نیز مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری کی تحریر، سنہ اشاعت درج نہیں، صفہ پبلی کیشنز، لاہور

۲۰۵......رسول اکرم ﷺ کا حج، ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی کی عربی تصنیف، ھکذا حج رسول اللہ ﷺ کا ترجمہ از محمد لئیق اللہ خان میرٹھی، شرکۃ السعودیۃ للابحاث و النشر، جدہ

۲۰۶......رسول اکرم ﷺ کے روزے، ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی کی ھکذا صام رسول اللہ ﷺ کا ترجمہ از محمد لئیق اللہ خان میرٹھی، طبع اوّل، ۱۴۱۸ھ، شرکۃ السعودیۃ للابحاث و النشر، جدہ

۲۰۷......رطب ویابس، ڈاکٹر مولانا نور احمد شاہتاز، طبع ۲۰۰۳ء، اسکالر اکیڈمی، کراچی

۲۰۸......سنت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام، مولانا پیر محمد کرم شاہ ازہری، سنہ اشاعت درج نہیں، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

۲۰۹......سیدی ضیاء الدین احمد القادری، علامہ عبد المصطفیٰ محمد عارف قادری ضیائی، طبع اوّل ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۶ء، حزب القادریہ، لاہور

۲۱۰...... سیرت مجدد الف ثانی، ڈاکٹر مولانا محمد مسعود احمد مجددی، طبع دوم، ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء، امام ربانی فاؤنڈیشن، کراچی

۲۱۱......ضیائے مہر، مولانا مشتاق احمد چشتی، طبع اوّل، ۲۰۰۰ء، مکتبہ مہریہ، گولڑا

۲۱۲......ضیاء القرآن، مولانا پیر محمد کرم شاہ ازہری، طبع اوّل، ۱۴۰۰ھ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

۲۱۳......علم کے موتی، مولانا دلاور حسین اویسی، مولانا غلام حسین اویسی، مولانا حمید الدین اویسی، مولانا عبد الغفار قادری، مولانا عبد الرحمٰن، طبع اوّل، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۸ء، مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاول پور

۲۱۴......قرآن وحدیث کی روشنی میں محفل میلاد، شیخ ابوبکر الجزائری کی عربی تصنیف کا ترجمہ از علامہ مشتاق علی ندوی، مطبع الاھلیۃ، جدہ

۲۱۵......قصیدہ بردہ پر اعتراضات کا علمی جواب، شیخ عیسیٰ بن عبد اللہ مانع حمیری کی عربی تحریر کا ترجمہ از مفتی محمد خان قادری، طبع اوّل، ۲۰۰۳ء، کاروان اسلام پبلی کیشنز، لاہور

۲۱۶......کروں تیرے نام پہ جان فدا، ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی کی عربی تصنیف، بابی انت و امی یا رسول اللہ ﷺ کا ترجمہ از علامہ محمد حسین ساجد الہاشمی، طبع اوّل، ۱۹۹۲ء، ناشر الحاج عبد المجید کتاریہ، فیصل آباد

۲۱۷......محسنِ اہلِ سنت، احوال و آثار علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری، علامہ محمد عبد الستار طاہر،

طبع اوّل، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء، رضا دارالاشاعت، لاہور

۲۱۸...... محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ، مفتی محمد خان قادری، طبع اوّل، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء، عالمی دعوت اسلامیہ، لاہور، کل صفحات ۱۶۸

۲۱۹...... محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ، مفتی محمد خان قادری، بزم عروج اسلام، کراچی، کل صفحات ۹۶

۲۲۰...... مراۃ التصانیف، مولانا حافظ محمد عبدالستار قادری چشتی، جلد ا، طبع اوّل، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء، مکتبہ قادریہ، لاہور

۲۲۱...... مسئلہ میلاد اسلام کی نظر میں، شیخ ابوبکر الجزائری کی عربی تصنیف الانصاف فیما قیل فی المولد من الغلو و الاجحاف کا ترجمہ از علامہ محمد غیاث الدین مظاہری، طبع ۱۴۰۹ھ، دارالافتاء، ریاض

۲۲۲...... مشرق وسطیٰ، شجاعت اللہ صدیقی، طبع اوّل، ۱۹۷۱ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور

۲۲۳...... مقامات خیر، مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددی، طبع دوم ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء، شاہ ابوالخیر اکاڈمی دہلی

۲۲۴...... مکہ مکرمہ کے کتنی علماء، عبدالحق انصاری، طبع اوّل، ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء، فقیہ اعظم پبلی کیشنز، بصیر پور، اوکاڑا

۲۲۵...... المورد الروی فی المولد النبوی ﷺ، ملا نورالدین علی بن سلطان محمد قاری ہروی کی کتاب کا ترجمہ از مولانا محمد گل احمد عتیقی، طبع اوّل، غالباً ۱۹۹۳ء، مکتبہ رضائے مصطفیٰ، گوجرانوالہ

۲۲۶...... موضوعاتی اشاریہ السیرۃ عالمی اور نعت رنگ، حافظ سید محمد اظہر سعید، طبع اوّل، ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء، سیرت اکادمی بلوچستان، کوئٹہ

۲۲۷...... نعل پاک حضور ﷺ، امام عبدالصمد بن عبدالوہاب ابن عساکر دمشقی کی جزء تمثال نعل النبی ﷺ کا عربی متن نیز ترجمہ از مفتی محمد خان قادری، طبع اوّل، ۱۹۹۹ء، صفہ پبلی کیشنز، لاہور

۲۲۸...... نور نور چہرے، تذکرۂ ابرار ملت، مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، طبع اوّل،

۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء، مکتبہ قادریہ، لاہور

۲۲۹......وسعت علم نبوی ﷺ، شیخ عبداللہ سراج الدین حلبی کی عربی کتاب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے ایک باب کا ترجمہ از مفتی محمد خان قادری، سنہ اشاعت درج نہیں تاہم پیش لفظ ۱۴۲۱ھ میں لکھا گیا، صفہ فاؤنڈیشن، لاہور

مضامین و وثائق

۲۳۰......شیخ سید ابراہیم بن عبداللہ الخلیفہ کا عربی مضمون ''موت العالم ثلمة لا تسد الیٰ یوم القیامة'' کمپوز شدہ کا عکس

۲۳۱......اجازات و اسانید پر مشتمل اشتہار، مولانا علی احمد سندیلوی، عنوان و مطبع و ناشر کے نام، نیز سنہ طباعت درج نہیں، تقطیع ۸۶×۶۸ سینٹی میٹر

۲۳۲......اردو نیوز کے تراشے، محدث حجاز کی وفات سے متعلق، مطبع و ناشر کے نام نیز سنہ اشاعت درج نہیں، جب کہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے دسمبر ۲۰۰۴ء کو شائع کیے۔

عربی رسائل، سہ ماہی

۲۳۳......الاحمدیة، دبئ

۲۳۴......الدراسات الاسلامیة، اسلام آباد

۲۳۵......مجلة الجامعة الاسلامیة، مدینہ منورہ

عربی رسائل، ماہ نامہ

۲۳۶......الازہر، قاہرہ

۲۳۷......التربية الاسلامية، بغداد

۲۳۸......الدعوة، کراچی

۲۳۹......الشريعة، عمان

۲۴۰......الضياء، دبئ

۲۴۱......العرب، ریاض

۲۴۲......مجلة الحج، مکہ مکرمہ

۲۴۳......المجلة العربية، ریاض

۲۴۴......منبر الاسلام، قاہرہ

۲۴۵......المنهل، جدہ

عربی رسائل، ہفت روزہ

۲۴۶......اقراء، جدہ

عربی اخبارات، ہفت روزہ

۲۴۷......الاربعاء، جدہ

۲۴۸......ام القریٰ، مکہ مکرمہ

۲۴۹......العربی، قاہرہ

۲۵۰......المسلمون، لندن وجدہ

عربی اخبارات، روزنامہ

۲۵۱......الاهرام، قاہرہ

۲۵۲......البلاد، جدہ

۲۵۳......الجزیرۃ، ریاض

۲۵۴......الحیاۃ، لندن وغیرہ

۲۵۵......الرائی العام، کویت

۲۵۶......الریاض، ریاض

۲۵۷......السیاسۃ، کویت

۲۵۸......الشرق الاوسط، لندن وغیرہ

۲۵۹......عکاظ، جدہ وریاض

۲۶۰......المدینۃ المنورۃ، جدہ

۲۶۱......الندوۃ، مکہ مکرمہ

۲۶۲......الوطن، ابھاء

۲۶۳......الوطن، دوحہ

۲۶۴......الوطن، کویت

۲۶۵......الوطن، مسقط

۲۶۶......الوفد، قاہرہ

اردو رسائل، سال نامہ

۲۶۷......معارف رضا، کراچی

اردو رسائل، ماہ نامہ

۲۶۸......اعلیٰ حضرت، بریلی

۲۶۹...... جہان رضا، لاہور

۲۷۰......حجاز، کراچی

۲۷۱......حق چار یار، چکوال

۲۷۲......السعید، ملتان

۲۷۳......سوئے حجاز، لاہور

۲۷۴......ضیائے حرم، بھیرہ

۲۷۵......العلماء، لاہور

۲۷۶......فکر و نظر، اسلام آباد

۲۷۷......فیض عالم، بہاول پور

۲۷۸......معارف رضا، کراچی

۲۷۹......منہاج القرآن، لاہور

۲۸۰......نعت، لاہور

۲۸۱......نورالحبیب، بصیر پور

اردو رسائل، ہفت روزہ

۲۸۲......اردو میگزین، جدہ

۲۸۳......الفقیہ، امرتسر

اردو اخبارات، روزنامہ

۲۸۴......اردو نیوز، جدہ

عربی آڈیو کیسٹ

۲۸۵......جمانة الربیع فی مولد الشفیع، ڈاکٹر شیخ عیسیٰ بن عبداللہ مانع حمیری

۲۸۶......شرح المنظومة البيقونية من كتاب الشيخ عبد الله سراج الدين، شیخ سید ابراہیم بن عبداللہ الخلیفہ ، ناشر سید عبداللہ بن عبدالرحمٰن الخلیفہ ، الاحساء

عربی سی ڈی

۲۸۷......وفاة الرسول محمد ﷺ، شیخ سید علی بن زین العابدین جفری، ناشر نور میڈیا، دمشق

عربی ریڈیو چینل

۲۸۸......جدہ نمبر۲

عربی ٹیلی ویژن چینلز

۲۸۹......ابوظبی

۲۹۰......الاردنية

۲۹۱......اقراء

۲۹۲......الامارات

۲۹۳......الجزائر

۲۹۴......الجزيرة

۲۹۵......الجزيرة مباشر

۲۹۶......دبئ

۲۹۷......الرسالة

۲۹۸......السادسة

۲۹۹......سما دبئی

۳۰۰......سوریة

۳۰۱......العربیة

۳۰۱......عین

۳۰۳......المحور

۳۰۴......المستقلة

۳۰۵......المصریة

۳۰۶......المغربیة

۳۰۷......A.R.T

اردو ٹیلی ویژن چینلز

۳۰۸......PTV WORLD

۳۰۹......QTV

کمپیوٹر انٹرنیٹ ویب سائٹس

عربی

۳۱۰......www.alarabiya.net

۳۱۱......www.alhabibali.com

۳۱۲......www.alrawha.net

۳۱۳......www.alsawlatiyah.com

۳۱۴......www.azylawfirm.com

۳۱۵......www.bouti.com

۳۱۶......www.cair.com

۳۱۷.......www.cb.rayaheen.net

۳۱۸.......www.daralmostafa.com

۳۱۹.......www.duaatalislam.com

۳۲۰.......www.fikr.com

۳۲۱.......www.frzdqi.net

۳۲۲.......www.ghrib.net

۳۲۳.......www.iu.edu.sa

۳۲۴.......www.makkawi.com

۳۲۵.......www.mohamadalawi.net

۳۲۶.......www.odabasham.net

۳۲۷.......www.rcyanbu.com

۳۲۸.......www.rifaieonline.com

انگریزی

۳۲۹.......www.mihpirzada.com

اردو

۳۳۰.......www.minhaj.org

۳۳۱.......www.mtkarachi.net

قطعہ تاریخ سال وصال محدث اعظم حجاز سید محمد علوی مالکی

﴿تُطِيعُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُمْ مِنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا﴾ --- [الحجرات:۱۴]

۲۰۰۴ء

سال وصال:	''آواز شہر رشادت''	''مرجعیت وقبولیت حق''	''آ گہی، افتخار وعلا''	''گلستانِ فقر وعرفان''
۱۴۲۵ھ	''تجلیات عشق نبی بطحا''	''ماہ تیمن قرآن وحدیث''	''خوبی حزب معرفت''	''گنجینۂ فطانت وفراست''

۲۰۰۴ء	''جاوداں یمن خورشیدِ طریقت''	''وجیہ، جہانِ فیضانِ شریعت''	''چراغِ اوجِ معرفت''	''ولی، جلیل القدر علمی شخصیت''

عرب میں بھی، عجم میں بھی تھی یکساں
مکرم مالکی علوی کی شہرت
خدا کے گھر میں با اخلاصِ کامل
خدا کے دین کی، کی اس نے خدمت
صلہ پایا اسی خدمت کا اس نے
ملی اس کو فقید المثل عظمت
کلام حق، احادیث نبی کی
عطا فرمائی حق نے اس کو دولت
خدا کے ذکر، یاد مصطفیٰ سے
منور اس کی جلوت، اس کی خلوت
مجاہد، خادم دیں، مرد مومن
مجلّٰی فکر، مرد پاک طینت
شکوہ و شان امت اس کی ہستی
وجود اس کا سراجِ بزم ملت
وہ تصویر صفا و صدق و اخلاص
دل آرا، پیکر رشد و ہدایت
رکھا جائے گا بے شک دیر تک یاد
وہ شیخ وقت، پیر باکرامت
ہوا پیوند خاک آخر اسی میں
وہ جو ہے سر زمینِ عفو و رحمت
نواز اس کو الٰہی مغفرت سے
بحقِ شافعِ روز قیامت
اس عبد حق کا طارق سال رحلت
کہا ہے میں نے ''اوجِ بابِ عظمت''

۱۴۲۵ھ

محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری

ISBN 696-9079-24-5
9786969079240
Price Rs.300/-

فقیہ اعظم پبلی کیشنز بصیر پور (اوکاڑا)